Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تذکرہ

حضرت شاہ سکندر کیتھلی رح

Marfat.com

Marfat.com

تذکرہ

حضرت شاہ سکندر کیتھلیؒ

☆ تاریخ ☆ تنقید ☆ تحقیق

مصنف

سید خورشید حسین بخاری

ملنے کا پتہ

کاروان ادب ملتان کینٹ

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

86663

(جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ)

نام کتاب ---------- تذکرہ حضرت شاہ سکندر کیتھلیؒ

مصنف ---------- سید خورشید حسین بخاری

باراول دوم ---------- 1976

بارسوم ---------- 2002

طابع اول، دوم ---------- آل بشیر پرنٹرز لاہور نمبر 2

طابع سوم ---------- شیر ربانی پرنٹرز ملتان

کمپوزنگ ---------- عمر خان

نگران ---------- اخلاق احمد قادری

Marfat.com

……در مدح حضرت اقدسؒ……

هر دم از واردات لاریبی ::: سینه اش گنج خانهٔ غیبی
واقف از منتہائی درویشی ::: جذب او ہر زمان پنجویشی
مہبط فیض جاودانی اوست ::: مطرح نور آسمانی اوست
محو در ذات حق دبروں از خود ::: غرق یم الحضور ملک ابد
رہنمائی شریعت نبوی ::: منصف باصفات مصطفویؐ
در شریعت چوثانی نعماں ::: در طریقت چو بود بوسلمان
ظاہرش در جہان بصدق مقال ::: باطنش در حریم قرب جلال
بر سریر الیستادہ بالاتفاق ::: یافت خرقہ زشاہ ملک العشاق
مرشد الحق راست گمراہاں ::: پیر ماشمع دیں آ گاہاں
اولیائی بگفت خاص خدا ::: زیر در پردہ ام بوند اخفا
نتواند شاخت اینہا کس ::: عارفان خداست اینہا بس
سفتہ گوشم بہ بندگی اندر ::: زبدۃ الواصلین شہ اسکندر
باش خاموش اے حبیب اللہ ::: نتواں گفت مدح شہ باللہ

Marfat.com

چار سو گردیدہ موج قلزم فیضان تو ::: یافتہ شاخ طریقت ہم زتو نشو ونما

تو بملک بت پرستان درس وحدت کردہ ::: شوکت دین رسول ہاشمی کر دی سوا

درمیان ما مثال ابن مریم ۔۔آمدی ::: سینہ ریشاں را صفا و دردمنداں را دوا

اے شہہ عالی بیاوایں جنوں کوشی ببیں ::: درمیان عاشقاں شد محشرے طرفہ بپا

از پے جلوہ زمد تہا پریشاں خاطرم ::: بارے بنما چہرۂ انور بآں زلف دوتا

تاب ہجر تو بشداز اختیار ماکنوں ::: این تغافل آزمائی تابہ کے ماندروا

شد ہزاراں از عطائے خوان تو صاحب کمال ::: برمن خستہ جگر ہم یک نگاہی لطف زا

اکثر ازاولیاء پر وردۂ لطف تواند ::: بارگاہ تو شدہ ہم معنی نعمت سرا

ازدل وجاں شد خدائے تو خیال دلبری ::: کردہ مجروح عالم راز آں تیرا دا

زاکتاب تو سرہنگامۂ قدرت عیان ::: قول تو قبلہ نما و جلوۂ تو حق نما

گلشن رضواں شدہ گنجان زنغمہ ہائے تو ::: کاش قربانت شوم اے عندلیب خوش نوا

شیخ حبیب اللہ سرہندی

(مصنف ''حدیقۃ الخوارق'')

☆☆☆☆

Marfat.com

کیتھل کی عالی شان

مرحبا کیا کیتھل کی عالی شان ہے
اولیاء اللہ کا فیضان ہے
جنذا کیا خطۂ عرفان ہے
اس نگر میں دولتِ ایمان ہے
ہے یہاں پر نقش پائے مصطفےٰ ﷺ
جس پہ نازل رحمت یزدان ہے
ہے یہاں مرقد نشین آل رسول
جو رسولوں میں سدا سلطان ہے
ہے یہاں کبیرا لاولیاء عالی مقام
جو کہ ثانی شہ جیلاں ہے
ہیں وہ وراث مسند غوث الوریٰ
جان اُن کے نام پر قربان ہے
کیتھل کے روحانی مناظر دیکھئے
اہل حق کی اس جگہ پہچان ہے
حُب درویشاں کلید جنت است
عظمت کیتھل کا یہی اعلان ہے

Marfat.com

اظہارِ عظمت

محرم سرماست عبداللہ خوش فقیرے خداست عبداللہ
چند روزی خدمتش بودم ! یک دومہ شد جداست عبداللہ
ہر سحراز نسیم می پرسم ! خبرم دہ کجاست عبداللہ
صابر و شاکر ! ست درہمہ حال راضی اندر قناست عبداللہ
در شریعتِ محمدی چست اوست ذاکر کبریاست عبداللہ
من باد دوستی ازاں دارم طالبِ پیرماست عبداللہ
در جہاں آمدہ طریق شریف در زماں باوفاست عبداللہ
ای صبا ایں غزل ببر سویش ہر کجای کہ جاست عبداللہ

طالبِ دوست فارغ از عقبیٰ
ہمچو موسےؑ گداست عبداللہ

Marfat.com

انتساب

خاندان کمالیہ کے چشم و چراغ

سید مقبول محی الدین گیلانی مدظلہ

کے نام

Marfat.com

معروضات

مقام شکر ہے کہ تذکرہ حضرت شاہ سکندر کیتھلیؒ کی طباعت ثانیہ کا کام پایہ تکمیل پہنچا۔ تذکرہ کی ثانوی طباعت پر کام نمبر 1997 میں شروع ہوا تھا چند ماہ کے بعد جب کمپوزنگ مکمل ہونے والی تھی تو کمپیوٹر کی ہارڈ ڈسک میں فنی خرابی کی وجہ سے کمپوز شدہ مواد اُڑ گیا۔

کمپوزر چونکہ اپنا کاروبار تبدیل کررہا تھا۔ لہذا اُس نے دوبارہ کمپوزنگ سے معذرت کرلی۔ دوبارہ کمپوزنگ کے لئے کتاب عمر خان صاحب کو دی گئی۔ موصوف نے کمپوزنگ کا کام مکمل کرا کے دیا۔ مگر اس درجہ لاپرواہی کے ساتھ کہ مسودہ اغلاط نامہ بن گیا دوستوں نے حتی المقدور ان غلطیوں کی اصلاح کی مگر جب تین پروف کے بعد ٹریسنگ نکلی تو ابھی بھی اغلاط کی اتنی بھرمار تھی کہ پروفیسر خورشید حسین بخاری صاحب نے نظر ثانی کرتے ہوئے تمام ٹریسنگ دوبارہ نکلوانے کے لئے کہا۔ یوں نئی ٹریسنگ نکلوائی گئی۔ مگر ہنوز دلی دوراست کے مترادف غلطیاں مکمل طور پر صاف نہ ہوسکیں اور پروفیسر صاحب کو اپنی گوناگوں سرکاری مصروفیات سے وقت نکال کر ایک طویل عرصہ تک اس کی اصلاح کرنی پڑی۔ اسی اثناء میں ''الکمال'' کے دو ایڈیشن ''سوانح حضرت طاہر بندگی''۔ شجرہ شریف اور ''حفظ الایمان'' پریس سے آچکیں تھیں اور ہم سنہ 2002 میں داخل ہو چکے تھے۔ بالآخر جولائی 2002ء میں پروفیسر صاحب نے اصلاح کا کام مکمل کر کے مسودہ بھجوادیا۔ انکی یہ محنت شبانہ روز اب آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ امید ہے کہ قارئین کرام آپ اسے پسند فرمائینگے۔

سگ دربار عالیہ قادریہ

اخلاق احمد قادری ملتان

18-8-2002

Marfat.com

فہرست مندرجات

عنوانات	صفحہ
بسم اللہ الرحمن الرحیم	1
سب ٹائٹل۔	3
جملہ حقوق بحق مصنف۔	4
کیتھل کی عرفی شان۔	5
اظہار عظمت۔	6
انتساب۔	7
معروضات۔	8
فہرست مندرجات۔	9
تقریظ۔	10
پیش لفظ۔	17
تقریظ۔	23
صوفیائے کرام کے چند تذکروں پر ایک نظر۔	37
دسویں صدی کا ہندوستان۔	68
حسب ونسب اور شجرہ طریقت	113
اضطراب۔	115
ولادت۔	118
والد ماجد حضرت شاہ عمادالدین رحمۃ اللہ علیہ۔	119
بچپن اور تعلیم۔	121
عطائے خرقہ خلافت۔	124
مرشد ارشد شاہ کمال کیتھلی رحمۃ اللہ علیہ۔	126
متاہل زندگی۔	149
وصال۔	150
عرس اور مزار اقدس۔	152
حلیہ اور لباس	158
طرز تعلیم اور اصلاح کے طریقے	159
مکاشفات۔	172
ملفوظات۔	185
اولاد و امجاد۔	190
حضرت شاہ گدا رحمن رحمۃ اللہ علیہ۔	190
حضرت شاہ محب اللہ زاہدی رحمۃ اللہ علیہ۔	194
حضرت شاہ محمد علی زندہ ولی رحمۃ اللہ علیہ۔	196
حضرت شاہ کبیر الدین عابد رحمۃ اللہ علیہ۔	200
سلطان الاعظم حضرت شاہ محمد باباؒ و رحمۃ اللہ علیہ۔	201
شمس العارفین حضرت شاہ حسن الدینؒ۔	203
سلطان العارفین محمد علی شاہؒ۔	203
قبلہ عالم حضرت شاہ سید علی سید۔	206
تاج السالکین حضرت شاہ عبد الغنیؒ۔	209
قبلہ عالم حضرت سید علی احمد شاہ۔	214
خلفائے کرام۔	273
امام ربانی حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانیؒ۔	274
حضرت شیخ محمد طاہر بندگی لاہوریؒ۔	370
حضرت شیخ عبدالرحمن لاہوری رحمۃ اللہ علیہ۔	403
حضرت شاہ محمود علم لاہوریؒ۔	404
حضرت ملا حسین جامی لاہوریؒ۔	404
حضرت شیخ محمد اسلام بہاریؒ۔	404
حضرت شیخ نور محمد پٹنیؒ۔	405
حضرت میراں شاہ غازیؒ۔	408
حبیب اللہ سرہندی۔	411
حضرت سید جعفر شاہ قادریؒ۔	413
باوا لال پوری۔	418
کتابیات۔	419

Marfat.com

تقریظ

(از پروفیسر محمد اسلم سابق صدر شعبہ تاریخ پنجاب یونیورسٹی لاہور)

اس میں ذرہ بھر شبہ نہیں کہ برصغیر پاک و ہند میں تبلیغ اسلام کا فریضہ صوفیائے کرام نے انجام دیا ہے اور آج پاکستان، ہندوستان اور بنگلہ دیش میں جو سولہ سترہ کروڑ فرزندان توحید موجود ہیں۔ یہ انہیں کی مساعی جمیلہ کا ثمرہ ہے۔ لیکن یہ کس قدر افسوس کی بات ہے کہ جن بزرگوں نے اسلام کی اتنی خدمت کی ہے۔ تذکروں میں ان کا ذکر اول تو چند سطروں سے زیادہ نہیں اور اگر کسی تذکرے میں ان کا ذکر تفصیل سے ملتا ہے تو وہاں ان کی طرف ایسی باتیں منسوب ہوتی ہیں جو تاریخ اور تحقیق کے معیار پر پوری نہیں اترتیں۔ مولانا مناظر احسن گیلانی نے ایک موقعہ پر کیا خوب فرمایا تھا کہ صوفیائے کرام کے تذکروں میں سوائے ہم قافیہ الفاظ کے اور کچھ نہیں ملتا۔ ان تذکروں کے صفحات الٹتے جایئے تو قدوۃ السالکین' زبدۃ العارفین اور قطب الواصلین جیسے القاب کے سوا اور کچھ نہیں ملتا۔ بعض تذکرہ نگاروں نے صرف کشف و کرامات کے اظہار پر ہی اکتفا کیا ہے اور وہ اسے ہی اپنے ممدوحین کا کمال تصور کرتے ہیں۔ حالانکہ اب سے بہت پہلے حضرت سید علی ہجویریؒ تحریر فرما چکے ہیں کہ کشف و کرامات 'ولایت کے سلسلے میں کوئی حقیقت نہیں رکھتے۔ پروفیسر محمد حبیب مرحوم کو بھی ہمیشہ اس بات کا شکوہ رہا ہے کہ صوفیوں کے تذکروں میں کشف و کرامات اس کثرت کے ساتھ بیان کئے گئے ہیں کہ ان بزرگوں کے اصلی خدوخال ہی نظروں سے اوجھل ہو گئے ہیں۔ ہمارے خیال میں صوفیانہ تذکروں پر اعتماد کر کے کسی بزرگ کے

Marfat.com

سوانح حیات مرتب کرنا جوئے شیر لانے سے کسی طرح کم نہیں ہے۔ بیسیوں صفحے الٹنے کے بعد کہیں کام کا ایک آدھ فقرہ نظر آتا ہے۔ اس لئے ان بزرگوں کے سوانح نگاروں کو چیونٹیوں کے منہ سے دانہ دانہ لے کر خرمن تیار کرنا ہوتا ہے۔ اس لئے ایک تذکرہ نگار کی مشکلات کو وہی شخص بخوبی سمجھ سکتا ہے جو خود اس راہ سے گزرا ہو۔

مجھے اس بات پر بے حد مسرت ہے کہ ان تمام مشکلات کے باوجود میرے فاضل دوست پروفیسر سید خورشید حسین بخاری نے حضرت شاہ سکندر کیتھلیؒ کا تذکرہ مرتب کیا ہے۔ جس کی تکمیل میں انہوں نے برصغیر پاک و ہند میں موجود کتب تصوف کا تمام ذخیرہ کھنگال ڈالا ہے۔ میں موصوف کی محنت کی داد دیتا ہوں کہ انہوں نے بڑی چھان پھٹک کے بعد حضرت شاہ سکندر علیہ الرحمتہ کے شایان شان ان کا تذکرہ مرتب کیا ہے۔

حضرت موصوف سے چونکہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی فاروقی ماتریدیؒ براہ راست مستفیض ہوئے ہیں اور قادریہ سلسلے کی نسبت اور نعمت حضرت امام ربانیؒ کو حضرت شہ سکندر کیتھلیؒ کے واسطے سے ہی ملی ہے۔ اس لئے جب فاضل مصنف نے اس عاجز سے اپنی اس تصنیف پر تقریظ لکھنے کی خواہش کا اظہار کیا تو راقم نے حضرت امام ربانیؒ سے اپنی باطنی نسبت اور عقیدت کی بناء پر اسے اپنے لئے ایک سعادت جانا۔

سید خورشید حسین بخاری صاحب نے تذکرے کی تصنیف کے دوران جس تحقیق و تجسس اور محنت و کاوش سے کام لیا ہے۔ اس کا اندازہ تو صرف ان کی اس گراں مایہ تصنیف کو پڑھ کر ہی ہو سکتا ہے۔ شاید اسی موقع کیلئے کسی نے یہ کہا تھا۔

Marfat.com

مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید

فاضل مصنف نے اپنی تصنیف کے آغاز میں صوفیانہ تذکروں کے مندرجات پر سیر حاصل بحث کی ہے اور ثابت کیا ہے کہ ان تذکروں میں بہت سی بے سروپاباتیں شامل کردی گئی ہیں۔ جن کا حقیقت سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہے میں ان واقعات کو دہرانا نہیں چاہتا جو فاضل مصنف نے اپنے دیباچے میں بیان کئے ہیں۔ لیکن چند ایک باتوں کی طرف قارئین کی توجہ دلانا چاہتا ہوں جن سے انہیں اس بات کا صحیح اندازہ ہو جائے گا۔ کہ بزرگان دین کے سوانح حیات مرتب کرنے والوں کو کن دشواریوں کا سامنا کرنا ہوتا ہے اور ان کی ایک لغزش تاریخ کے دھارے کو موڑ دیتی ہے۔

ہمارے تذکرہ نویسوں نے اس روایت کو بڑی شدومد کے ساتھ بیان کیا ہے۔ کہ جب حضرت سید علی ہجویریؒ کے مرشد حضرت ابو الفضل ختلیؒ نے انہیں لاہور جانے کا حکم دیا تو انہوں نے عرض کیا کہ ان کے برادر طریقت حضرت حسین زنجانیؒ لاہور میں موجود ہیں۔ اس لئے انہیں وہاں جانے کی ضرورت نہیں حضرت ابوالفضل ختلی نے اس کے باوجود انہیں لاہور جانے کا حکم دیا۔ تذکرہ نگار لکھتے ہیں کہ جب حضرت علی ہجویریؒ اپنے مرشد کے حکم سے لاہور پہنچے تو اس وقت لوگ ایک جنازہ اٹھائے شہر کے دروازے سے باہر نکل رہے تھے۔ حضرت علی ہجویریؒ کے استفسار پر لوگوں نے بتایا کہ حضرت حسین زنجانیؒ انتقال فرما گئے ہیں اور یہ انہیں کا جنازہ ہے۔ اس وقت حضرت علی ہجویریؒ کو اس بات کا صحیح اندازہ ہوا کہ ان کے مرشد انہیں کیوں لاہور بھیجنا چاہتے تھے۔

Marfat.com

یہ روایت تذکروں میں اس کثرت کے ساتھ بیان کی گئی ہے کہ لوگ اس کی صداقت کو تسلیم کر چکے ہیں۔

کشف المحجوب کے مطالعہ سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت ابو الفضل ختلیؒ کا انتقال شام کے ایک موضع بیت الجن میں ہوا تھا اور انتقال کے وقت ان کا سر اپنے نامور مرید حضرت سید علی ہجویریؒ کے زانو پر تھا۔ اس سے یہ مترشح ہوتا ہے کہ حضرت ابو الفضل ختلیؒ نے انہیں اپنی زندگی میں لاہور نہیں بھیجا تھا۔ بلکہ سید ہجویریؒ غزنی پر غزوں کی یلغار کے وقت ہجرت پر مجبور ہوئے تھے۔ اس لئے مرشد کے اصرار پر ان کے لاہور آنے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ علاوہ ازیں تمام تذکرہ نگار اس بات پر متفق ہیں کہ حضرت حسین زنجانیؒ نے ۶۰۴ھ میں وفات پائی۔ جبکہ سید علی ہجویریؒ ۴۶۵ھ اور ۴۶۹ھ کے درمیان یا ۴۶۹ھ کے جلد بعد فوت ہوئے۔ اس طرح حضرت حسین زنجانیؒ کا انتقال سید علی ہجویری کی وفات کے اندازاً سوا سو سال بعد ہوا۔ لیکن تذکرہ نگاروں نے اس حقیقت کو کس طرح سے افسانہ بنادیا۔ **اسی** طرح بعض جہلاء نے اپنا الو سیدھا کرنے کیلئے یہ مشہور کر دیا ہے کہ حضرت عزیز الدین مکیؒ حضرت علی ہجویریؒ کے استاد تھے اور موخر الذکر بزرگ نے یہ فرمایا تھا کہ زائرین کو چاہیے کہ وہ پہلے میرے استاد کے مزار پر حاضری دیا کریں اور پھر میرے سلام کو آیا کریں۔ حالانکہ حضرت عزیز الدین مکیؒ سید علی ہجویریؒ کے بعد فوت ہوئے ہیں۔ جب شہاب الدین محمد غوری نے خسرو ملک کے عہد میں لاہور پر حملہ کیا تو حضرت عزیز الدین مکی ابھی بقید حیات تھے۔

Marfat.com

اسی طرح بعض تذکرہ نویسوں نے یہ روایت مشہور کر دی ہے۔ کہ سلطان غیاث الدین بلبن کی بیٹی ہزیرہ بانو حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ کے عقد میں تھی۔ تاریخ کی ورق گردانی سے معلوم ہوتا ہے کہ بلبن کی تخت نشینی سے ایک سال قبل حضرت بابا فرید الدینؒ فوت ہو چکے تھے اور وفات کے وقت ان کی عمر بقول سلطان المشائخ حضرت نظام الدین اولیاءؒ پچانوے برس تھی۔ جب بابا صاحب کا انتقال ہو گیا اس وقت بلبن ۵۹ سال کا تھا۔ اگر اس کی کوئی بیٹی ہوتی تو اس کی عمر اس وقت ۴۰ برس ہونی چاہیئے تھی۔ حضرت بابا صاحبؒ اور بنت بلبن کی عمر میں اتنا تفاوت ہی اس روایت کی تردید کیلئے کافی ہے۔ مزید بر آں جب بابا صاحب فوت ہوئے تو ان کے بڑے پوتے کی عمر اندازاً گیارہ برس تھی۔ میں نے اس مفروضے پر اپنی تصنیف "تاریخی مقالات" میں سیر حاصل بحث کی ہے۔ اس کے باوجود بعض لوگ اس پر مصر ہیں کہ بابا صاحبؒ نے بنت بلبن سے نکاح کیا تھا اور وہ نکاح کی تردید کو بابا صاحب کی توہین تصور کرتے ہیں۔ حالانکہ بابا صاحب کی عظمت سلاطین سے دور رہنے سے ہے۔ قریب رہنے سے نہیں۔

اسی طرح بعض تذکرہ نگاروں نے حضرت مجدد الف ثانیؒ کے بارے میں بھی ایک بے سروپا روایت مشہور کر دی ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ جب جہانگیر نے حضرت مجدد الف ثانی کو گرفتار کرنا چاہا تو ان کے معتقد امراء کو دربار سے دور بھیج دیا اور جب ان کے معتقد امراء برصغیر کے مختلف علاقوں میں منتشر ہو گئے تو اس کے بعد حضرت مجدد الف ثانی کو اپنے دربار میں بلا کر گرفتار کر لیا اور گوالیار کے قلعہ میں نظر بند کر دیا۔ حضرت مجدد الف ثانی کی گرفتاری سے ان کے معتقدین

Marfat.com

بڑے پریشان ہوئے اور انہوں نے ان کی رہائی کے لئے تگ ودو شروع کر دی اور کابل کے گورنر مہابت خاں کو اپنا رہنما منتخب کیا۔ مہابت خاں موقع کی تاک میں رہا اور جب جہانگیر نے کشمیر جاتے ہوئے دریائے جہلم عبور کیا تو مہابت خاں نے اسے گرفتار کر لیا۔ جب حضرت مجدد الف ثانیؒ کو اس کارروائی کا علم ہوا تو انہوں نے گوالیار سے مہابت خاں کے نام لکھا اور اسے ہدایت کی کہ بادشاہ کو رہا کر کے اس کی اطاعت کرے اور فتنہ وفساد کو ختم کرے۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ کا خط موصول ہوتے ہی مہابت خاں نے جہانگیر کو رہا کر دیا۔ ہمارے فاضل بزرگ ڈاکٹر برہان الدین احمد فاروقی نے حضرت مجدد الف ثانیؒ کے نظریہ توحید پر ایک تحقیقی مقالہ لکھ کر علی گڑھ مسلم یونیورسٹی سے پی ایچ ڈی کی ڈگری لی ہے۔ یہ حکایت اس تحقیقی مقالے میں بھی راہ پا گئی ہے۔ فاروقی صاحب کے علاوہ علامہ احسان اللہ خان گورکھپوری اور حضرت مولانا الحاج صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری نے بھی اس روایت کو من وعن نقل کیا ہے۔ ہمیں اس بات پر بڑا تعجب ہے کہ میاں صاحب سالہا سال سے ماہ صفر میں پنجاب کے مختلف شہروں میں یوم مجدد منا رہے ہیں اور ہنوز ایسی بے سروپا داستانیں بیان کر رہے ہیں جن کا حقیقت سے دور کا واسطہ بھی نہیں۔ حقیقت حال یہ ہے کہ جہانگیر نے حضرت مجدد الف ثانیؒ کو اپنے چودھویں سال جلوس میں گرفتار کیا اور سولہویں سال جلوس میں رہا کر دیا اور حضرت مجدد الف ثانیؒ نے جہانگیر کے انیسویں سال جلوس میں وفات پائی۔ اور مہابت خان نے جہانگیر کو اس کے اکیسویں سال جلوس میں گرفتار کیا تھا۔ یہ ڈاکٹر فاروقی، علامہ احسان اللہ اور میاں جمیل احمد شرقپوری کا کمال ہے کہ انہوں نے مجدد الف ثانیؒ کو ان کی وفات کے دو سال بعد رونما ہونے والے واقعات میں شریک کر دیا ہے۔

Marfat.com

اگر تذکرہ نویسوں کی اس طرح کی غلطیاں نکالنے بیٹھیں تو ایک دفتر تیار ہو جائے گا۔ ہمارے خیال میں ان تذکرہ نویسوں کی ایک بڑی مجبوری یہ تھی کہ وہ تاریخ دان نہیں تھے اور انہوں نے خوش اعتقادی اور عقیدت کے رنگ میں ڈوب کر جو تذکرے لکھے۔ وہ فن تاریخ نویسی کے اصولوں کے یکسر منافی ہیں۔ پروفیسر محمد حبیب مرحوم نے ایک موقع پر کیا خوب فرمایا تھا کہ تاریخ نویسی کے وہ مسلمہ اصول جو صدیوں تک مسلمان مورخوں کا طرہ امتیاز رہے ہیں۔ ان تذکرہ نگاروں نے یکسر نظر انداز کر دیئے ہیں اور تنقیدی اصولوں سے چشم پوشی کر کے محض عقائد پر علم کی عمارت تعمیر کرلی ہے۔

قارئین کرم اس مختصر سے تعارف کے بعد زمانہ حال کے ایک تذکرہ نویس کی مشکلات کا بخوبی اندازہ کر سکتے ہیں کہ وہ کس دشواری سے رطب ویابس سے موتی نکال لانے میں کامیاب ہوتا ہے۔ آخر میں، میں دوبارہ پروفیسر سید خورشید حسین بخاری کی محنت اور کاوش کی داد دیتا ہوں کہ انہوں نے ان تمام مشکلات پر قابو پاکر حضرت شاہ سکندر قادریؒ کا ایک مبسوط تذکرہ تحریر فرمایا جس کیلئے وہ ہمارے سبھی کے شکریہ کے مستحق ہیں۔ آخر میں میں دعا کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ مصنف اور قارئین کرام کو حضرت شاہ سکندر کیتھلیؒ کے فیوض و برکات سے بہرہ یاب کرے۔ آمین

محمد اسلم

ندوۃ المصنفین

لاہور

Marfat.com

پیش لفظ

از حکیم محمد موسیٰ امرتسری

فاضل مؤلف محترم سید خورشید حسین بخاری زید علمہ و فضلہ کا علمی ذوق نہایت بلند ہے۔ تصوف و احسان کا فیض ورثہ میں پایا ہے۔ لہذا بزرگان دین سے غایت درجہ عقیدت رکھتے ہیں اور ان نفوس قدسیہ پر تحقیق ان کا موضوع ہے۔ آج سے چند سال قبل انہوں نے حضرت شاہ کمال قادری کیتھلیؒ کا تذکرہ "الکمال" کے نام سے لکھ کر طبع کروایا تھا جو بے حد مقبول ہوا۔ اب انہوں نے حضرت شاہ کمال کیتھلیؒ کے نام ور پوتے اور حضرت مجدد الف ثانی سرہندیؒ کے مرشد ارشد حضرت شاہ سکندر قادری کیتھلی رحمہم اللہ تعالیٰ کے حالات بابرکات پر یہ کتاب تالیف کی ہے جو ان کی کئی سال کی محنت شاقہ اور تحقیق انیق کا ثمرہ ہے فاضل مولف نے دو سو سے زائد مطبوعہ اور غیر مطبوعہ کتابوں کے گہرے مطالعہ کے بعد روایات کو تنقید و تحقیق کی کسوٹی پر پرکھ کر یہ تذکرہ ترتیب دیا ہے اور اس **موضوع** پر یقیناً یہ پہلی قابل قدر کوشش ہے۔

بعض مولف و مصنف کتابوں کو بہت زیادہ پڑھتے ہیں بڑی بڑی لائبریریوں سے بھی خوب خوب استفادہ و استفاضہ کرتے ہیں۔ موقعہ ملے تو مخطوطات بھی دیکھتے ہیں مگر ادق یا اختلافی مسائل میں صحیح نتیجہ پر نہیں پہنچ پاتے۔ محترم خورشید حسین بخاری پر اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ وہ ایسے مقامات کو حل کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں اور وہ کج بحثی کے ارتکاب سے بچ جاتے ہیں۔

حضرت شاہ سکندر کیتھلیؒ حضرت امام ربانی شیخ احمد سرہندی قدس سرہ نے سلسلہ عالیہ

Marfat.com

قادریہ کا فیض حاصل کیا تھا۔ لہذا ان کے مقدس حالات کا اس کتاب میں شامل ہونا ناگزیر تھا اور حضرت مجدد الف ثانیؒ کا جہاں ذکر خیر آتا ہے۔ وہاں وحدت الوجود اور وحدت الشہود کا زیر بحث آنا لازمی امر قرار پا چکا ہے۔ مکتوب امام ربانیؒ کا جن حضرات نے بہ نظر غائر مطالعہ کیا ہے۔ ان پر عیاں ہے کہ حضرت امام ربانی قدس سرہ ابتداء میں وجودی تھے بعد میں مخالف ہو گئے اور آخر عمر شریف میں اصطلاحات و تعبیرات کے فرق سے وہی بیان فرماتے تھے جو شیخ اکبر حضرت ابن عربی قدس سرہ کا مذہب تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ حضرت امام ربانی کے بعض سوانح نگار اور مضمون نویسی کا شوق رکھنے والے کچھ لوگ حضرت شیخ مجدد کے مسلک و مذہب کو اور وحدت الوجود کو کسی عارف سے سمجھے بغیر ہی اپنی خیالی باتوں کو سامنے رکھ کر بحث شروع کر دیتے ہیں۔ جس سے یہ واضح مسئلہ الجھ کر رہ جاتا ہے۔ نیز ان نادان دوستوں کا یہ "قلمی جہاد" وابستگان سلاسل روحانیہ میں انشقاق وافتراق کا باعث بھی بن رہا ہے۔ ہم نے اوپر جو لکھا ہے کہ آخر میں حضرت مجدد قدس سرہ وحدت الوجود کے قائل ہو گئے تھے۔ اس کی تائید "کلمات الصادقین" سے ہوتی ہے۔ اس کتاب کے مصنف جناب محمد صادق حضرت شیخ مجدد قدس سرہ کے ہم عصر اور حضرت (خواجہ باقی اللہ) کے خاصے عقیدت مند ہیں لکھتے ہیں:

"اگرچہ قریب بایام رحلت حضرت خواجہ ما قدس سرہ (باقی اللہ) مشرب شیخ مائل بموافقت شیخ علاء الدولہ سمنانی شد و از معارف شیخ اکبر محی الدین ابن العربی تبری می نمودند، بعد از حضرت ایشاں ایں مشرب غلبہ نمود، امام مقتضاء آنکہ حضرت ایشاں بزبان الہام بیان گزرانده بودند کہ آخر ایشاں را مرتبہ [illegible] مقام

معلوم خواہد شد، دریں ایام خدمت شیخ میلانے تمام بایں روش دارند" ۱؎

مطلب یہ ہے کہ "حضرت باقی باللہ کی رحلت کے قریب حضرت شیخ مجددؒ شیخ علاء الدولہ سمنانیؒ کے نظریہ (الوحدت الشہود) کی طرف مائل ہو گئے تھے اور شیخ اکبر ابن عربی کے معارف سے اظہار بیزاری کرنے لگے تھے اور حضرت خواجہ باقی اللہ کی وفات کے بعد ان پر علاوالدولہ سمنانی کے نظریہ کا بہت زیادہ غلبہ ہو گیا تھا۔ چونکہ حضرت خواجہ باقی باللہ نے بزبان الہام فرمایا تھا کہ بالا آخران کو (شیخ مجددؒ) اس مقام کا مرتبہ معلوم ہو جائے گا۔ لہذا ان دنوں حضرت شیخ مجدد کا میلان وحدت الوجود کی طرف ہے"

حضرت شاہ احمد سعید مجددی دہلویؒ کا فرمان ہے کہ لوگوں میں یہ غلط مشہور ہو گیا ہے کہ حضرت مجدد توحید وجودی کے منکر تھے، فرماتے ہیں۔

"ایں سخن غلط درمیان مردمان مشہور گردیدہ کہ حضرت مجددؒ منکر توحید وجودی اند حاشاوکلاء بلکہ جناب ایشاں چنیں می فرمایند کہ توحید از معارف قلبیہ است وارباب آں زاہل ولایت اما کمال ورائی آنست۔" ۲؎

شاہ احمد سعیدؒ کی اس توضیح سے جو جی میں آئے نتیجہ نکالئے۔ مگر وحدت

۱؎ کلمات الصادقین (خطی) تالیف محمد صادق سن تالیف ۱۰۲۳ھ ورق ۹۱۔ مملوکہ پروفیسر قریشی احمد حسین احمد قلعداری (گجرات)

۲؎ مناقب احمدیہ ومقامات سعیدیہ الشاہ محمد مظہر مطبوعہ اکمل المطابع دہلی ۱۲۸۲ھ صفحہ ۱۲۶

Marfat.com

وجود کے انکار و تغلیظ کی کوئی گنجائش انہوں نے باقی نہیں رہنے دی' شاہ صاحب موصوف حضرت شیخ اکبر ابن عربیؒ کے بارے میں فرماتے ہیں۔" حضرت شیخ اکبر محی الدین عربی فی الواقع حجت موحداں است معارف ولایت چوں او کسے نہ گفتہ۔" [1]

شاہ وہاج الدین کاکوروی مرحوم نے حضرت شاہ فضل رحمٰن گنج مراد آبادی سے جو سلسلہ نقشبندیہ کے عظیم شیخ طریقت اور فاضل اجل بزرگ تھے۔ یہ مسئلہ دریافت کیا تو انہوں نے یہی فرمایا کہ حضرت مجدد علیہ الرحمتہ وجودی تھے۔ شاہ وہاج الدین بیان فرماتے ہیں۔

"میں نے حضرت مجدد کی نسبت استفسار کیا کہ حضرت کو سیر انفسی و آفاقی میں توحید شہودی کس مقام پر مکشوف ہوئی تھی؟ آپ نے فرمایا کہ حضرت مجدد شہودی نہیں تھے بلکہ وجودی تھے۔ میں نے عرض کیا کہ حضرت کے مکتوبات میں تو برابر توحید شہودی تحریر ہے۔ آپ نے فرمایا کہ حضرت نے شریعت کی وجہ سے کیا ہے۔ پھر میں نے عرض کیا کہ کیا وحدت شہود میں وحدت وجود سے زیادہ شریعت ہو سکتی ہے؟ اس پر آپ کو جوش آگیا۔ (جس کی لذت مجھ کو بہت' دنوں تک رہی اور آپ نے یہ الفاظ فرمائے کہ حاشاو کلا وحدت وجود عین شریعت ہے' وحدت وجود عین شریعت ہے اور کوئی دو منٹ تک آپ یہی فرماتے رہے اور میں محظوظ ہوتا رہا۔" [2]

---

[1] مناقب امدیہ و مقامات معیدیہ صفحہ ۱۲۱ [2] مضامین ذوقی۔ مرتبہ واحد بخش مرتبہ کراچی ۱۹۴۸ء صفحہ ۹۔۱۶۸

Marfat.com

حضرت شاہ فضل رحمٰن کے ارشادات عالیہ کا ماحصل یہ ہے۔

(الف) حضرت مجدد صاحب شہودی نہیں تھے۔ بلکہ وجودی تھے۔

(ب) حاشاو کلا وحدت وجود عین شریعت ہے۔ اس سلسلے میں اس صدی کے سب سے بڑے عالم دین حضرت مولانا شاہ احمد خاں قادری بریلوی قدس سرہ کے نزدیک بھی وحدت الوجود حق ہے۔ فرماتے ہیں۔

توحید مدار ایمان ہے اور اس میں شک کفر اور وحدت الوجود حق ہے۔ قرآن کریم واحادیث وارشادات اکابر دین سے ثابت اور اس کے قائلوں کو کافر کہنا شنیع کلمۂ کفر ہے۔ رہا اتحاد وہ بے شک زندقہ والحاد ہے اور اس کا قائل ضرور کافر ہے۔ اتحاد یہ کہ یہ بھی خدا وہ بھی خدا سب خدا۔

؎ گر حفظ مراتب نہ کنی زندیق است [1]

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ نے اتحاد کے قائلین کی تکفیر فرمائی ہے اور آج کل کے ترقی پسند ادیب، جس وحدت الوجود کا پرچار کر رہے ہیں۔ وہ یقیناً اتحاد ہے۔ اکابر صوفیہ کا کلام ان غلط اندیشوں کا ہرگز موید نہیں ہے۔ پروفیسر سید خورشید حسین بخاری صاحب نے اس مسئلہ کو بطریق احسن تفصیل کے ساتھ تحریر کیا ہے۔ نیز اکبر کے دین الٰہی اور اس عہد کے دیگر دینی فتنوں کو بیان کر کے حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ کے تجدیدی کارناموں پر محققانہ انداز میں گفتگو کی ہے۔ غرض کہ یہ کتاب جہاں سلسلہ قادریہ کے ایک رجل عظیم حضرت شاہ سکندر کیتھلیؒ اور ان کے دودمان جلیلہ کی روحانی ودینی خدمات کا صحیح تعارف کرائے گی۔ وجود و شہود کی

---

[1] بحوالہ مقدمہ دیوان خواجہ غلام فرید مرقومہ علامہ خالوت صفحہ ۷ مطبوعہ عزیز المطابع، بہاولپور۔

Marfat.com

حقیقت کو سمجھنے میں بھی مددگار ثابت ہو گی۔ میری دعا ہے کہ محترم سید خورشید حسین بخاری صاحب کی یہ سعی عنداللہ مقبول اور عندالناس مشکور ہو اور انہیں بیش ازبیش تحقیقی تالیفات عوام کے سامنے پیش کرنے کی توفیق رفیق ہو آمین۔

محمد موسیٰ عفی عنہ' لاہور

86663

Marfat.com

تقریظ

(جناب پروفیسر ڈاکٹر ناظر حسن زیدی' شعبہ اردو' یونیورسٹی اورنٹیل کالج لاہور)

اندیشہ سود و زیاں میں پھنسی ہوئی دنیا مادی دلفریبیوں کی ایسی پرستار ہے۔ کہ اس کے صبح و شام' شب و روز غرض ایک ایک لمحہ ہوس' طمع اور لذت کی نذر ہوتا جارہا ہے۔ مرد دنیا دار کو کبھی بھول کر بھی خیال نہیں آتا کہ میرا خالق اور پالنے والا کون ہے۔ بروز قیامت میری بازگشت کس عظیم المرتبت شاہنشاہ کے سامنے ہونے والی ہے۔ نالی کے کیڑے کی طرح وہ اس دنیا پر جسے حضور رسالت مآب ﷺ نے جیفہ (مردار) کہا ہے فریفتہ رہتا ہے اور مرتے وقت بھی اس کے خیال سے خالی نہیں ہوتا۔

بے خبر انسان اپنے خالق سے اتنا غافل ہے تو اسے انبیاء' اولیاء یا اصفیاء سے کیا تعلق ہو سکتا ہے؟ وہ ان برگزیدہ بندوں کے نام سنتا ہے۔ لیکن اس کا دل کبھی ان کی جانب مائل نہیں ہوتا۔ ان کے فقر اور مشاہدات و مکاشفات کو نظر حقارت سے دیکھتا ہے۔ ایک غلط اندازِ نگاہ ان کے نورانی چہروں پر ڈالتا اور گزر جاتا ہے۔ وہ نہ خدا کی عظمت پہچانتا ہے۔ نہ یہ جانتا ہے کہ مردان حق کا کیا مقام ہے حالانکہ یہی وہ بندے ہیں جن کے چہرے انوار الٰہی کا آئینہ ہیں اور جن کے متعلق ہم یہ کہہ سکتے ہیں۔

Marfat.com

بہ زیر کنگرۂ کبریاش مردانند فرشتہ صید و پیمبر شکار و یزدان گیر

غرض دنیائے دوں کے پرستاران اللہ والوں کو نہیں پہچانتے۔ وہ انہیں فقیر، محتاج اور بے نوا سمجھتے ہیں۔ حالانکہ یہ وہ بندے ہیں۔ جو اپنے اپنے شہر، صوبے یا ملک کے اندر ناموس الٰہی کے امین ہیں اور جن کی شان کے سامنے بادشاہوں کا جاہ و جلال ہیچ ہے۔

بہ ایں ہمہ، اسی دنیائے دوں میں ایسے حق پرست بھی موجود ہیں۔ جو ان مقربان بارگاہ الٰہی یعنی عارفوں اور اللہ والوں کو پہچانتے ہیں ان کی خدمت میں زندگی بسر کر دیتے ہیں اور ان کے قدموں میں جان دے دینے کو سعادت کونین تصور کرتے ہیں۔ انہی مریدان باسعادت کی بدولت اکثر بزرگان طریقت کے ملفوظات ہم تک پہنچے ہیں۔ جن سے ان بزرگوں کی سوانح عمریاں مرتب کی گئی ہیں اور دنیا کو عرفان و حقیقت کے ان سرچشموں سے فیض یاب ہونے کا موقع ملا ہے۔ سلطان المشائخ قطب اولیاء حضرت شاہ سکندر قادری کیتھلی قدس سرہ کے حالات انہی اشخاص کے ذریعے دستیاب ہوئے ہیں۔ جنہیں عزیزم خورشید حسین بخاری نے تالیف کر کے سعادت دارین حاصل کی ہے۔

میں مؤلف سے ذاتی طور پر واقف ہوں۔ نوجوانی میں فقر و تصوف سے میلان رکھنا اور عرفان و حقیقت کا طالب رہنا بہت مشکل ہے، اس لحاظ سے خورشید بخاری کی ذات بذات خود متبرک و محترم ہے۔ وہ جوان صالح ہیں اور بزرگان دین کا احترام ان کے خمیر میں شامل ہے۔ انہوں نے حضرت سلطان المشائخ شاہ سکندر قادریؒ کے حالات بڑی کوشش سے فراہم کئے ہیں، اور

Marfat.com

معاصرانہ شہادتوں سے پورا استفادہ کیا ہے ــــ یہ ایک ایسی خدمت ہے کہ جو حضرت سلطان المشائخؒ کا نام زندہ رکھنے کے علاوہ خود مولف کو بھی شہرت دوام بخشنے کی ضامن ہے۔ انہیں اولیائے کرام کے ساتھ جو عقیدت ہے وہ اس تالیف کے ہر لفظ سے نمایاں ہے۔

ان بزرگوں کے حالات شاہی تاریخوں میں نہیں ملتے۔ بلکہ مریدوں کی زبانی روایات سے سینہ بہ سینہ پہنچتے ہیں۔ ان بزرگوں کے اقوال و اعمال انہیں روایتوں کے ذریعے محفوظ ہیں اور خوش عقیدہ لوگوں کیلئے خضر راہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ حضرت سلطان المشائخ دسویں صدی ہجری کے باخدا بزرگ تھے۔ ان کا زمانہ آج سے چار صدی پہلے کا ہے جب اکثر اشخاص کے سینے میں شمع ایمان روشن تھی۔ اس زمانے کے حالات کا آج کے حالات سے مقابلہ ممکن نہیں۔ تاہم اس تالیف کو پڑھ کر اس زمانے کے جوش ایمان کا کچھ اندازہ ہو سکتا ہے۔ کیونکہ اس میں حضرت سلطان المشائخؒ کے سوانح حیات کے دوش بدوش بعض اور بزرگان دین کے حالات بھی ضمناً بیان کیے گئے ہیں۔ شیخ احمد سرہندیؒ شیخ طاہر بندگیؒ، شیخ اسلام بہاریؒ اور شاہ کمالؒ وغیرہ ایسے بزرگ ہیں کہ ان کے واقعات پڑھ کر فی الواقع ایمان کی تازگی پیدا ہوتی ہے اور فقر و طریقت کی وہ شان نظر آتی ہے۔ جس کے آگے شان سکندری ہیچ ہے۔ ان بزرگوں کی حق گوئی و بے باکی' زہد و تقدس' تقویٰ و طہارت جذب و شوق' ہمارے دلوں کو ایمان و یقین کا پیغام دیتے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ ارباب شریعت و طریقت اس تالیف کو احترام و الفت کی آنکھوں سے پڑھیں گے۔

از ما بجز حکایت مہر و وفا مپرس
ما قصہ سکندر و دارا نخواندہ ایم

فقیر۔ ناظر حسن

Marfat.com

سخنہائے گفتنی

اقوام عالم کی اصلاح و تربیت کے لئے اللہ تعالیٰ انبیائے کرام علیہم السلام کو مبعوث فرماتا رہا ہے۔ ان انبیائے کرام نے اپنے اپنے عہد میں مخصوص علاقوں میں مخصوص قوموں کی اخلاقی وروحانی تربیت کی۔ انبیائے کرام علیہم السلام کا یہ سلسلہ نبی کریم رؤف الرحیم حضرت محمد ﷺ پر ختم ہوا۔ آپ کو ایک مکمل ضابطہ حیات دے کر اس کائنات کی اصلاح کیلئے مبعوث فرمایا گیا۔ چنانچہ آپ نے اپنے علاقے کے لوگوں کو خیر کی دعوت دی۔ انہیں نہ صرف بہت ہی قلیل مدت میں دولت ایمان سے مشروف فرمایا۔ بلکہ آپ کا پیغام چار دانگ عالم میں پھیل گیا اور قیصر و کسریٰ کے دیو استبداد کو آپ کے سامنے سر جھکانا پڑا۔ آپ کا پیغام عالمگیر اور دائمی ہے۔ آپ کے وصال کے بعد آپ کی تعلیمات اور دین اسلام کو پھیلانے میں جو سعی و کوشش آپ کے خلفائے راشدین صحابہ کرام' تابعین اور تبع تابعین رضوان اللہ علیہم نے جاری رکھی۔ اس کی مثال دنیا کی تاریخ میں ملنا مشکل ہے آپ کے روحانی کمالات کے وارث آپ کی امت کے علماء و اولیائے کرام ہوئے۔ جنہوں نے آج تک شریعت محمدی اور احکام خداوندی کو اپنے سینے سے لگائے رکھا ہے اور اسے حتی المقدور پھیلانے کی کوشش کی ہے او راس راستے میں آنے والی ہر صعوبت کو برداشت کیا ہے۔ چنانچہ انہی قربانیوں کا نتیجہ ہے کہ اسلام اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ آج بھی قائم ہے۔

Marfat.com

اولیائے کرام کے روحانی کمالات تزکیۂ نفس، تصفیۂ باطن اور کشف و تصرفات کی بناء پر کائنات کے اوضاع واحوال ان کے سامنے آئینہ ہوتے ہیں۔ وہ اس کے حسن و قبح کو بخوبی جانتے ہیں اور سمجھتے ہیں۔ چنانچہ یہ حضرات ان علاقوں میں جہاں اخلاقی دینی اور روحانی اقدار روبہ زوال ہوں جاتے ہیں یا بھیجے جاتے ہیں۔ عوام الناس کی اصلاح احوال کی طرف توجہ دیتے ہیں اور اسلامی اقدار رائج کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ، شیخ داؤد کرمانی شیر گڑھیؒ، سید علی بن عثمان ہجویریؒ المعروف بہ داتا گنج بخشؒ، فخر الدین عراقی، خواجہ بہاؤالدین زکریا، شیخ شہاب الدین سہروردی اور خواجہ باقی باللہ رحمہم اللہ تعالیٰ وہ بزرگان دین ہیں جو برصغیر پاک وہند میں بیرونی علاقوں سے آئے اور یہاں پھیلے ہوئے فسق وفجور کو مٹانے میں مشغول ہو گئے۔ اپنے مقصد میں ان بزرگوں کو جو کامیابیاں حاصل ہوئیں وہ پوشیدہ نہیں۔ چنانچہ ہم یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ برصغیر پاک وہند میں اسلام کی اشاعت انہی بزرگان دین کی مرہون منت ہے۔ تاریخ کا مطالعہ اس بات پر شاہد ہے کہ مسلمان فاتحین نے برصغیر پاک وہند میں بلاشبہ باقاعدہ مسلمان حکومتیں قائم کیں۔ لیکن یہ عرفاء و صلحاء ہی تھے۔ جنہوں نے ان مسلمان حکومتوں کی بنیادوں کو مضبوط کیا۔ ان بزرگان دین نے عوام الناس کو اسلام کی دعوت دی اور اپنے اخلاق و کردار سے ہندوؤں کے دل موہ لئے ساتھ ہی انہوں نے مسلمان حکمرانوں کے کردار و گفتار کا محاسبہ بھی کیا اور حاکمان وقت کو راہ راست پر رہنے، خلقِ خدا سے انصاف کرنے اور شریعت محمدی کی پابندی کرنے کیلئے کہا۔ ان اولیائے کرام نے باقاعدہ خانقہی نظام قائم کر کے اخوت و مساوات کا درس دیا۔ ان خانقاہوں میں لوگ بلاامتیاز مذہب وملت

Marfat.com

آتے' اولیائے کرام کی تعلیمات سے مستفید ہوتے اور دولت ایمان سے اپنی جھولیاں بھرتے۔ یہی وہ مقامات تھے جہاں دنیا کی بے ثباتی پر زور دیا جاتا اور لوگوں کو خشیت الٰہی سے آگاہ کیا جاتا تھا۔ یہاں امیر و غریب میں قطعاً فرق روا نہ رکھا جاتا۔ شعائر اسلامی پر اولیائے کرام خود عمل کرتے اور اپنے پیروکاروں کو ان پر عمل کرنے کی نہ صرف تلقین کرتے۔ بلکہ عمل کرواتے اور اس طرح ایک چراغ سے دوسرا چراغ روشن ہوتا اور یہ سلسلہ آج تک جاری ہے۔

برصغیر پاک و ہند میں اس وقت تصوف کے جو چار سلسلے موجود ہیں۔ یعنی قادریہ' چشتیہ' سہروردیہ اور نقشبندیہ' سب برصغیر پاک و ہند میں بیرون ملک سے آئے ان چاروں سلسلوں کے بزرگوں کے بنیادی اصول، مطمع نظر اور منزل ایک ہی ہے یہ علیحدہ بات ہے کہ اس منزل تک پہنچنے اور مطمع نظر حاصل کرنے کے اطوار و انداز میں قدرے اختلاف ہے۔ ان کی مثال چار ایسے دریاؤں کی سی ہے جنہوں نے ایک منبع سے نکل کر چار مختلف راستے اختیار کر لئے ہوں۔ لیکن آخر ان کا دہانہ بھی ایک ہی ہو۔ چنانچہ یہ چاروں دریا مختلف مراحل طے کرتے ہوئے آخر ایک جگہ جا کر اکٹھا ہو جاتے ہیں۔ سلسلہ قادریہ کی ایک خصوصیات یہ رہی ہے کہ برصغیر پاک و ہند میں اس کی تبلیغ و اشاعت میں دوسرے سلسلوں کے علی الرغم غوث صمدانی حضرت سید عبدالقادر جیلانیؒ کی اولاد نے براہ راست حصہ لیا ہے اور اس کی یہ انفرادیت آج بھی قائم ہے۔

جن بزرگوں نے سلسلۂ قادریہ کو برصغیر پاک و ہند میں پھیلانے کی جدوجہد کی ان میں حضرت شاہ کمال کیتھلی قدس سرہ کا نام سرفہرست آتا ہے۔ آپ کا تعلق خانوادۂ غوث الثقلین حضرت سید عبدالقادر جیلانیؒ سے ہے آپ

Marfat.com

اپنے مرشد حضرت شاہ فضیلؒ کے ایماء پر برصغیر پاک و ہند میں تشریف لائے اور یہاں دین اسلام کی تبلیغ و اشاعت میں مصروف رہے۔ چنانچہ آپ کے دست حق پرست پر لاکھوں ہندو مسلمان ہوئے ہزاروں مسلمانوں نے گناہوں سے توبہ کی اور مردان حق آگاہ و حق گو نے آپ سے بیعت ہو کر روحانی فیض حاصل کیا۔ حضرت شیخ جلال الدین تھانیسریؒ اور حضرت شیخ عبدالاحدؒ کے ساتھ آپ کی صحبتیں رہیں اور مؤخر الذکر نے آپ سے بیعت ہو کر نسبت فردیت حاصل کی۔ بچپن میں حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کو بھی آپ سے فیضان پہنچا۔ صوفیاو عرفائے ہمعصر و متاخرین نے آپ کو شاندار لفظوں میں خراج عقیدت پیش کیا ہے۔ حضرت شاہ کمال کیتھلی قدس سرہ کے بعد نیابت غوثیہ آپ کے پوتے حضرت شاہ سکندر کیتھلیؒ قدس سرہ کے حصے میں آئی جن کی پرورش آپ کے دادا کے ہاتھوں ہوئی۔ آپ جذبہ قوی کے مالک اور پابند شرع بزرگ تھے۔ ساری عمر خود شریعت نبوی علیہ الصلوۃ والتسلیم کی پیروی کی اور اپنے معتقدین و مریدین سے اس روش پر عمل کرایا۔ آپ عہد آفرین شخصیت تھے۔ حضرت مجدد الف ثانی، شیخ طاہر بندگی، ملا عبدالرحمٰن لاہوری' ملا حسین جامی لاہوری، شیخ اسلام بہاری اور شیخ نور محمد پٹنی قدس اسرار ہم ایسے بزرگان دین آپ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے اور سلسلہ قادریہ میں خرقہ خلافت سے مشرف ہوئے آپ کا ہاتھ زمانے کی نبض پر رہا اور آپ اسی لحاظ سے اپنے معتقدین' مریدین، محبان اور اولاد کی تربیت کرتے رہے۔

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کے علاوہ اولیائے معاصرین و

Marfat.com

متاخرین نے بھی آپ کی عظمت کا اقرار کیا۔ حضرت شاہ سکندر کیتھلی قدس سرہ کے بعد آپکی اولاد نے آپ کے مشن کو جاری رکھااور یہ سلسلہ آج تک جاری ہے۔ اس خاندان کا روحانی فیضان اگر خاندان مجددی میں جاری ہوا۔ تو خاندان شاہ ولی اللہ بھی اس سے مستفید ہوا۔ مفسر تفسیر حقانی حضرت شیخ عبدالحق حقانی نے بھی فیض اٹھایا تو لیاقت علی خان سابق وزیر اعظم پاکستان کے مورث اعلی اور (بعد میں) والد گرامی نے بھی کسب فیض کیا۔ اس خاندان نے برصغیر پاک وہند کے مسلمانوں میں تشخص قومیت کا جذبہ پیدا کیااور تحریک پاکستان میں بھرپور حصہ لیا۔ اس خاندان نے اردو، فارسی علم وادب کی خدمت بھی کی۔ لیکن اس خاندان کے علمی وادبی کمالات کی طرف ناقدین ادب نے تاحال توجہ نہیں لی ہے

حضرت شاہ کمال کیتھلیؒ قدس سرہ کے حالات پر مشتمل ہماری ایک تالیف "الکمال" کے نام سے ۱۹۶۷ء میں شائع ہوئی تھی۔ الکمال کے ساتھ ہی زیر نظر کتاب کا مسودہ بھی تیار ہو گیا تھا۔ اور ممکن تھا کہ یہ کتاب چھپ بھی جاتی۔ لیکن ہمیں چند معلومات مزید دستیاب ہوئیں۔ چنانچہ ہم نے ناشر سے مسودہ واپس لے لیا۔ اور اسے از سر نو ترتیب دینا شروع کر دیا مگر یہ سلسلہ بہت زیادہ وسیع وطویل ہو گیا۔ ہمیں بعض احباب نے خطوط لکھے جن میں ہم سے بعض امور کی وضاحت طلب کی تھی اور اپنے نقطۂ نظر سے بھی آگاہ کیا تھا۔ بعض نے ہمیں نئی معلومات سے نوازا۔ اسی طرح بعض حضرات کو ہم نے خطوط لکھے چنانچہ ان حالات کے پیش نظر ہمیں کئی شہروں کا سفر بھی کرنا پڑااور ہم نے مختلف شخصی کتب خانوں اور تعلیمی اداروں کے کتب خانوں سے استفادہ کیا۔

اب ہمارے پاس یادداشتوں کا ایک انبار جمع ہو گیا تھا۔ جنہیں منظم

Marfat.com

ومرتب کرنے کی ضرورت تھی اور چونکہ زیر نظر کتاب کے آغاز کو بھی کافی مدت گذر چکی تھی۔ اکثر احباب کی طرف سے اس کی جلدی اشاعت کے لئے پیہم تقاضا ہو رہا تھا۔ اس لئے ہم نے اپنے کام کو سمیٹتے ہوئے مسودہ کو ترتیب دینا شروع کر دیا اور الحمد اللہ تعالیٰ یہ کام بطریق احسن انجام پذیر ہوا۔

ہم نے زیر نظر کتاب کی ترتیب کے دوران میں اس کا نام "دبدبہ سکندری" تجویز کیا تھا اور اس کا اشتہار الکمال کی پشت پر اور اکثر جرائد ورسائل میں بھی دیا جا چکا تھا۔ لیکن بعد میں مناسب سمجھا گیا کہ "دبدبہ سکندری" کے بجائے۔ "تذکرہ حضرت شاہ سکندر کیتھلیؒ" رکھ دیا جائے۔ چنانچہ یہ کتاب تذکرہ حضرت شاہ سکندر کیتھلیؒ کے نام سے آپ کے ہاتھوں میں ہے۔۔۔۔ لیکن اب اس کی ہیئت کافی بدل چکی ہے "دبدۂ سکندری" سے شروع ہو کر "تذکرہ حضرت شاہ سکندری کیتھلیؒ" تک پہنچتے پہنچتے اس میں زمین و آسمان کا فرق پیدا ہو گیا ہے تب یہ "الکمال" کے انداز پر لکھی گئی تھی موجودہ صورت آپ کے سامنے ہے۔

اس کتاب کو مرتب کرتے وقت ہمارے پیش نظر یہ بات رہی ہے کہ حضرت شاہ سکندر کیتھلی قدس سرہٗ آپ کے خلفائے کرام، اولاد و اخلاف کی زندگی اور کارناموں کو شرح وبسط کے ساتھ بیان کر دیا جائے اور اس عہد کی مکمل تصویر پیش کی جائے جس میں ان حضرات نے زندگی بسر کی۔ ہم نے تمام روایات حالات اور واقعات کو پوری دیانتداری' عقیدت اور احترام اور غیر جانبداری سے پیش کیا ہے اور کوشش کی ہے کہ متنازعہ فیہ مسائل وواقعات کا تجزیہ کر کے کسی معقول نتیجے پر پہنچا جائے۔ واقعات تلاش کرتے وقت ہمیں چند در چند وجوہ کی بنا،

Marfat.com

پر بہت سی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ چنانچہ ہم نے تصوف کے چند تذکروں سے ایسی مثالیں اکٹھا کی ہیں جو ہمارے اس دعوے کے ثبوت کیلئے کافی ہیں۔ اگرچہ اس باب میں ئنے تذکروں کے علاوہ تقاویم، لوح ہائے مزارات اور چند مجلّات کا ذکر بھی کر دیا ہے۔ لیکن انہیں بھی تذکروں کا تتمہ ہی سمجھنا چاہیئے۔ کیونکہ ان میں مرقوم عبارات و تواریخ وفیادت بھی تذکروں سے ہی ماخوذ ہیں۔اسی طرح اس کتاب میں آپ کو ایک باب بعنوان "دسویں صدی ہجری کا ہندوستان" نظر آئے گا۔ اس باب میں ہم نے ان حالات و واقعات کا جائزہ پیش کیا ہے۔ جو اس وقت برصغیر پاک وہند میں موجود تھے ؛ جب حضرت شاہ کمال کیتھلیؒ قدس سرہ برصغیر میں تشریف لائے اور جس دور میں حضرت شاہ سکندر کیتھلی حضرت مجدد الف ثانی اور حضرت شیخ طاہر بندگی قدس اسرارہم نے آنکھ کھولی۔ دسویں صدی ہجری کے ہندوستان کی کوکھ سے گیارہوں صدی ہجری کے ہندوستان نے جنم لیا۔ جس کے ابتدائی سالوں میں حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کی تحریک تجدید دین عروج پر پہنچی۔ ہم نے اسی باب کے آغاز میں ان اسباب و علل کو بیان ہے کہ کرامات تصوف کے سلسلے میں کوئی اہمیت نہیں رکھتیں۔"

تذکروں کی اس خامی کی بڑی وجہ یہ ہے کہ تحقیق و تنقید کا جو معیار آج قائم ہو چکا ہے۔ وہ ماضی میں نہیں تھا۔ تذکرہ نویس ایک داستان کے طور پر خوش عقیدگی کے تحت حالات و واقعات اور کشف و کرامات کو کتابی جامہ پہنائے جاتے تھے۔ اس خوش عقیدگی کی وجہ سے فرید الدین عطار، مفتی غلام سرور، خواجہ حسن سجزی، نور احمد چشتی، شیخ الہدیہ اور صاحبزادہ کمال الدین محمد احسان نے محیر العقول

Marfat.com

روایات اپنے تذکروں میں لکھ دیں اور اس طرح نہ صرف "فن سوانح نگاری اور اصول تذکرہ نویسی سے انحراف کیا ہے۔" بلکہ "ان کی بدولت غلط روایات خاص و عام میں مشہور ہو گئیں۔"

تذکروں کے علاوہ ملفوظات کے مجموعوں کی حالت بھی ابتر ہے۔ وہ بھی شبہ سے خالی نہیں۔ انیس الارواح، دلیل العارفین، فوائد السالکین، راحت القلوب، اسرار الاولیاء کی حیثیت مشتبہ ہے اور غالباً سب وضعی ہیں اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی اور دوسرے بزرگوں نے ان سے کم و بیش استفادہ کیا ہے۔ فوائد الفواد کے متعلق پروفیسر محمد شجاع الدین مرحوم اپنے ایک مضمون بعنوان "حسن سجزی" میں تحریر فرماتے ہیں کہ "ان ملفوظات میں بہت سی الحاقی باتیں بھی شامل ہو چکی ہیں" پروفیسر محمد اسلم کا خیال ہے کہ "ہمارے بیشتر اکابر کی تصانیف میں تحریف ہو چکی ہے۔ ۔۔۔۔۔۔۔ بسا اوقات ایک ہی کتاب کے دو نسخے آپس میں نہیں ملتے۔ اسی طرح کئی فرضی کتابیں مثلاً شجاع حیدری، دیوان خواجہ معین الدین حسن اجمیری، دیوان خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اور دیوان زیب النساء کرنے کی کوشش کی ہے۔ جن کی بناء پر برصغیر پاک و ہند میں صحیح اسلامی حکومت کے قیام میں مشکلات پیش آئیں اور جن کی بناء پر برصغیر پاک و ہند میں "ہندو مسلم بھائی بھائی" کا نعرہ لگا کر مسلمان کو نہ صرف گمراہ کیا گیا۔ بلکہ ہندوؤں نے مکاری سے مسلمان بادشاہوں کو اپنے دام ہمرنگ زمین میں پھنسا کر انہیں دین و ملت سے بیگانہ کر کے ایک مخلوط قومیت پیدا کرنے کی کوشش کی۔ ان کی اس کوشش کا شکار اکبر ہی نہیں بعض متقدمین بھی ہوئے لیکن اکبر نے جس انداز سے ان کے جال میں پھنس کر دین سے برگشتگی کا ثبوت دیا اس سے زیادہ بھیانک اور مکروہ تصویر

Marfat.com

کوئی نہیں ہو سکتی۔

ہماری تالیفؒ "الکمال" پر ایک تبصرہ نگار نے تبصرہ کرتے ہوئے ہماری حوصلہ افزائی کی تھی اور الکمال کی خوبیوں کو سراہتے ہوئے اسے ایک عمدہ تالیف قرار دیا تھا لیکن لکھا تھا کہ اس سائنسی دور میں کرامات بیان کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ اس کے جواب میں ہماری گزارش ہے کہ اگرچہ کرامات کو اولیاء اللہ کی عظمت سے کوئی تعلق نہیں اور انہیں ولایت کا جزو بھی نہیں سمجھا جاتا لیکن ماضی کے تذکروں میں کرامات کو اولیاء اللہ کی زندگی میں اہم درجہ حاصل رہا (اور آج بھی ہے) اور دوسرے یہ کہ اولیاء اللہ سے کرامات کا صدور برحق ہے۔ اس لئے کسی ولی اللہ کی زندگی اور کارنامے بیان کرتے وقت اس کی کرامات کا ذکر کر دینا نامناسب نہیں۔ ہم نے حضرت شاہ سکندر کیتھلیؒ کی کرامات بیان کرتے وقت کرامات کے صدور اور حقانیت پر روشنی ڈالی ہے۔

یوں تو اس کتاب کی ترتیب و تبویب کے دوران ہمیں احباب کی ایک کثیر تعداد کا تعاون حاصل رہا ہے۔ لیکن یہاں فرداً فرداً ہر ایک کا ذکر کرنا ممکن نہیں۔ البتہ دربار قادریہ کمالیہ سکندریہ ڈیرہ غازی خان کے سجادہ نشین جناب سید مقبول محی الدین گیلانی اور ان کے برادر بزرگ جناب سید خورشید محی الدین گیلانی کی خصوصی معاونت کیلئے ہم ان کے شکر گزار ہیں۔ ان حضرات نے اپنے خاندانی ریکارڈ اور بہت سی مفید معلومات سے ہمیں مستفید فرمایا۔ جناب حکیم محمد موسیٰ امرتسری اور اسلامیہ کالج پشاور کے لائبریرین جناب وحید شاہ بھی ہمارے شکریہ کے مستحق ہیں۔ ان صاحبان نے ہمیں نادر و نایاب کتب مطالعے کیلئے فراہم کیں۔ جناب وحید شاہ نے تو اپنی روایتی مہمان نوازی سے ہمارا دل موہ

Marfat.com

لیا۔ جناب حکیم محمد موسیٰ امرتسری نے ہماری اس تالیف کیلئے پیش لفظ لکھا اس کیلئے بھی ہم موصوف کے تہہ دل سے شکر گزار ہیں۔ وحدت الوجود اور وحدت الشہود کے بارے میں جناب غلام حیدر مرزا اور اپنے ایک سابق رفیق کار جناب پروفیسر عبدالغنی قادری ایم اے (عربی، اسلامیات) گورنمنٹ اسلامیہ کالج سانگلہ ہل) اور موجودہ رفقائے کار پروفیسر رانا ریاض احمد خاں ایم اے (سیاسات' اسلامیات' تاریخ) اور گلزار محمد ایم اے (اردو' فارسی' تاریخ) لائبریرین کا شکریہ ادا کرنا بھی ہم پر واجب ہے کہ ان حضرات کے گراں قدر مشورے ہمارے راہنما رہے ہیں۔ ہم جناب پروفیسر محمد اسلم سابق صدر شعبہ تاریخ' جامعہ پنجاب لاہور اور جناب بشیر احمد چودھری کے ممنون ہیں کہ ہم نے اول الذکر کی یادداشتوں سے بھرپور استفادہ کیا ہے اور موصوف نے اپنی گوناگوں مصروفیات کے باوجود زیر نظر کتاب کیلئے تقریظ لکھی اور موخر الذکر نے ''الکمال'' کی طرح زیر نظر کتاب کو حلیۂ طباعت سے آراستہ کیا' ان تمام مصنفین و مؤلفین کا شکریہ ادا کرنا بھی ضروری ہے جن کی تالیفات و تصنیفات سے ہم نے اپنی تالیف کے دوران استفادہ کیا ہے۔

ہم نے کہا ہے زیر نظر کتاب کا مسودہ ''الکمال'' کے ساتھ ہی مکمل ہو گیا تھا۔ مسودہ کی تکمیل کے بعد ہمارے استاد گرامی محترم ڈاکٹر ناظر حسین زیدی نے جو اس وقت گورنمنٹ کالج شیخوپورہ میں فارسی ادبیات کے استاد تھے ہماری گذارش پر تقریظ کے عنوان سے ایک تحریر سپرد قلم کی تھی۔ اس نوازش کیلئے ہم موصوف کے دلی طور پر شکر گزار ہیں اور اس تقریظ کو شامل اشاعت کر رہے ہیں۔

Marfat.com

جناب مولانا شمس الدین مرحوم تاجر کتب لاہور (متوفی ۱۱۔ جنوری ۱۹۶۸ء) اگرچہ اس جہان میں موجود نہیں۔ لیکن ہمارے بدن کا ہر موان کے لئے سپاس گزار ہے اور ان کی مغفرت کیلئے دعاگو۔ موصوف نے "الکمال" اور زیر نظر کتاب کی ترتیب کیلئے اپنے کتاب خانے سے استفادہ کرنے کی نہ صرف فراخ دلی کے ساتھ اجازت ہی دی تھی بلکہ ہمارے لئے اکثر نایاب کتب بھی مہیا کی تھیں۔ لیکن ہمیں افسوس ہے کہ جب "الکمال" شائع ہوئی اور ہم کتاب مذکور کا ایک نسخہ پیش کرنے کیلئے موصوف کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ہمیں موصوف کی دکان کے دروازے بند اور مسلم مسجد کے کھلے ملے۔ ہمیں معلوم ہوا کہ موصوف کا گزشتہ رات انتقال ہو گیا اور اب مسلم مسجد میں نماز جنازہ ہونے والی ہے۔

اگرچہ ہم نے پوری کوشش کی ہے کہ اس کتاب کو ہر لحاظ سے مکمل بنایا جائے اور جن حضرات کے تذکرے سے اس تالیف کو آراستہ کیا گیا ہے۔ ان کی شخصیت کا کوئی پہلو پوشیدہ نہ رہے۔ تاہم قارئین کرام اگر کوئی غلطی یا خامی پائیں تو ہمیں آگاہ فرمائیں۔ کتاب کو جامع اور مفید تر بنانے کیلئے ہر احسن تجویز اور رائے کا خیر مقدم کیا جائے گا۔

گورنمنٹ گورونانک کالج ننکانہ صاحب

سید خورشید حسین بخاری

۷۔ شوال المکرم ۱۳۹۶ھ

۲۔ اکتوبر ۱۹۷۶ء

Marfat.com

صوفیاء کے چند تذکروں پر ایک نظر

یوں تو بر صغیر پاک و ہند میں مسلمان محمد بن قاسم کی آمد سے پہلے ہی موجود تھے۔ لیکن بر صغیر میں اسلام کو پھلنے پھولنے کا موقع محمد بن قاسم کی فتوحات کے بعد ہی ملا۔ محمد بن قاسم کے بعد اس کے مشن کو دوسرے مسلمان سپہ سالاروں اور حکمرانوں نے جاری رکھا اور ماضی میں جب بھی بر صغیر میں مسلمانوں پر کوئی مصیبت آئی یا اسلام کو خطرہ لاحق ہوا تو اس کے محافظ محمود غزنوی اور شہاب الدین محمد غوری کی صورت میں نمودار ہوئے۔ جنہوں نے نہ صرف تلوار کے جوہر دکھا کر یہاں کے ہندو راجاؤں ' مہاراجاؤں کو نیچا کھایا بلکہ بر صغیر میں اسلامی سلطنت کی بنیادیں استوار کرنے میں بھی بھرپور کردار ادا کیا۔ یہ انہی کی مساعی کا نتیجہ تھا کہ بر صغیر میں اسلامی سلطنت قائم ہوئی۔ ہندوستان میں اسلامی سلطنت کا آغاز سلطان قطب الدین ایبک سے ہوتا ہے۔ اور خاندان مغلیہ کے انقراض پر اسلامی سلطنت کا اختتام ہو جاتا ہے۔

سلطان قطب الدین ایبک کی تخت نشینی سے لے کر خاندان مغلیہ تک جتنے بھی سلاطین اور شہنشاہ ہوئے۔ انہوں نے کسی نہ کسی صورت میں اسلامی نظام حکومت کو اپنانے' نبھانے اور قائم رکھنے کی کوشش کی۔ ان میں سے اکثر کی زندگی اسلامی طریق معاشرت کا واضح ثبوت تھی۔ انہوں نے مساجد تعمیر کرائیں۔ اور خود نماز کی پابندی کی اور رعایا سے پابندی کرائی۔ دین کے پابند اشخاص کو شیخ الاسلام مقرر کرتے۔ مذہبی مجلسیں منعقد کراتے اور مہمات کے دوران بھی

Marfat.com

اس کا اہتمام کیا جاتا۔ شرع کا پورا احترام کرتے۔ علماء سے تعلق رکھنے میں اپنی عافیت اور مشائخ و صوفیاء سے عقیدت رکھنے میں اپنی خوش بختی تصور کرتے تھے۔ ذمیوں کے حقوق کا پورا خیال رکھتے۔ عام معاشرتی زندگی کے علاوہ عمارتوں میں بھی مذہبی جذبہ سے کام لیتے۔ عام معاشرتی زندگی میں دیگر مشاغل اور دلچسپیوں کے علاوہ سلاطین و شاہان دہلی علماء و مشائخ و صوفیاء سے بہتر تعلقات استوار کرنے کی ہمیشہ کوشش کرتے رہتے۔ وہ ان بزرگوں سے عقیدت رکھنے کو اپنی فلاح و نجات تصور کرتے تھے اور ان کے مشوروں پر بھی عمل کرتے تھے۔ لیکن اس کے برعکس صوفیاء مشائخ کبھی سلاطین و شاہان وقت کے دربار میں جانا پسند نہ کرتے تھے۔ ان کی قناعت پسندی اور گوشہ گیری نے ایک عالم کو اپنا گرویدہ بنالیا تھا اور شاہانِ وقت کے علاوہ ہر طبقے کے لوگ ان کے در پر آتے اور اپنی تشنگی بجھا کر جاتے۔ غیر مسلم مسلمان ہو جاتے اور مسلمان طمانیت قلب لے کر جاتے۔ آغاز سلطنت دہلی سے لے کر انقراض خاندان مغلیہ تک ہر دور میں صوفیاء اور مشائخ خلق خدا کو راہ راست دکھاتے رہے۔ ان کے تصفیۂ باطن اور تزکیہ نفس کیلئے رشد و ہدایت سے کام لیتے اور یہ انہی اللہ والوں کا فیضان تھا کہ آج برصغیر پاک و ہند میں سترہ کروڑ مسلمان موجود ہیں۔ جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا پیغام نہ صرف اپنے سینوں میں لئے پھرتے ہیں۔ بلکہ اس کے تحفظ کے لئے بھی کوشاں ہیں۔ ایسے بزرگوں میں حضرت خواجہ معین الدین اجمیریؒ اور حضرت شیخ بہاؤالدین قدس اسرارہم کا نام سرفہرست آتا ہے۔ جنہوں نے اس خطۂ ارض میں چشتیہ اور سہروردیہ سلسلے کی بنیاد رکھی اور بعد میں ان کے مشن

Marfat.com

میں قادریہ اور نقش بندیہ سلسلے کے مخدوم محمد گیلانی حلبی (متوفی ۱۴۳۰ء) اور خواجہ باقی باللہ (متوفی ۱۰۱۲ھ) قدس اسرارہم شامل ہو گئے ان بزرگوں کے فیوض تمام سلاسل میں جاری ہوئے اور ان کے خلفاء نے اقصائے ملک میں اسلام کا پیغام پہنچایا۔ معاشرہ میں اخوت' محبت اور پیار کا جذبہ پیدا کیا۔

خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ' بابا فرید الدین گنج شکرؒ' شمس الدین پانی پتیؒ' شیخ نظام الدین اولیاءؒ' مخدوم جہانیاں جہاں گشتؒ' شیخ نصیر الدین چراغ دہلویؒ، شیخ شرف الدین منیریؒ' شیخ عبدالقدوس گنگوہیؒ' سید گیسودرازؒ شیخ داؤد کرمانی شیر گڑھیؒ' شاہ کمال کیتھلیؒ' شاہ سکندر کیتھلیؒ' میاں میرؒ، ملا شاہ قادریؒ' شاہ ابوالمعالی قادریؒ' شیخ عبدالاحد کابلیؒ' شیخ احمد سرہندیؒ، شاہ ولی اللہؒ اور مرزا مظہر جانجاںؒ (رحمہم اللہ تعالیٰ)۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ان سب صوفیاء و مشائخ نے اپنے اپنے دور میں اسلام کا جھنڈا بلند کیے رکھا۔ معاشرہ کو خلاف شرع افعال کے ارتکاب سے روکا اور نفاذ شرع کیلئے کام کیا۔ ایک دوسرے کے دل میں انسان اور انسانیت کا احساس پیدا کیا ان کے مریدین و خلفاء نے ان کے مشن کو جاری رکھا۔ بعض نے تو سینہ بہ سینہ انکی روایات و اعمال کو اپنے اخلاف و عقیدت مندوں تک پہنچایا۔ بعض نے ملفوظات کی صورت میں محفوظ کر لیا اور بعض خوش عقیدہ لوگوں نے ان بزرگوں کے سوانح' تصانیف اور اقوال و افکار پر مشتمل کتب تصنیف کر دیں۔ جنہیں تذکرہ کہا گیا۔ ان تذکروں کی ترتیب میں صوفیاء و مشائخ کے ملفوظات و مکتوبات نے بھی بہت اہم کردار ادا کیا ہے۔ اگر ایک طرف بادشاہوں اور سلطانوں کے تذکرے لکھنے کیلئے ان کی معاصر تاریخوں یا ان تاریخوں سے استفادہ کیا جاتا

Marfat.com

عبارتیں شامل کردی گئی ہیں۔ بعض تذکروں میں ایک ہی شخص کے ناموں کو کئی طرح لکھا ہے۔ مثلاً خواجہ نظام الدین کے ملفوظات فوائد الفواد کے ایک صفحے پر حضرت داتا گنج بخشؒ کو ایک جگہ شیخ علی ہجویریؒ دوسری جگہ خواجہ ہجویری اور تیسری جگہ علی ہجویری لکھا ہے۔ اسی طرح حضرت حسین زنجانیؒ کو ایک جگہ شیخ زنجانی دوسری جگہ حسین زنجانی اور تیسری جگہ شیخ حسین زنجانی لکھا ہے۔ بعض تذکروں میں خوش عقیدگی نے کشف و کرامات کو اس قدر دخل دے دیا ہے کہ صاحب تذکرہ کی شخصیت کشف و کرامات تلے دب کر رہ گئی ہے۔ چنانچہ پروفیسر محمد حبیب نے پروفیسر خلیق احمد نظامی کی کتاب تاریخ مشائخ چشت کے دیباچے میں خزینۃ الاصفیا پر تنقید کرتے ہوئے لکھا ہے کہ۔

"اس کتاب کا بڑا نقص یہ تھا کہ مصنف نے عقائد کا سہارا لے کر ان تمام اصول اسناد کو نظر انداز کر دیا ہے۔ جو علمائے اسلام کی نظر میں صدیوں تک علم و حکمت کی روح سمجھے جاتے رہے ہیں۔ تنقیدی اصولوں سے چشم پوشی کر کے محض عقائد پر علم کی عمارت تعمیر کرنا نا سمجھی نہیں تو کیا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اس قسم کی تحریریں متضاد افکار کا مجموعہ بن کر رہ جاتی ہیں اور بالآخر ان کا نتیجہ بد عقیدگی کی صورت میں نمودار ہوتا ہے۔ صاحب خزینۃ الاصفیاء نے اپنی کتاب میں ہیبت ناک قسم کی ایسی کرامات کی تفصیل دی ہے۔ جن کو پڑھ کر انسانی عقل و خرد کو شرم آجاتی ہے۔ موجودہ نسلیں ان پر بحث و مباحثہ کرنے کے بجائے بے توجہی سے ان کو نظر انداز کرنا بہتر سمجھتی ہیں۔ ظاہر ہے کہ ان کشف و کرامات کے بے معنی قصوں کا تصوف سے دور کا بھی تعلق نہیں شیخ نظام الدین اولیاء کا کہنا

Marfat.com

ہے۔ جو انہوں نے سرکاری طور پر لکھوائیں اور اپنی مرضی سے ان میں حالات وواقعات درج کرائے۔ تو دوسری طرف صوفیاء و مشائخ کے حالات وواقعات ‘ان کے کارناموں‘ روحانی تصرفات اور کشف و کرامات کیلئے ان کے ملفوظات‘ مکتوبات اور تذکرے موجودہ دور کے تذکرہ نگاروں کے لئے مشعل راہ بنتے ہیں۔ یہ سوانح عمریاں‘ ملفوظات اور مکتوبات ان مشائخ کے خلفاء نے مرتب کئے ہیں یا مصنفین و مولفین نے اپنے اپنے عقیدے‘ نظریے اور شخصیت پرستی کے مطابق خامہ فرسائی کی ہے۔ ان میں ایسی کتابیں بھی ہیں۔ جو کسی ایک ہی شخصیت کے سوانح حیات پر مشتمل ہیں اور اس میں دوسرے صوفیاء و مشائخ کا تذکرہ ضمنی طور پر آگیا ہے۔ ایسی کتب بھی ہیں جن میں تصوف کے کسی مخصوص سلسلے کے بزرگ کے احوال اور کشف و کرامات درج ہیں۔ ایسی کتب بھی ہیں جن میں تصوف کے تمام سلسلوں کے صوفیاء و مشائخ کے حالات اجمالاً دے دیئے گئے ہیں۔ غرضیکہ تذکروں کے ذیل میں ہمیں ہر قسم کا سوانحی مواد میسر آجاتا ہے۔ لیکن اس سوانحی مواد نے جدید دور کے تذکرہ نگاروں کیلئے بہت سی مشکلات بھی پیدا کردی ہیں۔ بعض جگہ تو مؤلف یا مرتب نے صاحب تذکرہ کے حالات اس قدر اجمال سے بیان کئے ہیں کہ تشنگی رہ جاتی ہے اور جب متلاشی نگاہیں کسی دوسرے تذکرے کی طرف اٹھتی ہیں تو وہاں یا تو حالات سرے سے ناپید ہوتے ہیں یا وہی کچھ موجود ہوتا ہے جو اس سے پہلے تذکرہ میں تھا۔ بعض کتب میں واقعات اور سنین کو خلط ملط کردیا گیا ہے۔ بعض تذکروں میں دو مشائخ کے بعد زمانی کو مٹا کر انہیں ایک دوسرے کا ہمعصر بنادیا گیا ہے۔ بعض تذکروں میں الحاقی

Marfat.com

وجود میں آچکی ہیں۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے زمانے تک شیخ بو علی قلندر پانی پتی کی مثنویات اور رسائل عام ہو چکے تھے۔ شیخ محدث نے انہیں مخترعات عوام بتاتا ہے۔ حد تو یہ ہے کہ تزک جہانگیری کے مختلف نسخوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے جب یار لوگوں نے حدیثیں گھڑ کر صحاح ستہ میں شامل کر دی ہیں تو پھر صوفیوں کے تذکروں کا کیا کہنا"۔

پروفیسر محمد اسلم ایک اور جگہ لکھتے ہیں۔

"یہ بڑے اچنبے کی بات ہے۔ کہ وہ واقعات کہ جن کا ذکر بلبن کے عہد سے لے کر اورنگ زیب کے عہد تک کسی مورخ یا تذکرہ نویس نے نہیں کیا، ان کا ذکر گزشتہ صدی کے اواخر میں شائع ہونے والی کتابوں مثلاً خزینۃ الاصفیاء، حقیقت گلزار صابری 'جواہر فریدی اور چراغ الچشت میں موجود ہے۔ مؤخر الذکر تینوں کتابوں میں اکثر و بیشتر ایسے بے سروپا قصے پڑھنے میں آتے ہیں۔ کہ ان کا ذکر کرنے کی تہذیب اجازت نہیں دیتی۔ ان کتابوں کا تاریخ سے کوئی تعلق نہیں اور نہ ہی فن تذکرہ نویسی کے معیار پر پوری اترتی ہیں۔ ان کتابوں میں فوائد السالکین' راحت القلوب اور افضل الفوائد جیسی وضعی کتابوں کے حوالوں سے بہت سی ایسی باتیں نقل کی گئیں جو حقیقت سے بعید ہیں۔"

اور خزینۃ الاصفیاء، سکینۃ لاولیاء 'طبقات اکبری 'اقبال نامہ جہانگیری' منتخب التواریخ وغیرہ سے صوفیائے کرام اور حکمران وقت کے حالات جس مبالغہ آمیز بلکہ ناقابل فہم طریق سے ہم تک پہنچتے ہیں۔ وہ ان کتابوں سے پوری طرح استفادہ نہیں ہونے دیتے۔"

Marfat.com

نقد و نظر اور تحقیق و تفحص کے اصولوں کے فقدان' الحاقی عبارتوں کی شمولیت او تحریفات اور تصریفات کی وجہ سے صوفیاء و مشائخ کے سوانح حیات اور کارناموں کی شکل و صورت اس قدر بگڑ چکی ہے۔ کہ جدید دور کا تذکرہ نگار بھول بھلیاں میں پھنس کر رہ جاتا ہے۔ چنانچہ وہ بھی دانستہ یا نادانستہ وہی کچھ نقل کر دیتا ہے۔ جو کچھ اسے ان تذکروں میں ملتا ہے اور اس طرح غلط روایات' خیالات اور سوانح حیات کا رواج ہو جاتا ہے۔ آئندہ صفحات میں ایسے ہی بہت سے واقعات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جو ہمیں اپنے موضوع پر تحقیق کرتے وقت معلوم ہوئے اور جو تصوف کے تذکروں اور صوفیاء و مشائخ کے ملفوظات میں غلط درج ہو گئے ہیں۔ اگرچہ ان کا زیادہ تر تعلق ہمارے نفس مضمون سے ہے۔ لیکن بعض ایسے واقعات بھی ہیں جو اگرچہ ہمارے موضوع سے غیر متعلق ہیں مگر ان کا مطالعہ قاری کیلئے دلچسپی سے خالی نہ ہو گا۔

پروفیسر خلیق احمد نظامی نے ایسی ہی ایک غلطی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھا کہ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ "جواہر فریدی میں گلشن اولیاء کے حوالے سے یہ روایت درج کی گئی ہے کہ غیاث الدین بلبن کی ایک بیٹی کی شادی بابا صاحب (فریدالدین گنج شکرؒ) سے ہوئی تھی۔ اور بعد کے تذکروں میں اس سلسلے میں بہت سے قصے بھی بیان کئے گئے ہیں۔ لیکن کئی وجوہ کی بناء پر ہم اس روایت کو صحیح تسلیم کرنے کیلئے آمادہ نہیں ہیں۔ اول تو یہ کہ کسی معاصر مورخ یا تذکرہ نویس نے اس کا ذکر نہیں کیا۔ برنی کی تاریخ اور میر خورد کے تذکرہ میں متعدد مقامات ایسے آئے ہیں جہاں ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اگر یہ روایت کسی

Marfat.com

حقیقت پر مبنی ہوتی تو وہ اس کا ذکر کرتے علاوہ ازیں بابا صاحب کا سلاطین اور امراء کی طرف جو رویہ تھا اس کے پیش نظر اس قسم کے رشتے کی توقع نہیں کی جا سکتی ہے۔"

سلطان علاؤالدین خلجی کو شیخ نظام الدین اولیاءؒ سے جو عقیدت تھی۔ اس کے پیش نظر جسٹس امیر علی ایسے ثقہ مصنف نے سلطان کو شیخ کا مرید بتایا ہے۔ حالانکہ یہ صحیح نہیں ہے۔ بعض تذکرہ نگاروں نے سلطان علاؤالدین خلجی کو حضرت بو علی قلندرؒ کا مرید بتایا ہے۔ جو غلط ہے۔ سیر الاقطاب کا مؤلف اپنی کتاب کے دیباچے میں لکھتا ہے کہ اس نے یہ کتاب 'سن ستہ و ثلثین الف (۱۰۳۶ھ) میں شاہ جہاں بادشاہ کے عہد میں لکھی ہے۔ مصنف کا یہ بیان عجیب اور محل نظر ہے کیونکہ شاہجہاں تو ۱۰۳۷ھ میں تخت نشین ہوا تھا۔

صوفیاء کے تذکروں میں مفتی غلام سرور لاہوری کی خزینۃ الاصفیاء کو بہت زیادہ اہمیت ہے اور سبھی مورخ اور تذکرہ نویس اس پر اعتماد کرتے ہیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس کتاب میں اکثر غلطیاں ہیں۔ مفتی صاحب بڑے زود نویس ہی نہیں بسیار نویس بھی تھے۔ انہوں نے تذکروں' تاریخ' اخلاقیات' پند و نصائح' لغت نویسی' انشاء پردازی اور مادہ ہائے تاریخ پر متعدد کتابیں لکھیں اور چار دیوان بھی یادگار چھوڑے۔ خزینۃ الاصفیاء کے علاوہ حدیقۃ الاولیاء اور مدینۃ الاولیاء بھی اولیاء کے تذکرے بھی مفتی غلام سرور سے یادگار ہیں۔

انہوں نے خزینۃ الاصفیاء پانچ سال (۱۲۸۰ھ تا ۱۲۸۵ھ) میں مکمل کی۔ مفتی صاحب نہ صرف اپنے تذکروں میں تضاد بیانی سے کام لیتے ہیں بلکہ یہ

Marfat.com

بھول جاتے ہیں کہ وہ ایک ہی موضوع پر دوسرے تذکرہ میں کیا لکھ آئے ہیں۔ اس کی مثالیں آئندہ سطور میں آئیں گی۔ ذیل میں چند مثالیں خزینۃ الاصفیاء سے دی جاتی ہیں۔

مفتی صاحب نے سلطان علاؤ الدین خلجی کو شیخ ضیاء الدین رومی کا مرید بتایا ہے۔ حالانکہ کسی معاصر تذکرہ یا تاریخ سے اس کی تائید نہیں ہوتی۔

صاحب خزینۃ الاصفیاء نے لکھا ہے کہ سلطان بلبن کی بیٹی ہزیرہ بانو کی شادی شیخ فرید الدین گنج شکرؒ سے ہوئی تھی اور یہ کہ اس خاتون کے بطن سے چھ صاحبزادے اور تین صاحبزادیاں پیدا ہوئیں ۔یہ واقعہ صحیح نہیں ۔ مکمل بحث کیلئے "تاریخی مقالات" میں پروفیسر محمد اسلم کا مضمون ملاحظہ کیجئے۔

مفتی غلام سرور ، حضرت داتا گنج بخش علی ہجویریؒ کے ضمن میں لکھتے ہیں کہ جب داتا گنج بخش علی ہجویریؒ لاہور تشریف لائے تو لوگ حضرت حسین زنجانیؒ کا جنازہ اٹھائے لئے جا رہے تھے۔ دوسری جگہ آپ لکھتے ہیں کہ حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری نے بقول بعض ۴۶۰ھ اور بقول بعض ۴۶۵ھ میں وفات پائی اور تیسری جگہ لکھتے ہیں کہ حسین زنجانی کا انتقال ۶۰۰ھ میں ہوا۔ یعنی حضرت گنج بخش علی ہجویریؒ کی وفات کے ۱۳۵ یا ۱۴۰ سال بعد۔ مفتی غلام سرور نے خزینۃ الاصفیاء میں ملفوظات حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ "دُر المعارف" کے بجائے دار المعارف لکھا ہے۔ اسی طرح ایک جگہ ایک کتاب کا نام "روضۃ اسلام" لکھا ہے اور دیگر متعدد جگہ "روضۃ الاسلام" لکھا ہے۔ قاری اور محقق ان ناموں کو پڑھ کر عجیب کشمکش میں مبتلا ہو جاتا ہے اور سوچنے لگتا ہے کہ کون سا نام درست ہے۔

Marfat.com

مفتی غلام سرور نے خزینۃ الاصفیاء میں اکثر مقامات پر "در المعارف" کے حوالے دیئے ہیں لیکن حضرت شاہ غلام علی دہلوی کے حالات لکھتے وقت ان کی دہلی میں تشریف لانے کی تاریخ نہیں دی حالانکہ "در المعارف" میں یہ تاریخ موجود ہے۔ یعنی ۱۱۷۴ھ۔ خزینۃ الاصفیاء میں حضرت شاہ غلام علی دہلوی کی جو تاریخ وصال دی ہے۔ یعنی ۱۱۵۸ھ وہ اس تاریخ ۱۱۵۶ھ سے مختلف ہے۔ جو شاہ رؤف احمد نے درالمعارف میں درج کی ہے۔

اسی طرح مفتی غلام سرور نے شیخ طاہر بندگی لاہوری کے واقعہ کفر کا ذکر کیا ہے واقعہ کی تفصیلات تو آئندہ صفحات میں بیان کی جائیں گی لیکن یہاں صرف یہ دکھانا مطلوب ہے کہ مفتی صاحب سند پیش کرتے وقت کس قدر حک و اضافے سے کام لیتے ہیں لکھتے ہیں۔

"صاحب دار المعارف از سید غلام شاہ احمدی مجددی نقل فرمودہ کہ شیخ طاہر لاہوری قدس سرہ کہ از اظم خلفائے شیخ احمد مجدد است۔ استاد شیخ محمد سعید و محمد معصوم ہر دو صاحبزادہ بودو قبل ازیں بیعت خاندان شاہ کمال کیتھلی قادری داشت و ہر دو صاحبزادہ تعلیم ظاہری ازوی میکردند۔"

مذکورہ بالا عبارت کا چوتھا فقرہ و قبل ازیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔داشت' دار المعارف میں موجود نہیں۔

حضرت شیخ طاہر بندگی لاہوریؒ کا ذکر آیا ہے تو مفتی غلام سرور کے اندازِ بیان کی دو ایک مثالیں مزید ملاحظہ ہوں۔ گنجینہ سروری میں حضرت شیخ طاہری بندگی لاہوریؒ کے حالات میں لکھتے ہیں۔

Marfat.com

" از عظمای مشائخ قادریہ واکمل مریدان شاہ سکندر کیتھلی است و بعد تکمیل در لاہور آمدہ قبولی عظیم یافت' سلسلہ عالیہ وی بدیں اسامی درج کتب قادریہ است کہ وی مرید شاہ اسکندر دوی مرید پدر خود شاہ کمال۔۔۔۔۔۔۔ "

اب اسی شخصیت کے حالات خزینۃ الاصفیاء میں ملاحظہ کیجئے۔ انداز بیان اور واقعات میں بین فرق ہے۔ لکھتے ہیں۔

"از اعاظم اصحاب و کبری احباب و عظمای و خلفای شیخ احمد مجدد الف ثانیؒ ست۔ صاحب ریاضت وشاقہ' مجاہدات شدید' مقامات عالیہ و کشوف والہامات جلیہ و کرامات وجذبات قویہ بود' ونزد علماء' و صلحاء' وعامہ قبولی تمام داشت اول بہ بیعت خاندان قادریہ بخدمت شاہ اسکندر بن شاہ کمال کیتھلی مشرف بود۔"

فاضل مؤلف نے حضرت شیخ طاہر بندگی لاہوریؒ کے قادری، نقش بندی ہونے کے بارے میں حضرات القدس کا حوالہ دیا ہے۔ لیکن حضرات القدس میں ایسی کوئی بات نہیں۔

علامہ عبدالحیٰ نے حضرات القدس کے حوالے سے حضرت شیخ طاہر بندگی لاہوریؒ کے حالات درج کئے ہیں اس میں موصوف کی حضرت شاہ سکندری کیتھلیؒ سے ارادت کا ذکر کیا گیا ہے۔ لیکن حضرات القدس میں ارادت کا ذکر کہیں بھی نہیں ملتا۔

ایسی عبارتیں پڑھ کر قاری تذبذب میں پڑ جاتا ہے اور واقعات کا صحیح اندازہ نہیں کر سکتا۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ کے والد ماجد کے نام کے بارے میں شاید ہی کسی کو اختلاف ہو۔ قدیم تذکروں مثلاً زبدۃ المقامات اور حضرات

Marfat.com

القدس میں آپ کا نام عبدالاحد لکھا ہے لیکن بعد میں آنیوالے تذکرہ نویسوں نے عبدالاحد کو عبدالواحد بنادیا۔ خود مفتی غلام سرور نے متعدد جگہ یہی نام لکھا اس قسم کی غلطی کو کتابت کی غلطی قرار دے کر نظر انداز کیا جا سکتا تھا۔ لیکن جس تواتر سے ایک ہی تذکرہ میں اور دیگر تذکروں میں عبدالواحد آیا ہے۔ اس سے یہ قطعاً ثابت نہیں ہوتا کہ ایسا سہواً ہوا ہے۔

"روضتہ القیومیہ" بھی ان تذکروں میں سے ایک ہے۔ جو اپنے دور میں تو مقبول رہے۔ لیکن اب اس کے مندرجات شبہ کی نظر سے دیکھے جاتے ہیں اس کے اکثر سن غلط ہیں اس کتاب سے صرف دو مثالیں پیش کی جاتی ہیں۔ مصنف نے حضرت شیخ آدم بنوریؒ اور حضرت خواجہ محمد معصومؒ کی ملاقات کا ذکر ۱۰۶۰ھ کے واقعات میں کیا ہے۔ حالانکہ حضرت شیخ آدم بنوری ۱۰۵۳ھ میں مدینہ منورہ میں وصال کر چکے تھے۔ خواجہ کمال الدین لکھتے ہیں کہ حضرت خواجہ محمد معصومؒ نے ۲۰۔ ربیع الاول کو جمعتہ المبارک کی نماز ادا کی۔ اور پھر ایک صفحے کے بعد فرماتے ہیں کہ ۹۔ ربیع الاول ۱۰۷۹ھ کو پیر کے روز فوت ہوئے۔ اس کتاب کے مصنف ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ خواجہ کمال الدین کے متعلق حضرت مولانا زید ابو الحسن فاروقی کا خیال ہے کہ وہ وقائق علمیہ سے پوری طرح باخبر نہ تھے۔ "روضتہ القیومیہ" میں بھی ان سے لغزشیں ہوئی ہیں۔ بعض واقعات بھی صرف از وجہ سماع قلمبند کر دیئے گئے ہیں حالانکہ وہ صحیح نہیں ہیں۔ بنابریں حضرات عالی قدر نے اس کتاب کو قابل اعتنا نہیں سمجھا ہے۔

بعض تذکرہ نگاروں نے حضرت شاہ کمال کیتھلیؒ اور حضرت بو علی قلندرؒ

Marfat.com

پانی پتی کو ایک دوسرے کا معاصر بتایا ہے۔ حالانکہ حضرت شاہ کمال کا وصال ۹۸۱ھ میں اور حضرت بو علی قلندرؒ کا وصال ۷۲۴ھ میں ہوا۔

تذکرہ اولیاء ہندوپاکستان (جدید) کے نام سے ایک کتاب کراچی سے شائع ہوئی ہے۔ جس پر سن اشاعت درج نہیں۔ اس کے ورق پر اگرچہ مصنف نے یہ دعوی کیا ہے کہ یہ کتاب اولیائے کرام وصوفیائے عظام کے آٹھ سو سالہ تبلیغی مشن کا مکمل خاکہ ہے اور اس میں صوفیائے کرام واولیائے عظام کے حالات زندگی نہایت تحقیق و جستجو کے بعد مستند تاریخ کی روشنی میں تحریر کئے گئے ہیں۔ لیکن کتاب کے مطالعے سے قاری کو مایوسی ہوتی ہے۔ اس تذکرہ کی ثقاہت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے۔ کہ مؤلف نے حضرت مجدد الف ثانیؒ کے مکتوبات کے بارے میں لکھا ہے کہ۔

"مکتوبات شریفہ کے چار دفتر ہیں۔ چاروں دفتر کئی بار چھپ چکے ہیں۔"

مکتوبات امام ربانیؒ کے چوتھے دفتر کی دریافت کا سہرا مفتی ولی حسن ٹونکی اپنے سر لیں تو لیں۔ ورنہ سب کو معلوم ہے کہ مکتوبات شریفہ کے تین دفتر ہیں جو حضرت امام ربانیؒ کے زمانے سے اب تک بجنسہٖ موجود ہیں۔

اسی طرح ارشادات مجدد کے مولف نے حضرت مجدد الف ثانیؒ کی تاریخ ولادت بیان کرتے وقت "شوال ۹۷۱ھ جمعہ کی شب" کے الفاظ استعمال کئے ہیں۔ لیکن تاریخ نہیں لکھی۔ یہ غالباً اس لئے ہے کہ حضرت مجدد الف ثانیؒ کی قدیم ترین سوانح عمریوں میں بھی سال ولادت تو موجود ہے۔ لیکن تاریخ اور دن کا ذکر مفقود ہے۔ زبدۃ المقامات کے مولف نے لکھا ہے کہ۔

Marfat.com

''طلوع ایں آفتاب ولایت بدانچہ از تقریر شریف حضرت ایشاں کہ تخمین میفر مودند و نیز این بندہ از بعضی معمران اقربای ایشاں شنودہ' چوں ولادت بزرگوار ایشاں در حدود سنہ احدی وسبعین وتسعماۃ می (یافت)۔''

صاف ظاہر ہے کہ اس تذکرہ میں مہینہ تاریخ اور دن نہیں ہیں اور سن کا تعیین بھی ظن و تخمین پر مبنی ہے اور دوسرے لوگوں کی زبانی' اسی طرح حضرات القدس میں آیا ہے۔

''ولادت با سعادت آں حضرت درماہ شوال سنہ نہصد وہفتا دویک در بلدۃ معظّمہ سہرند حرسہا اللہ عن الآفات اتفاق یافتہ۔''

اب معلوم نہیں کہ بعد کے تذکرہ نویسوں نے ۱۴ شوال ۹۷۱ھ بروز جمعۃ المبارک کا جواز کہاں سے پیدا کیا اور اس کی کیسے توجیہہ کی؟۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ارشادات مجدد کے فاضل مؤلف نے اپنے ایک دوسرے کتابچے میں (جسے مولف نے ارشادات مجدد کی تلخیص بتایا ہے) بھی حضرت مجددؒ کا سال وصال نہیں لکھا۔ صرف مہینے اور تاریخ کا ذکر کیا ہے۔ یعنی اسی کتاب میں حضرت مجدد الف ثانیؒ کی تاریخ وصال ۲۸ صفر سنہ ۱۰۳۲ھ دی گئی ہیں۔۔۔۔۔ آپ نے ملاحظہ فرمایا اکثر تذکرہ نگار نے حضرت مجدد الف ثانیؒ کی تاریخ وصال اور تاریخ ولادت بالکل غلط بیان کی۔ بعض تذکروں میں تو تاریخ پڑھ کر ہنسی آتی ہے۔ صاحب خزینۃ الاصفیاء نے ایک ہی سانس میں وصال کی تین تاریخیں بیان کی ہیں۔ لیکن خود جو تاریخ لکھی ہے۔ وہ سلخ ماہ صفر ۱۰۳۵ھ ہے۔۔۔۔۔۔۔۔ حدائق الحنفیہ میں بھی یہی تاریخ وصال دی گئی ہے۔ مخبر الواصلین اور تواریخ آئینہ تصوف میں ۲۸ صفر

Marfat.com

۱۰۲۴ھ بیان ہوئی ہے۔ امام بخش نے بھی دو تاریخ ہائے وصال یعنی ۱۰۳۵ھ اور ۱۰۲۵ھ دی ہیں اور فیصلہ قاری پر چھوڑ دیا ہے۔ عمدۃ السلوک کے مؤلف اور چند دوسرے تذکرہ نویسوں نے ۲۸ صفر ۱۰۳۴ھ (۱۰۔ دسمبر ۱۶۲۴ھ) بیان کی ہیں۔ مولوی محمد حسین نقشبندی نے ایک مقام پر ۲۸ صفر ۱۲۳۴ھ لکھی ہے ایک صاحب نے تو حضرت مجدد الف ثانی'' کی تاریخ وصال ۲۷۔ صفر المظفر ۱۰۳۴ھ بیان کی ہے۔ سید زوار حسین شاہ نے ایک مقام پر تاریخ وصال ۲۸ صفر المظفر ۱۲۳۴ھ اور دوسری جگہ ۲۹ صفر المظفر ۱۰۳۴ھ لکھی ہے۔ مفتاح التواریخ کے مولف نے بھی آپ کی تاریخ وصال سلخ ماہ صفر المظفر (یعنی صفر المظفر کی آخری تاریخ) بیان کی ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ حضرت مجدد الف ثانیؒ کی تاریخ وصال ۲۹ صفر المظفر ۱۰۳۴ھ ہے۔ اس سلسلے میں ہمارے پاس تین قدیم ترین شہادتیں موجود ہیں۔ ایک زبدۃ المقاماتؒ دوسری حضرات القدس اور تیسری وصال احمدی' موخر الذکر دونوں کتابیں ایک ہی مصنف کی تحریر کردہ ہیں' چونکہ تیسری کتاب میں مؤلف نے وہ چشم دید حالات وواقعات درج کئے ہیں۔ جو حضرت مجدد الف ثانیؒ کے وصال کے وقت پیش آئے اس لئے اس نے ان واقعات کو حضرات القدس میں درج کرنا مناسب نہیں سمجھا البتہ حضرات القدس میں ایک مقام پر تاریخ وصال ۲۸ صفر اور دوسرے مقام پر ۲۸ صفر ۱۰۳۴ھ درج ہے اور وہ مادہ ہائے تاریخ وصال بھی درج کئے ہیں۔ جو اس نے خود یا دوسرے احباب نے کہے تھے۔ حضرات القدس کا یہی مولف جب وصال احمدی میں حضرت مجدد الف ثانیؒ کے

Marfat.com

وصال کے وقت کے حالات وواقعات بیان کرتا ہے تو حضرت مجدد الف ثانی کی تاریخ وصال "اول وقت ضحیٰ بست و نہم شہر صفر ۱۰۳۴ھ یک ہزار، سی و چہارم" بتاتا ہے اور زبدۃ المقامات میں لکھا ہے۔

"فصل نہم، دربیان انتقال حضرت ایشاں ازیں جہاں بفرادیس الجناں در سال ہزار وبست وچہار از ہجرت سید الابرار علیہ وسلم"

چند صفحات کے بعد لکھا ہے۔ "شب شنبہ و بست و نہم صفر کہ روزش روز وصال خواہد بود خادمانی کہ شبہا بیمار داری میکردند، فرمودند کہ بسیار محنت کشیدید ہمیں محنت امشبہ ست وبس"

"اور پھر ایک صفحے کے بعد مزید لکھا ہے۔ بست و نہم صفر سنہ ہزار وسی، چہار از ہجرت سید الابرار علیہ وسلم بوقوع پیوست و آن ماہ بست ونہ آمدہ بود۔"

یہی شواہد ہیں جن کی بناء پر ہم حضرت مجدد الف ثانیؒ کی تاریخ وصال ۲۹ صفر ۱۰۳۴ھ کو صحیح قرار دیتے ہیں۔ کیونکہ جیسا کہ پہلے بیان ہوا وصال احمدی میں مؤلف نے چشم دید حالات اور واقعات درج کیے ہیں۔ جو بقول ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان تاریخی اعتبار سے بھی بہت اہم ہیں۔ زبدۃ المقامات اور وصال احمدی کی موجودگی میں کسی اور کتاب کو اس ضمن میں حجت تسلیم نہیں کیا جاسکتا۔ زبدۃ المقامات کی عبارت کو عمدۃ المقامات کے مولف نے بھی دہرایا ہے۔ شرح رباعیات کے پیش لفظ میں ثناء الحق صدیقی نے بھی حضرت مجدد الف ثانیؒ کی تاریخ وصال ۲۹ صفر ۱۰۳۴ھ بیان کی ہے۔ لیکن کسی ماخذ کا حوالہ نہیں دیا۔

تاریخ وصال کے بارے میں کچھ ایسی ہی کیفیت حضرت شیخ طاہر بندگی لاہوریؒ کی

Marfat.com

ہے۔ حضرت شیخ طاہر بندگی لاہوریؒ کی تاریخ وصال ۸ محرم الحرام ۱۰۴۰ھ بیان کی جاتی ہے۔ بعض تذکرہ نگاروں نے اس ضمن میں بڑی گل افشانیاں کی ہیں اور تحقیق کے میدان میں دور کی کوڑی لائے ہیں۔ مرزا محمد اختر دہلوی نے اپنے تذکرہ میں لکھا ہے کہ حضرت شیخ طاہر بندگی لاہوری نے ۸ محرم ۱۰۴۰ ہجری کو بمقام لاہور وفات پائی۔ سید محمد لطیف نے تاریخ وصال ۵ محرم الحرام ۱۰۴۰ ہجری بتائی ہے۔ محمد حسن نقش بندی نے اور حال ہی میں شائع ہونے والے تذکرہ "صوفیائے نقش بند" کے مؤلف نے حضرت شیخ طاہر بندگیؒ لاہوری کی تاریخ وصال "بستم ماہ محرم الحرام ۱۰۵۶ھ بیان کی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

-------ان مؤلفین نے کس بناء پر یہ تاریخ اپنے تذکروں میں درج کی ہے۔ حضرات القدس میں حضرت شیخ طاہر بندگی لاہوریؒ کی تاریخ وصال ۲۰ محرم الحرام ۱۰۴۰ھ بروز پنجشنبہ جمعرات بتائی گئی ہے اور یہی تاریخ وصال صحیح ہے اول تو اس لئے کہ قدیم ترین تذکروں میں حضرات القدس ایسا تذکرہ ہے جس میں حضرت شیخ طاہر بندگیؒ کی تاریخ وصال درج ہے۔ دوسرے اس تذکرہ کی تبییض کا کام ۱۰۵۲ھ میں پایہ تکمیل کو پہنچا جو حضرت شیخ طاہر بندگی لاہوریؒ کے وصال کا قریب ترین زمانہ ہے اس سے یہ بھی واضح ہو جاتا ہے کہ حضرت شیخ طاہر بندگی لاہوریؒ کا وصال ۱۰۵۶ھ میں نہیں ہوا۔ کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو فاضل مؤلف زندہ شخص کو مردہ کیسے ظاہر کرتا۔ تیسرے زبدۃ المقامات ۱۰۳۷ھ میں مکمل ہوئی۔ اس میں حضرت شیخ طاہر بندگیؒ کے سوانح حیات ضرور ہیں۔ لیکن وصال کا ذکر نہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ اس وقت

Marfat.com

بقید حیات تھے۔ چوتھے جن تذکرہ نویسوں نے ۸ محرم ۱۰۴۰ھ تاریخ کو وصال بیان کی ہے۔ ان میں اکثر نے پنج شنبہ کے دن کا ذکر کیا ہے لیکن اس روز پنج شنبہ کا دن نہیں تھا۔ یہ صرف ۲۰ محرم الحرام ۱۰۴۰ھ کو بنتا ہے اور ۲۰ محرم الحرام ۱۰۴۰ھ سن عیسوی کے ۲۹ اگست ۱۶۳۰ء کے مطابق ہوتی ہے۔ یہی تاریخ سید زوار حسین شاہ نے بھی اپنے تذکرہ میں دی ہے۔ لیکن اس کیلئے کوئی سند پیش نہیں کی۔ غالباً یہ حضرات القدس سے ماخوذ ہے۔

حضرت مجدد الف ثانیؒ کی تصانیف کے بارے میں بھی اختلاف ہے۔ اس اختلاف کیلئے بلاشبہ گنجائش موجود ہے۔ کیونکہ حضرت مجدد الف ثانی کی بہت سی ایسی تحریریں ہیں۔ جن کا تذکرہ تو قدیم ترین سوانح عمریوں میں ہے۔ لیکن ان کا سراغ نہیں مل سکا اور جن کتابوں کا پتہ چل سکا ہے۔ انہیں متعدد مرتبہ حلیہ طباعت سے آراستہ کیا گیا ہے۔ لیکن حیرت تو اس امر پر ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی کی اولاد امجاد کے بارے میں بہت زیادہ اختلاف پایا جاتا ہے۔ یہ اختلاف حضرت مجدد الف ثانیؒ کی قدیم ترین سوانح عمریوں میں بھی موجود ہے اور ظاہر ہے کہ بعد کے تذکروں میں تو یہ اختلاف رائی کا پہاڑ بن کر نمودار ہو سکتا ہے۔

زبدۃ المقامات کے مولف نے حضرت مجدد الف ثانیؒ کی اولاد امجاد کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ آپ کے سات صاحبزادے اور تین صاحبزادیاں تھیں فاضل مؤلف نے صاحبزادوں کے نام تو کتاب میں درج کئے ہیں۔ اور ان کے احوال بھی لکھے ہیں۔ لیکن صاحبزادیوں کے نام نہیں بتائے۔ حضرت القدس میں چھ صاحبزادوں اور ایک صاحبزادی کا تذکرہ آیا ہے۔ مفتی غلام سرور نے

Marfat.com

سات صاحبزادوں کا ذکر کیا ہے۔ عمدۃ المقامات کے مؤلف نے سات صاحبزادوں اور ایک صاحبزادی کا تذکرہ کیا ہے۔ لیکن صاحبزادی کا نام نہیں لکھا۔ بعض تذکرہ نگاروں نے صرف ان چاروں صاحبزادوں کا تذکرہ کیا ہے۔ جنہیں حق تعالی نے عمر عطا فرمائی اور بعض نے سات صاحبزادوں اور تین صاحبزادیوں کا ذکر کیا ہے اور تینوں صاحبزادیوں کے نام بھی دیئے ہیں۔

ایک صاحب نے شیخ احمد سرہندیؒ کے لقب مجدد الف ثانیؒ کی توجیہہ یہ فرمائی ہے کہ آپ نے چاروں سلسلوں سے فیض حاصل کیا۔ اس لئے مجدد کہلائے تحقیق و تفحص کا فقدان اس حد تک پہنچا کہ بہت سے مؤلفین نے نہ صرف مکھی پر مکھی ماری ہے بلکہ دوسروں کی تالیفات کو اپنی تالیف میں بڑی بے باکی سے شامل کر لیا اور ان مولفین کا شکریہ تو کجا ذکر تک کرنا مناسب نہیں سمجھا۔ **اس کی** بہترین (مجھے یہی لفظ استعمال کرنے دیجئے) مثال رئیس احمد جعفری کی انوار الاولیاء ہے۔ مولف نے اس کتاب میں حضرت مجدد الف ثانیؒ کا جو تذکرہ لکھا ہے۔ وہ سراسر نظام الدین توکلی کی کتاب حضرت مجدد الف ثانیؒ میں آپ کو مل سکتا ہے۔ گویا اول الذکر نے مؤخر الذکر کی تالیف کو اپنے نام منسوب کر لیا اور موخر الذکر کا نام تک بھی نہ لیا۔ اسی طرح انوار الاولیاء کے آغاز میں فاضل مؤلف نے تصوف کی تاریخ لکھی ہے۔ لیکن یہ مضمون کیا ہے؟ ڈاکٹر محمد مصطفیٰ حلمی کی کتاب "فلسفہ اسلام" تقریباً ساری کی ساری نقل کر دی گئی ہے۔ مضمون و کتاب کا موازنہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ایک ہی چیز ہے۔ صرف مولفین کے نام تبدیل کیئے گئے ہیں۔ بعینہٖ انوار الاصفیاء میں بھی ادارہ تصنیف و تالیف نے نظام الدین

Marfat.com

توکلی کی کتاب حضرت مجدد الف ثانیؒ کو بادنیٰ تصرف شامل کر لیا ہے۔ لیکن مؤخر الذکر کا تذکرہ تک کرنا یا حوالہ دینا مناسب نہیں سمجھا گیا۔

قاموس المشاہیر کے مصنف نے حضرت شیخ آدم بنوریؒ کے بارے میں لکھا ہے۔ "شیخ احمد سرہندیؒ کا مرید اور خلیفہ ۱۰۷۳ھ میں سکھوں کے گرو تیغ بہادر کے ساتھ مل کر اس نے اپنی بڑی جماعت بنالی تھی۔ اس کے بعد قرب وجوار کے باشندوں سے خراج وصول کیا۔ شہنشاہ عالمگیر نے سندھ کے پار ہندوستان سے جلا وطن کر دیا۔" حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ بات درست نہیں۔ کیوں کہ حضرت شیخ آدم کا انتقال ۱۶۴۵ھ (۱۰۵۳ء) میں مکہ معظمہ میں ہو چکا تھا جبکہ تیغ بہادر ۱۶۶۴ء میں گرو بنا۔ اس طرح ایک طرف تو قاموس المشاہیر میں دیا گیا سن بھی غلط ثابت ہوتا ہے اور حضرت شیخ آدم بنوریؒ کا تیغ بہادر سے تعلق بھی۔ دوسرے حضرت شیخ آدم بنوریؒ کو عالمگیر نے جلا وطن نہیں کیا تھا بلکہ آپ شاہ جہاں کے زمانے میں مکہ معظمہ تشریف لے گئے تھے۔

اب ہم ایک ایسی کتاب کی چند غلطیوں کی طرف قارئین کی توجہ مبذول کرائیں گے۔ جسے تصوف کے حلقوں میں کافی پذیرائی حاصل ہے اور جس کے مندرجات کا تعلق زیادہ تر صدری رازوں سے ہے۔ اس ضخیم کتاب میں جو معلومات درج ہیں وہ نہ صرف محیر العقول ہیں۔ بلکہ روایت و درایت کے اعتبار سے بھی درست نہیں ہم اس کتاب کا تعارف اسی کتاب کے تقریظ نگار کے الفاظ میں کراتے ہیں اس کتاب کی خوبیاں بیان کرتے ہوئے فاضل تقریظ نگار لکھتے ہیں۔

"اس تاریخ میں جو التزام ہے یعنی ولادت' خلافت' وفات وغیرہ کی

Marfat.com

تاریخ' ماہ' برس' روز' وقت' مقام' راوی وغیرہ جو کچھ ہے اس کے حضرت ہادی برحق ناقل اور مولف ہیں اور خاندان عارفاں مرفوع الاجازت علوالعزم المرتبہ ہمایوں صفت میں ابتداء سے اس وقت تک یہی قاعدہ مرفوع چلا آتا ہے۔ کہ جس کو صاحب مجاز کرتے ہیں۔ اس کو سند مستند دیتے ہیں اور اس کی نقل اپنے مکتوب نطاب یا اپنے خلیفہ وغیرہ کے مکتوب نطاب میں کرا دیتے ہیں اور یہ اسی قاعدہ کا نتیجہ ہے جو آج حضرات اہل اللہ اور مرفوع الاجازت کے حالات اس صراحت سے تواریخ میں ناظرین ملاحظہ فرمائیں گے" اور مکتوب نطاب کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"مرفوع الاجازت خاندانوں میں ابتداء سے انتہاء تک یہ قاعدہ چلا آتا ہے کہ حضرات عارفاں حقیقت کی دو دو تصانیف ہوتی ہیں۔ ایک ظاہری اور ایک باطنی نصیف ظاہری جو کچھ ہوئی اس کی نقلیں ارباب ظاہر کو دیئے گئے اور تصنیف باطنی جو کچھ ہوئی جس کو اصطلاح میں مکتوب نطاب کہتے ہیں۔ وہ بجنسہٖ ہر عارف نے اپنے خلیفہ اعظم کو مرحمت فرمائی اور مکتوب نطاب درجہ بدرجہ ارباب باطن میں مجتمع ہوتے رہے ہیں۔۔۔۔ جس طالب صادق، واصل مرشد کی نسبت حضرات موصوف کا حکم باقاعدہ نافذ ظاہر کرنے کا حکم سروری صادر ہوتا ہے وہ ہر زمانے کے عارف بموجب حکم سروری ظاہر بھی کرتے رہے ہیں۔ چنانچہ ایک کتاب "حقیقت گلزار صابری" مشتمل حالات حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر کلیری ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء' قطب عالم' اغیاث ہند وغیرہ بامر باطن تخمیناً تین سو مکتوبات نطاب سے اخذ کر کے میرے ہادی برحق

Marfat.com

نے مرتبہ ظاہر میں اس کی اشاعت فرمائی۔ دوسرے "تواریخ آئینہ تصوف" مشتہر ہوئی۔ یہ بھی دفتر باطنی کے ایک بہت بڑے حصے کا خلاصہ ہے۔ یہ کتاب اڑتالیس برس کی محنت کا نتیجہ ہے۔"

اس کتاب کے مولف نے لکھا ہے کہ حضرت مجدد الف ثانیؒ کی ولادت ۷ اماہ شوال ۹۷۱ ہجری کو جہدہ پور میں ہوئی۔ ماہ وصال و تاریخ یُوم سے قطع نظر جائے ولادت کا نام درست نہیں۔ یہ جہدہ پور نہیں سرہند ہے۔

فاضل مولف کا یہ بیان بھی صحیح نہیں کہ حضرت مجدد الف ثانیؒ نے ۱۳ ربیع الاول ۹۹۹ ہجری میں جمعہ کے دن نماز عصر حضرت خواجہ باقی باللہ سے خلافت حاصل کی۔ حقیقت یہ ہے کہ حضرت خواجہ باللہؒ حضرت مجدد الف ثانیؒ کی ملاقات ۱۰۰۸ ہجری میں ہوئی۔ جب وہ اپنے والد ماجد کے انتقال کے بعد حج بیت اللہ شریف کی زیارت کے ارادے سے دہلی پہنچے۔ دوسرے ۱۳ ربیع الاول ۹۶۶ ہجری کو جمعتہ المبارک نہیں بدھ کا دن تھا۔"

یہ بیان بھی درست نہیں کہ حضرت مجدد الف ثانیؒ کا وصال ۲۸ ماہ صفر ۱۰۲۴ ہجری کو بروز شنبہ (منگل) ہوا۔ وصال ۲۹ صفر ۱۰۳۴ ہجری کو ہوا۔ یہ بیان بھی غلط ہے کہ شیخ آدم بنوریؒ کا وصال ۱۹ شوال ۱۰۷۳ھ میں ہوا۔ حضرت شیخ آدم بنوریؒ کا وصال ۱۰۵۳ ہجری میں ہوا۔ تمام تذکرے میں حضرت مجدد الف ثانیؒ کے والد ماجد کا نام عبدالاحد کے بجائے عبدالواحد لکھا ہے۔

یہ بیان بھی درست نہیں کہ حضرت شیخ عبدالاحدؒ اجودھن میں پیدا ہوئے حضرت شیخ عبدالاحد سرہند میں پیدا ہوئے اور یہیں پرورش پائی۔

Marfat.com

یہ بیان بھی صحیح نہیں کہ حضرت شیخ عبدالاحدؒ نے ۹۸۴ھ میں شہ رکن الدین سے خلافت حاصل کی۔ حضرت شیخ عبدالاحدؒ نے ۹۷۶ھ میں خلافت حاصل کی۔"

یہ بیان بھی درست نہیں کہ حضرت شیخ عبدالاحد حضرت شاہ سکندر کیتھلیؒ کے خلیفہ تھے حقیقت یہ ہے کہ حضرت شیخ عبدالاحد نے چشتیہ سلسلے میں حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہیؒ سے فیض پایا تھا لیکن خلافت شیخ عبدالقدوس گنگوہیؒ کے فرزند حضرت شیخ رکن الدینؒ سے حاصل کی تھی اور قادریہ سلسلے میں حضرت شاہ کمال کیتھلیؒ سے بیعت ہو کر خرقہ خلافت حاصل کیا تھا۔

فاضل مؤلف نے حضرت خواجہ محمد معصومؒ اور عروۃالوثقیٰ کو دو مختلف اشخاص تصور کیا ہے۔ حالانکہ حضرت خواجہ محمد معصومؒ کا لقب عروۃلوثقیٰ ہے اور یہ نام ہی کا جزو بن گیا ہے۔

اسی طرح فاضل مؤلف اپنا شجرہ طریقت (سلسلہ قادریہ دوم جدید حضرت محبوب سبحانی بضمن مجددیہ) بیان کرتے ہوئے اپنے بزرگوں کے ناموں کو اس طرح ترتیب دیتے ہیں۔

۱۔ فقیر شاہ محمد حسن صابری چشتی قدوسی حنفی مولف ہذا۔

۲۔ حضرت شاہ محمد امیر قطب الارشاد۔

۳۔ حضرت میاں غلام شاہ۔

۴۔ حضرت شاہ عبدالکریم شاہ۔

۵۔ حضرت حاجی محمد عبداللہ۔

Marfat.com

۶۔ حضرت عبد العلی۔

۷۔ حضرت میاں حجتہ اللہ۔

۸۔ حضرت محمد نقش بند۔

۹۔ حضرت عروۃالوثقیٰ

۱۰۔ حضرت محمد معصوم

۱۱۔ حضرت شیخ احمد سرہندیؒ مجدد الف ثانی

۱۲۔ حضرت عبد الواحد (حضرت حاجی عبد اللہ سے حضرت عبد الواحد تک شمار میں آٹھ ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اس سلسلہ کے خاص متعلق یہ کیفیت ہے کہ۔

۱۳۔ ۱۷ تاریخ ماہ رجب ۹۳۲ھ کو بروز جمعہ وقت عصر سرہند میں حضرت عبد اللہ نے حضرت سید شاہ سکندرؒ سے خلافت پائی۔

یہ عجیب مبحث ہے ایک جگہ تو فرمایا کہ حضرت شیخ عبد الواحد (عبد الاحد) حضرت شاہ سکندر کیتھلیؒ کے خلیفہ تھے جو سراسر غلط ہے اور اب ایک ایسے صاحب کو حضرت شاہ سکندر کیتھلیؒ کے ہاتھوں خلافت سے مشرف فرما رہے ہیں جو ۱۱۵۲ھ ہجری میں وصال فرماتے ہیں یعنی حضرت شاہ سکندر کیتھلیؒ کے تقریباً ۱۱۹ سال بعد حضرت شاہ سکندر کیتھلیؒ کا وصال تو ۱۰۲۳ھ میں ہو گیا تھا دوسرے ۹۲۳ھ تو خود حضرت مجدد الف ثانی کا زمانہ نہیں پھر حضرت عبد اللہ جو ساتویں آٹھویں پشت میں آشامل ہوتے ہیں کس طرح اس زمانے کی شخصیت ہو سکتے ہیں۔

Marfat.com

یہ بیان بھی غلط ہے کہ حضرت شاہ سکندر کیتھلیؒ کی ولادت ۹۰۳ ہجری میں ہوئی حضرت شاہ سکندر کیتھلیؒ کا سال ولادت ۹۶۳ھ ہے۔

یہ بیان بھی صحیح نہیں کہ حضرت شاہ سکندر کا مزار ملتان میں ہے یہ ملتان میں نہیں کیتھل شریف ضلع کرنال میں ہے۔

جواہر مجددیہ کے مؤلف نے حضرت شاہ کمال کیتھلیؒ کا سال وصال ۲۹ جمادی الثانی ۹۲۱ھ بعمر ۸۰ (اسی) سال بیان کیا ہے حالانکہ حضرت شاہ کمال کیتھلیؒ نے ۱۹ جمادی الثانی ۹۸۱ھ کو وصال فرمایا۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ کی بیعت کا ذکر کرتے ہوئے نظام الدین توکلی نے عجیب عبارت لکھی ہے۔ پڑھیے اور لطف اٹھایئے۔

"شروع میں آپ سلسلہ چشتیہ میں بیعت ہوئے اور ان سے تعلیم باطنی حاصل کی اور خلافت حضرت شاہ سکندر کیتھلیؒ سے حاصل ہوئی حضرت شاہ سکندر ہندوستان میں سلسلہ قادریہ کے بہت بڑے مشائخ میں سے تھے۔"

عبارت پڑھ کر ذہن میں سوال پیدا ہوتا ہے کہ سلسلہ چشتیہ میں کس سے بیعت ہو کر تعلیم باطنی حاصل کی اور حضرت شاہ سکندر کیتھلی سے کس سلسلے میں خرقہ خلافت حاصل کیا۔ عبارت سے مترشح ہے کہ یہ خلافت سلسلہ چشتیہ میں تھی جو امر واقعہ کے خلاف ہے۔ لیکن اگلے ہی فقرے میں اس بات کی صراحت ہے کہ حضرت شاہ سکندر کیتھلی چشتیہ سلسلے کے نہیں قادریہ سلسلے کے بزرگ تھے۔

جس طرح کیتھلؒ کے نام کے بارے میں تذکرہ نگاروں میں اختلاف رہا

Marfat.com

ہے۔ اسی طرح بعض تذکرہ نگاروں نے حضرت شاہ سکندر کیتھلیؒ کو حضرت شاہ کمال کیتھلیؒ کا بیٹا اور بعض نے پوتا لکھا ہے اور بعض نے نواسہ یہ غلطی اس وقت اور بھی زیادہ نمایاں ہو جاتی ہے۔ جب ایک ہی تذکرہ میں ان دونوں بزرگوں کے دو جگہ مختلف رشتے بیان کئے جاتے ہیں یعنی ایک جگہ تو حضرت شاہ سکندر کیتھلیؒ کا پوتا دکھایا گیا ہے اور دوسری جگہ نواسہ۔ کتنے افسوس کی بات ہے کہ ایک ہی مولف اپنے تذکرے میں ایک مقام پر حضرت شاہ سکندر کیتھلیؒ کی ولدیت لکھنے کے باوجود یعنی۔

"حضرت شاہ کمال کیتھلی قدس سرہ وقت ارتحال خود جبہ متبرکہ خود راکہ سالہابر خود داشتند باوجود پسر خود شاہ عماد الدین بہ نبیرہ خود شاہ سکندر بن شاہ عماد عنایت نمودند"

اسی تذکرے میں لکھتا ہے۔

"عرفان پناہ شاہ سکندرؒ نواسہ عرفا حضرت شاہ کمال کیتھلیؒ ـــــــــ" اور جب انہی تذکروں کی مدد سے عمدۃ المقامات لکھی جاتی ہے تو اس کا مولف بھی ان غلطیوں کی اصلاح کی طرف کوئی توجہ نہیں دیتا بلکہ انہیں بعینہٖ دہرا دیتا ہے اور اکثر مقامات پر تو عمدۃ المقامات کے مؤلف نے زبدۃ المقامات کی عبارتیں کسی حک و اضافے کے بغیر ہی درج کر دی ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ حضرت شاہ کمال کیتھلی اور حضرت شاہ سکندر کیتھلی کے مابین دادا اور پوتے کا رشتہ ہے تذکروں میں حضرت شاہ سکندر کیتھلیؒ کے والد ماجد کا نام شاہ عماد یا شاہ عماد الدین آیا ہے۔

Marfat.com

بعض تذکرہ نگاروں نے تو بہت ہی مضحکہ خیز باتیں لکھ دی ہیں جنہیں پڑھنے کے بعد ان کے محدود مطالعے، کم نظری، کمی معلومات، اور بے ذوقی کا ماتم کرنا پڑتا ہے ایک صاحب نے حضرت شاہ سکندر کیتھلی کو حضرت شیخ عبدالاحد سرہندی (والد حضرت مجدد الف ثانیؒ) کا مرید دکھایا ہے انہی صاحب نے حضرت شاہ غلام علی دہلوی (متوفی ۱۱۵۶ھ) کو حضرت شاہ کمال کیتھلیؒ (متوفی ۹۸۱ھ) کا مرید بتایا ہے معلوم ہوتا ہے کہ ان لوگوں کی نظر سے مختلف سلسلوں کے شجرہ ہائے طریقت نہیں گزرے ایک صاحب نے تو اپنے **تذکرے میں** حضرت شاہ کمال کیتھلیؒ اور حضرت شاہ سکندر کیتھلیؒ کے بعد زمانی کو بالکل الٹ دیا ۔یہ تذکرہ ایک مخطوطہ کی صورت میں دستیاب ہوا ہے جسے ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان نے ماہنامہ ستمبر، اکتوبر ۱۹۶۷ء کے "الرحیم" حیدر آباد میں شائع کرایا ہے۔ اس میں یہ واقعہ بھی درج ہے کہ کس طرح جناب غوث الاعظم حضرت سید عبدالقادر جیلانیؒ کا جبہ مبارک حضرت مجدد الف ثانی کو عطا ہوا (اس واقعہ کی حقیقت مشتبہ ہے اس پر آگے چل کر بحث کی جائے گی) یہ مخطوطہ حضرت مولانا حافظ محمد ہاشم جان ٹنڈو سائیں داد سندھ کے کتب خانہ میں دستیاب ہوا ہے۔

ایک عالم باعمل صوفی، صافی مشرب اور قابل زیارت بزرگ نے تقویم مرتب کی ہے۔ ان صاحب کا تعلق دیگر سلسلوں کے علاوہ سلسلۂ قادریہ مجددیہ سے بھی ہے۔ ان کے شجرۂ طریقت میں حضرت شاہ کمال کیتھلیؒ اور حضرت شاہ سکندر کیتھلی کا ذکر قادری بزرگوں کے طور پر آتا ہے۔ لیکن جب یہی بزرگ تقویم مرتب کرتے وقت بزرگان دین کے اسمائے گرامی اور ان کی اعراس کی تاریخیں

Marfat.com

درج کرتے ہیں۔ تو ان دونوں بزرگوں کو قادری کے بجائے سہروردی بنا دیتے ہیں اس تقویم میں حضرت مجدد الف ثانیؒ کی تاریخ وصال ۲۸ صفر المظفر ہے لیکن اسی تقویم میں ایک دوسرے مقام پر ۲۱ صفر ۱۰۳۵ھ بھی دی ہے۔

ایک روایت ہے کہ حضرت مجدد الف ثانیؒ کے ایام رضاعت کے دوران میں حضرت شاہ کمال کیتھلیؒ حضرت شیخ عبدالاحدؒ کے گھر تشریف لائے اور حضرت مجدد الف ثانیؒ کو اپنی زبان چسائی بعض نے لکھا ہے کہ انگلی چسائی۔ اگرچہ یہ روایت فی نفسہ مشتبہ ہے کیونکہ حضرات القدس میں یہ روایت نہیں ہے اور زبدۃ المقامات میں اس روایت کا تذکرہ اس طرح نہیں ملتا۔ جس طرح یہ بیان کی جاتی ہے بعد کے تذکرہ نویسوں نے زبدۃ المقامات کی روایت پر اضافے کیے ہیں صرف عمدۃ المقامات کے مولف نے انگلی چسانے کا واقعہ لکھا ہے اور اسے بھی بڑے عجیب طریقے سے بیان کیا ہے۔ لکھتے ہیں کے

جب حضرت شاہ کمال کیتھلیؒ نے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے دہن مبارک میں انگلی ڈال دی تو انہوں نے رونا شروع کر دیا اور انگلی کو منہ میں نہ لیا۔ حضرت شاہ کمال کیتھلی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ میں کوئی چیز تھی انہوں نے مسکراتے ہوئے ہاتھ سے اس چیز کو پھینک دیا تو حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے فوراً انگلی کو چوسنا شروع کر دیا۔ اس پر حضرت شاہ کمال کیتھلی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ بچہ متشرع وملتزم سنت ہو گا چھوٹی بات پر ڈٹ جائے گا کیونکہ اس لئے امیں بھی اس "شے بدعت" کے پھینک دینے پر مجبور کر دیا۔

Marfat.com

یہ روایت بیان کرتے وقت مؤلف نے حاشیہ میں لکھا ہے کہ وہ چیز طلائی انگوٹھی تھی۔ جس کا پہننا شرعاً ممنوع ہے یہ بڑی انوکھی بات ہے جسے صرف عمدۃ المقامات' کے مولف نے بیان کیا ہے ایک ولی کامل جو غوثیت کے مرتبے پر فائز ہو اور جس کے بارے میں خود حضرت مجدد الف ثانی فرماتے ہیں کہ حضرت غوث الثقلین کے بعد مشائخ عالیہ قادریہ میں حضرت شاہ کمال کیتھلیؒ کے مثل اور کوئی بزرگ نظر نہیں آتا بدعت کا شکار کیسے ہو سکتا ہے؟

اسی طرح حضرت شاہ کمال کیتھلیؒ کے بارے میں صرف ایک تذکرے میں ایسی انوکھی روایت ملی ہے جو روایت و درایت کے اعتبار سے بالکل غلط ہے۔ لیکن اس کا مطالعہ دلچسپی سے خالی نہیں روایت کی ابتداء میں تو حضرت شاہ سکندر کیتھلیؒ کی قدر عالی شان رفیع اور مشرب صافی کا اعتراف کیا گیا ہے۔ لیکن بعد میں جو تصویر کھینچی گئی ہے (اس کا ذکر تو ہم بعد میں کسی مناسب موقع پر کریں گے) وہ اتنی جاذب نظر نہیں مؤلف نے حضرت شاہ سکندر کمال کیتھلی رحمۃ اللہ علیہ کو سلسلہ ملامتیہ کا بزرگ ظاہر کیا ہے۔ تضاد بیانی کے اس مرقعے میں بڑی خوبی سے رنگ بھرا گیا ہے۔

آخر مؤلف نے یہ بھی اقرار کیا ہے کہ "اکثر شاہبازان اوج منزلت" آپ کے دام فیضان کا شکار ہوئے جن میں سے حضرت شیخ محمد طاہر لاہوریؒ اور سلسلہ مجددیہ کے بانی حضرت شیخ احمد سرہندیؒ کے نام دیئے ہیں۔ دیگر کلیات سے قطع نظر سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر حضرت شاہ سکندرؒ کمال کیتھلیؒ طرز ملامتی کے پیرو تھے تو مذکورہ بالا دونوں بزرگ کیسے اور کیوں مرید ہو گئے مرید ہی نہیں

Marfat.com

بعد میں سلسلہ قادریہ میں خلافت بھی حضرت شاہ سکندر کیتھلیؒ سے حاصل ہوئی۔
ان دونوں بزرگوں کی علمی مذہبی اور روحانی استعداد سے کسے انکار ہو سکتا ہے۔ خود حضرت مجدد الف ثانی طرز ملامتیہ کے خلاف ہیں۔ چنانچہ ایک موقع پر آپ نے حضرت شیخ طاہر بندگی کو ایک مکتوب میں اس روش سے احتراز کرنے کی ہدایت کی ہے قصر عارفاں کے مؤلف نے یہ روایت کسی ایسے تذکرے سے اخذ کی ہے جو قابل اعتبار نہیں اس روایت پر ہم آہندہ صفحات میں تفصیل سے بحث کریں گے۔

ہم نے جو مثالیں صوفیاء کے تذکروں سے دی ہیں۔ انہیں نمونہ مشتے از خروار سمجھنا چاہیے۔ ان تذکروں میں بہت سی ایسی غلطیاں ہیں کہ انہیں شمار کیا جائے اور سلک تحریر میں پرو دیا جائے تو کئی ضخیم مجلدات تیار ہو جائیں ایک تذکرہ نگار کی حیثیت سے ہمارا فرض یہ ہونا چاہیے۔ کہ حالات وواقعات کو ان کے آئینہ میں دیکھا جائے اور نقد و نظر کی کسوٹی پر پرکھ کر انہیں صحیح صحیح پیش کیا جائے چنانچہ یہ مثالیں دینے سے ہمارا مقصد کسی کی دل آزاری کرنا یا علمی بے بضاعتی ثابت کرنا نہیں بلکہ حالات وواقعات کو صحیح صورت میں پیش کرنے کی کوشش میں مدد دینا ہے۔

تصوف کے تذکروں کی ایسی صورت حال کے پیش نظر قارئین اندازہ کر سکتے ہیں کہ ایک تذکرہ نگار کا کام کتنا مشکل ہوتا ہے اور اسے کتنا محتاط ہو کر اپنے موضوع پر کام کرنا پڑتا ہے اسے صحیح واقعات کی تہ تک پہنچنے اور صحیح حالات کا کھوج لگانے کیلئے جس کاوش مسلسل اور صبر پیہم کو بروئے کار لانا پڑتا ہے وہ جوئے شیر لانے کے مترادف ہے ہماری بھی صورت حال یہی ہے بہر حال ہم نے اسی

Marfat.com

کانٹوں بھرے دشت بے کراں میں برہنہ پا چل کر خار سے گل کو علیحدہ کر کے قارئین کیلئے ایک گلدستہ پیش کیا ہے جو ان کیلئے سکون قلب اور اطمینان روح کا سامان بہم پہنچائے گا۔

Marfat.com

دسویں صدی ہجری کا ہندوستان

ہندوستان میں مغل سلطنت کا آغاز ۱۵۲۶ھ سے ہوتا ہے جب مغل بادشاہ ظہیر الدین بابر نے ابراہیم لودھی کو شکست دے کر تخت دہلی کو رونق بخشی۔ اس سے قبل ہندوستان میں مسلمانوں کی حکومت کو تقریباً ۳۲۰ سال گزر چکے تھے اس عرصہ میں پانچ خاندان ہندوستان پر یکے بعد دیگرے حکمران ہوئے۔ ان سلاطین دہلی میں بیشتر ترکی النسل تھے یا افغان۔ تاریخ فخر الدین مبارک شاہ کے مطالعے سے پتہ چلتا ہے کہ ترکوں کے اس دور کے بیشتر قبائل ابھی تہذیب و تمدن سے آشنا نہیں ہوئے تھے اور وہ ابھی جہالت کی رسموں میں مقید تھے۔ یہی حال افغانوں کا تھا۔ ان کے بڑے بڑے شہروں میں اگرچہ اسلام کا خوب پرچار تھا لیکن بہت سے افغان قبیلے ابھی اسلام سے آشنا نہیں تھے اور کافر ہی تصور ہوتے تھے مولانا سید سلیمان ندوی نے بھی اپنی تصنیف "عرب و ہند کے تعلقات" میں انہیں خیالات کا اظہار کیا ہے مولانا کا خیال ہے کہ ترک فاتح جو ہندوستان آئے وُہ بحیثیت مجموعی اسلام کے نمائندے نہ تھے اور نہ ان کے اصول سلطنت ہی اسلام کے طرز حکومت اور اصول فرمانروائی سے ہم آہنگ تھے یہی حال افغانوں کا تھا چوتھی صدی ہجری کے وسط تک ان قبائل کے علاقوں میں نہ اسلامی درس گاہیں تھیں نہ اسلامی تعلیمات کا رواج ہوا تھا اور نہ ہی مسلمان علماء پھیلے تھے ایسی حالت میں جو حکومتیں ہندوستان میں قائم ہوئیں، ان میں اگر ایک طرف اسلامی خدوخال نمایاں تھے تو دوسری طرف انہوں نے عجمی تصورات کو قائم رکھا ان کی

Marfat.com

حکمرانی کے نظریئے ،نظام مملکت کے اصول‘ دربار داری کے آداب و رسوم‘ لباس و لوازم شاہی‘ محلات کا ماحول‘ خواجہ سراؤں‘ غلاموں‘ حاجیوں کی تربیت سب کے سب ساسانی رنگ کو ظاہر کرتے ہیں ان کی عیش و طرب کی محفلیں رزمیہ زندگی‘ آئین‘ جنگ اور ترتیب فوج میں ساسانی معاشرت کی جھلکیاں صاف نمایاں ہیں چنانچہ ہم دیکھتے ہیں۔ کہ بلبن نے اگر تخت نشین ہونے سے پہلے اپنے بیٹوں کے نام محمد اور محمود رکھے تھے تو تخت نشینی کے بعد اپنے پوتوں کے نام کیقباد کیخسرو‘ کیکاؤس‘ اور کیومرث رکھنے پر مجبور ہو گیا۔ حاکم و محکوم کا وہ فرق جس پر بلبن زور دیتا رہا[۲] اسلام سے کوئی علاقہ نہیں رکھتا تھا بلکہ یہ ایران کے طبقاتی نظام کی صدائے بازگشت تھی جو ہندوستان کے ماحول میں اس قدر گونج اٹھی تھی[۱]۔ التمش اپنی ذاتی زندگی میں بے حد مذہبی تھا لیکن وہ بھی شریف و رذیل‘ ترک و غیر ترک کے غیر اسلامی امتیازات کو ہمیشہ ضروری سمجھتا رہا۔ ہندوستان میں سلاطین کا مذہبی احساس و شعور مختلف سماجی قوتوں کے عمل اور رد عمل سے بھی متاثر ہوا ان طبقات کی ذہنی کیفیت اور مطالبات کی نوعیت مختلف تھی اور سلاطین شعوری اور غیر شعوری طور پر ان مختلف محرکات کے عمل اور رد عمل سے متاثر ہوئے تھے۔

حکمران طبقہ سلطان سے یہ توقع رکھتا تھا کہ وہ حکومت کے سب سے اعلیٰ مناصب ان ہی کیلئے مخصوص کر دے ابتدائی دور میں یہ طبقہ ترکوں پر مشتمل تھا اور یہ ترک امراء و حکام کسی غیر ترک کو خواہ وہ مسلمان ہی کیوں نہ ہو‘ حکومت کے اعلیٰ مناصب پر فائز نہیں دیکھ سکتے تھے۔ یہ امراء درباری اور مذہبی لحاظ سے ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش کرتے۔ چنانچہ سلاطین کو اپنا تخت و تاج

Marfat.com

بر قرار رکھنے کیلئے ان امراء کی خوشنودی حاصل کرنا پڑتی تھی۔ اگرچہ علاؤالدین نے ان امراء کی طاقت کم کر دی تھی لیکن بعد کو ان کی تمام کشمکش اور باہمی آویزشیں ابھر آئی تھیں اور اس سے عام فضا مکدر ہو گئی تھی اور یہ طبقے اپنے اقتدار و اختیار کو بر قرار رکھنے کیلئے اسی رنگ میں رنگے جاتے تھے‘ جس رنگ میں وہ بادشاہ کو دیکھتے تھے۔ علاؤالدین خلجی اپنے چار امیروں الغ بیگ‘ ظفر خان‘ نصرت خاں اور الپ خاں کی مدد سے ایک نئے مذہب کی داغ بیل ڈالنے پر آمادہ ہو گیا تھا۔ اس کش مکش اور آویزش نے علماء کے دو طبقے پیدا کر دیئے تھے علمائے دین دار اور علمائے دنیادار۔ اول الذکر حکومت سے الگ تھلگ رہتا اور اپنی حریت فکر و ضمیر بر قرار رکھتا لیکن جب کبھی اس کی خدمت کی ضرورت پڑتی تو وہ بلا کم و کاست اپنی رائے کا اظہار کرتا مؤخر الذکر طبقہ حب جاہ کیلئے سلاطین کے ہر عمل پر مہر توثیق ثبت کر دینے میں کوئی عار محسوس نہ کرتا تھا افکار و نظریات کے اعتبار سے علماء کے مختلف گروہ تھے اور جس چیز کو وہ زیادہ اہم سمجھتے تھے اس کی طرف سلطان کی بھی توجہ دلاتے تھے ان کے بعض مطالبات دوسرے طبقوں کی خواہشات سے ٹکراتے تھے اور ایسی صورت میں سلطان کے دماغ میں کشمکش پیدا ہو جانا لازمی امر تھا ان متصادم نظریات وافکار کے ہجوم میں سلاطین کو اپنے مذہبی رجحان کا تعین کرنا پڑتا تھا۔

سلاطین کو مشائخ کے مذہبی افکار نے بھی بہت متاثر کیا ان بزرگوں کی خاموش زندگی اور بے لوث خدمت خلق نے عوام و خواص پر گہرے اور متنوع اثرات مرتب کیئے۔ بعض صورتوں میں یہ اثرات براہ راست تعلقات سے پیدا

Marfat.com

ہوئے مثلاً التمش اور بلبن نے اپنے عہد کے مشائخ سے عقیدت مندانہ تعلقات قائم رکھے اور ان کے اثرات بھی قبول کئے۔بعض سلاطین بلاواسطہ ان بزرگوں سے متائثر ہوئے۔مثلاً علاؤالدین خلجی کہ گووہ خود کبھی شیخ نظام الدین اولیاء سے نہیں ملا۔لیکن درباریوں کے ذریعے ان کی تعلیم اور ان کے اثرات سے وہ باخبر رہا پھر اگر کبھی بادشاہوں کی حالت "نوارا تلخ ترمی زن" کا مطالبہ کرتی تو کچھ مشائخ اس خطرناک خدمت کو انجام دینے سے بھی گریز نہ کرتے تھے۔شیخ نصیر الدین چراغ دہلویؒ، شیخ فخر الدین زرادیؒ، شیخ قطب الدین منورؒ وغیرہم نے ایسا ہی رویہ اختیار کیا تھا۔سلاطین دہلی سے ربط ضبط کے معاملے میں چشتی اور سہروردی مشائخ مسلک میں بڑا اختلاف تھا۔سہروردی مشائخ سلاطین سے کافی میل جول رکھتے تھے اور شاہی مناصب اور جاگیریں بھی قبول کر لیتے تھے جب کہ چشتی بزرگ اس روش کے خلاف تھے۔ان کا خیال تھا کہ دربار سے تعلق روحانی زندگی کی سعادتوں سے محروم کر دیتا ہے۔مسلک کے اس اختلاف سے دونوں سلسلوں کے مشائخ کی زندگیوں اور خانقہی نظام میں زبردست فرق پیدا ہو گیا تھا اور سلاطین بھی اس فرق کو کچھ تکلیف کے ساتھ محسوس کرنے لگے تھے۔سلاطین سے اپنے اپنے طرز عمل کا نتیجہ دونوں سلسلوں کو بھگتنا پڑا۔ایک طرف سہروردیوں کی روش نے ان کی خانقہی آزادی کو ختم کر دیا اور سلطان سجادہ نشینی میں دخیل ہو گئے تو دوسری طرف چشتیوں کی سلطان سے بے تعلقی اور درباری زندگی سے نفرت کے ردعمل کے طور پر محمد بن تغلق نے انہیں جبراً خانقاہوں سے نکال کر سرکاری عہدوں پر متعین کر دیا۔سلاطین بعض ایسی تحریکوں سے بھی متاثر ہوئے جن کے

Marfat.com

ہمہ گیر اثرات سے مسلم سوسائٹی کا ہر طبقہ کسی نہ کسی حد تک متاثر ہوا تھا اسی طرح ہندوستان میں آباد ہو جانے کے بعد سلاطین کا ہندوؤں کے سماجی اور فکری حالات سے متاثر ہونا ناگزیر تھا نظام حکومت چلانے کیلئے انہیں ہندوؤں کی مدد اور ان کے تعاون کی ضرورت تھی چنانچہ ہندو معماروں نے ان کی عمارتیں بنائیں۔ ہندو سناروں نے ان کے سکے گھڑے۔ ہندو افسروں نے ان کے مالی نظام کو سنبھالا۔ برہمنوں نے ہندوؤں کے مقدمات طے کرنے میں مدد دی اثرات کا یہ دائرہ نظام حکومت سے نکل کر سماج میں پھیلا اور پھر اس نے فکر کو اپنی لپیٹ میں لے لیا ہندو شہزادیوں سے ازدواجی تعلقات کی ابتداء شہاب الدین غوری سے ہو گئی تھی بعد کو علاؤالدین خلجی، تغلق شاہ، رجب وغیرہ نے ہندو عورتوں سے شادیاں کیں، اور اس طرح شاہی حرم میں ہندو اثرات ظاہر ہونے لگے۔ پھر ہندو نجومیوں، شاعروں اور جوگیوں سے سلاطین کے تعلقات پیدا ہوئے۔ سلطان محمد تغلق دکن میں تھا تو روزانہ گنگا کا پانی منگا کر پیتا تھا۔ سلاطین کے مذہبی افکار پر مسلم معاشرہ کے مذہبی رجحانات بھی نقش پذیر ہوئے، وہ عام مسلمانوں کے مذہبی تصورات کے خلاف کوئی قدم نہیں اٹھا سکتے تھے۔ علاؤالدین خلجی نے جب ایک نئے مذہب کی بنیاد ڈالنا چاہی تو اس پر اس تنبیہ نے بہت اثر کیا تھا کہ اس حرکت سے مسلمانوں میں ایسی بے چینی پیدا ہو جائے گی کہ سو بزرجمہر بھی اس کو فرو نہیں کر سکیں گے۔ جب محمد بن تغلق نے ملک میں ایک عام اضطراب کی صورت پیدا کر دی تو اسنے مسلم معاشرہ کے رجحانات کے پیش نظر خلافت سے گہری دلچسپی کا اظہار کیا اور اس طرح اپنے کھوئے ہوئے اثر و اقتدار کو واپس لانے کی کوشش کی۔

Marfat.com

مسلم معاشرہ کے بعض عناصر اپنے اپنے مخصوص انداز میں سلاطین کو ہدایت کرتے رہتے تھے کوئی رمز و کنایہ میں بات کہتا۔ کوئی کہانیوں کے ذریعے اور کوئی شاعرانہ انداز میں۔ امیر خسرو اپنے قصائد میں سلاطین کو نصیحتیں کرتے اور ان کی کمزوریوں سے انہیں آگاہ کرتے۔ مولانا ضیاء الدین نخشی کی تصانیف میں ایسی بے شمار حکایات ہیں جن کا روئے سخن سلاطین کی طرف ہے۔ شیخ حمید الدین ناگوریؒ نے ایسے ملوک کی مذمت کی ہے جو لہو و لعب میں اپنا وقت گزارتے تھے۔

خلافت عباسیہ کے کمزور ہو جانے کے بعد مرکز سے دور صوبوں میں ایسی حکومتیں قائم ہو گئی تھیں جو رسمی طور سے تو خلیفہ کے ماتحت تھیں لیکن اپنے تمام معاملات میں خود مختار تھیں ان کے نظام حکومت، انداز کشور کشائی اور سیاسی زندگی کو دیکھ کر بقول علامہ شبلی نعمانی یوں معلوم ہوتا تھا کہ کیقباد اور کیخسرو نے طغرل و سنجر کا قالب اختیار کر لیا ہے۔ ایسے حکمرانوں کی روش پر سب سے کڑی تنقید امام غزالی نے احیاء العلوم میں کی ہے۔ پروفیسر خلیق نظامی لکھتے ہیں کہ تاریخ اسلام کے اس دور میں قائم ہونے والی سلطنت دہلی کی حیثیت بھی وہی تھی جس پر امام غزالی نے ناقدانہ نظر ڈالی ہے۔ اگر پورے نقشہ کو سامنے رکھا جائے تو یہ حقیقت واضح ہو جائے گی کہ "سلطنت بالکل غیر اسلامی سیاست کی پیداوار تھی اور سلاطین گو مسلمان تھے لیکن اسلام کے نمائندے نہ تھے اور ان کی انفرادی زندگی میں مذہب کو کوئی بھی درجہ حاصل رہا ہو۔ لیکن انہوں نے سیاسی معاملات میں مذہب سے روشنی حاصل نہیں کی سید" صباح الدین عبد الرحمٰن بھی اگرچہ اس رائے سے متفق ہیں لیکن انکا خیال ہے کہ ہندوستان کے مسلمان حکمرانوں کی

Marfat.com

سیاست تمدن اور معاشرت پر بھی اسلامی اثرات غالب تھے اور جن مشکلات کا سامنا ان کو کرنا پڑا وہ دوسرے اسلامی ممالک کے سربراہوں کو کرنا نہیں پڑا۔ انہوں نے ایسے ملک پر حکومت کی جہاں کی رعایا ان کی ہم مذہب نہ تھی اگر وہ سراسر اسلامی آئین و قوانین جاری کر کے حکومت کرنے کی کوشش کرتے تو ان کی حکومت زیادہ دنوں تک قائم نہیں رہ سکتی تھی لیکن وہ مذہب کو بھی نظر انداز نہیں کر سکتے تھے جس کے نام پر وہ حکومت کرتے رہے۔ اکبر کی زندگی کے آخری دور سے قطع نظر ایک بھی فرماں روا ایسا نہیں جس نے اسلامی شرع کے اقتدار اعلیٰ کو تسلیم کرنے سے انکار کیا ہو۔ کچھ ایسے سلاطین ضرور ہوئے جنہوں نے اپنی ہوس رانی، مفاد پرستی اور دنیا طلبی کی خاطر سنت کی خلاف ورزی کی پھر بھی وہ اس کے منکر نہیں ہوئے اور زیادہ تعداد ان حکمرانوں کی ہے جنہوں نے شرعی قوانین کے ظاہری احترام کو برقرار رکھنے کی پوری کوشش کی اور اسی احترام کی خاطر بعض امور میں درباری علماء سے ایسے فتوے بھی حاصل کر لیتے جو دراصل درست نہ ہوتے لیکن یہ علماء سوء کا قصور تھا۔ ایک جابر اور قاہر بادشاہ بھی علی الاعلان شریعت کی خلاف ورزی کی جرأت نہیں کر سکتا تھا کیونکہ عوام کا تعاون اسے اسی وقت تک حاصل رہتا تھا جب تک وہ شرعی قوانین کا احترام کم از کم ظاہری طور پر قائم رکھتا۔ علاوہ ازیں ازمنہ قدیم میں مذہب عوام کے دل و دماغ پر چھایا ہوا تھا اس لئے بادشاہ وقت مصلحتاً بھی اس کا احترام کرنے پر مجبور تھا اور بعض تو مذہبی قوانین کی زیادہ سے زیادہ پابندی کرنے ہی میں اپنی سعادت اور مقبولیت سمجھتے تھے۔ سید صباح الدین عبدالرحمن یہ بھی لکھتے ہیں کہ ہندوستان کے مسلمان حکمران کلی طور پر اسلامی

Marfat.com

شریعت کے علمبردار نہ بن سکے لیکن وہ اسلامی شریعت کے محافظ اور نگہبان ضرور رہے وہ تمام اسلامی قوانین کا نفاذ تو نہ کر سکے لیکن انہوں نے اسلام کی عزت وناموس کی پاسبانی ضرور کی ہے یہ اور بات ہے کہ ان سے ان کے ہم مذہبوں کو جتنی توقعات تھیں وہ پوری نہیں ہوئیں۔

یہ بیان ہو چکا ہے کہ علماء کے متضاد نظریات کے پیش نظر سلاطین دہلی کے سامنے دو راستے تھے یا تو مذہب سے اپنے تعلق کو بالکل ختم کر دیں یا پھر یہ کوشش کریں کہ دین سے ان کا تعلق محض رسمی ہونے کے بجائے حقیقت پر مبنی ہو۔ چنانچہ علاؤالدین **خلجی اور محمد بن تغلق** نے موخر الذکر صورت پر عمل کیا۔ علاؤالدین خلجی نے نئے مذہب کی داغ بیل ڈالنے کا ارادہ کیا تو اس کا محرک یہ جذبہ تھا کہ اپنے دائرہ اقتدار کو وسیع سے وسیع تر کر دے۔ لیکن اپنے ارادہ میں ناکام ہونے کے بعد اس نے کوشش کی کہ مذہب کو بلاوجہ سیاست پر دخل انداز نہ ہونے دیا جائے اور جب محمد بن تغلق نے مذہب وریاست کی یک جائی کا نعرہ بلند کیا تو اس نے مذہب کی اہمیت کو محسوس کر کے اسے اپنے اقتدار کو سیاست کے محدود دائرے سے نکال کر مذہب کی لامحدود وسعت میں لانے کیلئے استعمال کیا۔بہر حال علاؤالدین اور محمد بن تغلق دو ایسے آزاد فکر سلاطین تھے جنہوں نے بقول پروفیسر خلیق احمد نظامی مسئلہ کے بنیادی پہلو پر غور کیا ورنہ عام طور پر سلاطین مذہب سے اپنے رسمی تعلق کے اظہار پر ہی اکتفا کرتے رہے' سلاطین دہلی نے مذہب سے اپنے تعلق کا فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنی اطاعت اور فرمانبرداری کو ایک مذہبی فریضہ بنادیا اطیعو اللہ واطیعو الرسول واولی الامر منکم پر زور

Marfat.com

دیا گیا اور یہاں تک کہا گیا کہ امیر المومنین حضرت عمرؓ کا قول ہے کہ سلطان کا تتبع کرنا قرآن کے تتبع کرنے سے بڑھ کر ہے۔ سلاطین کے لئے بڑے بڑے القابات استعمال کئے گئے مثلاً شمس الدنیا والدین، ظل اللہ فی الخافقین، مظہر کلمۃ اللہ العلیاء، فلک المعالی، شہریار غازی، ذوالامان الاہل الایمان، نائب امیر المومنین، ناصر امیر المومنین اور ظل اللہ فی الارض وغیرہ۔ صدر الدین، حسن نظامی، فخر مدبر، منہاج السراج، امیر خسرو اور حسن سجزی نے بھی وقت کے سلاطین کو ظل اللہ فی العالمین۔ ظل یزدانی اور سایۂ یزدان پاک کے القاب سے پکارا ہے، اس سے ایک پہلو نیابت خداوندی کے تصور کا نکلتا ہے۔

سلاطین دہلی کے زمانے میں ہندوؤں کو مکمل آزادی حاصل تھی، مسلمان بڑی رواداری کے ساتھ ان کی عبادت اور مذہبی رسوم کو گوارا کرتے تھے، بلکہ خود بعض مسلمان اکابر ہندو مذہب کی گہرائیوں کو سمجھنے کی جستجو کرتے تھے۔ بھگتی تحریک کا آغاز اور وسعت، کبیر اور نانک وغیرہ کی زندگیاں اور ان کے کارنامے اس بات کی غمازی کرتے ہیں کہ سلاطین کبھی ان کے عقائد و نظریات کی تبلیغ میں رکاوٹ نہیں بنے، عبدالقادر بدایونی نے لکھا ہے کہ سکندر لودھی کے عہد میں برہمن نامی ایک ہندو، مسلمانوں کو درس دیتا تھا، ضیاء الدین برنی نے اپنے عہد کی ایسی ہی بے اعتدالیوں پر تنقید کرتے ہوئے لکھا کہ۔

"اگر بادشاہان اسلام اتنی قوت اور شوکت ہوتے ہوئے اس بات کو رَوا رکھیں کہ ان کے دارالسلطنت اور مسلمانوں کے شہروں میں کفر کی رسمیں پھیلیں اور کھلم کھلا بت پرستی کی جائے اور ـــــ (ہندو) بت خانے اور بت

Marfat.com

رکھیں۔۔۔۔ اور چند تنکے کا جزیہ دے کر کفر کی تمام رسوم کو رواج دیں اور دین باطل کی کتابوں کا سبق دیں اور ان کے احکام کو پھیلائیں' تو پھر دین حق دوسرے مذہبوں پر کس طرح غالب آئے گا۔"

یہی مورخ ایک اور جگہ لکھتا ہے کہ (مسلمان بادشاہ) اس بات کو روا رکھتے ہیں۔ کہ دارالملک میں کافر' مشرک اور بت پرست اپنے مکان محلوں کی طرح بنائیں اور ازربفت کے کپڑے پہنیں۔۔۔۔۔۔۔ ان کو راحتیں اور آسائشیں میسر ہوں۔ مسلمانوں کو نوکر رکھیں اور اپنے گھوڑوں کے آگے دوڑائیں اور بے چارے مسلمان ان کے دروازے پر بھیک مانگیں اور ان کو دارالسلطنت میں رائے رانا' ٹھاکر' شاہ۔ مہتہ اور پنڈت کہہ کر پکاریں۔

ہندوؤں کو حکومت کے کاموں میں شریک کرنے کا اصول محمد بن قاسم ہی کے زمانے سے تسلیم کیا گیا تھا' خصوصاً خلجیوں اور تغلقوں کے زمانے میں ہندو اعلیٰ سرکاری عہدوں پر نظر آتے ہیں' کوتوال برنج تن (جو غالباً دہلی کا کوتوال تھا) اور ہتیاپائک کے نام اس سلسلے میں خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ جلال الدین خلجی نے قبیلہ منڈاہر کے ایک شخص کو ایک لاکھ جیتل مواجب پر وکیلدار مقرر کیا تھا' لاڈنو (جودھپور) کے ایک کتبہ (مورخہ ۱۳۱۶ء) میں لکھا ہے کہ علاؤالدین خلجی نے ایک ہندو' سادھارنہ کو دھن ادھکارن (خزانچی) مقرر کیا تھا' محمد بن تغلق نے ایک ہندو رتن کو سندھ کا گورنر بنایا تھا اور اس کو علم اور نوبت رکھنے کی اجازت دی تھی اور یہ وہ اعزاز تھا جو صرف بڑے امیروں کو دیا جاتا تھا۔ فرشتہ نے لکھا ہے کہ ایک شخص بھیرن رائے جو قلعہ گلبرگہ کا کمانڈر بنایا گیا تھا' سلطان کا بڑا معتمد تھا۔

Marfat.com

بابر جب ہندوستان آیا تو اس کو یہ دیکھ کر بڑا تعجب ہوا کہ ہندوستان میں تمام کاریگر مزدوری پیشہ لوگ اور افسر ہندو ہیں۔

یہ ایک اجمالی خاکہ تھا ان حالات وواقعات کا جو مغلیہ سلطنت کے وجود میں آنے سے پہلے ہندوستان میں موجود تھے۔ اس اجمالی مطالعے سے معلوم ہو جاتا ہے کہ جب ہندوستان میں اسلامی حکومت قائم ہوئی تو یہاں کا ماحول اس ماحول سے بالکل مختلف تھا جو مسلمانوں کو دوسرے مفتوحہ علاقوں میں میسر آیا۔ یہاں کے باشندوں میں بت پرستی اور اصنام پرستی کا مادہ اس قدر زیادہ تھا کہ اسے بیک بینی و دوگوش نکال دینا ممکن نہیں تھا' اس کیلئے ایک تدریجی عمل درکار تھا اس کے علاوہ اس سرزمین میں جو فاتحین آئے وہ ایرانی ماحول سے زیادہ متاثر تھے کیوں کہ ان کی پرورش اور تربیت اسی علاقے اور ماحول میں ہوئی تھی' چنانچہ ان کی اپنی ذات نے بھی اس عمل کو کافی عرصے تک روکے رکھا اور نتیجہ یہ ہوا کہ انہیں یہاں کی ہندو آبادی کو اپنے اقتدار میں شامل کرنا پڑا۔ کیونکہ بقول پروفیسر خلیق احمد نظامی ' ان کی مدد اور عملی تعاون کے بغیر نظم مملکت چل بھی نہیں سکتا تھا' عہدِ سلطنت میں ہندوؤں کو سرکاری ملازمتیں اور سرکاری اقتدار دونوں چیزیں حاصل تھیں۔ لیکن اس ملازمت اور اقتدار کی نوعیت بالکل مختلف تھی' وہ نہ تھی جو انہیں مغلیہ عہد میں حاصل ہوئی۔ شاہان مغلیہ کے زمانے میں یہ کیفیت بالکل بدل گئی' حرم اور دربار میں ہندوؤں اور شیعوں کا زور بڑھ گیا اور وہ اُمورِ سلطنت میں بے حد دخیل ہو گئے۔ یہ کیفیت اکبر کے زمانے میں بہت

Marfat.com

زیادہ ہو گئی، مغل بادشاہ تو سنی ہوتے، لیکن وزارت اور کلیدی اسامیاں زیادہ تر شیعی امراء کے ہاتھوں میں رہیں۔ محل کے اندر مغل بادشاہوں کے عروج کے زمانے میں زیادہ تر شیعہ بیگمات اور راجپوت شہزادوں کا استیلار ہا، ہمایوں، اکبر اور عالمگیر شیعہ ماؤں کے بطن سے تھے، اکبر کے محل میں سنی بیگمات بھی ضرور رہیں۔ لیکن اس کی ماں حمیدہ بیگم شیعہ ہونے کی وجہ سے اپنی خاندانی روایات کی پابند رہی، پھر اسی محل میں راجہ بہاری مل کچھواہہ کی بیٹی اکبر کی بیوی بن کر آئی تو اپنی سہیلیوں اور خادماؤں کے ساتھ راجپوت تمدن لائی۔ جہانگیر کی بعض بیویاں سنی تھیں، لیکن مختلف اوقات میں گیارہ راجپوت شہزادیاں بیاہ کر کے آئیں اور محل کی رانیاں بن کر رہیں۔ اور یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ ان کے ساتھ بھی راجپوت تمدن آیا۔ لیکن آخر میں نور جہاں محل میں حاوی ہو گئی، اکبری عہد میں تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ محل کے اندر راجپوت تمدن ہی چھا جائے گا۔ محل کے اندر مندر بھی تعمیر ہوئے۔ ہنومان جی کے بت رکھے گئے، تلسی پوجا کیلئے پتھر کا ایک تھانولا رکھوا کر اس میں ترسا کا درخت بھی لگایا گیا۔ فتح پور سیکری کے محل میں دیواروں پر کرشن جی اور رام چندر جی وغیرہ کی تصویریں بھی نظر آنے لگیں، لیکن جہانگیر کے زمانے میں نور جہاں نے شاہی محل میں آتے ہی اپنے حسن ذوق سے محل کے اندر سارا تمدنی رنگ ہی بدل دیا، دربار میں سنی شیعہ بیگمات اور راجپوت شہزادیوں کے اعزہ واقربا نمایاں ہوئے جو دربار کو اپنے اپنے رنگ سے متاثر کرنا چاہتے تھے، لیکن نور جہاں اور ممتاز محل کے رشتہ دار اپنے ایرانی اثرات کے ساتھ دربار پر ایسے چھا گئے

Marfat.com

کہ خود راجپوت سرداروں اور سنی امراء نے ان ہی کے تمدن کو بڑی حد تک قبول کر لیا۔ محل اور دربار دونوں جگہ نہ صرف راجپوت سرداروں بلکہ غیر ایرانی امراء کا تمدن بھی دب کر رہ گیا اور اسی تمدن کو مسلمان خواص اور عوام نے اپنے سینے سے لگایا اس ایرانی تمدن نے بادشاہوں' امراء اور خواص میں بے جا تکلفات کو جنم دیا' عجیب و غریب مرصّع لباس زیب تن ہونے لگے۔ سونے چاندی کے برتن کھانے پینے کیلئے استعمال ہونے لگے' اس کے علاوہ اور بہت سی ایسی خرافات وجود میں آگئی تھیں جن کی تفصیل اس معمولی مقالے میں بیان کرنا ممکن نہیں۔ عہدِ مغلیہ کی تاریخوں میں اس کی تفصیل ملاحظہ کی جاسکتی ہے' علماء اس تمدن سے مطمئن نہ تھے اور وہ دربار کی ہر چیز کی زینت و آرائش کو بھی غیر اسلامی قرار دیتے رہے۔ وہ اس تمدن کو عہد رسالت مآب ﷺ کے تمدن کی طرف لے جانے کی کوشش کرتے۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ نے معاشرت و تمدن کو سنوارنے کے لئے احیاء سنت کو ضروری قرار دیا۔ اسی لئے انہوں نے فارسی زبان میں احادیث منتقل کرنا شروع کیں۔ تاکہ ان سے عوام و خواص بہرہ ور ہوں۔ انہوں نے جہانگیر کیلئے ایک رسالہ 'نورانیہ سلطانیہ' تصنیف کیا۔ جس میں بادشاہ کے فرائض اور سلطنت کے قواعد و ارکان پر بحث کی' حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کے مکتوبات سے بھی یہی مترشح ہوتا ہے۔ کہ وہ زندگی کی کامیابی کو رسالت مآب ﷺ کی کامل مطابعت سے مشروط کرتے ہیں۔ وہ شیخ فرید بخاری کو ایک مکتوب میں لکھتے ہیں کہ سونے چاندی

Marfat.com

ریشمی کپڑے اور اسی قسم کی دوسری چیزیں جن کو رسالت مآب ﷺ نے حرام کیا ہے۔ ان سے بچنے رہنا چاہیے' چاندی کے ظروف کو اگر سجانے کیلئے استعمال کیا جائے تو گنجائش نکل سکتی ہے۔ لیکن ان کا استعمال حرام ہے' مثلاً ان میں پانی پینا، طعام کھانا' عطریات ڈالنا' سرمہ دانی بنانا وغیرہ۔ حق سبحانہ تعالیٰ نے امور مباحہ کے دائرہ کو بڑا وسیع کر دیا ہے۔ ان کے تنعمات و تمتعات سے جو لذت و عیش حاصل ہوتا ہے وہ اُمور محرمہ سے کہیں زیادہ ہے۔ مباحات میں خدا کی رضا و خوشنودی ہے اور محرمات میں ناراضگی و خفگی' اس طرح عبدالرحیم خان خاناں کو ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں کہ ماکولات، مشروبات اور ملبوسات میں بہت سی چیزیں حلال کر دی ہیں اور صرف تھوڑی سی چیزوں کو حرام کیا ہے' وہ بھی بندوں ہی کے فائدے کیلئے' بعض ریشمی کپڑوں کو حرام کیا ہے تو کیا مضائقہ ہے۔ کیونکہ اس کے بدلے تو کتنی قسم کے مزین کپڑے اور لباس حلال کر دیئے ہیں۔ سلاطین کے علاوہ عوام پر بھی علماء اثر انداز نہ ہو سکے۔ عوام بدعت کو یا غیر اسلامی چیز کو غیر اسلامی اس وقت تک سمجھنے کیلئے تیار نہیں ہوئے، جب تک ان کے ذریعے سے ان کی سیاسی' اجتماعی' تمدنی اور معاشرتی بڑائی اور سطوت قائم نہیں ہوتی رہی۔ اسی لئے علماء کی تعلیم و تلقین کے باوجود وہ بھی سلاطین و امراء کی تمدنی زندگی کی شان و شوکت پر ناز کرتے رہے۔

بابر نے ہندوستان میں قدم جمانے کے بعد یہاں کے لوگوں کے قلوب مسخر کرنے کی کوشش کی جس میں وہ کامیاب رہا۔ بابر فطری طور پر

Marfat.com

مذہبی واقع ہوا تھا اس نے ترکی زبان میں اپنے لڑکے کامران کیلئے مثنوی "مبین" لکھی جس میں مذہبی، فقہی اور اخلاقی مسائل پر دو ہزار اشعار ہیں۔ یہ کتاب فقہ بابری کے نام سے مشہور ہے۔ وہ خواجہ عبیداللہ احرار کا مرید تھا۔ اور علوم معقول و منقول میں خراسان کے شیخ الاسلام مولانا سیف الدین احمد، علم کلام میں ملا شیخ حسن اور حدیث میں میر جمال الدین محدث کا قدردان اور معترف رہا۔ تسخیر ہندوستان کے بعد بابر، عبدالقدوس گنگوہی قدس اللہ سرہ کے آستانہ پر خود حاضر ہوا تھا اور حضرت گنگوہی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے مکتوب کے ذریعے اس کو نصیحت کی کہ وہ عدل قائم کرے۔ اور اوامر و نواہی کی پابندی کرے۔ نماز باجماعت ادا کرے اور علماء کو دوست بنائے۔ بابر کا جانشین ہمایوں بھی صوم وصلوٰۃ کا پابند رہا، وہ کبھی قسم نہ کھاتا، معمولی احکام شرعی پر اس سختی سے عمل کرتا کہ مسجد میں کبھی بایاں پاؤں اندر نہ رکھتا، اور بے وضو اللہ تعالیٰ کا نام نہ لیتا۔ حضرت محمد غوث گوالیاری قدس اللہ سرہ کے حلقہ ارادت میں داخل تھا، ہمایوں نے بھی بابر کی طرح ہندوستان کے باشندوں کو اپنی طرف مائل رکھا، اور شیر شاہ سوری کی رواداری کا راگ تو ہر زمانے میں الاپا جائے گا، اس نے بقول سید صباح الدین عبدالرحمٰن مذہب اور سیاست میں ایک خوشگوار امتزاج پیدا کر کے ہندوستانی قومیت کو ترقی کرنے کے لئے نہایت مناسب فضاء مہیا کر دی، وہ ملک کے تمام باشندوں کو بلا امتیاز مذہب و ملت اور بلا امتیاز نسل و قوم اقتدار اعلیٰ میں شریک کرنا چاہتا تھا، تاکہ ملک کے تمام باشندے اس کے خیر خواہ

Marfat.com

رہیں' سید صباح الدین عبدالرحمٰن نے یہ بھی لکھا ہے کہ شیر شاہ کی پیدا کی ہوئی فضاء کو اکبر نے مستحکم کرنے کی کوشش کی۔ شیر شاہ کے مصنف کالکا رنجن (قانون گو) نے اکبر کی پالیسیوں پر تنقید کرتے ہوئے لکھا ہے کہ۔ :

اگر اکبر غلط قدم نہ اٹھاتا تو ہندوستان کی قومیت سترہویں صدی عیسوی میں ہی پایۂ تکمیل کو پہنچ جاتی اکبر نے جزیہ بند کر دیا ہوتا، ذبحہ گاؤ رکوا دیا ہوتا۔ اپنے نظام حکومت میں ہندوؤں کو ایک حد تک شریک کر لیا ہوتا، یا سنسکرت زبان کی سرپرستی میں لگا رہتا تو یہاں تک کوئی مضائقہ نہ تھا' لیکن اس کے عجیب و غریب خیالات نے اس کو ایک نئے مذہب کا پیغمبر بنا دیا اور ساتھ ہی ساتھ وہ رعایا کا سیاسی حکمران بھی رہا اور یہی خیالات اس کی اسکیم کی تباہی کا باعث بنے بلکہ اس کی سکیم سے ایسے چند مکار مسلمان اور غلامانہ ذہنیت کے ہندو ضرور پیدا ہوئے جو اس کو خوش کرنے کیلئے اللہ اوپ نشد لکھا کرتے تھے۔۔۔۔۔۔اکبر نے اسلام کے ساتھ ناانصافی کی۔ اس کو خوامخواہ رسوا کیا۔ جس کیلئے اس کی تاریخ اس کو کبھی معاف نہیں کر سکتی۔ اس نے جو کچھ کیا ریاست کے مفاد کیلئے نہیں بلکہ ایک وہم کو پورا کرنے کیلئے کیا۔۔۔۔۔۔ ہندو تو اس کی طرف مائل ہوئے۔ لیکن مسلمانوں کی رغبت جاتی رہی' اکبر کا اسلام سے انحراف اس کی غیر معمولی ذہانت کا اچھا نمونہ نہ تھا۔ اس کو اپنی نجی زندگی میں سچا مسلمان ہونا چاہیے تھا۔

اس روادارانہ میل جول اور ہندوستانی یک جہتی نے جس کا ذکر اکثر ہندو اور بعض مسلمان مورخین نے اس غرض سے کیا ہے کہ ہندو

Marfat.com

مسلم اتحاد قائم ہو کر ایک نیا شعور اور قومی ذہن پیدا ہو خود اکبر اور اسکے بعد کے زمانے میں اسلام اور مسلمانوں کیلئے بے شمار مشکلات پیدا کر دیں۔ یہ چیزیں ہر دور کے علماء کو کھٹکتی رہیں' چنانچہ ایسے علماء کی ترجمانی اکبر کے زمانے میں ملا عبدالقادر بدایونی نے اپنی کتاب ''منتخب التواریخ'' میں کی ہے۔ ملا مبارک ناگوری کی مجتہدانہ قوتیں اور ابوالفضل کی انشاء پردازی کا سارا زور اکبر کی اس رواداری کو صحیح ثابت کرنے پر صرف ہوا لیکن ملا عبدالقادر بدایونی نے اس کے خلاف اپنی تحریروں سے ایک فضاء پیدا کر دی' اکبر پر اس سے بہتر سے بہتر کتابیں لکھنے کے باوجود مسلمانوں کے ایک بہت بڑے طبقے کے دلوں میں اس کے خلاف جو آزردگی بلکہ اسلام دشمنی کی کدورت پیدا ہو گئی تھی' وہ آج تک دور نہیں ہوئی' اور یہ طبقہ اب اکبر سے کچھ اس لئے مطمئن نظر آتا ہے کہ نئی تحقیقات سے یہ ثابت کیا جا رہا ہے کہ وہ اپنے مذہبی خیالات سے تائب ہو کر آخری وقت میں ایک سچا کلمہ گو مسلمان ہو گیا تھا اور اس کا خاتمہ بالخیر ہوا۔ جب کہ حقیقت یہ ہے کہ اکبر دین الٰہی سے تائب نہیں ہوا تھا اور وہ اسی دین پر قائم مرا۔ حضرت مجدد الف ثانی قدس اللہ سرہ کے مکتوبات سے عہد اکبری پر کافی روشنی پڑتی ہے۔ ان مکتوبات میں اس عہد کی ایک تاریخ پوشیدہ ہے' ان سے اس بات کا پتا چلتا ہے کہ ہندوستانی قومیت کو وجود میں لانے کیلئے حکومت وقت' امراء' وزراء اور علماء سوء نے کیسی کیسی اختراعات مذہب میں کر کے اسلام کو تقریباً مٹا ڈالنے کی مذموم کوشش کی تھی' ہم یہاں مکتوبات حضرت

Marfat.com

مجدد الف ثانی قدس سرہ کے سے چند اقتباسات پیش کرتے ہیں جن سے ہمیں اپنے موقف کی تائید مقصود ہے۔

''پچھلی حکومت میں دین مصطفوی سے دشمنی اور عناد مفہوم ہوتا تھا،،

''مسلمانوں پر پچھلے دور میں کیا کچھ گزر گیا' اسلام کی زبوں حالی پہلے زمانے میں اس سے آگے نہ گئی تھی کہ مسلمان اپنے دین پر رہیں اور کفار اپنے دین پر لکم دینکم ولی دین کی آیت سے یہی معلوم ہوتا ہے لیکن گذشتہ دور میں کھلے بندوں اسلامی سلطنت میں کفر کے قوانین غالب اور نافذ تھے۔

واویلا وامصیبتا' واحسرتا' واحزنا ' ———— محمد رسول اللہ جو رب العالمین کے محبوب ہیں ان کو سچا ماننے والے تو ذلیل و خوار ہیں اور ان کے منکر عزت واعتبار والے ہیں۔

مونگر کوٹ کے پاس مسلمانوں پر اسلامی حکومت کے اندر ان کافروں نے کیسے کیسے مظالم ڈھائے ہیں اور مسلمانوں کی کیسی کیسی تذلیل و توہین کی ہے۔،،

اہل کفر اس پر راضی نہیں ہیں کہ اسلامی حکومت میں کھلے بندوں ان کے کافرانہ قوانین نافذ ہو جائیں' بلکہ وہ تو یہ چاہتے ہیں کہ اسلامی احکام اور قوانین سرے سے نیست و نابود کر دیئے جائیں 'ان کو اتنا مٹا دیا جائے کہ مسلمانی اور مسلمان کا کوئی اثر و نشان یہاں باقی نہ رہے۔ اہل کفر کے بہت سے احکام اور رسوم اہل اسلام میں نمایاں ہو رہے ہیں۔

''مسلمان باوجود ایمان کے اہل کفر کی رسموں کو بجالاتے ہیں اور ان کے ایام کی تعظیم کرتے ہیں۔،،

Marfat.com

''اسلام اتنا کمزور ہو گیا ہے کہ ہندوستان کے کفار بے کھٹکے مسجدوں کو گرا رہے ہیں اور ان کی جگہ اپنے مندر بنا رہے ہیں۔''

''پچھلے دور میں علماء کے اختلافات نے دنیا کو ایک مصیبت میں مبتلا کر دیا تھا' اب پھر وہی بات سامنے ہے۔ دین کا رواج کیا ہو گا' اس کی بھلا کیا گنجائش ہے۔ بلکہ دین کی بربادی اس سے ضرور ہو گی۔ ایک صاحب نے ملعون ابلیس کو دیکھا کہ فارغ اور بے کار بیٹھا ہوا ہے۔ پوچھا کہ آخر کیا ماجرا ہے۔ ابلیس بولا کہ اس زمانے کے علماء میرا کام انجام دے رہے ہیں۔ مارنے اور بھٹکانے کیلئے وہی کافی ہیں۔''

''(یہ علماء دین) آدمیوں کی بدعت کی طرف راہنمائی کرتے ہیں بلکہ اس کو شرعاً مستحسن قرار دے کر فتویٰ دیتے ہیں۔''

''دنیا بدعت کے دریا میں ڈوبی ہوئی ہے اور بدعت کی تاریکیوں میں مطمئن ہے کس کی مجال ہے کہ کسی بدعت کے اٹھانے کیلئے آمادہ ہو اور کسی سنت کے زندہ کرنے کیلئے لب کشائی کرے' اس زمانے کے اکثر علماء خود ہی بدعت کے رواج دینے والوں اور سنت کے مٹانے والوں میں ہیں۔''

''(یہ علماء اپنے آپ کو) اہل اسلام کے زمرے میں داخل کرتے ہیں لیکن باوجود اس کے اپنے فلسفیانہ خیالات و نظریات پر پوری قوت کے ساتھ جمے ہوئے ہوتے ہیں۔ یہ آسمان' ستاروں اور اسی قسم کی چیزوں کی قدامت کے قائل ہیں۔ ان کے فنا وہلاک اور تباہ برباد ہونے کے منکر

Marfat.com

ہیں۔ ان کی غذا صرف قرآنی نصوص کی تکذیب اور ان کی روزی محض ضروریات دین کا انکار ہے' اچھے مسلمان اور مومن ہیں' اللہ اور رسول پر ایمان بھی رکھتے ہیں اور جو کچھ اللہ اور رسول نے فرمایا ہے اسے مانتے بھی نہیں اس سے بڑھ کر اور کیا حماقت ہو سکتی ہے۔''

''علم کے طالبوں میں سے جو بے باک (آزاد خیال) ہیں' جس فرقے کے بھی ہوں یہ دین کے چور ہیں۔ ان کی صحبت سے پرہیز کرنا بھی ضروریات دین میں سے ہے''۔۔۔۔۔۔''دین میں جو نئی باتیں پیدا کی گئی ہیں اور جو بدعتیں ایجاد کی ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے خلفاء کے زمانے میں موجود نہ تھیں اگرچہ وہ روشنی میں سفیدی صبح کی طرح ہوں' پھر بھی اس ناتواں کو ان سے محفوظ رکھیں اور ان میں مبتلا نہ کریں۔''

''رسول اللہ ﷺ کی سنتوں کے نور کو بدعات کی تاریکیوں نے چھپا دیا ہے اور ملت مصطفوی کی رونق کو ان نو ایجاد باتوں کی کدورتوں نے برباد کر دیا ہے۔''

اس کے علاوہ جیسا کہ بیان ہوا منتخب التواریخ اکبری عہد کی مذہبی و معاشرتی بے اعتدالیوں کے بارے میں ایک قیمتی دستاویز ہے اس کتاب سے اکبر کے مذہبی میلان اور اس کی بے اعتدالیوں پر بخوبی روشنی پڑتی ہے، بدایونی پر کیسی بھی الزام تراشی کی جائے لیکن پھر بھی انصاف یہ ہے کہ بدایونی نے اکبر اور اس کے گم کردہ راہ حواریوں کے بارے میں جو کچھ لکھ دیا ہے اس کی تردید نہیں کی جا سکتی' کیونکہ اکبر کے معتمد خاص ابو الفضل

Marfat.com

نے بھی اکبر کے مذہبی رجحانات سے متعلق ''آئین اکبری'' میں وہی کچھ لکھا ہے جو ''منتخب التواریخ'' میں ملتا ہے ابوالفضل نے آئین اکبری میں جابجا آفتاب پرستی' آگ کی تعظیم' چراغ کی عظمت' مسئلہ تناسخ' گئو درشن نکاح نابالغان اور ایک سے زائد شادیوں پر پابندی قریبی رشتہ داروں میں نکاح کی مخالفت' بارہ سال سے کم عمر کے لڑکوں کی ختنہ پر پابندی' سن ہجری کی منسوخی' ذبیحہ گاؤ پر پابندی اور ترک لحمیات کا ذکر کیا ہے۔ مزید برآں حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس اللہ سرہ نے ''اشعۃ اللمعات'' میں اکبر کی ایسی ہی مشرکانہ حرکات کی طرف اشارہ کیا ہے اور لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص کلمہ پڑھنے کے بعد نبی اکرم ﷺ کے اُسوۂ حسنہ کے خلاف کوئی کام کرے یا کسی بت کے آگے جھکے یا زنار باندھے وہ یقیناً کافر ہے۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس اللہ سرہ نے اپنی مشہور تصنیف ''مدارج النبوۃ'' کے آغاز میں بعض درویشان مغرور اور بعض ایسے شعراء کا ذکر کیا ہے جو نبی کریم رؤف الرحیم ﷺ کی وساطت کے بغیر شہودِ حق کے مدعی تھے اس سے مراد اکبر اور اس کے ساتھی تھے' حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس اللہ نے اکبری اسکول کی اس فتنہ پردازی کا ذکر رسالہ ''فقر محمدی'' میں بھی جابجا کیا ہے۔

اکبر اپنی عمر کے ابتدائی زمانے میں اپنے باپ اور دادا کی طرح بلاشبہ مذہب کی طرف راغب تھا' وہ اپنی حکمرانی کے آغاز میں غیر سنی

Marfat.com

لوگوں کو شاذو نادر ہی برداشت کرتا تھا' ۹۷۷ ہجری میں اس نے میر یعقوب بن بابا علی کو جسے کشمیر کے والی نے خیر سگالی کے طور پر دربار میں بھیجا تھا۔ محض اس لئے قتل کروادیا تھا کہ وہ شیعہ تھا۔ اس زمانے میں شیخ عبدالنبی پر بھی ایک شخص میر حبش کو رافضی ہونے کی بناء پر قتل کروانے کا الزام لگایا گیا تھا۔ اکبر اکثر حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری قدس اللہ سرہ کے مزار پر حاضری دیتا اور میدان جنگ میں حضرت خواجہ سے حصول برکت کیلئے ''یا معین'' کا نعرہ بھی لگاتا' شہزادہ سلیم کی پیدائش کی خوشی میں حضرت خواجہ کے مزار پر حاضری دینے کیلئے آگرہ سے اجمیر تک پیادہ پا گیا۔ اسے شیخ سلیم چشتی رحمتہ اللہ علیہ سے جو عقیدت رہی وہ اس کی زندگی کا ایک اہم جزو ہے ان ہی کی خاطر اس نے فتح پور سیکری کو تمام شہروں کا سر تاج بنادیا۔ شیخ موصوف کا روضہ اکبر نے ہی تعمیر کرایا، جو فن تعمیر کا شاہکار اور شیخ موصوف سے ان کی عقیدت کا منہ بولتا ثبوت ہے' شیخ موصوف ہی کی دعا سے شہزادہ سلیم پیدا ہوا۔ (جو بعد میں جہانگیر کے نام سے مشہور ہوا) شہزادہ سلیم کی بسم اللہ خوانی اس عہد کے مشہور محدث مولانا میر کلاں ہروی سے عمائدین سلطنت کی موجودگی میں کرائی گئی' شہزادہ سلیم کی تعلیم و تربیت میرک شاہ بن جمال الدین محدث کے سپرد ہوئی اور شہزادہ کو حکم ہوا کہ شیخ عبدالنبی کے گھر جا کر تعلیم حاصل کرے' خود بھی اکثر ان کے گھر جا کر درس حدیث میں شرکت کرتا اکبر کو علماء و مشائخ سے جو عقیدت تھی وہ اسے اپنی والدہ حمیدہ بیگم سے ورثہ میں ملی

Marfat.com

تھی جو مشہور صوفی و شاعر شیخ احمد جام زندہ پیل کی اولاد سے تھی جب خواجہ عبیداللہ احرار کی اولاد میں سے خواجہ یحییٰ ہندوستان تشریف لائے تو اکبر نے ان کی خوب آؤ بھگت کی، شیخ طاہر بوہرہ پٹنی کی خدمت میں دعا کیلئے حاضر ہوا اور کشمیر پر لشکرکشی کے وقت پنجاب کے مشہور صوفی شیخ سریؒ کی خدمت میں دعا کیلئے حاضر ہوا۔ اور فتح کشمیر کے بعد پندرہ سو بیگھہ زمین بطور نذرانہ پیش کی۔ میر عدل سید محمد کا بھی اکبر پر کافی اثر تھا علماء و مشائخ کی ان ہستیوں کی وجہ سے اکبر صوم و صلوٰۃ کا پابند ہو گیا تھا نماز با جماعت کا اتنا اہتمام کرتا کہ اس نے ہفتے میں سات دنوں کیلئے سات امام مقرر کئے ہوئے تھے جو باری باری مرزہ د ... نماز کی امامت کراتے ہر پانچ وقت بر سر دربار جماعت کے متعلق تاکید کیا کرتے۔ ہر سال حج کیلئے ایک امیر حاج مقرر کر کے سرکاری اخراجات پر بھیجتا اور شریف مکہ کیلئے گراں قدر تحفے اور اہل حرم کیلئے نقد و جنس روانہ کرتا۔ اکبر حجاج کے قافلے کو خود رخصت کرنے کیلئے دور تک ان کے ہمراہ جاتا۔ اکبر نے کئی مرتبہ حضرت بابا فرید گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ اور ان کے خلیفہ خواجہ نظام الدین اولیاءؒ کے مزار پر حاضری دی شیخ نظام نارنولی رحمتہ اللہ علیہ اس کے عہد میں حیات تھے۔ جب ان کی شہرت اس کے کانوں تک پہنچی تو وہ ان کے آستانہ پر ۱۵۶۷ء میں حاضر ہوا۔ اس سے ایک سال پیشتر خان زمان کی بغاوت میں اپنی کامیابی کیلئے وہ دہلی میں مختلف اولیاء کے مزارات پر دعائیں مانگتا پھرا۔ ۱۵۷۲ء میں ہم اسے امیر حسین خنگ سوار کے مزار پر اجمیر شریف میں حاضری

Marfat.com

دیتے ہوئے دیکھتے ہیں اور پانچ سال بعد یعنی ۱۵۷۷ء میں وہ قطب جمال ہانسویؒ کے مزار پر حاضری دیتا نظر آتا ہے۔ اس کے عہد میں ملا عبداللہ اپنے زمانے کا مشہور عالم تھا اسے سوری خاندان میں اہم مرتبہ حاصل تھا۔ شیر شاہ سوری نے اسے صدر الاسلام کا خطاب دیا تھا۔ سلیم شاہ سوری اسے اپنے ساتھ تخت پر بٹھایا کرتا تھا ہمایوں نے دوبارہ تخت و تاج حاصل کرنے کے بعد اسے شیخ الاسلام بنادیا اور بیرم خان نے بھی اکبر کے عہد میں اس کیلئے ایک لاکھ سالانہ وظیفہ مقرر کیا تھا' ملا عبداللہ سنی العقیدہ تھا اس نے اختراعات کو ختم کر کے احکام شرعی نافذ کرنے کی کوشش کی' اکبر اس کا بڑا احترام کرتا تھا اور ملا عبداللہ اکبر کے ابتدائی دنوں میں شیخ الاسلام کے عہدے پر فائز رہا۔

مذہب کے ساتھ اس لگاؤ کی وجہ سے اکبر نے ۹۸۲ھ میں فتح پور سیکری میں ایک عبادت خانہ تعمیر کرایا' یہاں ہر ہفتہ نماز جمعہ کے بعد علماء و مشائخ اکٹھا ہوتے۔ یہاں تقریباً سو سے زیادہ علماء جمع ہو گئے تھے۔ بادشاہ بھی رات کا بیشتر حصہ اسی عبادت خانہ میں صرف کرتا اور اوراد و وظائف میں مصروف رہتا۔ اس کی ''یاھو'' کی آواز آدھی رات کے وقت دور، دور تک سنائی دیتی تھی اور صبح کے وقت پرانے حجرے میں بیٹھ کر مراقبہ میں مصروف رہتا۔ چونکہ اس عبادت خانہ کا مقصد قال اللہ اور قال الرسول کے سوا اور کچھ نہیں تھا' اس لئے بادشاہ نے اطراف و اکناف ملک سے عظیم علماؤ مشائخ کو مذہبی بحثوں میں حصہ لینے کی دعوت دی۔ حضرت

Marfat.com

شیخ محمد غوث گوالیاری رحمتہ اللہ علیہ کے صاحبزادے شیخ ضیاء اللہ کو بھی آگرے سے خصوصی دعوت پر بلایا گیا اور اسی عبادت خانہ میں ان کے قیام کا انتظام کرادیا۔ تھوڑے دنوں بعد بادشاہ کے قریب نشستیں لینے کیلئے تقدیم و تاخیر کا جھگڑا شروع ہوا۔ تو اکبر نے باقاعدہ نشستوں کا تعین کردیا کہ امراء مشرقی جانب بیٹھیں' سادات مغربی جانب' علماء، کی نشست جنوبی حصہ میں ہو اور مشائخین شمال میں بیٹھا کریں' اکبر باری باری ہر ایک نشست گاہ میں جاکر ان کے مباحثوں میں حصہ لیا کرتا تھا۔ جب مختلف مسئلوں پر بحث و تمحیص شروع ہونے لگی تو علماء نے مختلف نکات پر جھگڑا شروع کردیا' اور نوبت گالی گلوچ تک پہنچ گئی۔ بدایونی نے ایک مباحثے کی تصویر ان الفاظ میں کھینچی ہے کہ

"علماء زمانہ کی رگیں پھولنے لگیں' شوروغل ہونے لگا اور سخت ہلڑ مچ گیا۔ بادشاہ کی طبع نازک کو یہ بات ناگوار گزری اور برہم ہو کر مجھے کہا کہ اس کے بعد جو شخص بھی ناشائستہ بات کرے اس کو وہاں سے اٹھادو"

دربار اکبری کے علماء کی دیانت اور شرافت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ ایسی ہی ایک شبینہ محفل میں خان جہان نے بتایا کہ مخدوم الملک ملا سید عبداللہ سلطان پوری نے محض اس لئے کہ حج نہ کرنا پڑے' فریضۂ حج کے اسقاط کا فتویٰ دے دیا اور وجہ یہ بتائی کہ حج کیلئے خشکی کا راستہ تو گجرات اور عراق کا ہے جو قزلباشوں کی لوٹ مار سے پر خطر ہے اور سمندر کے راستے جانے کی صورت میں پروانہ راہداری لینے کی ذلت اٹھانا پڑتی

Marfat.com

ہے کیونکہ ان کے پروانہ راہداری پر صلیب کا نشان اور حضرت عیسیٰ و حضرت مریمؑ کی تصویر چسپاں رہتی ہے جو بت پرستی کی ایک شکل ہے چونکہ ان دونوں کے علاوہ کسی اور طریقہ سے حجاز پہنچنا ممکن نہیں اس لئے فریضہء حج ساقط ہو چکا ہے۔ اسی مخدوم الملک کے متعلق خان جہاں نے بتایا کہ وہ زکواۃ سے بچنے کیلئے یہ حیلہ کرتا ہے کہ ہر سال کے اختتام سے قبل اپنا سارا مال و متاع اپنی بیوی کے نام ہبہ کر دیتا ہے اور اسی طرح دوسرے سال کے ختم ہونے سے پہلے وہ نیک بخت سارا مال و متاع اس کے نام منتقل کر دیتی ہے' اس طرح بادشاہ کو علماء کی شخصی زندگی کے بارے میں علم ہوا اور اس کا اعتبار و اعتقاد علماء پر سے اٹھنے لگا۔ اس نے مخدوم الملک کو حج کیلئے زبردستی مکہ معظمہ بھیجنے کا فیصلہ کیا' لیکن وہ جلدی ہی حج کے بغیر واپس آگیا اور ۹۹۰ ہجری میں احمد آباد کے قریب فوت ہو گیا' بادشاہ نے اس کے مال و اسباب کی تحقیقات کرائی تو اتنے خزانے اور دفینے بر آمد ہوئے کہ شمار ممکن نہ تھا' مخدوم الملک کے خاندانی قبرستان سے سونے کی اینٹوں سے بھرے ہوئے کئی صندوق نکلے جو اس نے میتوں کے بہانے سے دفن کرا رکھے تھے۔ مخدوم الملک کے زوال کے بعد شیخ عبدالقدوس گنگوہی کے پوتے شیخ عبدالنبی کا ستارہ چمکا' بادشاہ کبھی کبھار حدیث سننے کیلئے اس کے گھر چلا جاتا اکبر نے اسے صدر الصدور بنادیا۔ مخدوم الملک کی طرح وہ بھی ادائی زکواۃ سے بچنے کیلئے کوئی نہ کوئی حیلہ تلاش کر لیتا' آخر اس کا انجام بھی مخدوم الملک سے مختلف نہ ہوا۔

Marfat.com

حضرت مجدد الف ثانی قدس اللہ سرہ کے خیال کے مطابق عبداللہ سلطان پوری، عبدالنبی، تاج الدین، ملا ابراہیم، شیخ مبارک اور اس کے بیٹے ابو الفضل اور فیضی پر بادشاہ کو گمراہ کرنے کی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ ان کی دنیاوی خواہشات اور عذرہائے لنگ کی وجہ سے اسلام کو بہت زیادہ نقصان پہنچا حضرت مجدد الف ثانی قدس اللہ سرہ نے اپنے مکتوبات میں ایسے علماء کو لصوص دین کہا ہے اور ان کی مذمت کی ہے۔

اکبر بادشاہ کو بچپن ہی سے ہندوستان کی مختلف قوموں مثلاً برہمنوں' بھاٹوں اور اسی قسم کی دوسری جماعتوں سے خاص ربط اور ان کی طرف فطری میلان تھا اور ہندوستان کے بڑے راجاؤں کی لڑکیوں کو بھی جنہیں بادشاہ ایک زمانے تک اپنے تصرف میں لا چکا تھا' بادشاہ کے مزاج میں خاصا دخل حاصل ہو گیا تھا۔

بادشاہ دیوی برہمن نامی ہندو سے ہندوستانی قصے اور اس کے اسرار نیز بتوں آفتاب اور آگ کے پوجنے کے طریقے اور ستاروں کی تعلیم کے طریقے اور ہندوؤں کے مشاہیر کے احترام کی صورتیں سنتا اور پھر ان کی جانب مائل ہوتا اور ان کو قبول کرتا۔ ملا عبدالنبی اور ملا عبداللہ سلطان پوری کا کردار بادشاہ کے سامنے تھا۔ علماء کے باہمی اختلاف اور ملحدوں کی دراندازی کی وجہ سے بادشاہ کی نظر میں اسلام اور علمائے اسلام کی وقعت گھٹتی گئی' بادشاہ نے بہت جلد بہت سارے مسلمہ اعتقادات سے منکر ہو کر الحاد و بے دینی کی راہ اختیار کرلی' دربار میں مختلف مذاہب و مسالک کے جو

Marfat.com

گمراہ کن عناصر جمع ہو گئے تھے انہوں نے اس سے خوب فائدہ اٹھایا اور دین کے معتقدات کو خلاف عقل ثابت کر کے اکبر کے ذہن کو انکار و انحراف کی طرف مائل کر دیا' ایسے لوگوں میں شیخ مبارک ناگوری اور اس کے دونوں بیٹوں ابو الفضل اور فیضی نے جلد ی زمانہ سازی ' بڈیانتی' مزاج شناسی اور خوشامد کے ذریعے بادشاہ کا تقرب حاصل کر لیا' وزیر اعظم بننے کے بعد ابو الفضل نے اپنے مخالفین سے انتقام لینا شروع کر دیا۔ علماء و ائمہ دین اور مجتہدین کی تحقیر کرنے لگا۔ اگر مباحثہ کے دوران کسی مجتہد کا قول پیش کیا جاتا تو ابو الفضل دیدہ دلیری سے کہتا فلاں حلوائی ، فلاں کفش دوز اور فلاں چرم گر کے قول سے تم مجھ پر حجت قائم کرتے ہو۔ علماء کا انکار اور ان کی توہین اس کا محبوب مشغلہ تھا' غرض اس تھوڑے ہی عرصے میں اپنی ذہانت ، بھائی کی معاونت اور باپ کی پشت پناہی اور بخت کی یاوری سے ان سب عالموں کو ایک ایک کر کے ذلیل و خوار کیا۔ اس طرح اہل علم کی ساری بساط الٹ کر رہ گئی اور پانچ سال بعد اسلام کا نام و نشان بھی باقی نہ رہا' اور بات بالکل الٹ ہو گئی۔ ملا عبد القادر بدایونی کا خیال ہے کہ اکبر ''طالب حق'' تھا' لیکن غلط قسم کے علماء اور صوفیاء سے واسطہ رہا اس لئے اسے اسلام سے ضد ہو گئی۔

اکبر اور اس کے خوشامدیوں کی اس روش نے ایک نئے مذہب کی بنیاد ڈال دی جسے ''دین الٰہی'' کہا گیا اور جس کے بارے میں بعض مورخین نے کہا کہ۔

Marfat.com

''اس میں خلق اللہ کے بارے بے شمار فائدے تھے' جہانگیر کے زمانے تک اس کا چرچا اور رواج رہا' پھر شاہ جہاں کے زمانے سے تعصب شروع ہوا اور عالم گیر کے عہد میں تو اس نے شدت اختیار کرلی۔''

اس سلسلے میں سب سے پہلے ایک محضر نامہ تیار کیا گیا اس میں آیۂ مبارکہ :

اطیعو اللہ واطیع الرسول واولی الامرمنکم اور دو احادیث **ان احب الناس الی اللہ یوم لقیمتہ اور اما م عادل من یطع الامیر فقد اطاعنی ومن یعص الا میرفقد عصانی و غیر ذلك من الشواھا العقلیتہ والد لائل النقلیہ** پر زور دینے کے بعد کہا گیا کہ :

''چونکہ بادشاہ جلال الدین محمد اکبر غازی اعدل' اعقل اور عالم باللہ ہے اسے ایسے دینی مسائل جن میں مجتہدین باہم اختلاف رکھتے ہیں اگر وہ (یعنی اکبر بادشاہ) اپنے ذہن ثاقب اور فکر صائب سے بنی آدم کی معاشی سہولتوں اور دنیاوی انتظام کی آسانیوں کے پیش نظر کسی ایک پہلو کو ترجیح دے کر اسی کو مسلک قرار دے تو ایسی صورت میں بادشاہ کا یہ فیصلہ اتفاقی سمجھا جائے گا اور عام مخلوق' رعایا و برایا کیلئے اس کی پابندی ضروری ہو گی اسی طرح اگر کوئی ایسی بات جو قطعی نصوص کے مخالف نہ ہو اور دنیا والوں کو اس سے مدد ملتی ہو بادشاہ اگر اس کے متعلق کوئی حکم صادر فرمائے تو اس کا ماننا اور اس پر عمل کرنا ہر شخص کے لئے ضروری اور لازمی ہو گا اور اس کی مخالفت دینی اور دنیوی بربادی اور اخروی مواخذوں کی مستوجب ہو گی۔''

Marfat.com

اس محضر نامہ پر مخدوم الملک ' صدر الصدور ' قاضی جلال الدین ملتانی ' قاضی القضاۃ ' صدر جہاں مفتی اعظم ' شیخ مبارک ناگوری اور غازی خان بدخشی نے اپنے دستخط اور مہریں ثبت کی تھیں اور فیضی نے فارسی اشعار میں خطبہ جمعہ تیار کیا تھا۔

اس محضر نامہ میں مجتہد شرع پر امام عادل کی فضیلت ثابت کی گئی تھی اور اکبر کو درجہ اجتہاد پر فائز کر دیا گیا تھا ' فیضی نے اسے خلیفۃ الزماں قرار دیا تھا گجرات کے صدر ابراہیم نے بادشاہ کو جو تحائف بھیجے تھے ' ان میں محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ سے منسوب ایک جعلی عبارت بھی تھی جس کا مطلب یہ تھا کہ صاحب زماں کے پاس بہت سی عورتیں ہوں گی اور وہ ڈاڑھ منڈا ہو گا۔ کوئی خواجہ شیرازی مکہ معظمہ سے ایک جعلی رسالہ ''امام مہدی'' کے ظہور سے متعلق لائے تھے۔ ایک شیعی عالم شریف آملی نے ''صاحب دین حق'' کے اعداد (۹۹۰ ہجری) سے اس پیش گوئی کی تصریح کی تھی ' ہندوستان کے قدیم دانش مندوں کے نام سے اس زمانے کے برہمن ہندی اشعار نقل کر کے بادشاہ کی خدمت میں پیش کرتے تھے جن کا مضمون یہ ہوتا تھا کہ

''جہان کا فتح کرنے والا ایک بادشاہ ہندوستان میں پیدا ہو گا جو برہمنوں کی بڑی عزت کرے گا اور گائے کی حفاظت کرے گا اور عالم کی نگرانی انصاف کے ساتھ کرے گا'' وہ پرانے کاغذات پر ان خرافات کو لکھ کر بادشاہ کو دکھایا کرتے تھے اور بادشاہ ان کو صحیح خیال کرتا تھا ' اکبر کے مجتہد

Marfat.com

ہونے اور اس کے دین الٰہی کی تائید میں صرف سنی علماء ہی شریک نہیں تھے بلکہ شیعہ علماء بھی شریک تھے۔ ملا مبارک نے بیربل سے بادشاہ کے سامنے خلوت میں مخاطب ہو کر کہا کہ جس طرح تمہارے دین میں تحریفین ہوئی ہیں اس طرح ہمارے مذہب میں بکثرت تحریفیں ہوئی ہیں جن کی وجہ اب اس مذہب پر اعتماد باقی نہیں رہا اکبر کے ذہن میں ان بے ہودہ خیالات کی کھچڑی پکتی رہی اور ایک روز جب وہ نندنہ (پنجاب) سے لوٹ رہا تھا تو شکار کھیلتے کھیلتے اچانک اس پر ایک درخت کے نیچے ایک عجیب حالت طاری ہوگئی اور عظیم جذبہ وارد ہوا یہ کیفیت ایسی تھی جس کی تعبیر ناممکن ہے' ہر شخص اپنے خیال کے مطابق ایک رائے قائم کرتا تھا اب ہر ملک سے ہر قسم کے دانش مند اور مختلف مذاہب وادیان کے لوگ دربار میں جمع ہو کر بادشاہ کی ہمکلامی سے شرف یاب ہوتے تھے اور تحقیق و تلاش جس کے سوا بادشاہ کا رات دن میں کوئی مشغلہ نہ تھا، اس میں دن رات مشغول رہتے۔ اسلام کی ضد اور اس کے توڑ پر ہر وہ حکم جو کسی دوسرے مذہب کا ہوتا اس کو بادشاہ نص قاطع اور دلیل قطعی خیال کرتا تھا' اس کے برعکس ملت اسلامی کی ساری باتیں مہمل و نامعقول نو پیدا عرب کے مفلسوں کی گھڑی ہوئی چیزیں خیال کی جاتی تھیں (العیاذ باللہ) مسلمانوں کے سوا جس شخص کی جو بات پسند آجاتی اس کا انتخاب کر لیا جاتا تھا اور جو باتیں ناپسندیدہ اور بادشاہ کی خواہش کے خلاف ہوتی تھیں ان سے احتراز اور پرہیز کو ضروری خیال کرتے تھے بدایونی نے تو لکھا ہے کہ :۔

Marfat.com

''یہی باتیں دعویٰ نبوت کی سبب ہوئیں لیکن نبوت کے لفظ کے ساتھ نہیں، دوسرے لفظوں میں''

اب اکبر کے دربار میں ملت اسلامی کا سارا سرمایہ حادث وبد عقلی کا مجموعہ ٹھہرایا گیا' اور اس کے بنانے والے (العیاذ باللہ) عرب کے وہ چند بدو قرار پائے جن میں سب مفسد اور بٹ مار اور رہزن تھے۔ ارکان دین اور اسلامی عقائد مثلاً نبوت' مسئلہ کلام دیدار الٰہی' انسان کا مکلّف ہونا عالم کی تکوین اور حشر ونشر وغیرہ کے متعلق تمسخر اور ٹھٹھے وغیرہ کے ساتھ طرح طرح کے شکوک وشبہات پیدا کئے جانے لگے۔ بادشاہ وحی کے محال ہونے پر اصرار وغلو سے کام لیتا' خلق قرآن کے مسئلے کی تبلیغ کرتا۔ غیبی ہستیوں نیز معجزات اور کرامتوں کا کھلے بندوں انکار کرنا' حیات بعد ممات کو محال سمجھتا تھا' البتہ تناسخ کے طور پر ثواب وعذاب کا قائل تھا' معراج نبوی ﷺ اور شق القمر سے بھی انکار کیا گیا۔ شان نبوت پر اعتراض ہونے لگا۔ نماز روزہ اور شعائر اسلام کو تقلیدات یعنی عقل کے خلاف سمجھا گیا' احمد ومحمد ومصطفیٰ وغیرہ نام تبدیل کئے جانے لگے۔ اکبری عہد کے مصنفین خطبہ کتاب میں رسالت مآب ﷺ کی نعت لکھنے سے گریز کرنے لگے۔ چند ہندو اور ہندو مزاج مسلمان رسالت مآب ﷺ کی نبوت پر صریحاً اعتراض کرتے تھے' بادشاہ نے اپنے بیٹے شاہزادہ مراد کو انجیل کا درس لینے کیلئے پادریوں کے سپرد کیا دیوان خانے میں کسی کی مجال نہ تھی کہ علانیہ نماز ادا کر سکے' نماز روزہ اور حج تو اس سے پہلے ہی ساقط ہو چکے تھے' ملا مبارک

Marfat.com

ناگوری کا ایک بیٹا جو ابو الفضل کا شاگرد تھا عبادات اسلامی کے خلاف رسائل لکھ کر بہت مقبول و متمتع ہوا بادشاہ کو یہ خیال سمجھایا گیا کہ دین اسلام کی عمر کل ایک ہزار سال تھی جو پوری ہو گئی' بادشاہ نے اس خیال کی پختگی کے بعد پہلا حکم جو دیا وہ یہ تھا کہ سکہ میں الف (ہزار) کی تاریخ لکھی جائے۔ تاریخ الفی لکھوائی گئی اور حکم دیا کہ سنوں کے ذکر میں بجائے ہجرت کے رحلت کا ذکر کیا جائے ولایت گجرات کے شہر نوساری کے آتش پرستوں نے بادشاہ کو اپنی جانب مائل کرنے کی کوشش کی' اور کیانی بادشاہوں کے رسم و رواج سے واقف کرایا' چنانچہ بادشاہ نے شاہی محل کے اندر آتش کدہ بنوایا اور اس کا انتظام ابو الفضل کے حوالے کیا' بادشاہ نے حکم دیا کہ چہل تن کے حساب سے بادشاہ کے چالیس مقربین ایک جگہ بیٹھا کریں اور اس مجلس میں جو شخص جو کچھ جانتا ہو اس کا اظہار کرے اور جس قسم کے سوالات کرنا چاہتا ہو کرے۔ چہل تن کی اس مجلس میں اسلامی عقائد و اعمال کے متعلق طرح طرح کے شبہات ہنسی مذاق کی شکل میں کئے جاتے اور اگر کوئی بے چارہ جواب دینے کا ارادہ کرتا تو جواب سے روک دیا جاتا۔ نصاریٰ کی طرح ناقوس' صور تثلیث اور ان کی تفریحیں اکبر کا وظیفہ تھیں۔ بادشاہ نے عقلی اعتقادات فرنگیوں سے حاصل کئے۔ بادشاہ اور بادشاہ کے مقربین نے بھی شمع اور چراغ کے روشن ہونے کے وقت قیام اپنے لئے فرض قرار دے دیا تھا۔ دین الٰہی کے پیروکاروں کیلئے ضروری قرار پایا کہ سورج کی عبادت دن میں چار مرتبہ کی جائے۔ سورج کے ایک ہزار نام کی مالا جپی جائے۔ قشقہ

Marfat.com

لگایا جائے، آگ، پانی اور درخت تمام مظاہر فطرت حتیٰ کہ گائے اور اس کے گوبر کی پوجا خود بادشاہ کرتا۔ قشقہ اور جنیئو سے اپنے بدن کو آراستہ کرتا، آفتاب کو مسخر کرنے کی دعا جس کی تعلیم ہندوؤں نے دی تھی ورد کے طور پر آدھی رات کو اور طلوع آفتاب کے وقت پڑھا کرتا تھا۔ سورج کی پرستش کیلئے یہ دلیل دی گئی کہ آفتاب نیر اعظم ہے اور سارے عالم اور بادشاہ کا مربی و سرپرست ہے۔ بادشاہ اپنے لباس کا رنگ سات ستاروں کے رنگ کے مطابق رکھتا تھا۔ کیونکہ اس کے خیال کے مطابق ہر دن کسی سیارہ کے ساتھ منسوب ہے۔ عقیدہ تناسخ کو دین الٰہی کا جزو بنایا گیا۔ دین الٰہی میں داخل ہونے کے متعلق مریدوں سے باضابطہ بیعت لی جاتی۔ اور لا الہ اللہ اکبر خلیفۃ اللہ علانیہ پڑھایا جاتا تھا۔ ساتھ ہی ایک معاہدہ نامہ کا اقرار کرنا پڑتا تھا، جس کی رو سے اس مذہب میں داخل ہونے والا ہر شخص اسلام سے علیحدگی اختیار کر لیتا تھا بارہ بارہ آدمیوں کی ٹولی نوبت بہ نوبت بادشاہ سے مرید ہوتی اور مشرب مذہب میں یہ لوگ موافقت اختیار کرتے۔ اس دین میں داخل ہونے والوں کو چیلہ کہا جاتا تھا اور اقرار لینے والوں کو الٰہیان کہتے تھے۔ ان دونوں کیلئے ضروری ٹھہرا کہ اپنے خطوط کے سرناموں میں اللہ اکبر لکھا کریں، جب مرید باہم ملتے جلتے تو ان میں ایک اللہ اکبر اور دوسرا جل جلالہ کہتا، شجرہ کی جگہ بادشاہ کی ایک تصویر مریدوں کو دی جاتی تھی اس تصویر کو ایک مرصع جواہر نگار غلاف میں رکھ کر لوگ اپنی اپنی پگڑیوں میں لگاتے تھے۔ ہر روز بادشاہ کی زیارت کرنا فرض تھا۔

Marfat.com

بادشاہ خود کو سجدہ کراتا تھا۔ بادشاہ کیلئے سجدہ جائز قرار دے دیا گیا تھا اور اس کا نام زمین بوس رکھا گیا تھا اور بادشاہ کے چہرے کو کعبہ مرادات اور قبلہ حاجات قرار دیا گیا تھا۔ سود اور جوا حلال کر دیا گیا' ایک جوا گھر خاص دربار میں بنایا گیا اور جواریوں کو شاہی خزانے سے سودی قرض دیا جاتا تھا۔ اصلاح بدن کی غرض سے طبّی طور پر استعمال ہونے والی شراب کے استعمال کی اجازت دے دی گئی اور شراب فروشوں کی نسل سے ایک عورت کے زیر اہتمام ایک سرکاری شراب خانہ کھولا گیا' نوروز کی مجلسوں میں اکثر علماء صلحاء بلکہ قاضی و مفتی تک شراب نوشی کے میدان میں اتارے جاتے تھے۔ بادشاہ داڑھی منڈوانے والے کو پسند کرتا تھا' دربار اکبری کے بڑے بڑے فضلاء و علماء روزمرہ اپنی اپنی داڑھیاں بادشاہ کے قدموں پر نثار کرتے تھے۔ ناپاکی کی وجہ سے غسل جنابت فرض ہونے کا مسئلہ منسوخ کر دیا گیا اس لئے مادہ منویہ نیک لوگوں کی پیدائش کا تخم تصور کیا گیا۔ بلکہ یہ کہا گیا کہ آدمی غسل کرنے کے بعد ہم بستر ہو' سولہ سال سے پہلے لڑکوں کا اور چودہ سال سے پہلے لڑکیوں کا نکاح ناجائز قرار دیا گیا' آئسہ عورت نکاح نہیں کر سکتی تھی۔ نکاح سے پہلے لڑکے اور لڑکی کا معائنہ کوتوالی میں کرانا ضروری تھا۔ ایک سے زیادہ عورتوں کے ساتھ نکاح کرنا ممنوع قرار پایا۔ ختنہ کرانے کی عمر بارہ سال کے بعد رکھی گئی۔ مردے کو پانی میں ڈالنے یا درخت سے باندھ دینے کا حکم جاری ہوا۔ مردے کے پاؤں قبلے کی طرف رکھے جانے کا حکم ہوا اور بادشاہ بھی قبلہ کی طرف پاؤں کر کے سوتا تھا۔ جوان

Marfat.com

عورتوں کو بے پردہ ہو کر چلنے کا حکم دیا گیا۔ بدکاری کے اڈے قائم کئے گئے۔ بادشاہ خنزیر کو (نعوذ باللہ) خدا کے حلول کا مظہر جانتا گائے کا گوشت حرام اور خنزیر کا گوشت حلال قرار دیا گیا۔ اسلام کی ضد پر خنزیر اور کتے کے ناپاک ہونے کا مسئلہ منسوخ کیا گیا اور شاہی محل کے نیچے یہ جانور زیارت کیلئے رکھے گئے کہ ان کا دیکھنا بھی عبادت تھا' طلائی یا ریشمی کپڑے پہننا عین فرض قرار دیا گیا' بعض شاعروں کی طرح فیضی بھی کتوں کی زبان اپنے منہ میں لیتا اور ان کے ساتھ کھانا کھاتا۔ جو آدمی قصاب کے ساتھ کھانا کھاتا اس کے ہاتھ کاٹ دیئے جاتے اور اگر قصاب کی بیوی کے ساتھ کھانا کھاتا تو اس کی کھانے کی انگلیاں کاٹ دی جاتیں' کوئی ہندنی اگر کسی مسلمان پر فریفتہ ہو کر مسلمانوں کا مذہب اختیار کر لیتی تو اس عورت کو جبراً وقہراً اس کے گھر والوں کے سپرد کر دیا جاتا' عربی پڑھنا اور جاننا عیب قرار دیا گیا اور فقہ و تفسیر و حدیث کے پڑھنے والے مردود و ملعون ٹھہرائے گئے حکم ہوا کہ ہر قوم عربی چھوڑ کر صرف علوم "نادرہ و غریبہ" یعنی نجوم' حساب' طب' فلسفہ پڑھا کرے' ایسے حروف جو عربی زبان کے ساتھ مخصوص ہیں مثلاً ث' ح' ع' ص' ض' ط' ظ کو بادشاہ نے بول چال سے خارج کر دیا ان خباثتوں کی وجہ سے پانچ چھ سال میں اسلام کا نام ونشان بھی نہ رہا اور ساری مسجدیں ہندوؤں کے فراش خانے اور چوکی خانے بن گئیں۔

بادشاہ کی بے دینی کی اس روش سے عوام میں ہیجان کا برپا ہونا ایک فطری بات تھی' خواص بھی اس سے بچ نہ سکے' علمائے وقت نے اس سیلاب

Marfat.com

کے آگے بند باندھنے کی کوشش کی اور اکبر کے خلاف صدائے احتجاج بلند کی ' جونپور کے قاضی القضاۃ ملا محمد یزدی اور بنگال کے قاضی القضاۃ معز الملک اور قاضی یعقوب نے علی الاعلان فتویٰ دیا کہ بادشاہ بد مذہب ہو گیا ہے۔ اس پر جہاد واجب ہے۔' اس اعلان پر تینوں موت کے گھاٹ اتار دیئے گئے۔ حضرت سلیم چشتی کے صاحبزادے مولانا بدرالدین نے بادشاہ کی یہ حرکات دیکھیں تو شاہی نوکری سے مستعفی ہو کر گھر بیٹھ گئے۔ اکبر نے کئی بار خود ایوان خاص میں بلا کر ان کو سمجھایا۔ لیکن ہر ملاقات میں ناگواری بڑھتی گئی۔ انہوں نے قطعی طور پر ''زمین بوس'' وغیرہ رسوم کا شدت سے انکار کیا جب حکومت نے ان پر سختیاں کرنا شروع کر دیں تو چپ چاپ اکیلے کشتی میں بیٹھ کر حج بیت اللہ کیلئے تشریف لے گئے اور وہیں وصال فرمایا۔ جب ایک درباری امیر قطب الدین خاں نے اکبر کے ذہن جدید کے بارے میں کہا کہ اس روش سے سلطان ترکی وغیرہ بادشاہ سے بد ظن ہو جائیں گے ' تو اکبر نے بھرے دربار میں اس کی سرزنش کی' ایک اور امیر شہباز خاں نے جب بیربل کو اسلامی ارکان کا مذاق اُڑاتے دیکھا تو بیربل کو منع کیا لیکن بادشاہ نے بیربل کو ٹوکنے کے بجائے شہباز خان کو جھڑکا اور کہا کہ :

''ایسے لوگوں کے منہ پر نجاست بھری جوتیاں لگواتا ہوں''

بادشاہ کی اس حالت کے علاوہ اس دور میں تصوف میں بھی بہت سی خرابیاں پیدا ہو گئی تھیں۔ سید صباح الدین عبدالرحمٰن لکھتے ہیں کہ

Marfat.com

حضرت نصیر الدین چراغ دہلی کے بعد حضرت خواجہ گیسو دراز، حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی، شیخ جلال الدین تھانیسری، شیخ عبدالعزیز چشتی دہلوی، شیخ سلیم، شیخ دانیال چشتی، شیخ علاؤ الدین مجذوب، شیخ اجودھن جونپوری رحمہم اللہ تعالیٰ نے چشتیہ سلسلے کے بزرگوں کی تعلیم تو جاری رکھی لیکن وہ اپنے پیشرو بزرگوں کی طرح ایک غیر معمولی روحانی طاقت بن کر لوگوں کے دل و دماغ پر نہ چھا سکے۔ گوالیار سے شطاریہ سلسلہ چلا اور خود دہلی میں حضرت خواجہ بہاؤالدین نقش بندی اور ان کے خلفاء کے ذریعے نقش بندیہ سلسلے کی تعلیمات کی ترویج ہوئی لیکن عہد اکبری کے آتے آتے تصوف میں اتنی خرابیاں پیدا ہو گئیں کہ اس کے ذریعے سے پہلے کی طرح روحانی تربیت واصلاح کا کام خاطر خواہ طریقے پر نہ ہو سکا۔ اب حضرت بختیار کاکی، حضرت بابا گنج شکر اور حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمہم اللہ تعالیٰ ایسے جلیل القدر صوفیاء کی بجائے خام صوفیاء پیدا ہونے لگے۔ وہ مسئلہ وحدۃ الوجود کے اصلی رموز کو سمجھ نہ سکے اور سنت و شریعت کو بھول کر غیر شرعی ریاضت و مجاہدات اور غیر اسلامی احوال و مواجید کے قائل رہے' پھر کبیر رامانند اور چیتن وغیرہ کی روحانی تحریکوں سے متاثر ہو کر ایک گروہ نے رام اور رحیم دونوں کو ایک ہی سمجھنا شروع کر دیا۔ یہ تحریکیں کچھ ایسی دلآویز تھیں کہ ان میں کچھ مسلمان بھی شریک ہو گئے۔

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ نے ایسے ہی صوفیائے خام کی مذمت اپنے مکتوبات میں کی ہے۔ انہوں نے اس قسم کی تمام باتوں کو بدعت

Marfat.com

قرار دیا اور مسلمانوں میں ان بدعتوں کے خلاف تجدیدی اور اصلاحی تحریک شروع کی اور ایسے تصوف کو ضلالت سے تعبیر کیا جس میں شریعت کی خلاف ورزی ہوتی ہو اور ایسے احوال و مواجید کو جو نا مشروع طریقہ پر مترتب ہوں استدراج کہا انہوں نے کسی چیز کی حلت یا حرمت کے سلسلے میں اولیاء کرام کے الہام کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا' اس طرح ارباب باطن کے کشف کو کسی چیز کے فرض یا سنت ہونے کی دلیل قرار نہیں دیا اور صاف طور پر بتایا کہ علوم لدنیہ کی صحت و مقبولیت کی علامت صریح علوم شرعیہ کے ساتھ ان کی مطابقت ہے اس کے خلاف جو کچھ ہے الحاد اور بے دینی ہے' سنت سے ہٹ کر جو ریاضتیں کی جاتی ہیں وہ صریحاً گمراہی ہیں۔ حضرت مجدد الف ثانی قدس اللہ سرہ کے زمانے تک نقشبندیہ سلسلے میں بھی بہت سی خرابیاں پیدا ہو گئی تھیں چنانچہ حضرت مجدد الف ثانی قدس اللہ سرہ نے سلسلہ نقشبندیہ میں پیدا ہونے والی خامیوں کی نشاندہی کی اور ان کی اصلاح کی طرف توجہ بھی دی۔

ہم نے گزشتہ صفحات میں ان حالات کی اجمالی کیفیت بیان کی ہے جو ایک متحدہ ہندوستانی قومیت پیدا کرنے کے سلسلے میں پیدا ہوئے جس کیلئے ہندو بڑے منظم طریقے سے ضبط و استقلال کے ساتھ ایک طویل عرصے سے جدوجہد کر رہے تھے' اکبر کے زمانے میں انہیں مکمل کامیابی حاصل ہو گئی ان کا یہ مشن جہانگیر کے زمانے میں بھی جاری رہتا کہ حضرت مجدد الف ثانی قدس اللہ سرہ کی شخصیت ابھری آپ نے دین الٰہی کے خلاف زبردست

Marfat.com

صدائے احتجاج بلند کی جس سے ایوان حکومت لرز اٹھے اور ان تمام طاغوتی طاقتوں کے تار و پود بکھر گئے جنہوں نے اکبر اور جہانگیر کے ارد گرد تانا بانا تن کر انہیں اپنی آغوش میں لے رکھا تھا۔ حضرت مجدد الف ثانی قدس اللہ سرہ نے جس ہمت و جرأت اور استقلال سے مشکلات و مصائب حتیٰ کہ دار و رسن کی منزلوں سے گزر کر دین الہی کے فتنے کا خاتمہ کیا۔ اس کی تفصیل اگلے صفحات میں حضرت مجدد الف ثانی قدس اللہ سرہ کے سوانح حیات کے ضمن میں بیان کی جائے گی۔

حضرت مجدد الف ثانی قدس اللہ سرہ کو پہلے سلسلہ قادریہ میں حضرت شاہ سکندر کیتھلی قدس اللہ سرہ سے شرف بیعت حاصل ہوا اور خرقہ خلافت بھی انہی سے حاصل کیا۔ ''تذکرہ علماء ہند'' کی عبارت سے متبادر ہوتا ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی قدس اللہ سرہ نے پہلے حضرت قادریہ میں مرید ہو کر خرقہ خلافت حاصل کیا اور پھر نقشبندیہ سلسلے میں حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ سے بیعت ہوئے۔ حضرت شاہ سکندر کیتھلی قدس اللہ سرہ اپنے جد امجد حضرت شاہ کمال کیتھلی قدس اللہ سرہ سے فیض یاب تھے حضرت شاہ کمال کیتھلی قدس اللہ سرہ صاحب فیض و کرامت تھے اور جذبہ قوی کے مالک تھے۔ آپ پابند شریعت اور ماحیٔ بدعت تھے۔ آپ کے مکتوبات معرفت کا خزانہ ہیں اور علمی معلومات سے مملو ہیں۔ ان میں ایک سچے مسلمان کے دل کی تڑپ نمایاں ہے آپ کو ہندوستان میں قادری سلسلے کا بانی اور برگزیدہ بزرگ تسلیم کیا گیا ہے۔ آپ کو حضرت

Marfat.com

مجدد الف ثانی قدس اللہ سرہ نے قادریہ سلسلے میں حضرت غوث الثقلینؒ کے بعد سب سے بلند مرتبہ بزرگ تسلیم کیا ہے۔ حضرت شاہ کمال کیتھلیؒ جن دنوں ہندوستان میں تشریف لائے ان دنوں یہاں کے حالات دگرگوں تھے۔ حضرت شاہ کمال کیتھلیؒ کے پیر روشن ضمیر حضرت شاہ فضیل قدس اللہ سرہ کی فراست کا نتیجہ تھا کہ آپ کو خرقہ خلافت اور دیگر تبرکات سے متصف کر کے ولایت ہندوستان کا یہ حصہ ودیعت کیا تھا۔ انہیں یقیناً اس بات کا بھی علم تھا کہ ایسی شخصیت کا ظہور ہونے والا ہے۔ جو عالم باعمل اور عارف کامل ہو گا جو ضلالت اور بدعت کو دور کرے گا چنانچہ جب حضرت شاہ کمال کیتھلیؒ قدس اللہ سرہ نے ہندوستان کے اس خطہ کی طرف رخ کیا تو ٹھٹھہ وغیرہ سے ہوتے ہوئے پائل تشریف لائے جو توابع سرہند میں تھا۔ یہاں حضرت مجدد الف ثانی قدس اللہ سرہ کے والد ماجد حضرت شیخ عبدالاحد کابلی قدس اللہ سرہ سلسلہ قادریہ میں آپ سے بیعت ہوئے اور بعد ازاں خرقہ خلافت سے مشرف ہوئے۔ ارشاد وارادت کا یہ تعلق گہرا تھا ۔ حضرت شاہ کمال کیتھلی قدس اللہ سرہ اکثروبیشتر شیخ عبدالاحد کابلی قدس اللہ سرہ کے یہاں تشریف لاتے رہتے اور یہ فاروقی النسب گھرانہ آپ کے فیوض و برکات سے مستفید ہوتا رہتا حتیٰ کہ حضرت شیخ عبدالاحد کابلی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک خواب (بعض تذکروں میں مراقبہ لکھا ہے) کی تعبیر دریافت کی تو آپ نے فرمایا کہ "تمہارے ہاں ایک فرزند پیدا ہوگا جو اولیائے عظام میں ایک ممتاز حیثیت کا مالک ہوگا اس کے نور باطن سے

Marfat.com

بدعت کی تاریکی دور ہوگی اور دین کی روشنی کو فروغ حاصل ہوگا۔" یہ بشارت تھی حضرت مجدد الف ثانی قدس اللہ سرہ کی ولادت کی۔ زبدۃ المقامات کی عبارت سے بھی ایسی ہی بشارت کا پتہ چلتا ہے۔

ایک مرتبہ جب حضرت مجدد الف ثانی قدس اللہ سرہ بچپن میں بیمار ہوئے تو حضرت شیخ عبدالاحد قدس اللہ سرہ دعا دم کرانے کی غرض سے حضرت شاہ کمال کیتھلی رحمۃ اللہ علیہ کو لے کر آئے۔ حضرت موصوف نے دم کرنے کے بعد دعائیں دیں اور حضرت مجدد الف ثانی قدس اللہ سرہ کے بارے میں اظہار خیال کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ بدعت و گمراہی کو دور کرے گا اور سنت نبوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کو زندہ کرے گا۔ اس کے بعد حضرت شاہ کمال کیتھلی قدس اللہ سرہ نے اپنی زبان (بعض تذکروں میں ہے انگلی) بھی حضرت مجدد الف ثانی قدس اللہ سرہ کو چسائی جس سے حضرت مجدد الف ثانی قدس اللہ سرہ نے فیضان و عرفان اخذ کیا جواہر مجددیہ میں مرقوم ہے کہ حضرت غوث اعظمؓ نے اپنا خرقہ خاص اپنے ذاتی کمالات سے مملو کر کے اپنے صاحبزادے حضرت عبدالرزاق قدس اللہ سرہ کو سونپا تھا۔ یہ خرقہ سلسلہ بسلسلہ اس خاندان میں حضرت شاہ کمال کیتھلی رحمۃ اللہ علیہ تک پہنچا پھر آپ کے نبیرہ اور خلیفۂ اکبر حضرت شاہ کمال کیتھلی قدس اللہ سرہ کو ملا۔ جس سے آپ نے حضرت مجدد الف ثانی قدس اللہ سرہ کو سرفراز فرمایا۔

حضرت شاہ سکندر کیتھلی قدس اللہ سرہ کے وصال کے بعد حضرت

Marfat.com

شاہ سکندر کیتھلی قدس اللہ سرہ نے مسند ارشاد کو رونق بخشی۔ حضرت شاہ سکندرہ کیتھلی قدس اللہ سرہ کے قلب منور سے حضرت مجدد الف ثانی قدس اللہ سرہ اس قدر متاثر تھے کہ بوجہ (وفور نور) اس کی طرف نگاہ کرنا آپ کیلئے ممکن نہ تھا حضرت مجدد الف ثانی قدس اللہ سرہ نے حضرت شاہ سکندر قدس اللہ سرہ سے سلسلۂ قادریہ میں خرقہ خلافت حاصل کیا اور جیسا کہ پہلے بیان ہوا حضرت مجدد الف ثانی قدس اللہ سرہ نے سلسلہ نقشبندیہ میں مرید ہونے سے پہلے حضرت شاہ سکندر کیتھلی قدس اللہ سرہ سے خرقہ خلافت حاصل کر لیا تھا۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ جب حضرت مجدد الف ثانی قدس اللہ سرہ سلسلہ قادریہ میں خرقہ لافت سے مشرف ہوئے اس وقت آپ کے والد ماجد ابھی حیات تھے۔ کیوں کہ آپ کے والد ماجد کا وصال ۱۰۰۷ھ میں ہوتا ہے اور حضرت مجدد الف ثانی قدس اللہ سرہ ان کے وصال کے بعد ۱۰۰۸ھ میں حج کے ارادہ سے دہلی کی جانب سرہند سے روانہ ہوئے ہیں اور ماہ ربیع الاول ۱۰۰۸ھ میں سلسلہ نقشبندیہ میں حضرت باقی باللہ قدس اللہ سرہ سے بیعت ہوئے ہیں۔ تذکرہ علمائے ہند کے مصنف نے بھی لکھا ہے کہ :

"خلافت سلسلہ چشتیہ از والد خود داشت واجازت بیعت قادریہ وغیرہ از شیخ سکندر کیتھلی (قدس اللہ سرہ) یافتہ بہوائے حجاز محمل شوق بستہ بدہلی رسید در انجا با حضرت خواجہ باقی باللہ امکنگی سرہ ملاقات سر دادہ بطریق علیہ نقشبندیہ بخدمت شان بیعت کردند"۔

Marfat.com

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی قدس اللہ سرہ نے نسبت قادری سے بہرہ وافر پایا تھا اور قادری خاندان کے یہ بزرگ اس نابغۂ روزگار ہستی کی تربیت آنے والے واقعات کے پیش نظر کرتے رہے اور حضرت مجدد الف ثانی قدس اللہ سرہ نے سلوک کی منازل حضرت شاہ سکندر کیتھلی قدس اللہ سرہ کے سایۂ عاطفت میں طے کیں اور حضرت شاہ سکندر کیتھلی قدس اللہ سرہ نے اس شخصیت کی جلا اس انداز سے کی کہ اس نے نہایت قلیل عرصے میں نہ صرف سلسلہ نقشبندیہ سے فیض حاصل کر لیا بلکہ ان تمام مشکلات و مصائب کو برداشت کرنے کی صلاحیت اپنے میں پیدا کر لی جو اسے پیش آنے والی تھیں اور جب حضرت مجدد الف ثانی قدس اللہ سرہ نے تجدید دین کا بیڑہ اٹھایا۔ تو حضرت شاہ فضیل قدس اللہ سرہ کی فراست اور حضرت شاہ کمال کیتھلی قدس اللہ سرہ کی بشارت صحیح ثابت ہوئی اور حضرت شاہ سکندر قدس اللہ سرہ کی محنت بارآور ہوئی۔

سلسلہ قادریہ کا فیضان حضرت مجدد الف ثانی قدس اللہ سرہ کے ذریعے ان کے صاحبزادوں خازن الرحمۃ حضرت خواجہ محمد سعید اور عروۃ الوثقی حضرت خواجہ محمد معصوم رحمہم اللہ تعالیٰ کو بھی پہنچا۔

علاوہ ازیں حضرت شیخ طاہر بندگی لاہوری، شیخ نور محمد پٹنی اور سید آدم بنوری حسینی قدس اللہ اسرارہم نے بھی خانوادہ قادری کے خوان نعمت سے فیضان حاصل کیا ہے۔ اول الذکر دونوں حضرات نے حضرت شاہ سکندر کیتھلی رحمۃ اللہ علیہ سے براہ راست فیض حاصل کیا اور مؤخر الذکر نے

Marfat.com

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شیخ طاہر بند گی رحمۃ اللہ علیہ دونوں سے فیض حاصل کیا۔ گویا یہ حضرات ایک ہی ہستی کے برگ وبار تھے جنہوں نے سرزمین ہندوستان کو اپنی تعلیمات سے روشناس کرایا اور ان کی تعلیمات میں قادری سلسلے کے اثرات نمایاں طور پر دیکھے جاسکتے ہیں۔ ان حضرات نے حضرت مجدد الف ثانی قدس اللہ سرہ کی مانند جس طرح دین الہی کے فتنوں کا سدباب اپنے اصلاحی اور تجدیدی کارناموں سے کیا اسی طرح تصوف کی بھی تجدید کی۔ چنانچہ ان ہی کے فیوض وبرکات کی وجہ سے شاہ جہان اور عالمگیر، جہانگیر اور اکبر سے مختلف حکمران ہوگزرے اور اس طرح جس مقصد کیلئے حضرت شاہ کمال کیتھلی قدس سرہ ہندوستان تشریف لائے تھے وہ حضرت شاہ سکندر کیتھلی قدس اللہ سرہ اور ان کے خلفاء کے ذریعے پورا ہوا۔

اعلی حضرت شاہ کمال کیتھلیؒ نے ایک روز اپنے خادم خاص شیخ سجن سے فرمایا جب میں پیران پیر رحمۃ اللہ علیہ کے روضہ مبارک پر حاضر تھا۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تمہارا کام پورا ہو گیا۔ اب ہندوستان جاؤ، وہاں تمہاری تربیت سے ایک ایسا شخص تیار ہو گا جس سے ایک عالم منور ہو جائے گا۔"

Marfat.com

(حسب ونسب اور شجرۂ طریقت)

حضرت شاہ سکندر قادری کیتھلی قدس اللہ سرہ صحیح النسب سادات عظام اور اولاد امجاد حضرت غوث صمدانی شیخ محی الدین سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ سے ہیں ——— آپ ہندوستان میں سلسلہ قادریہ کے سر بر آوردہ بزرگ حضرت شاہ کمال قادری کیتھلی قدس سرہ کے پوتے اور حضرت شاہ عماد الدین کے فرزند تھے۔ آپ کا سلسلہ نسب چودھویں پشت میں سید عبد الرحمٰنؒ کے ذریعہ حضرت غوث پاک محی الدین سید عبد القادر جیلانیؒ سے ملتا ہے۔

آپ بھی حضرت شاہ کمال قادری کیتھلی قدس سرہ کی طرح قطب ارشاد کے منصب پر فائز تھے۔ صوفیائے کبار بیان کرتے ہیں کہ آسمانوں پر قطب ارشاد کا نام عبد اللہ یا عبد الرب ہوتا ہے کہ کائنات کی ہر شے اس کے اشارے پر کام کرتی ہے اور یہ مرکز کائنات کے لحاظ سے دور و نزدیک پر حاوی ہوتا ہے اس لئے آپ کا ملکوتی نام عبد اللہ ہے قطب ربانی رؤس الاولیاء اور محبوب الٰہی آپ کے لقب خاص ہیں اور ابو الحسنات کنیت۔

چونکہ آپ اپنے جد امجد حضرت شاہ کمال قادری کیتھلی قدس سرہ سے سلسلہ قادریہ میں بیعت ہوئے تھے اور انہی سے خرقہ خلافت حاصل کیا تھا لہذا آپ کا شجرہ طریقت بھی وہی ہے۔ جو حضرت شاہ کمال قادری کیتھلی قدس اللہ سرہ کا ہے

کیتھل

اپنی قدامت کے اعتبار سے برصغیر کے دو چار قدیم ترین شہروں

Marfat.com

میں سے ایک ہے۔ اس کی اس تہذیب و تمدن اور تاریخ کے آثار قریباً ساڑھے تین ہزار سال پرانے ہیں۔ اس کا ذکر مہابھارت میں ملتا ہے۔ ہندو روایات کے مطابق کیتھل ان پانچ مقامات میں سے ہے جو کہ یودھشٹر انے آباد کئے۔ ۱۷۶۷ء میں سکھ ریاست قائم ہوئی۔ ۱۸۴۹ء میں انگریزوں نے سکھوں سے جنگ لڑ کر کیتھل کو اپنے قبضہ میں لے لیا۔ اس کے بعد سے ۱۹۴۷ء تک بر صغیر کے دوسرے علاقوں کی طرح انگریزوں کی عمل داری میں رہا۔ سیاسی اہمیت کے ساتھ ساتھ کیتھل کو ایک علمی اور مذہبی مقام کی حیثیت سے زبردست شہرت حاصل ہے۔ بر صغیر میں اسلامی اقدار کے فروغ میں کیتھل کو بڑا بلند مقام حاصل ہے۔

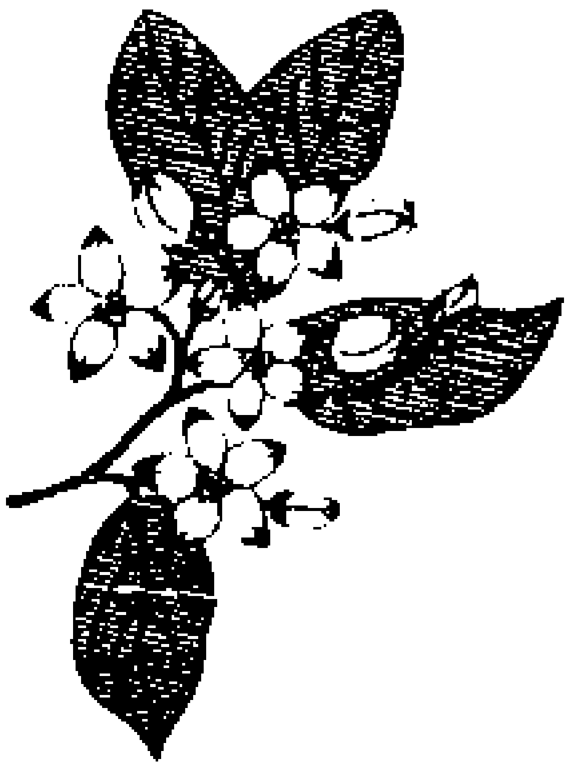

Marfat.com

﴿اضطراب﴾

حضرت شاہ کمال کیتھلی قدس سرہ کے تین فرزند تھے۔ جو ریاضت و مجاہدہ میں یکتا و لاثانی تھے اور جن کی قوت کشف بلا کی تیز تھی۔ ایک روز فرزند اکبر حضرت شاہ عماد الدین رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شاہ کمال کیتھلی رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں تشریف فرما تھے کہ مکاشفہ میں ایک جہاز کو ڈوبتے ہوئے پایا۔ آپ جہاز والوں کی چیخ و پکار پر ان کی مشکل رفع کرنے کیلئے مدد کو لپکے اور جہاز کو آفت سے نکال کر واپس مجلس میں تشریف لے آئے۔ اعلیٰ حضرت شاہ کمال کیتھلیؒ نے آپ کا گیلا دامن دیکھ کر ناراضگی کا اظہار فرمایا اور صاحبزادے کے اعلیٰ مراتب سلب کر لئے۔ اسی طرح فرزند اصغر حضرت شاہ نور الدین صغر سنی کے زمانے میں ایک دن دوسرے بچوں کی طرح دیوار پر چڑھ کر بولنے لگے "میرے گھوڑے دوڑ۔ دیوار گھوڑے کی طرح چلنے لگی۔ اعلیٰ حضرت کو یہ بات معلوم ہوئی تو صاحبزادے سے فرمایا۔" اے نور عین تم نے درویشی کے اسرار کو ظاہر کر دیا ہے اس لئے اب تمہیں اس دنیا سے رخصت ہو جانا چاہیے۔"

اسی وقت وہ نوعمر بچہ واصل حق ہو گیا اس صاحبزادے کا مزار شریف اعلیٰ حضرت کے مزار شریف کے ساتھ ہی ہے ان حالات کے پیش نظر منجھلے صاحبزادے حضرت شاہ موسیٰ ابو المکارم رحمۃ اللہ علیہ کو یہ فکر دامنگیر ہوئی کہ جو حال دونوں بھائیوں کا ہوا ہے ہو سکتا ہے کہ میرا

Marfat.com

بھی وہی ہو۔ چنانچہ وہ دور دراز علاقوں میں چلے جاتے اور جب ذکر و فکر سے فارغ ہوتے تو اپنے آپ کو کیتھل میں ہی پاتے۔ تین دن تک ایسا ہی ہوتا رہا آخر کار مجبور ہو کر والد گرامی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ " یا سیدی میں چاہتا ہوں کہ سیاحت کے ذریعے تمام دنیا کے عجائبات اور مصنوعات کی سیر کروں" آپ نے فرمایا" دنیا میں تقدیر الہی کے خلاف کچھ نہیں ہو سکتا اور کسی کی نیکی یا بدی خدا کے حکم کے بغیر اعمال نامے میں درج نہیں ہوتی، چونکہ تم نے درخواست کی ہے اس لئے قبولہ کی ولایت تم کو دی جاتی ہے اگرچہ یہ بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کی ولایت ہے مگر بابا صاحب اپنی ولایت سے کچھ حصہ کاٹ کر بطور نذر عقیدت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ تمہیں دے دیں گے اس لئے اب تم وہاں جاؤ اور مخلوق کو اللہ کی طرف بلاؤ وہ یہ حکم پاتے ہی کوٹ قبولہ (حال مشمولہ ضلع **پاک پتن**) کی طرف تشریف لے آئے جہاں خوب نام پیدا کیا آپ کے حالات زندگی، شخصیت اور اصلاحی کارناموں پر آئندہ صفحات میں روشنی ڈالی گئی ہے۔

اب صاحبزادگان عالی میں سے کوئی ایسا نہ تھا جو مسند کمالی کا وارث بنتا اور اس مشن کو جاری رکھتا جس کے تحت حضرت شاہ کمال کیتھلی قدس سرہ بغداد چھوڑ کر ہندوستان کی طرت نہضت فرما ہوئے تھے۔ معتقدین و مریدین کیلئے یہ مسئلہ نہایت شدید تھا وہ لوگ مستقبل کے بارے میں نہ صرف فکر مند ہی تھے۔ بلکہ مایوس سے ہونے لگے تھے اور یہ اضطراب بے

Marfat.com

چینی اور بے قراری روز بروز بڑھتی چلی گئی ایک روز حضرت شیخ عبدالاحد کابلی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت امان اللہ حسینی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت ملا امام پائلیؒ حضرت شیخ حسن دہلویؒ اور چند دیگر خدام نے مجلس کے دوران میں حضرت شاہ کمال کیتھلی رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا کہ ''ہر سہ صاحبزادوں کے بارے میں تقدیر کا قلم تدبیر کے مخالف رہا ہے۔ صاحبزادہ اکبر معتوب ہو کر حیدر آباد (دکن) چلے گئے اور منجھلے صاحبزادے کو ولایت قبولہ عنایت فرما دی گئی ہے اور چھوٹے صاحبزادے حضرت شاہ نور الدین نو عمری میں ہی وصال فرما چکے ہیں۔ اب یہ عالی مقام خاندان صاحب سجادہ سے خالی نظر آتا ہے آپ کے بعد کس سے رجوع کر کے استفادہ کیا کریں۔''

اعلیٰ حضرت نے فرمایا ''گھبرانے کی بات نہیں'' میرا جانشین عنقریب ہی منصۂ شہود پر جلوہ گر ہونے والا ہے جس کی تابانیوں سے ایک عالم منور ہوگا اور جس کے خوان کرم سے مجدد وقت ایسی عالی مرتبت ہستی ریزہ چینی کرے گی'' بعد کے واقعات نے اس پیش گوئی کو حرف بحرف پورا کر دکھایا اور یہ بھی ثابت کر دیا کہ ولی کامل کو مستقبل کے واقعات کا بخوبی علم ہوتا ہے۔

Marfat.com

﴿ولادت﴾

اور۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۶ شعبان المعظم ۹۶۳ھ (۲۶ جون ۱۵۵۶ء بروز جمعرات) کو صبح صادق کے وقت دایہ نے حضرت شاہ کمال کیتھلی قدس سرہ کو مژدہ سنایا اور مبارکباد دی کہ حضرت شاہ عماد الدین کے مشکوئے دولت میں فرزند ارجمند کی ولادت عمل میں آئی ہے۔ اعلیٰ حضرت نے رب العزت کا شکر ادا کیا اور دایہ سے فرمایا کہ "بچے کو چادر میں لپیٹ کر ہمارے سامنے لے آؤ" دایہ نے تعمیل ارشاد کی اور بچے کو اعلیٰ حضرت کی آغوش میں لٹا دیا حضرت موصوف نے جمع شدہ مشائخین عظام اور اولیائے کرام سے فرمایا "یہ میرا جانشین ہے اور اس کا نام سکندر رہے" پھر اپنی انگشت شہادت حضرت شاہ سکندر قدس سرہ کے منہ میں ڈال دی جس کے چوسنے سے آپ کا دل انوار الٰہی سے معمور ہو گیا، آپ کی والدہ فرماتی ہیں کہ آپ کی ولادت کے وقت آدھی رات کو میں نے دیکھا کہ زمین سے آسمان تک ایک روشنی ہے۔ چونکہ اس سے قبل میں نے ایسی روشنی میں کبھی نہیں دیکھی تھیں اس لئے میں گھبر اگئی اور درگاہ الٰہی میں التجا کی کہ "یہ کیا بھید ہے" ندا آئی کہ "یہ تیرے فرزند کی پیدائش کا وقت ہے یہ روشنی اس کے دل کا نور ہے آپ کی ولادت سے قبل آپ کی والدہ ماجدہ کو رسول اللہ ﷺ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے بھی آپ کی پیدائش کا مژدہ سنایا تھا۔

Marfat.com

﴿والد ماجد حضرت شاہ عماد الدین رحمۃ اللہ علیہ﴾

حضرت شاہ سکندر کیتھلی قدس سرہ کے والد گرامی کا اسم مبارک حضرت شاہ عماد الدین قدس سرہ تھا جو حضرت شاہ کمال کیتھلی قدس سرہ کے سب سے بڑے صاحبزادے تھے۔ متقی پرہیز گار اور با عمل بزرگ تھے نہایت روشن ضمیر اور تصوف ظاہری و باطنی کے مالک تھے۔ جو شخص بھی آپ سے بیعت کرتا اسے پہلی نظر میں ہی ولی کامل بنا دیتے اور طالبان حق کے ارشاد و ہدایت کیلئے آپ کا وجود بھی اللہ کی آیات میں سے ایک تھا۔ بچپن سے ہی رشد و ہدایت کے آثار و انوار پیشانی سے چمکتے تھے۔ ایک مرتبہ حضرت شاہ کمال کیتھلی قدس سرہ کے ایک مرید شیخ عین الدین اعلیٰ حضرت کی گھوڑی چرانے کیلئے جنگل میں لے گئے حضرت شاہ عماد الدینؒ بھی جوان دنوں پانچ چھ برس کے ہوں گے ہمراہ تھے ایک شیرازی سوداگر اس طرف سے گھوڑے لئے گزر رہا تھا۔ اس نے عین الدین سے کہا کہ اپنی گھوڑی دور لے جاؤ کیونکہ ہمارے باربرداری کے گھوڑے اس گھوڑی سے الجھنے کی کوشش کریں گے اور پھر سوداگر کے آدمی دست درازی پر اتر آئے۔ جب انہوں نے حضرت عماد الدینؒ کی طرف ہاتھ اٹھائے تو ان کے ہاتھ اور پاؤں شل ہو گئے۔ قافلے کا سردار سمجھ دار تھا اس نے حضرت شاہ عماد الدینؒ سے دست بستہ معاف مانگی۔ آپ نے معاف فرما دیا اور ان کے ہاتھ اور پاؤں پھر اپنی اسی حالت میں آ گئے۔

ایک روایت سے ظاہر ہوتا ہے کہ ابتدائے حال میں آپ پر

Marfat.com

حضرت شاہ کمال کیتھلی قدس سرہ کی نظر عنایت تھی اور آپ اعلیٰ حضرت کے جلال کے وقت اسے کم کرنے کی سعی بھی فرماتے اور لوگ اعلیٰ حضرت کے پاس اپنی سفارش آپ کے ذریعے ہی کراتے۔ عبادات و اعمال اور وظائف واذکار میں بہت مصروف رہتے اور مراقبہ و مجاہدہ اور ریاضت واطاعت میں اس درجہ انہماک تھا کہ پہروں کسی سے بات چیت کی نوبت نہیں آتی تھی۔ جذب دروں کی وہ تاثیر تھی کہ دور سے اپنے مرید کا مشاہدہ کر لیتے اور مدد فرماتے چنانچہ ایک روز ایک ڈوبتے ہوئے جہاز کو بچایا لیکن اہل جہاز کی یہ مدد آپ کو بہت مہنگی پڑی۔ کیونکہ حضرت شاہ کمال رحمۃ اللہ علیہ نے ناراض ہو کر آپ کے اعلیٰ احوال سلب کر لئے۔

اگرچہ حضرت شاہ کمال کیتھلی قدس سرہ نے آپ کو خرقہ خلافت سے نوازا تھا لیکن مذکورہ واقعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ مسند سجادگی پر آپ کو فائز نہیں کیا گیا اور یہ سعادت آپ کے صاحبزادہ حضرت شاہ سکندر کیتھلی قدس سرہ کے حصہ میں آئی اس کی تصدیق کتب سیر و تصوف سے بھی ہوتی ہے۔ آپ اپنے والد ماجد کے عتاب کی وجہ سے کیتھل شریف سے چلے گئے۔ عرصے تک سیر و سیاحت میں مصروف رہے۔ آپ والد گرامی کے وصال کے بعد کیتھل شریف تشریف لائے اور تین سال بعد ۱۲ رمضان المبارک ۹۸۶ھ (۱۲ نومبر ۱۵۷۸ بروز بدھ) کو وصال فرمایا اور اپنے والد بزرگوار کے قریب جانب شرق مدفن پایا۔ مزار شریف احاطہ مزارات حضرات کیتھل کے باہر ہے۔ آپ کی اولاد میں ایک صاحبزادہ یعنی حضرت شاہ سکندر کیتھلی قدس سرہ اور دو صاحبزادیاں بی بی عصمت اور بی بی اللہ بندی یادگار تھیں۔

Marfat.com

بچپن اور تعلیم

برگزیدہ ہستیوں کے خوارق وعادات ازل سے عام انسانوں سے بالکل مختلف ہوتے ہیں۔ایسے اشخاص آلائشات دنیاوی سے دور بھاگتے ہیں۔ وہ ابتداء سے ہی پاکیزہ، مجسم،نور پیکر انسانیت اور مجموعہ فقر وغنا ہوتے ہیں حضرت رسول پاک ﷺ سے اولیاء کرام تک کے سوانح حیات کے مطالعے سے یہ حقیقت بخوبی واضح ہو جاتی ہے کہ ایک عام بچے اور کسی پاکیزہ مقصد کیلئے منتخب شدہ یا برگزیدہ شخصیت میں کس قدر فرق ہوتا ہے صحت و تندرستی اور اخلاق کے لحاظ سے بھی وہ سطح انسانیت سے ارفع واعلی نظر آتے ہیں۔وہ اخلاق جلیلہ اور اوصاف حمیدہ کے لحاظ سے بھی منفرد ہوتے ہیں۔ حضرت شاہ سکندر میں اقسام ازل نے ابتداء سے ہی وہ خوبیاں کوٹ کوٹ کر بھر دی تھیں جو ایک متبحر عالم جید فاضل ،ہادی کامل اور یگانۂ روزگار ہستی میں ہونا لازمی ہیں آپ ایام طفولیت کے دوران ماہ رمضان المبارک میں دودھ وغیرہ کی طرف مطلق رغبت نہ فرماتے آپ کی والدہ ماجدہ کا بیان ہے کہ۔

''میں زبردستی دودھ پلانے کی کوشش کرتی کہ مبادا بچہ کمزور ہو جائے۔لیکن ہزار کوشش کے باوجود نومولود دن میں دودھ کی طرف رغبت ہی نہ کرتا۔''

جب آپ چار سال کے ہوئے تو حضرت شاہ کمال کیتھلی قدس سرہٗ نے آپ کو حصول تعلیم کے لئے متبحر عالم اور جید فاضل کے سپرد کر دیا۔ جہاں آپ نے چند روز تحصیل علم فرمائی۔لیکن جلد ہی اس درس گاہ سے اٹھ آئے۔ ہوا یوں کہ ایک روز آپ

Marfat.com

کے معلم کسی ضروری کام کے لئے باہر گئے۔ طالب علموں نے موقعہ غنیمت جان کر کھیلنا شروع کر دیا۔ آپ بھی بوجہ خورد سال کھیلنے لگے۔ اتنے میں معلم واپس آگئے۔ انہوں کہ دیکھا کہ چند غیر معمولی قسم کے بچے آپ کے ساتھ کھیل رہے ہیں۔ جو انہیں دیکھ کر غائب ہو گئے معلم حیرت زدہ ہو گئے اور انہوں نے اس وقت آپ کو یہ کہا کہ صاحبزادے تم لہو ولعب کے لئے پیدا نہیں ہوئے ہو۔ تمہیں تو کمالات باطنی وروحانی کے لئے جدو جہد کرنا چاہیئے آپ یہ سن کر خاموش ہو گئے۔ معلم حضرت شاہ کمال کیتھلی قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ:۔

''حضور یہ صاحبزادے صاحب رتبہ وکرامت ہیں۔ ان کی تعلیم پر مقرر کیا گیا ہوں مجھے ڈر ہے کہ کہیں مجھ سے ان کی شان میں گستاخی یا بے ادبی نہ ہو جائے اور پھر میں تباہی اور بربادی کے چکر میں نہ پھنس جاؤں۔ صاحبزادے کی معلمی کسی اور اچھے معلم کے سپرد ہو جائے تو مناسب ہو گا۔

اعلیٰ حضرت نے فرمایا۔

''آپ کے پاس انہیں کسی حکمت کے تحت بھیجا گیا ہے۔ ورنہ ان کا معلم تو اللہ تعالیٰ ہے۔'' پھر اسی روز اعلیٰ حضرت نے یہ ظاہری درس وتدریس کا سلسلہ ختم فرما دیا۔ اس طرح حضرت شاہ سکندر کیتھلی کو ظاہری علوم کیلئے کسی استاد کی شاگردی یا کسی درس گاہ کی حاضری درپیش نہ آئی اور جملہ علوم ظاہری وباطنی بفضل خدا آپ پر منکشف ہو گئے اس طرح آپ نے نبی کریم ﷺ کی سنت ادا فرمائی۔

ایک شب کا واقعہ ہے کہ غیب سے ندا آئی ''شاہ سکندر تو قرآن کیوں نہیں سیکھتا'' آپ نے عرض کی ''**یا الٰہ العالمین تو قادر مطلق ہے** مجھے

Marfat.com

تعلیم فرما'' یہ عرض کرتا تھا کہ غیب سے ایک نورانی ہاتھ نمودار ہوا اور اس ہاتھ نے آپ کے سینہ مبارک سے مس کیا اور قرآن پاک کا علم آپ کے سینے میں آگیا۔ اسی وقت علوم اسمیہ وغیر اسمیہ آپ پر منکشف ہو گئے۔۔

علمائے وقت کی ایک جماعت آپ کے گرد رہتی تھی۔ ان ایام میں بہت سے علمائے لاہور قاضی صدر الدین لاہوری' صدر الدین گجراتی' ملا عبدالرحمٰن' ملا محمد ہادی' ملا منور' ملا ابوالفتح' ملا امام اور ملا خیر الدین یہ سب گراں قدر علماء آپ کے دامن سے وابستہ تھے۔

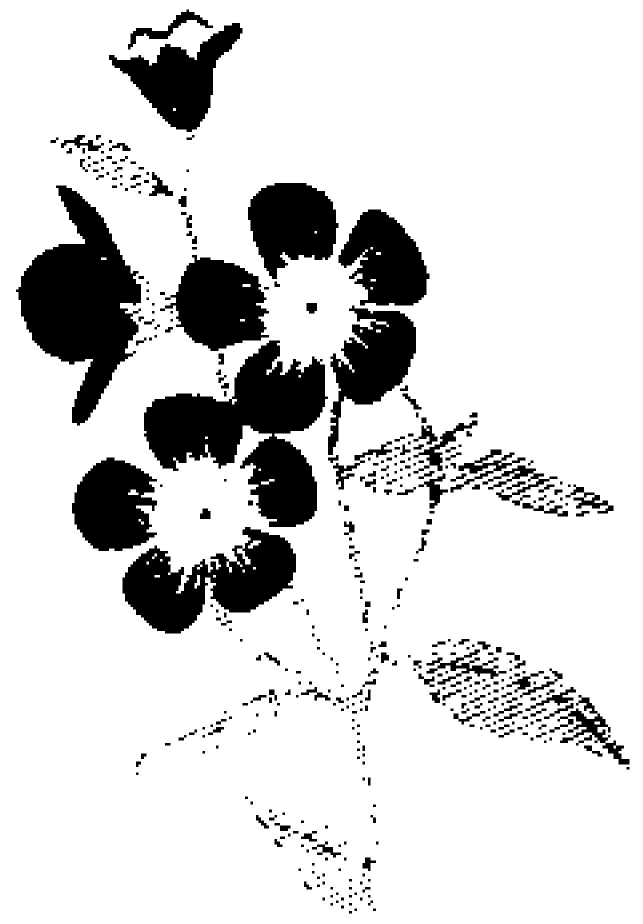

Marfat.com

عطائے خرقہ ءخلافت

۹۷۵ھ - ۹۷۶ھ کی ایک صبح ہے۔ افق مشرق پر ابھی آفتاب نے سنہری اور رو پہلی کرنیں سجا کر بازار گرم نہیں کیا ہے۔ مشک بیز ہوائیں چل رہی ہیں۔ انواع واقسام کے پرندے ننھی ننھی زبانوں سے خالق باری کی حمد وثناء کر رہے ہیں اور نسیم جانفزا ''باغ ہمایوں'' میں کبھی اس طرف جاتی ہے اور کبھی اس طرف۔ حوض کے پانی میں موجیں ابھرتی ہیں' دائرے بناتی ہیں اور غائب ہو جاتی ہیں۔ ہر شے میں ایک نئی امنگ' نئی ترنگ اور نئی زندگی آگئی ہے اور ایک نیا جذبہ موجزن ہے اور وہ اس جذبے میں گویا سبقت لے جانے کی کوشش کر رہی ہیں۔ جھٹ پٹے کے عالم نے دنیائے رنگ وبو کو ایک نیا سماں ودیعت کیا ہے۔ ایسے عالم میں ایک مرد بزرگ حوض کے کنارے بیٹھا وضو کر رہا ہے۔ اس کے داہنی طرف ایک عمامہ اور ایک عصا رکھا ہے دل وزبان یک رنگ ہو کر حمد باری تعالیٰ میں مصروف ہیں۔

اسی اثنا میں ایک بچہ، جس کا سن بارہ برس سے زیادہ نہیں، آکر اس عمامے کو سر پر رکھ لیتا ہے اور عصا لے دریائے مسرت وانبساط کی رو میں بہہ کر نہایت تمکنت کے ساتھ چند قدم چلتا ہے اور پھر مسکراتے ہوئے متجسس نگاہوں سے اس بزرگ کی طرف دیکھتا ہے۔ گویا اپنے اس فعل خوشگوار اور معصوم شرارت کی داد چاہتا ہے۔ یہ بچہ حضرت شاہ سکندر کیتھلی قدس سرہ اور بزرگ حضرت شاہ کمال کیتھلی قدس سرہ تھے۔

حضرت شاہ کمال کیتھلیؒ قدس سرہ نے حضرت شاہ سکندر کیتھلیؒ پر

Marfat.com

مشفقانہ انداز میں نظر ڈالی اور فرمانے لگے ''فرزند من۔ خیال تھا کہ تجھے کچھ دن دیکھ کر مسرور ہوں۔ لیکن تو نے اس معاملے میں بہت عجلت کی ۔اس لئے تجھے خرقہ خلافت ابھی عطا کر دیا جاتا ہے۔ مبارک ہو'' حضرت شاہ کمال کیتھلی قدس نے اپنا عمامہ اور عصا حضرت شاہ سکندر کیتھلی قدس سرہ کو عطا کر دیا۔

Marfat.com

﴿مرشدارشد: حضرت شاہ کمال کیتھلی قدس سرہ﴾

حضرت شاہ کمال قادری کیتھلی قدس سرہ صحیح النسب سادات عظام اور اولاد امجاد غوث صمدانی حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے ہیں آپ کا شجرہ نسب بارہویں پشت میں حضرت سید عبدالقادر جیلانی سے جاملتا ہے۔ آپ کا شمار اپنے وقت کے مشاہیر اولیاء اور محبوبان مردان حق میں ہوتا تھا اور اپنے زمانے کے غوث تھے۔ آپ حضرت شاہ فضیل عرف زندہ پیر قدس سرہ سے بیعت تھے اور انہیں سے خرقہ خلافت حاصل کیا تھا آپ کا شجرہ طریقت نو واسطوں سے غوث پاک حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے جاملتا ہے آپ بظاہر حضرت شاہ فضیل قدس سرہ سے بیعت تھے مگر اویسی المشرب تھے اور غوث الاعظم حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے براہ راست فیض یاب تھے۔ آپ کا پورانام شاہ کمال الدین حسن ہے۔ اور ابوالبرکات کنیت۔ سلطان الاوتاد ، غوث زمن ، سید الاکابر ، سلاب الاحوال ، لال دیال ، سلطان السالکین ، غوث الآفاق اور ملک العشاق لقب ہیں۔

جب بغداد کے حالات بہت خراب ہوئے ، تاتاریوں نے شہر کی اینٹ سے اینٹ بجادی تھی اور قتل عام کیا تو اس افراتفری میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد نے بھی بغداد سے ہجرت کی آپ

Marfat.com

کے جد امجد کوفہ پہنچ گئے اور کوفہ میں اقامت اختیار کی۔ امن امان کے بعد بغداد اور کوفہ دونوں جگہ خاندان کے افراد رہائش پذیر رہے۔ آپ کے چچا سید مرتضیٰ رحمۃ اللہ علیہ کوفہ میں ہی رہے اور آپ کے والد سید عمر رحمۃ اللہ علیہ بغداد آ گئے۔ اسی بناء پر حدیقۃ الخوارق میں لکھا ہے کہ آپ کا وطن مالوف کوفہ تھا۔ ''کرامت اولیاء'' اور تمام تذکروں میں آپ کا وطن خاص بغداد ہی مرقوم ہے۔ حافظ قرآن اور طبیب تھے اور حج کی سعادت سے بھی بہرہ ور ہو چکے تھے فقہ، حدیث، اصول معقول و منقول اور فلسفہ کے عالم تھے اوان علوم میں ملک عراق میں اپنا ثانی نہ رکھتے تھے۔ آپ ۷ شوال المکرّم ۸۹۵ھ (۲۵ اگست ۱۴۹۰ء کو منگل کے روز بغداد میں پیدا ہوئے۔ راقم الحروف نے ''شاہ کمال کیتھلی زائید'' سے مادہ تاریخ ولادت نکالا ہے۔ آپ کی ولادت باسعادت کے تھوڑے عرصے بعد قطب دوراں و فاضل زماں اور ممتاز الاصفیاء حضرت شاہ فضیل قادری قدس سرہ تشریف لائے اور آپ کے والد کو مبارک باد پیش کرنے کے بعد فرمایا کہ۔

''حضرت غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کی پیش گوئی پوری ہوئی۔ اس کی تربیت صحیح طور پر کیجئے۔ کیونکہ یہ بچہ اولیاء اللہ کے زمرے میں مراتب عالیہ پر فائز ہوگا اس کی پرواز سدرۃ المنتہیٰ تک ہوگی اس کا علم وسیع ہو گا اور عمر دراز ہوگی۔

مختلف تذکروں اور سوانح عمریوں سے پتہ چلتا ہے کہ آپ کا دل

Marfat.com

شروع ہی سے اس دنیا سے سرد ہو چکا تھا اور آپ یادالٰہی میں مصروف رہتے تھے۔ آپ دنیاداری سے الگ رہتے تھے جب آپ کے کمالات کی شہرت پھیلنا شروع ہو گئی تو آپ نے دنیاوالوں سے قطعاً بے تعلقی اختیار کر لی اور سیر و سیاحت میں مصروف ہو گئے آپ کئی کئی روز متواتر جنگلوں اور صحراؤں میں صحرانوردی کرتے رہتے آپ اس صحرانوردی میں چھ چھ ماہ کھانے پینے سے بے نیاز رہتے لیکن اس کے باوجود جسامت میں کوئی فرق ظاہر نہ ہوتا۔

زبدۃ المقامات میں لکھا ہے کہ آپ شب و روز شوریدہ بری و آشفتہ سری کی وجہ سے جزائر و مقاوز میں بسر کرنے اور "بواد غیر ذی ذرع" کے مصداق ویرانوں میں رہا کرتے تھے۔ جب کھانے پینے کی احتیاج ہوتی تو صحرائے لق و دق میں اچانک کوئی شہر آباد نظر آتا اس شہر کے باشندے آپ کے روبرو کھانے پینے کی اشیاء تعظیم و تکریم کے ساتھ پیش کرتے اپنے گھروں میں لے جاتے اور ضیافتیں کرتے اور آپ حسب ضرورت کچھ کھا پی لیتے۔ رات کے وقت وہاں آرام بھی فرما لیتے اور جب صبح کے وقت سورج کی کرنیں دنیا کو روشن کرتیں تو نہ وہ شہر نظر آتا اور نہ ہی اسکے باشندوں کا کوئی نشان ملتا۔ حالات کا یہ انداز دیکھ کر ایک روز آپ کے والد بزرگوار آپ کی تلاش میں نکلے۔ دیکھا کہ ایک درخت کے نیچے مراقبے کی حالت میں تشریف فرما ہیں اسی دوران میں آپ کو کشفی طور پر معلوم ہو گیا۔ آپ وہاں سے روانہ ہو گئے۔ آپ کے والد بھی تعاقب میں چل نکلے۔ آپ

Marfat.com

چند گز کے فاصلہ پر جا کر غائب ہو گئے۔ ایک شیر نمودار ہوا اور حاجی عمر رحمۃ اللہ علیہ کی طرف چلا۔ اسے دیکھ کر وہ گھر واپس آ گئے اور آپ کی والدہ ماجدہ سے فرمایا کہ یہ بچہ ہمارے قابل نہیں رہا۔ اسی روز سے آپ کو حضرت فضیلؒ کی شاگردی میں دے دیا گیا۔ آپ نے علوم ظاہری کی تکمیل فاضل استاد کی نگرانی میں کی۔ استاد نے شاگرد کی اعلیٰ صلاحیتوں کو مزید جلا بخشی اور سونے پر سہاگہ کا کام کیا۔ یہیں آپ نے سلوک و تصوف کی تمام منازل طے کیں۔ ایک عالم آپ کا گرویدہ ہو گیا تھا۔ چنانچہ کچھ عرصے بعد آپ حضرت شاہ فضیل قدس سرہ سے ہی بیعت ہو گئے اور خرقہ خلافت حاصل کیا۔ جب آپ کا جذب واستغراق مزید بڑھا اور آپ نے سلوک و معرفت کی تمام منازل بصد تزک واحتشام طے کر لیں اور تمام اسرار کائنات والہیات آپ پر منکشف ہو گئے تو وہ وقت بھی آن پہنچا کہ آپ کو وہ مشن سونپا جاتا جس کیلئے آپ کی تخلیق عمل میں آئی تھی۔ جب حضرت شاہ فضیل قدس سرہ کے وصال کا وقت آپہنچا تو انہوں نے غسل کر کے خرقہء خلافت اور نعمات خاندانی مع تبرکات مثلاً رسول اکرم ﷺ کے موئے مبارک اور حضرت علی کرم وجہ کا شانہ مبارک (کنگھا) وغیرہ آپ کے حوالے کئے اور فرمایا کہ ہمارے بعد ان تبرکات اور خرقہ خلافت کو لے کر جلدی ہی ہندوستان کی طرف چلے جاؤ۔ ہمارے اخلاف کو ابھی اس معاملے کا علم نہیں وہ تو سیر وسیاحت میں مشغول رہتے ہیں۔ اگر انہیں اس

Marfat.com

واقعہ کی اطلاع ہو گئی تو تمہارے ساتھ اُلجھیں گے اس کے بعد حضرت شاہ فضیل قدس سرہ نے لباس عاقبت زیب تن کیا زمین پر لیٹ گئے اور جان' جان آفرین کے سپرد کر دی۔ آپ نے نماز جنازہ پڑھی، تجہیز و تکفین کی، حسب وصیت ہندوستان کی طرف چل پڑے۔ تھوڑی دیر کے بعد حضرت شاہ فضیل قدس سرہ کے صاحبزادے بھی تشریف لے آئے۔ جب انہیں صورت حال کا علم ہوا تو وہ نعمات و تبرکات واپس لینے کیلئے آپ کے پیچھے دوڑے۔ بارہ کوس کے فاصلے پر صاحبزادوں نے آپ کو آلیا۔ آپ نے تمام تبرکات کو زمین پر رکھ کر فرمایا کہ ''اگر اٹھا سکتے ہو تو اٹھاؤ لیکن صاحبزادے ایسا نہ کر سکے اگرچہ انہوں نے اپنا پورا زور لگایا۔ مجبوراً وہ کف افسوس ملتے ہوئے واپس چلے گئے اور آپ عازم ہندوستان ہو گئے۔

آپ ملک عراق سے ملک ایران کے راستے مشہد، نجف اشرف تبریز اور اصفہان سے ہوتے ہوئے ہندوستان میں درہ گومل کے راستے داخل ہوئے اول اول ٹھٹھ میں قیام فرمایا۔ یہاں چند سال قیام رہا۔ یہاں سب سے پہلے ملا سید محمد مدرس مریدی اور خرقہء خلافت سے شرف یاب ہوئے۔ اس کے بعد آپ نے ملتان کا رخ کیا۔ یہاں شیر شاہ کے نائب حمید خان نے آپ کی خوب آؤ بھگت کی اور ہر قسم کی مراعات مہیا کیں لیکن آپ نے فقر و غنا کی وجہ سے ان تمام مراعات کو ٹھکرا دیا اور صرف ایک حجرے میں رہنا پسند فرمایا کچھ عرصے بعد لاہور سے لدھیانہ کی طرف چلے گئے۔

Marfat.com

یہاں آپ کی یاد میں ہر سال ایک میلہ منعقد ہوتا ہے جسے مقامی زبان میں ،بڑے پیر کی روشنی' سے موسوم کیا جاتا ہے۔اس کے بعد آپ نے پائل کا رخ کیا۔ ابھی تک آپ کو وہ مرکز نہیں مل سکا تھا جس کیلئے آپ کوشاں تھے اس لئے جابجا اور مقام بہ مقام پھر رہے تھے جب پائل کی فضا بھی اپنے مشن کیلئے موزوں نظر نہ آئی تو یہاں سے بھی کوچ کیا اور آخر وہ مقام مل گیا جس کی تلاش میں آپ سرگرداں تھے۔ یہ کیتھل شریف تھا جہاں آپ پائل کے بعد تشریف لائے اور یہاں ،،باغ ہمایوں ،، میں قیام کیا۔ عراق سے ہندوستان تک کے سفر میں حضرت سید شاہ عبداللہؒ ،حضرت شاہ مبینؒ اور حضرت شاہ شکراللہ شیرازیؒ آپ کے شریک سفر تھے۔

یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ حضرت شاہ کمال کیتھلی قدس سرہ ایک علمی وادبی اور خالص مذہبی گھرانے میں پیدا ہوئے اس سے پیشتر بیان ہو چکا ہے کہ آپ کے والد ماجد علم و فضل میں یکتائے روزگار تھے۔اسی طرح آپ کی والدہ ماجدہ بھی اپنی ہم عصر عورتوں میں ممتاز حیثیت رکھتی تھیں ایسے علمی گھرانے میں بچے کی پرورش کا اچھے انداز واسلوب میں ہونا لازمی بات تھی۔ آپ کے والد بزرگوار کی صحبت ،والدہ ماجدہ کی پرورش اور حضرت شاہ فضیل قدس سرہ کی تربیت نے آپ پر یہ اثر کیا کہ آپ پر اس دنیائے فانی کی حقیقت واضح ہوگئی اور آپ سر تاپا اس محبوب حقیقی کی تلاش میں

Marfat.com

سرگرداں رہنے لگے جو سب کا رازق و خالق ہے۔ اس سرگردانی میں آپ نے مختلف ممالک کی سیر کی اور فرمان خدا (زمین میں سیر کرو اور قدرت الہیہ کے نشانات دیکھو) کے مطابق مختلف رنگوں میں فطرت کا مطالعہ کیا۔ اس سیر و سیاحت نے جہاں آپ کے دل کیلئے تسلی کا سامان بہم پہنچایا وہاں آپ کے علمی وادبی ذخیرے میں بھی اضافہ کیا۔ اس کے علاوہ ان دنوں بغداد علم وفن کا منبع و مخزن تھا یہاں کی فضاء نے آپ کو بے حد متاثر کیا۔ پھر حضرت شاہ فضیل قدس سرہ متجر عالم اور جید فاضل نے نگاہ اولیں میں ہی بھانپ لیا کہ ذوق شوق کے اس پتلے میں کوئی ایسی خامی نہیں جسے پورا کیا جائے اور علم وادب کا یہ رسیا تو محض رسماً ادھر آنکلا۔ تاہم موصوف نے آپ کی پرانی صلاحیتوں کو جلا بخشی یہی وجہ ہے کہ نہ صرف آپ علم وفن کے درخشاں آفتاب، علم وعرفان الہی کے بحر مواج اور دنیائے ادب کے مہر تاباں کی حیثیت رکھتے ہیں بلکہ آپ روحانیت، فلسفہء اخلاق، نفسیات اور علم الکلام کے ماہر استاد بھی ہیں آپ کے ایام سیاحت کے دوران میں آپ کے علمی وادبی اور مذہبی ذخیرے کی شہرت دور دراز واقع ممالک میں جا پہنچی تھی جس کی وجہ سے مختلف مقامات سے لوگ آکر اس منبع علم وفن سے فیض حاصل کرتے۔ بلاد ہند میں جب آپ کی شہرت پہنچی تو ہزار ہا لوگ آپ کے دیدار کے مشتاق نظر آنے لگے اور جب آپ ارض ہند میں وارد ہوئے تو ہر طرف سے علم وعرفان الہی کی اس شمع پر پروانے ٹوٹ ٹوٹ کر گرنے لگے اور ابوالفتح سامانوی، خواجہ فتح علی خان، شیخ عبدالاحد سرہندی،

Marfat.com

شاہ ہاشم ہوتوی، شاہ یوسف بھکری، ملا محمد مدرس سندھی اور قاضی عبدالرحمان دیپال پوری قدس اسرار ہم نے آپ سے مقدور بھر فائدہ اٹھایا۔

حضرت شاہ کمال کیتھلی قدس سرہ کے مکتوبات آپ کی علمیت کی شان دار یادگار ہیں مکتوبات ہماری نظر سے گزرے ہیں حیرت کی بات ہے کہ ایک سالک مجذوب نے ترکہ کے طور پر ایسے مکتوبات یادگار چھوڑے ہیں جو علم و فن کا حسین مرقع ہیں انہیں پڑھنے سے پتہ چلتا ہے کہ آپ کتنے بڑے متبحر عالم اور جید فاضل تھے اور روحانیت کے بحر بے پایاں بھی۔ تنوع کے لحاظ سے آپ کے خطوط۔ خطبات اور پند و نصائح دنیائے علم کیلئے بہترین سرمایہ ہیں لیکن افسوس ہے کہ ان بیش قیمت جواہر پاروں کو صحیح تبصرے اور تنقید کے ساتھ یکجا نہیں کیا گیا۔ ہمیں جو کچھ میسر آیا ہے وہ بلا ترتیب و تحشیہ ہے اصل خطوط فارسی زبان میں ہیں اور نثر کے ایک مخصوص انداز میں لکھے گئے ہیں یہ مکتوبات مختلف اصحاب کے نام تحریر کئے گئے ہیں لیکن ان میں سے اکثر حضرت شاہ موسیٰ ابوالمکارمؒ اور حضرت شیخ عبدالاحد کابلی قدس اسرارہم کے نام ہیں۔ آپ زیادہ تر ایسے خطوط کا جواب ارسال فرماتے تھے جو اہم مسائل کے بارے میں ہوتے تھے۔ تمام مکتوبات قدیم انداز میں تحریر کئے گئے۔ ہیں اول القاب ہیں، پھر دعائیں اور پھر احوال وغیرہ۔ اس کے بعد آپ کو جو کچھ بیان کرنا ہوتا ہے، بلا کسی تمہید و تعارف کے شروع کر دیتے ہیں اور اس میں گنجلک اور تعقید نام کو نہیں آنے دیتے۔ مکتوبات کا

Marfat.com

ایک ایک لفظ ظاہر کرتا ہے کہ کاتب سامنے بیٹھا درس میں مشغول ہے۔ آپ کے مکتوبات کا ایک ایک لفظ بذات خود روشنی کی ایسی مشعل ہے جو اندھیری رات میں بھولے بھٹے مسافر کی راہ نمائی کرتی ہے۔ ایک ایک لفظ سے شہد محبت، اخلاق معرفت اور جذبہ وحدت ٹپکتا ہے۔ مکتوبات میں عربی اور فارسی زبان کے بیشتر اشعار پائے جاتے ہیں۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ عمدہ شعری ذوق کے مالک بھی تھے اور بہت سے قدیم و معاصر شعراء کے اشعار نوک زبان تھے۔ ہر شعر کو مناسب اور موزوں موقع پر استعمال کیا گیا ہے۔ اس طرح مکتوبات کو مزید قابل قدر بنا دیا ہے--------- عوام و خواص آپ سے مسائل کا حل دریافت کرنے کیلئے دور دراز سے آیا کرتے تھے۔ جب آپ معارف و اسرار کی وضاحت فرماتے تو سننے والوں کو محسوس ہوتا کہ ان مسائل کا حل مدت مدید میں بھی ناممکن تھا۔

آپ کی تعلیم سے متعلق تفصیلات نہ ہونے کے برابر ہیں البتہ آپ کے مکتوبات کے مطالعہ کے بعد ہم بآسانی اس نتیجہ پر پہنچ سکتے ہیں کہ آپ کو تمام علوم پر پورا پورا عبور حاصل تھا۔ عربی اور فارسی پر کامل دسترس اور قدرت حاصل تھی۔

حضرت شاہ کمال کیتھلی قدس سرہ ایک جلیل القدر اور باعظمت ولی ہو گزرے ہیں جس کا اقرار مشائخین نے کیا ہے۔ حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی قدس سرہ فرماتے ہیں۔

Marfat.com

''جب نظر کشفی سے غور کیا جاتا ہے تو مشائخ عالیہ قادریہ میں حضرت غوث اعظمؒ کے بعد حضرت شاہ کمال کیتھلیؒ کے مثل اور کوئی شخص نظر نہیں آتا۔''

مزید فرمایا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔''اس درویش کو نسبت فردیت کا سرمایہ، جس کے ساتھ آخری عروج مخصوص ہے، اپنے والد (مخدوم عبدالاحد قدس سرہ) سے حاصل ہوا تھا اور میرے والد کو یہ نسبت اپنے ایک عزیز بزرگ (حضرت شاہ کمال کیتھلیؒ قدس سرہ) جو جذبہ قوی کے مالک تھے اور کرامات و خوارق میں مشہور تھے سے حاصل ہوئی تھی''

حضرت شیخ طاہر بندگی لاہوری قدس سرہ فرماتے ہیں۔

''کبیر ملک العشاق حضرت شاہ کمال قادری کیتھلی اور رؤس الاولیاء حضرت شاہ سکندر کیتھلیؒ کا شمار ان فقید المثال اور صاحب تصرف بزرگوں میں ہوتا ہے جن کی نظیر اولیائے متقدمین میں بھی کم نظر آتی ہے''

آپ کے کیتھل تشریف لانے سے قبل حضرت خواجہ عبدالرشید شاہؒ ولایت المعروف صوفی بدھنی یہاں اپنا زور باطنی دکھا چکے تھے انہوں نے آپ کی آمد سے لوگوں کو ان الفاظ میں خبردار کیا تھا۔

''کچھ عرصے بعد اس سرزمین پر ایک شیر خدا آئے گا اور لوگوں کو دولت باطنی سے مالامال کر دے گا اس کی شان جلالت سے بچتے رہنا۔''

ایک روز حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ نے بہ تقریب احوال حضرت خواجہ محمد معشوق طوسی قدس سرہ فرمایا۔

Marfat.com

''حضرت شاہ کمال کیتھلی قدس سرہ بھی اسی عالم سے تھے۔''
متحدہ پنجاب کے ایک سابق کمشنر برائے سٹلمنٹ سکیم مسٹر اے ایم سٹو نے اپنی کتاب میں آپ کو شاندار خراج تحسین پیش کیا ہے اور آپ کی اولاد کو عزت و شرافت کی عظیم الشان یادگار مانا۔ ۳

حضرت شاہ کیتھلی قدس سرہ انسانیت کا عمدہ نمونہ تھے۔ اگر آپ ریاضت و عبادت اور کشف و مجاہدہ میں لاثانی تھے تو دیگر اوصاف جمیلہ و اخلاق جلیلہ سے بھی متصف تھے۔ اتباع سنت نبوی کو عین ایمان تصور فرماتے تھے۔ فقر و غنا کے پتلے تھے اور اپنے معتقدین و مریدین کو ہمیشہ خودی اور فقر برقرار رکھنے کی تلقین و ہدایت فرماتے۔ ۱ آپ کی ذات اقدس زہد و اتقا، صبر و قناعت، جود و سخا اور فقر و استغنا کا مجموعہ تھی۔ آپ کا احترام صرف علماء فقراء اور اہل دول تک ہی محدود نہ تھا۔ بلکہ شاہان وقت بھی آپ کا بے حد احترام کرتے تھے۔ اور آپ کے ارشاد کی تعمیل اپنے لئے موجب عزت و مسرت خیال کرتے تھے۔ لیکن آپ کی بے نیازی کا یہ عالم تھا کہ کبھی کسی امیر یا حاکم کے ہاں نہیں گئے۔ نیاز و فتوح بہت آتی تھی مگر آپ تقسیم فرما دیتے۔ گھر میں اگرچہ فاقہ ہی رہتا ۲ آپ ازل سے ایک دردمند دل لے کر آئے تھے۔ جب کبھی آپ کسی کو مصیبت میں گرفتار دیکھتے تو آپ کا دل پسیج جاتا اور آپ اس شخص کی مصیبت رفع کرنے کی کوشش فرماتے۔ کوئی سائل بھی آپ کے یہاں سے خالی نہیں گیا۔ مصیبت میں گرفتار برنا و پیر، زن و مرد، امیر و غریب اور شہنشاہ و گدا غرضیکہ ہر کوئی آپ سے مستفید ہوتا۔ ۱

یوں تو اکثر صاحب ولایت شان جلالت کے مظہر ہوئے ہیں لیکن چشتیہ سلسلے میں حضرت علاؤالدین علی احمد صابر قدس سرہ اور قادریہ سلسلہ میں حضرت شاہ کمال کیتھلی قدس سرہ کے جلال کا چرچا عام ہے یہ حضرت

Marfat.com

شاہ کمالؒ کے جلال ہی کا نتیجہ تھا کہ کیتھل سے دس دس بارہ بارہ کوس کے فاصلے پر کوئی صاحب ولایت آپ کی اجازت کے بغیر نہیں آجاسکتا تھا اور اگر کوئی ایسا کرنے کی جرات کرتا تو اس کی ساری صلاحتیں سلب کرلے جاتی تھیں۔ اس لئے آپ کا لقب سلاب الاحوال پڑ گیا۔ آپ کے جلال کی ایک جھلک 'اضطراب کے باب میں پیش کی جاچکی ہے۔ آپ کا ایک مرید تھا جسے اشتیاق تجلی بہت زیادہ تھا۔ اس شوق میں اس نے برسوں ریاضت و مجاہدہ کیا مگر وہ حال منکشف نہ ہوا اس کے دل میں خطرہ گزرا کہ اس وقت شیخ نجم الدین کبریٰؒ سے بڑا کوئی بزرگ نہیں کہ ان کی ایک نظر سے آدمی صاحب حال ہو جاتا ہے۔ اسی وقت آپ کو اس کے خطرے سے آگاہی ہوئی نظر عاشقانہ اس پر ڈالی کہ وہ تجلی ذات اس پر منکشف ہو گئی مگر وہ اسی وقت مر گیا کیونکہ اس میں اس تجلی کو برداشت کرنے کا حوصلہ نہ تھا اور آپ نے اسی وجہ سے توقف فرمایا تھا۔ اگرچہ جلال کی یہ کیفیت ایک زمانے میں بہت زوروں پر تھی لیکن عمر کے تقاضے کے ساتھ ساتھ کم ہوتا چلا گیا تھا اور عمر کے آخری حصے میں تو بہت ہی کم رہ گیا تھا۔

کسی نے حضرت غوث علی شاہؒ پانی پتی سے دریافت کیا۔ مخدوم علاؤالدین صابرؒ، بو علی شاہ قلندرؒ پانی پتی اور حضرت شاہ کمال کیتھلیؒ کس مقام پر فائز تھے؟ غوث علی شاہ نے فرمایا علاؤالدین صابر اور شاہ کمال کیتھلیؒ سیر جہان میں مصروف تھے۔ اور بو علی شاہ قلندرؒ سیر جان میں۔ یہ تینوں بزرگ ہر وقت دریائے حیرت میں مستغرق رہتے تھے۔ اسی لئے کئی کئی ماہ

Marfat.com

کھائے پیئے بغیر گذر جاتے تھے۔

ایک روز آپ کے مریدین میں سے کسی کو حوائج ضروریہ کی وجہ سے باہر جانا پڑا جب جائے طہارت پر پہنچا تو دیکھا کہ اس جگہ ایک دروازہ پیدا ہو گیا ہے اور اس میں ایک باغ نمودار ہو گیا ہے۔ وہ درویش اس باغ میں چلا گیا وہاں اس نے حوض دیکھا جو پانی سے لبالب بھرا ہوا تھا اس کے کنارے ایک جماعت بنیان مرصوص کی طرح نماز کیلئے صفیں باندھے کھڑی تھی اور آپ ان کی امامت کر رہے تھے وہ بہت حیران ہوا اور اس حیرانی میں جب اس نے اپنی آنکھیں کھولیں تو اپنے آپ کو اسی جگہ کھڑے پایا جہاں اس نے قصد خلا کیا تھا۔

آپ نے ۲۹ جمادی الآخر ۹۸۱ھ (۲۶ اکتوبر ۱۵۷۳ء بروز پیر) نے ۸۶ سال کی عمر میں وصال فرمایا۔ راقم الحروف نے بسائیہ ذوالجلال عظیم مادہ تاریخ نکالا ہے۔ آپ کو "بدھ کیار" نامی تالاب کے کنارے دفن کیا گیا آپ کی نماز جنازہ میں نقبا، نجبا، اوتاد، اغواث، ابدال، اقطاب اور اولیائے ہم عصر نے شرکت کی۔ اس کے علاوہ لاکھوں افراد نے بھی شمولیت کی۔

روایت ہے کہ آپ کا اکثر یہ معمول تھا کہ حجرہ بند کر کے عبادت کرتے اور کئی روز کئی کئی ہفتے اور بسا اوقات کئی کئی ماہ باہر نہ آیا کرتے تھے ایک مرتبہ آپ اسی حجرہ کا دروازہ بند کر کے اندر عبادت وریاضت میں مشغول ہوئے اور چار ماہ تک باہر تشریف نہ لائے۔ آپ کے صاحبزادے حضرت عمادالدینؒ نے اس توقف سے اکتا کر دروازہ کھول کر حجرے

Marfat.com

کے اندر داخل ہونے کا ارادہ فرمایا خادموں نے آپ کو ایسا کرنے سے منع کیا مگر وہ حجرے کے اندر داخل ہو گئے۔ آپ اپنے حال میں محو تھے۔ صاحبزادہ کو خیال ہوا کہ آپ وصال فرما گئے ہیں۔ غسل کی تیاری ہوئی جب پانی سر مبارک پر ڈالا گیا تو آپ نے آنکھیں کھول دیں۔ نظر میں اس قدر جلال اور تیزی تھی کہ سب خوف زدہ ہو کر بھاگ گئے۔ صرف شیخ سجن خادم وہاں ٹھہرا رہا۔ اس نے تمام سرگذشت آپ کو سنائی تو آپ نے فرمایا۔

''ہماری موت کی شہرت ہر طرف پھیل گئی ہے۔ اب دوبارہ زندہ ہونا مناسب نہیں کیونکہ یہ امر شریعت کے خلاف ہے کہ کوئی دوبارہ زندہ ہو۔''

یہ فرمایا اور آپ نے آنکھیں بند کرلیں اور اپنے رفیق اعلیٰ سے جاملے قصر عارفاں سے ایک اور روایت ہے کہ آپ کا ایک چھوٹا صاحبزادہ فوت ہو گیا۔ آپ نے بھی عالم ارواح کے تماشے کیلئے جسمانی تجرد حاصل کیا۔ اہل خانقاہ نے سمجھا کہ آپ وصال فرما گئے۔ چنانچہ تجہیز و تکفین کے بعد آپ کو دفن کرنے کیلئے لے چلے کہ اچانک آپ زندہ ہو گئے اور فرمانے لگے کہ حقیقت تو یہی ہے لیکن چونکہ تم نے ہماری قبر تیار کرلی ہے تو اب ہم اسے اپنا منتظر نہیں رکھ سکتے۔ ہم بھی سفر آخرت اختیار کرتے ہیں اور اسی وقت وصال فرما گئے اور پھر اسی لمحے جسم ظاہر کے ساتھ جنوبی ہند میں برہان پور میں اپنے ایک معتقد سوداگر سے ملاقی ہوئے اور فرمایا کہ

Marfat.com

''ہم نے دنیا سے رخت سفر باندھ لیا اس لئے اب ہماری قبر پر کیتھل میں عمارت بنا دو جو نذر نیاز پہلے بھیجتے تھے اب بھی ہماری خانقاہ پر بھیجا کرو۔''

آپ کے مزار عالیہ کی تعمیر شارع کرنال پر شہر سے باہر جانب مشرق تالاب ''بدھ کیار'' کے کنارے اپنی رفعت وشان کے لحاظ سے شاہان مغلیہ اور ان کے امرا کی عقیدت مندیوں کی دیرپا یادگار ہے۔ عرس مبارک کے علاوہ آپ کے مزار پرانوار پر ساون کے مہینہ میں ہر جمعرات کو چار میلے ہوتے تھے جن میں قوالی اور نعت، خوانی اور وعظ کی محفلیں الگ برپا ہوتی تھیں اور شہر کے ارباب نشاط کی مجلسیں الگ برپا ہوتی تھیں۔ عوام عقیدت مندی کا پورا پورا مظاہرہ کرتے تھے۔

آپ کے وصال کے بعد مریدین معتقدین ہر سال عرس پر حاضر ہوتے آپ کے خلفاء کے علاوہ دیگر اولیائے کرام بھی آپ کے مزار کی زیارت کیلئے تشریف لاتے رہے۔ برصغیر پاک وہند کی تقسیم کے بعد درگاہ شاہ کمال کے سجادہ نشین حضرت سید علی احمد قدس سرہ ہجرت کر کے پاکستان میں آگئے تو درگاہ کی تولیت کا خاطر خواہ انتظام نہ ہو سکا لیکن آپ کا یہ فیضان تھا کہ آپ نے مسلمانوں کی عدم موجودگی میں غیر مسلموں سے اپنی آرام گاہ کی دیکھ بھال کا کام لے لیا چنانچہ ۱۹۶۳ء میں غیر مسلموں نے آپ کے مزار کی تذہیب وتزئین از سر نو کی اب باقاعدگی سے عرس منعقد ہوتا ہے اور اس میں مسلم اور غیر مسلم سبھی شرکت کرتے ہیں اور ہزاروں افراد کی

Marfat.com

شرکت قوالوں کی محفل اور عقیدت مندوں کے وفور اشتیاق و جذبات سے گذشتہ دور کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔

آپ کی اولاد میں تین صاحبزادے حضرت شاہ عماد الدین ، حضرت شاہ موسیٰ ابو المکارم اور حضرت شاہ نور الدین قدس اسرار ہم اور تین صاحبزادیاں تھیں۔

آپ کا لباس عموماً سرخ رنگ کا ہوتا تھا یا فوجی طرز کا۔ ایک روز آپ سپاہیانہ لباس پہنتے ہوئے حضرت شیخ جلال الدین تھانیسری قدس سرہ کی خانقاہ میں آئے۔ اس وقت شیخ موصوف کی خدمت میں حضرت شیخ عبد الاحد کابلی قدس سرہ بھی تشریف رکھتے تھے۔ آپ حضرت شیخ جلال الدین تھانیسریؒ سے معانقہ کر کے بیٹھ گئے۔ شیخ موصوف نے آپ کو سپاہی سمجھ کر بادشاہ اور فوج کے بارے میں پوچھنا شروع کر دیا۔ اس پر آپ قدرے ناراض ہوئے اور فرمانے لگے کہ ''اے شیخ اگر کوئی مسکین انوار اللہ کا اقتباس کرنے کیلئے آپ کی خانقاہ میں آبیٹھے تو آپ کے شایان شان نہیں کہ اس سے بادشاہ اور فوج کے متعلق سوال کرو۔ اگر آپ کو اس کی خواہش ہی ہے تو راستے میں بیٹھ جاؤ اور آنے جانے والوں سے پوچھتے رہو'' شیخ موصوف نے معذرت کی۔ جب حضرت شیخ عبد الاحد کابلی قدس سرہ نے آپ میں بے تعلقی اور جذبہ کے آثار دیکھے تو ارادہ کر لیا کہ جب مجلس کے اختتام پر آپ باہر تشریف لے جائیں گے تو ملاقات کروں گا اور نام و مقام کے بارے میں معلومات حاصل کروں گا۔ چنانچہ ایسا ہی کیا۔ آپ نے فرمایا

Marfat.com

کہ میرا نام کمال ہے اور اکثر پائل میں رہتا ہوں اگر ہماری صحبت میں رہنے کا ارادہ ہے تو وہاں آجانا۔ چنانچہ حضرت عبدالاحد قدس سرہ پائل تشریف لے گئے اور حال و قال کی مجلسیں برپا ہوئیں اور دونوں بزرگوں کی الفت ومودت یہاں تک بڑھ گئی کہ حضرت شاہ کمال کیتھلی قدس سرہ اکثر مع عیال واطفال حضرت شیخ عبدالاحد کابلی قدس سرہ کے یہاں تشریف لاتے اور دیر تک قیام پذیر رہتے اور پھر اپنے وطن کی طرف مراجعت فرماتے۔ حضرت شاہ کمال کیتھلی قدس سرہ کی مجالست و مصاحبت سے حضرت عبدالاحد کابلی قدس سرہ کو بہت سے فوائد نصیب ہوئے۔ حضرت شیخ عبدالاحد کابلی سلسلہ قادریہ میں حضرت شاہ کمال کیتھلی قدس سرہ سے بیعت ہوئے اور پائل میں آپ کی خدمت میں رہ کر سلوک قادریہ کے مراحل طے کئے اور فوائد وبرکات بالخصوص نسبت فردیت حاصل کی چنانچہ اپنے وصال سے قبل وہ تبرکات جو حضرت عبدالاحد کابلیؒ کو حضرت شاہ کمال کیتھلیؒ سے حاصل ہوئے تھے آپ نے اپنے صاحبزادہ حضرت شیخ احمد سرہندیؒ مجدد الف ثانی قدس سرہ کو عطا فرمادیئے تھے۔ حضرت شاہ کمال کیتھلی قدس سرہ نے حضرت شیخ عبدالاحد کابلی کو حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کی ولادت کی بشارت دی تھی۔ حضرت مجدد الف ثانی کی پیدائش کے بعد بھی ان کے عظیم المرتبت بزرگ اور ماحیٔ بدعت وضلالت اور حامیٔ سنت ہونے کی خوش خبری سنائی تھی اور بچپن میں فیضان قادریہ سے بھی نوازا تھا۔

Marfat.com

حضرت شاہ کمال کیتھلیؒ قدس سرہ کے خلفاء کی تعداد سولہ بیان کی جاتی ہے۔ ان کے علاوہ گیارہ صاحب مجاز ہیں۔ خلفاء میں حضرت شاہ سکندر کیتھلیؒ حضرت شاہ موسیٰ ابو المکارم، حضرت شیخ عبدالاحد کابلی سرہندیؒ حضرت ملا محمد مدرس سندھیؒ، حضرت شیخ جلال الدین کھگھہ ملتانی، حضرت شاہ یوسف بھکری، حضرت قاضی عبدالرحمان دیپال پوری، حضرت محمد خان تاشقندی، حضرت شاہ ہاشم ہنوتوی، حضرت خواجہ امان اللہ حسینی، حضرت شیخ مودود قادری، حضرت خواجہ ابوالفتح سامانوی (مورث اعلیٰ لیاقت علی خان مرحوم سابق وزیراعظم پاکستان) حضرت خواجہ عین الدین کلانوری حضرت شیخ نور جمال، حضرت شیخ سجن رحمہم اللہ تعالیٰ کے علاوہ حضرت باوا سیتل پوری بھی آپ کے خلفاء میں شمار ہوتے ہیں۔

باوجودیکہ حضرت شاہ کمال کیتھلی قدس سرہ سے بہت سی کرامات وخرق عادات صادر ہوتی رہتی تھیں مگر آپ کو اظہار کرامت سے سخت نفرت تھی۔ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی آپ کے پاس کرامات کے مشاہدہ کی غرض سے آتا تو آپ سخت کبیدہ خاطر ہوتے۔ ایک مرتبہ ایک ہم عصر ممتاز عالم مولانا صالونی اپنے شاگردوں کے ہمراہ اس غرض سے آپ کی خانقاہ کی طرف روانہ ہوا کہ حضرت سے کوئی کرامت مشاہدہ کرے۔ جب منزل مقصود کے قریب پہنچے تو آپ کو کشفی طور پر مولانا کے ارادے کا علم ہو گیا۔ نہایت خشونت و غضب کے ساتھ

Marfat.com

اینٹ پتھر وغیرہ جو کچھ مل سکا لے کر اس کے پیچھے پڑ گئے مولانا نے ناچار اپنے شاگردوں کے ہمراہ راہ فرار اختیار کی آپ نے ان کے پیچھے سے حملہ کرتے ہوئے فرمایا۔

''اے مکار صالونی۔ تو اس لئے آیا ہے کہ کمال سے کرامت دیکھے۔''

ایک روز آپ کسی ویرانے سے گزر رہے تھے کہ آپ نے استنجا کیا تو ''اُح، اُح، کی'' آواز آئی۔ خادم کے دریافت کرنے پر آپ نے فرمایا کہ یہاں بہت دنوں سے ایک مقتول دفن ہے۔ میرے استنجا کرنے سے اس کو کراہت ہوئی ہے۔ آج میں نے اس کے سر سے انانیت کی گرہ نکال دی ہے اور اب وہ مطمئن ہے۔

کرنال سے کچھ فاصلے پر ایک درویش تھے۔ ان کے پاس سے جو صاحب نعمت گزرتا وہ درویش ان کے احوال و نعمات سلب کر کے تہی دامن کر دیتا ایک دفعہ آپ کا گذر اس درویش کے پاس سے ہوا۔ اس نے حسب عادت کہا کہ اس مال کا محصول ادا کرنا چاہیے آپ نے فرمایا کہ میں حاضر ہوں تھوڑے توقف کے بعد وہ درویش مراقب ہوا تو حقیقت حال واضح ہوئی۔ وہ شرمندہ ہوا اور معذرت چاہی۔

ایک مرتبہ آپ حلقہ مریداں میں تشریف فرما تھے اس وقت آپ کے زانوؤں تلے ایک تکیہ تھا ایک شخص نے پوچھا یا سیدی۔ ایک مرتبہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ نے عالت نماز رسالت مآب کی کمر مبارک

Marfat.com

سے لپٹے ہوئے تکیے کو جھٹکا دیا تو وہ کمر مبارک سے صاف گزر گیا آپؒ نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے رسالتِ مآب کے ادنیٰ غلاموں کو بھی یہ صفت عطا فرمائی ہے اور آپ نے وہ تکیہ اسی طرح زانوؤں میں سے نکال کر دکھا دیا۔

ایک روز آپ کا گذر کسی سمندر کے ساحل پر ہوا اس جگہ عروج روحی کے طریق پر آپ نے اپنے قالب عنصری کو خالی کر لیا اور دوسرے عالم کی سیر کو چلے گئے۔ ایک سوداگر جہاز پر سوار وہاں سے گزر رہا تھا کہ بے جان جسم کو ساحل پر پڑے ہوئے دیکھ کر اس نے خیال کیا کہ اس جگہ کوئی فوت ہو گیا ہے۔ اس کی تجہیز و تکفین کرنا چاہیے اس نے جسم کو اٹھا لیا اور کفن میں لپیٹ کر صندوق میں رکھ لیا تا کہ کسی شہر میں۔ پہنچ کر دفن کر دے اس واقعہ کے تھوڑی دیر بعد آپ کی روح جسم میں واپس آگئی اور آواز دی کہ ہمیں اس تاریکی میں کیوں قید کر رکھا ہے۔ تاجر نے تابوت کھول دیا۔ جب واقعہ کا علم ہوا تو معافی مانگی اور بیعت ہو گیا۔۔۔۔۔۔۔ اس کے بعد آپ ایک شہر میں پہنچے جہاں ایک خوبصورت عورت کے سوا انسان کا نام و نشان نہ تھا یہ عورت قلعہ کی دیوار پر بیٹھی ہوئی تھی اس نے آپ کو دیکھ کر سلام کیا اور کہنے لگی کہ اے درویش اس جگہ کیوں آئے ہو ایک دیو غدار اس شہر پر مسلط ہے جس نے بادشاہ سے فقیر تک کسی شخص کو زندہ نہیں چھوڑا مجھے بھی بادشاہ زادی ہونے کی وجہ سے کچھ نہیں کہا البتہ قید و بند کی مصیبتوں میں ڈال رکھا ہے آپ نے اسے تسلی دی اور فرمایا کہ مجھے کوئی خوف نہیں

Marfat.com

ہے اللہ تعالیٰ کی قدرت دیکھو کہ اس وقت وہ ظالم دیو شکار سے لوٹ آیا اور آپ کو تکلیف دینے کے خیال سے آگے بڑھا لیکن آپ نے انگشت شہادت کے اشارے سے اس کا کام تمام کر دیا۔ یہ دیکھ کر لڑکی نے سر آپ کے قدموں میں رکھ دیا آپ نے اسکو **بیٹی** بنالیا اور اس علاقے کا کچھ مال و متاع اور لڑکی کو لے کر اس شہر میں پہنچے جہاں تاجر مذکور رہتا تھا۔ لڑکی کا نکاح اس تاجر سے کر دیا اور جو کچھ اس ویران شہر سے لائے تھے وہ ان دونوں کے حوالے کر کے خود کسی اور طرف نکل گئے۔

ایک روایت ہے کہ حضرت شاہ قمیص رحمۃ اللہ علیہ سیر کرتے ہوئے آپ کی خدمت میں کیتھل پہنچ گئے کچھ عرصہ آپ کی خانقاہ میں رہے بعد ازاں آپ کے مشورہ پر قصبہ ساڈھورہ میں قیام پذیر ہوئے۔

ایک بار شیر شاہ سوری بادشاہ ہند کو آپ نے تحریر فرمایا یہ ملک دوسروں کے بعد اب اللہ تعالیٰ نے تمہارے سپرد کیا ہے۔ الخلق عیال اللہ۔ مخلوق اللہ کا کنبہ ہے۔ **خدا کی مخلوق** کی آسائش کا خیال رکھنا اور عایا کیساتھ احسان سے پیش آنا۔ تمہارے ملازم خواہ چھوٹے ہوں خواہ بڑے ہوں جو ظلم زیادتی کریں گے ان کا وبال تم پر ہوگا اور اس کا حساب تم سے ہی لیا جائے گا۔ تمہارے لئے میری نصیحت یہی ہے کہ خلق خدا کے ساتھ ہمیشہ عدل وانصاف سے کام لینا۔ عدل وانصاف اور دادرسی اللہ کے نزدیک نہایت پسندید فعل ہے اور ملک میں شریعت محمدیہ کی ترویج کو ترقی دینا۔ حکومت کے عہدوں پر نیک اور دیندار لوگوں کو متعین کرنا''

Marfat.com

ہمایوں کے اخلاق حمیدہ سے متصف ہونے پر آپ نے تردی بیگ کے ذریعہ اس کو دعا دی اور لکھا" کہ بادشاہ کا فرض ہے کہ وہ اپنی مملکت اور حدود حکومت میں اسلام کو ترقی دے۔ تاکہ ملک میں عدل و انصاف کا نظام قائم ہو"۔

اکبر جب مرزا حکیم کی بغاوت فرد کرنے کی غرض سے اس کے تعاقب میں نکلا تو دوران سفر کیتھل کے مقام پر کچھ دیر کے لئے حضرت اقدس کی زیارت کی غرض سے رکا اور آپ کی قدم بوسی سے مشرف ہوا آپ نے رخصت کے وقت نصیحت فرمائی کہ وہ تامل کرے اور اپنے ارادے کی باگ کو نفس امارہ کے قبضہ و تصرف میں نہ دے۔

خاص عمل برائے مشکلات و حاجات۔

کبیر الاولیاء شیخ الافاق حضرت شاہ کمال کیتھلیؒ نے فرمایا کہ اس فقیر کو رسول خدا ﷺ نے خواب میں بشارت فرمائی کہ دنیاوی امور میں جب بھی کوئی مشکل یا حاجت پیش آئے، درج ذیل طریقے پر دو نفل نماز پڑھ کر دُعا کرے انشاء اللہ ہر مشکل آسان ہو جائے گی اور ہر حاجت پوری ہو گی۔

طریقہ دوگانہ یہ ہے:

نیت دو رکعت نماز نفل برائے حاجات و مشکلات واسطے اللہ سبحانہ تعالیٰ منہ طرف کعبہ شریف اللہ اکبر۔

پہلی رکعت میں سورۃ فاتحہ سات بار، آیت الکرسی سات بار، اذا جاء نصر اللہ

Marfat.com

سات بار ''یاحی یاقیوم'' دس بار یا فتاح دس بار، ''یا غیاث المستغیثین'' دس بار یا دلیل المتحرین یا معنی السائلین'' دس بار ''یارحمٰن الدنیا ورحیم الآخرۃ'' دس بار

دوسری رکعت میں وہی عمل دہرائے اور التحیات وغیرہ پڑھ کر سلام پھیر دے اور سجدے میں سر رکھ کر یہ پڑھے۔

''یا قاضی الحاجات یا قافی المہات اقض حاجتی حاجات جمیع المومنین والمومنات والمسلمین'' دس بار یا اللہ یا اللہ پڑھ کر اس کے دل میں جو بھی حاجات ومشکلات ہو دعا کرے کہ یاالٰہی اسے سرانجام فرمادے پھر سجدے سے سر اٹھا کر حضور سید عالم ﷺ پر پانچ سو بار یا تین سو بار درود شریف پڑھ کر یہ دعا کرے کہ یاالٰہی بحرمت ملک العشاق حضرت شاہ کمال قادریؒ وبہ طفیل نبی اکرم محمد ﷺ تمام حاجات کو پورا فرمادے اور تمام مشکلات کو آسان فرمادے انشاء اللہ اس طریقہ سے اس کی دعا بہت جلد مستجاب ہوگی۔

Marfat.com

متاہل زندگی

حضرت شاہ سکندر کیتھلی قدس سرہ نے باقاعدہ متاہل زندگی گزاری جس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ نے تصوف کو رہبانیت کی علامت کے بجائے دنیا میں رہتے ہوئے اللہ تعالیٰ تک رسائی کا ایک موثر ذریعہ قرار دیا آپ نے تین شادیاں کیں۔

پہلی مرتبہ اپنے چچا حضرت شاہ موسیٰ ابوالمکارم کی صاحبزادی زینب خاتون سے شادی کی۔ یہ بی بی تھوڑے عرصے بعد اللہ کو پیاری ہو گئیں تو دوسری دفعہ بھی آپ نے عم مذکور کی دوسری صاحبزادی دوست خاتون سے شادی کی۔ یہ شادیاں اس لحاظ سے اہم تھیں کہ آپ نے اپنے ہی خاندان میں اپنے چچا کے یہاں شادی کی اس طرح ایک طرف تو وہ رشتہ از سر نو مضبوط ہو گیا جو حضرت شاہ موسیٰ ابوالمکارم کے کیتھل شریف سے قبولہ شریف چلے آنے کی وجہ سے ٹوٹتا ہوا نظر آتا تھا اور دوسرے شریعت وطریقت علم وعرفان اور زہد واتقا کا ایک حسین امتزاج ان دونوں بزرگوں کی صورت میں اکٹھا ہو گیا۔ موخر الذکر بی بی سے صرف دو صاحبزادے سید گدار حمان عباس اور سید محب اللہ الیاس زہدی رحمہم اللہ تعالیٰ پیدا ہوئے حضرت شاہ سکندہ کیتھلی قدس سرہ نے تیسری شادی سید علی احمد بن سید علی اصغر بہلوال کی بیٹی عالم خاتون سے کی۔ ان بی بی سے صرف ایک صاحبزادی بی بی صغریٰ پیدا ہوئیں۔

Marfat.com

وصال

حضرت شاہ سکندر کیتھلی قدس سرہ کو مکاشفے میں وصال کا وقت بتادیا گیا تھا چنانچہ ۱۳ جمادی الاول ۱۰۲۳ھ (۲۲ جون ۱۶۱۴) کو غسل تازہ فرمایااور نماز پڑھی۔ ادائے صلواۃ کے بعد بہت دیر تک سر بسجود رہے۔ اہل خانہ او رجملہ اہل عقیدت وارادت کیلئے دعائے خیر مانگی۔ دونوں صاجزادوں حضرت گدار حمان عباس اور حضرت محبّ اللہ الیاس زہدی رحمہم اللہ کو طلب فرمایا انہیں نصیحتیں اور تلقین فرمائی پھروہ تبرکات عالیہ جو خواجگان قادریہ سے سلسلہ بہ سلسلہ چلے آرہے تھے اور حضرت شاہ کمال کیتھلی قدس سرہ نے آپ کو مرحمت فرمائے تھے دونوں صاجزادوں کو عنایت فرمائے۔ اس کے دوسرے روز طلوع آفتاب کے بعد یہ سر چشمہ فیوض وبرکات اس عالم سفلی کو چھوڑ کر عالم علوی کی طرف رحلت فرماگیا (انا اللہ وانا الہ راجعون)۔

آپ کے سال وصال کے بارے میں اختلاف ہے۔ بعض روایات کے مطابق آپ کا وصال ۱۰۲۵ہجری میں ہوا اور بعض تذکرہ نویسوں نے آپ کا سال وصال ۱۰۲۳ہجری بیان کیا ہے۔ مؤلف مسالک السالکین نے ۱۰۳۳ھ بھی لکھا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ آپ کا سال وصال ۱۰۲۳ہجری ہے۔ مولانا

Marfat.com

عبدالستار سہسرامی نے درج ذیل قطعہ کے آخری مصرع سے مادہ تاریخ نکالا ہے۔

حضرت شاہ سکندر قطب دینؒ　　چوز دنیا شد سوئے خلد بریں

گفت سال وصل ہاتف پاک باز　　شد سکندر سوئے یار دل نواز

آپ کے نام قریباً تمام شاہانہ مغلیہ کے فرامین اب تک اس خاندان میں محفوظ ہیں ان سے صاف عیاں ہے کہ اس خاندان عالیہ کی عظمت شاہان وقت کے دل میں کتنی تھی آپ کے اور اعلی حضرت کے مزار عالیہ کی تعمیرات شہر سے باہر جانب مشرق بدھ کیار تالاب کے کنارے شارع کرنال پر اپنی عظمت وشان کے لحاظ سے بادشاہوں کی عقیدت مندی کی دیرپا یادگاریں ہیں۔

Marfat.com

﴿عرس اور مزار اقدس﴾

حضرت شاہ سکندر کیتھلی قدس سرہ کے مزار شریف کا احاطہ مزار حضرت شاہ کمال کیتھلی قدس سرہ سے علیحدہ ہے مزار شریف کے چاروں طرف روشیں ہیں جن سے گذر کر مزار تک پہنچتے ہیں روشوں کے دورویہ نہالان برگ وبار کا ایک عالم نمایاں ہے جو انان چمن ہر نو وارد کو اس کی آمد پر خندہ پیشانی و شگفتہ روئی سے مبارک باد پیش کرتے ہیں۔ اس مزار کے متصل ایسے بزرگانِ دین اور آپ کے خلفاء میں سے بعض کے مزارات ہیں جنہوں نے اپنی خواہش سے یہاں دفن ہونا پسند فرمایا۔

آپ کی شخصیت میں شان جمالی بدرجہ اتم پائی جاتی تھی اور حضرت شاہ کمال کیتھلی قدس سرہ کی ذات گرامی میں شان جلالی ۔ یہی فرق مزارات مقدس میں بھی نمایاں ہے حضرت شاہ کمال کیتھلی قدس سرہ کے مزار شریف میں جلال اور ہیبت کا عکس ہے جب کہ آپ کا مزار مقدس آپ کی شان جمالی کی پوری عکاسی کرتا ہے اور جب کوئی زائر زیارت کی غرض سے وہاں جاتا ہے تو اس کا دل اس کے ہاتھوں میں نہیں رہتا وہ وارفتہ و خود رفتہ ہو کر یہیں رہنے کی تمنا کرتا ہے اور یہاں دولت ایمان سے متمتع ہوتا ہے۔

آپ کے وصال کے بعد آپ کے خلفاء باقاعدگی سے آپ کے

Marfat.com

مزار پر حاضری دیتے رہے۔ علاوہ ازیں دیگر اولیائے کبار بھی آپ کے مزار پر حاضری دینا باعث فخر و مباہات سمجھتے۔

آپ کے وصال کی نسبت سے ۱۰ جمادی الاول کو آپ کا عرس شریف انتہائی شان و شوکت سے منایا جاتا تھا جو تین روز تک رہتا تھا اس کے علاوہ موسم برسات میں جب حضرت شاہ کمال کیتھلی قدس سرہ کی یاد میں ہر جمعرات کو ایک میلہ لگتا تھا تو زائرین فاتحہ خوانی کیلئے آپ کے مزار شریف پر حاضر ہوتے تھے اور وہاں دولت ایمان سے اپنے دامن مراد کو بھرتے تھے شاہان وقت کی طرف سے آپ کے مزار مقدس اور آپ کے خاندان کیلئے جاگیریں وقف ہوتی رہی ہیں۔

آپ کا مزار عالیہ آج بھی فیوض و برکات اور انوار تجلیات کا گہوارہ ہے جس کی زیارت کیلئے بلا امتیاز مذہب و ملت ہر فرقے کے لوگ آکر روحانی فیض حاصل کرتے اور عقیدت کے پھول چڑھاتے ہیں آپ کا سالانہ عرس اب بھی نہایت اہتمام اور شان و شوکت سے منایا جاتا ہے۔

حضرت شاہ کمال کیتھلی قدس سرہ اور حضرت شاہ سکندر قادری کے عرس مبارک کی روداد دہلی سے حکیم خورشید عالم کے اس خط سے جو جناب سید مقبول محی الدین قادری ڈیرہ غازی خان کے نام آیا تھا درج ذیل ہے۔

صاحب المجد والفضیلۃ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

اواخر فروری میں حسن اتفاق سے ایک خوشنویس کے ہاں آرائیل

Marfat.com

گپتا صاحب سے ملاقات ہو گئی جو عرس کے دعوت نامہ کی کتابت وغیرہ کیلئے آئے ہوئے تھے۔ بزرگان کرام سے ان کی عقیدت کو دیکھ کر دل میں کیتھل شریف میں حاضر ہونے اور عرس میں شرکت کرنے کا اشتیاق پیدا ہوا۔ اور گپتا صاحب سے عرض کیا کہ اس مبارک تقریب میں شرکت کی سعادت حاصل کروں گا۔ چنانچہ ۲۸ مارچ کو بذریعہ بس روانہ ہو کر درگاہ شریف پہنچا۔ وہاں سے تھوڑے فاصلہ پر ایک ہوٹل میں کچھ دیر آرام کیا او پھر درگاہ شریف میں حاضر ہوا۔ اس وقت وہاں صرف چار مسلمان تھے جن میں دو زرد پوش فقیر، ایک چپڑاسی اور ایک مسلم وقف بورڈ پنجاب کا محصل کرایہ تھا۔ میں پانچواں مسلمان تھا، اس کے علاوہ کچھ غیر مسلم بستی کیتھل شریف سے آئے ہوئے تھے۔ بڑی درگاہ کے چبوترے پر جنوب مشرق کی طرف جو کمرہ ہے اس میں میونسپل کمیٹی کے سپروائزر بمعہ بیوی بچوں کے رہائش پذیر تھے۔ اس لئے مزارات کے مراجہ میں جو شامیانے آویزں تھے ان کے نیچے میں نے اپنی نشست بنائی اور یہ اعلان کرادیا کہ عرس مبارک کی تقریب کے دوران تین روز تک جو مریض چاہے بلا معاوضہ مجھ سے معائنہ کراسکتا ہے۔ اس اعلان کے سنتے ہی بہت سے ایسے بیمار جو ویدوں اور ڈاکٹروں کے علاج سے مایوس ہو چکے تھے نہ جانے کہاں سے نکل آئے اور تھوڑی ہی دیر میں مریضوں کا تانتا بندھ گیا اور مجھے دوپہر کے کھانے کا بھی وقت نہ مل سکا۔ بعد نماز عصر مزارات کو غسل دیا گیا اور چادر چڑھا کر گل پوشی کی گئی۔ ۲۹ مارچ کو آل انڈیا ریڈیو دہلی کی

Marfat.com

اردو سروس کا عملہ ریکارڈنگ کیلئے آیا جس نے میری اور گپتا صاحب کی تقریر ریکارڈ کی اس کے علاوہ ایک نعت بھی انہوں نے ٹیپ کی۔ شامیانے کے نیچے ایک تخت مقررین اور نعت خوانوں کے لئے بچھا ہوا تھا۔ سامعین کیلئے فرش کا انتظام تھا۔ مشرقی جانب کچھ کرسیاں بھی ڈال دی گئی تھیں۔ سہارنپور کے قوالوں کی ایک پارٹی رات گئے تک سامعین کو اپنی قوالی سے محظوظ کرتی رہی۔

جمعرات اور جمعہ کو صبح سے نذرونیاز کیلئے آنے والوں کا سلسلہ شروع ہو گیا جو رات گئے تک جاری رہا۔ ۳۰ کی صبح کو پھر ریڈیو یونٹ آگیا جس نے مختلف آئٹم ریکارڈ کئے۔ میں نے اس موقع پر ایک نظم پڑھی تھی اس کی بھی ریکارڈنگ ہوئی۔ ختم پر معمول کے مطابق حاضرین میں حلوہ تقسیم کیا گیا۔ اس سہ روزہ حاضری کے دوران برابر فیوض وبرکات کی بارش ہوتی رہی۔ عجب کیف وسرور تھا. جس کا اظہار لفظوں میں نہیں ہو سکتا میں جب دہلی سے کیتھل شریف کیلئے روانہ ہوا تھا تو یہ خیال تھا کہ اس موقع پر آپ بھی پاکستان سے یہاں آئے ہوئے ہوں گے اور اس طرح آپ سے بھی شرف نیاز حاصل ہو جائے گا لیکن وہاں آپ کو نہ پاکر دل کا ارمان دل میں رہ گیا۔

جیسا کہ آپ کو معلوم ہو گا کہ مزارات کی حدود میں باہر کی طرف دو انچ تصرف وتمکن کی بھی گنجائش نہیں۔ یہ ساری جگہ پنجاب وقف بورڈ نے کیتھل میونسپل کمیٹی کو طویل عرصہ کیلئے اجارہ پر دی ہوئی ہے جو صبح کو ۵

Marfat.com

بجے سے ۴ بجے شام تک اور شام کو ۵ بجے سے ۴ بجے تک عوام کی سیر و تفریح کیلئے کھلتی ہے اور اس کے بعد بند کر دی جاتی ہے۔ عرس کی تقریبات کیلئے بھی کمیٹی سے اجازت لینی پڑتی ہے۔

جس چبوترے پر سپر وائزر صاحب کا معہ اہل عیال قبضہ ہے وہ مزار مبارک کے احترام کے منافی ہے۔ انہیں یہاں سے بیدخل کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔ گپتا صاحب کے کہنے کے مطابق امید ہے کہ اگست تک یہ جگہ خالی ہو جائے گی۔ ضرورت ہے کہ بڑے حضرت صاحب کی سیڑھیوں کے دائیں بائیں مشرق و مغرب کے گوشوں میں زمین دوز کمروں کا راستہ ہو تاکہ آپ کی جانب سے مقرر کردہ کسی خادم کا یہاں آنا جانا مشکل نہ ہو۔ یہ معاملہ پنجاب مسلم وقف بورڈ ہریانہ گورنمنٹ کے توسط سے طے کرایا جاسکتا ہے۔ وقف بورڈ کو کیتھل اوقاف سے کئی لاکھ روپیہ سالانہ وصول ہوتا ہے۔ صرف مزار شریف کے پارک کے کیتھل میونسپل کمیٹی چار ہزار روپے ادا کرتی ہے۔ جس سے وقف بورڈ عرس کے موقع پر دو ہزار روپے خادم درگاہ کو دیتا ہے جس سے ضروری مرمت وغیرہ ہو جاتی ہے۔ باقی اخراجات اس نذر و نیاز سے پورے کئے جاتے ہیں جو بصورت نقد و جنس وصول ہوتے ہیں۔

بڑے حضرت صاحب کے خلیفہ حضرت شیخ طبیب کے شکستہ مزار کو بھی ہریانہ گورنمنٹ کو توجہ دلا کر درست کرایا گیا ہے۔ امید ہے کہ یہ سب باتیں آپ تک پہنچی ہوں گی۔ میری تجویز یہ ہے کہ یہاں ایک کمرہ

Marfat.com

سجادہ صاحب کیلئے اور ایک ان کے نمائندے کیلئے بنا چاہیے اور اوپر کی عمارت کو گرا کر خادم اور اسٹور کیلئے شرقی و غربی گوشوں میں چبوترے کے نیچے بھی کمرے بنوائے جاسکتے ہیں۔ اس سلسلہ میں آپ کی اجازت ضروری ہے تاکہ پنجاب وقف بورڈ کیتھل میونسپل کمیٹی اور ضلعی حکام کی اس طرف توجہ دلائی جاسکے میری یہ معروضات کسی طبع نفسانی کے تحت نہیں اس وقت میری عمر ۷۰ سال ہو چکی ہے اور سوائے ایک بیوی کے اور کوئی اولاد بھی نہیں۔ محض اس عقیدت کے جذبہ سے جو اس آستانہ عالیہ سے مجھے ہو گئی ہے یہ سطور آپ کی خدمت میں لکھی ہیں۔

دعوات صالحہ اور کارلائقہ سے سرفراز فرمائیں والسلام

حکیم خورشید عالم ہاشمی ۱۱۰۲ بڑا بازار۔ کشمیری گیٹ۔ دہلی۔"

Marfat.com

﴿حلیہ اور لباس﴾

حضرت شاہ سکندر کیتھلی قدس سرہ کا حلیہ بہت تک اپنے جد امجد حضرت شاہ کمال کیتھلی قدس سرہ سے ملتا جلتا تھا حضرت شاہ گدار رحمان عباس رحمۃ اللہ علیہ آپ کا حلیہ مبارک اس طرح بیان فرماتے ہیں۔

"حضرت راست قامت میانہ قد تھے .جسم اطہر بھرا ہوا تھا۔ پیشانی فراخ ، کشادہ ابرو ، بینی دراز و بلند ، بڑی سیاہ آنکھیں ، چہرہ مبارک پر نور داڑھی مطابق سنت نبوی جس کے موئے مبارک نہایت ملائم ، باریک اور چمک دار تھے کشادہ شانہ ، کشادہ سینہ ، ناخن نہایت صاف و آبدار۔"

آپ کا لباس نہایت سادہ لیکن پر شکوہ ہوتا تھا۔ جو لباس پہنتے نہایت موزوں ہوتا۔ عموماً آپ کا عمامہ سبز یا آسمانی رنگ کا ہوتا تھا۔ تہبند اور کھلی قمیص پہنتے تھے اور لباس ہر وقت پاک و صاف رہتا تھا اور اس سے خوش بو آتی تھی۔

Marfat.com

علم وفضل اور اصلاحی کارنامے

اگرچہ حضرت شاہ سکندر کیتھلی قدس سرہ کو عمر کے ایسے حصے میں ہی منصب ولایت سنبھالنا پڑا تھا جس میں شعور کی منازل پوری طرح عبور نہیں کی جاتیں لیکن اگر منصب ولایت لینے والے کی طرف نگاہ اٹھتی ہے تو یہ بھی دیکھنا چاہے کہ دینے والا کون ہے ؟

حضرت شاہ سکندر کیتھلی قدس سرہ کی تعلیم وتربیت اور پرورش منبع شریعت اور کاشف اسرار حق حضرت شاہ کمال کیتھلی قدس سرہ کی آغوش مبارک میں ہوئی تھی۔ چنانچہ ناممکن تھا کہ شخصیت کی جامعیت کے لئے جن عناصر کا ہونا ضروری ہے اور خصوصاً ولی کامل کی شخصیت کیلئے۔ ان میں سے کسی بھی ایک عنصر کی کمی رہ جاتی۔ حضرت شاہ کمال کیتھلی قدس سرہ جس مشن کو لے کر ہندوستان تشریف لائے تھے۔ اسے آگے بڑھانا بھی مقصود تھا۔ چنانچہ آپ نے حضرت شاہ سکندر کیتھلی کی شخصیت کو اجالنے میں کوئی کسر اٹھانہ رکھی۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت شاہ سکندر کیتھلی قدس سرہ کی شخصیت معاصر اولیاء اللہ میں سربر آوردہ نظر آتی ہے۔

آپ احکام شرعی کے فطری طور پر مقلد تھے۔ آپ کا عہد طفولیت عصمت و تقویٰ کا بے مثل نمونہ تھے۔ آپ کم سنی میں ہی خرقہ ء خلافت

Marfat.com

حاصل کرنے کے بعد ایک طویل عرصے تک ریاضتیں اور مجاہدے کرتے رہے آپ کا معمول تھا کہ اکثر مجاہدہ و مراقبہ میں مصروف رہتے آپ کے مجاہدے بہت سخت ہوا کرتے تھے۔ تربیت قلوب اور اصلاح خلق کا کام اس خوبی سے انجام دیا کہ سینکڑوں گم کردہ راہ راست پر آئے۔ غفلت سے بیدار ہوئے۔ ظالموں اور سرکشوں کے اندر نرم دلی آگئی۔ حرص و ہوا کے اسیر عابد و زاہد ہو گئے جو آپ کے قریب آتا وہ آپ کے قالب میں ڈھل جاتا۔ سیکڑوں طالبان حق آپ کی توجہ سے صاحب ارشاد ہوئے۔ آپ کی حیات میں ایک ہی جذبہ کار فرما نظر آتا ہے، انسان کے رشتے کو اللہ تعالی سے جوڑ کر قلوب میں رسول اکرم ﷺ کی محبت کا چراغ روشن کیا جائے۔اور بگڑی ہوئی زندگی کو اسلامی کردار سے روشناس کیا جائے آپ کی روحانی عظمت اور اصلاحی کارناموں کے پیش نظر زبدۃ المقامات کے مؤلف نے آپ کو بزرگ کثیر الجذبہ کہا ہے اور لکھا ہے کہ ''حضرت شاہ کمال کیتھلی قدس سرہ کے بعد آپ کے پوتے (حضرت) شاہ سکندر کیتھلی قدس سرہ جو کہ احوال و مواجید اور خوارق عادات میں آپ ہی کے وارث تھے عرصہ دراز تک جذبات و حالات عظیمہ کے ساتھ اپنے آباء کے سلسلہ کی اشاعت فرماتے رہے۔''

حضرت شاہ کمال کیتھلی قدس سرہ کی روحانی سلطنت کو بحیثیت جانشین آپ نے حسن کمال اور خوبئی انتظام سے سنبھالا اور کسی کو یہ

Marfat.com

محسوس نہ ہوسکا کہ حضرت شاہ کمال کیتھلی قدس سرہ اس دور میں موجو نہیں ۔آپ اپنے وقت کے سلطان الاوتاد، سر تاج الاغواث ،افسر ابدال اور سر آمد اولیاء اللہ ہوئے اور آپ کے لطف و کرم سے بے شمار لوگ شیخ اور ولی کے اعلیٰ مقام تک پہنچ کر تصوف کی دنیا میں موجب افتخار بنے۔آپ کا طریقہ صبر، شکر، تسلیم و رضا، عبادت و ریاضت اور یاد الٰہی تھا۔

آپ اولیاء کے سر دار، مقبول بارگاہ خداوندی اور محبوب الٰہی کے مراتب پر فائز تھے۔ محمود علی مائل نے لکھا ہے کہ حضرت شاہ سکندر کیتھلی قدس سرہ ان اولیاء اللہ میں سے ہیں جو آسمان معرفت پر مہر و ماہ بن کر چمکے جن کے ابرِ کرم سے ہندوستان کا گوشہ گوشہ فیض یاب ہوا اور اطراف واکناف آپ کی توجہ قلبی اور نگاہِ کمال سے جگمگا اٹھے۔آپ کے دربار عالی میں مشائخ دہر ہزار عقیدت وارادت سے سر نیاز خم کرتے تھے اور کسب فیض سے روحانی مراتب حاصل کرتے تھے۔جو سائل یا طالب خلوص نیت سے آپ کی بارگاہ میں آگیا وہ قلبی کیفیات کی دولت سے مالا مال ہو گیا۔ایک دریائے فیض تھا جو بہہ رہا تھا ایک ابر کرم تھا جو شب و روز اطمینان و سکون برسا رہا تھا اور ایک میخانہ اسرار تھا جو پیاسوں کو شب و روز پلا رہا تھا۔

آپ کے آئینہ سیرت میں اتقا، تقدس، توکل اور استغناء کے جوہر نمایاں نظر آتے ہیں۔دنیاوی جاہ و حشمت کو حقیر سمجھتے۔اتباع شریعت میں

Marfat.com

سر مو تجاوز نہ فرماتے سماع و مزامیر سے احتراز فرماتے۔ احیائے ملت اور ترویج دین کے سلسلے میں زندگی بھر کوشاں رہے۔ آپ کی وضع اور روش اپنے جد امجد حضرت غوث الاعظم سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی وضع اور روش سے ملتی تھی۔ دریا دلی اور فیاضی کا یہ حال تھا کہ نیاز و فتوح کی ساری آمدنی حاجت مندوں کی حاجت روائی پر صرف کر دیتے اس معاملے میں آپ اپنے جد امجد کے قول پر عمل کرتے تھے کہ اگر مجھے ساری دنیا بھی حاصل ہو جائے تو شام تک ایک پیسہ بھی اپنے پاس نہ رکھوں۔

آپ کا قول و فعل قرآن حکیم اور احادیث نبوی کے مطابق ہوتا تھا آپ جو کچھ زبان مبارک سے فرماتے وہی فعلاً بھی کرتے آپ ایک جید عالم اور موثر واعظ تھے۔ آپ ہوش سنبھالنے کے بعد سے وصال تک وعظ اور پند و نصائح میں مصروف ہے آپ کے علم و فضل کا شہرہ دور دور تک پھیلا ہوا تھا اور آپ کا وعظ سننے کیلئے بڑے بڑے علماء، فقہا، محدثین، متکلمین، مشائخ عظام اور اولیائے کرام حلقہ درس میں شرکت کرتے تھے۔ آپ کے معاصرین آپ کے پاس نہایت باریک اور پیچیدہ مسائل حل کرنے کیلئے آتے۔ آپ انہیں اس انداز سے سلجھاتے اور سمجھاتے کہ وہ علماء و فضلاء انگشت بدنداں رہ جاتے۔ جلدی ہی آپ کی شہرت حدود بلاد ہند کو پھلانگ کر بیرون ملک جا پہنچی اور بیرون ملک سے بھی لوگ آکر علم طریقت و

Marfat.com

شریعت اور کشف و مجاہدات سے بہرہ ور ہونے لگے۔ کیسا ہی جید عالم و فاضل حاضر خدمت ہوتا آپ کے رعب سے اس کی زبان گنگ ہو جاتی۔

آپ کے صاحبزادہ حضرت شاہ محب اللہ الیاس زہدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آپ غوث صمدانی حضرت عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی پیروی میں ہفتے میں تین مرتبہ وعظ فرمایا کرتے تھے اول بروز پیر، شب کے وقت۔ دوم بروز جمعہ، دن کے وقت اور سوم بروز بدھ، صبح کے وقت ایک متبحر عالم دین قاضی صدرالدین کا بیان ہے کہ آپ کا اندازِ بیان دل کش تھا۔ آواز بلند و صاف تھی۔ خشک سے خشک مضامین کو نہایت فصاحت و بلاغت سے ادا کرتے تھے۔ آپ کی زبان کسی کی غیبت سے آلودہ نہیں ہوتی تھی۔ اس لئے سامعین مجلس سے اٹھتے تو اپنے قلب کو پاکیزہ اور ذہن کو مصفیٰ پاتے۔

غرض ہندو پاکستان کے علاوہ ہفت اقلیم کے لوگ بغرض زیارت آکر آپ سے فیض یاب ہوتے اور شہر کیتھل آپ کے عہد مبارک میں ایک فلک جناب بارگاہ سے کم نہ تھا اور اس خاک کا ہر ذرہ ستاروں اور ماہ پاروں کو شرما رہا تھا۔ آپ کے عظیم الشان خلفاء کے ذریعے بھی مخلوق خدا کو بے حد فیض پہنچا اور ہر طرف توحید پرستی اور رسالت محمدیہ کے چرچے عام ہونے لگے۔ چنانچہ حضرت مجدد الف ثانی شیخ طاہر بندگی اور شیخ اسلام بہاری رحمہم اللہ تعالیٰ آپ ہی کی ارادت و خلافت سے مشرف ہوئے۔

Marfat.com

آپ کی علمیت، شخصیت اور روحانی سربلندی کا اعتراف آپ کے معاصرین و متاخرین بزرگان دین نے کیا ہے حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ نے آپ کو اس طرح خراج تحسین پیش کیا ہے۔

"آفتاب کی طرف بے تکلف دیکھ سکتا ہوں مگر حضرت شاہ سکندر کیتھلی رحمۃ اللہ علیہ نبیرہ حضرت شاہ کمال رحمۃ اللہ علیہ کیتھلی کے دل کی طرف غلبہ اشعاع انوار کی وجہ سے نہیں دیکھ سکتا کہ رسائی نہیں ہو سکتی۔"

گویا حضرت شاہ سکندر کیتھلی قدس سرہ کا قلب منور اس قدر انوار الٰہیہ کا مرکز تھا کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ ایسی عظیم المرتبت ہستی کی نظر مبارک بھی جو صدہا تجلیات سے گزر چکی تھی آپ کے قلب اطہر و منور کو دیکھنے سے عاجز و قاصر رہی۔

حضرت شیخ طاہر بندگی لاہوری فرماتے ہیں۔

"حضرت شاہ سکندر محبوب الٰہی ان مشاہیر اولیاء اللہ اور صاحب تصرف بزرگوں میں سے ہیں جن کی نظیر متقدمین میں بھی کم ملتی ہے۔"

حضرت شیخ عبد الاحد کابلی سرہندیؒ نے فرمایا کہ حضرت شاہ کمال کیتھلی قدس سرہ نے ایک روز فرمایا۔

"یہ لوگ (حضرت بابا فرید الدین) گنج شکر سلطان المشائخ (خواجہ نظام الدین اولیاء) اور دیگر حضرات کے بارے میں باتیں کرتے ہیں۔ لیکن ہمارے صاحبزادوں کے حالات کی انہیں خبر ہی نہیں حالانکہ یہ ان (مشائخ) سے کم مرتبہ نہیں۔"

Marfat.com

حضرت شاہ موسیٰ ابوالمکارم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

"حضرت شاہ سکندر قادری رحمۃ اللہ علیہ عارفوں کے امام اور دنیائے شریعت و طریقت کے نور آفتاب ہیں۔ عبادت و مجاہدہ میں آپ کا پایہ بہت بلند ہے۔"

اور حضرت شیخ نظام الدین بلخی تھانیسری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

"حضرت شاہ سکندر قادری اولیائے وقت میں جتنی فضیلت رکھتے ہیں وہ بہت کم دیکھی گئی ہے۔"

آپ کی شخصیت اس قدر بارعب تھی کہ جب آپ باہر تشریف لے جاتے تو اکثر بزرگان اپنے تئیں چھپا لیتے اور اس راستے سے نہ گزرتے جس پر آپ جا رہے ہوتے تھے۔ ایک روز آپ کا گذر ایک ویرانے سے ہوا وہاں ایک صاحب حال بزرگ گھوم رہے تھے آپ کو آتا دیکھ کر ایک طرف ہو گئے خادم نے یہ حال دیکھا تو پوچھنے کیلئے ان کے پاس پہنچا کہ اس کی وجہ کیا ہے فرمایا کہ۔

"عزیز من۔ اس کی وجہ یہ نہیں جو تم سمجھتے ہو بلکہ اس کی وجہ یہ ہے کہ تمہارے شیخ سورج ہیں اور جب سورج نکلتا ہے تو ستارے چھپ جاتے ہیں۔"

باوجودیکہ حضرت شاہ سکندر کیتھلی قدس سرہ کے مسلک اور شخصیت کے بارے میں اکثر و بیشتر اولیائے معاصرین و متاخرین نے عمدہ خیالات کا اظہار کیا ہے اور مختلف تذکرہ نویسوں نے بھی آپ کو اچھے الفاظ میں یاد کیا ہے۔ لیکن پھر بھی ایک تذکرہ نگار نے آپ کی طرف چند ایسی باتیں منسوب

Marfat.com

کردی ہیں۔ جن کی بالوضاحت تردید ضروری ہے۔ قصر عارفاں کے مؤلف نے آپ کا ذکر کرتے ہوئے ابتداء میں تو بہت ہی شان دار الفاظ استعمال کئے ہیں۔ لیکن چند ہی جملوں کے بعد اپنے جملوں کی تردید و تغلیظ کردی ہے اور اس طرح اپنی تحریر میں تضاد پیدا کر کے نہ صرف حضرت شاہ سکندر کیتھلی قدس سرہ کی ایک بھونڈی تصویر پیش کرنے کی مذموم کوشش کی ہے۔ بلکہ قاری کو بھی شکوک و شبہات کی اتھاہ گہرائیوں میں پھینک دیا ہے۔ "نقل کفر کفر نباشد" کے مصداق ہم ذیل میں قصر عارفاں کی اصل عبارت درج کرتے ہیں۔

"وی نبیرہ پسری سید شاہ کمال بود۔ بآئین جدِ بزرگوار جادارو : قدر عالی شانی و رفیع مشرب صافی و طرز ملامتی داشت، واز اکمل بے باکان عصر خود شد، ریش تراشیدی و شارب دراز برقرار داشتی و بر خر سوار گشتی و طفلان رابر خود شورانیدی و گاہ رو ہم سیاہ کردی و بدیں انداز در ہر کوئی و برزن سامانہ و کیتھل گذشتی و نفس خویش رابروش ملامت زار و خوار فرمودی۔ اکثر شاہبازان اوج منزلت در دام فیضان وی در آمدند۔ یکی ازاں صاحب خانوادہ مجددی حضرت شیخ احمد سرہندی باشد کہ اجازت ایں خانوادہ از شاہ سکندر یافت و آں رادر جمیع سلاسل نقشبندی و صابری شائع ساخت و حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ بدولت شاہ ممدوح از روح فتوح حضرت قطب العصر غوث الدہر صاحب خانوادہ قادری ہم نعمت و برکت اندوخت یکی ازاں شیخ محمد طاہر لاہوری کہ اوائل بعد فراغ تحصیل

Marfat.com

علوم دین پیش گاہ ملا محمد جمال تلوندی کردہ روزی در جامع وزیر خانی مدرس بود ہماں روز شہ سکندر وارد لاہور واز زیر آن مسجد مرور فرمودہ شاہ طاہر ازبالائی مقر خود بروی دید باشیخ ملامت دوچار شد وفرود آمدہ قدم بوسیدہ شیخ ممدوح برای سحق قنب (بنگ) اشارہ کرد فی الحال بشارع عام بر اں کار التزام آوردُزاں پس ساحق و شیخ ہردو مسحوق حشاش بشاش شد ند شاہ طاہر ازوی تجرید بدرویشی در آمد ازروی خلوت وعزلت و صحت وبرکت مرشد حق عارف حق گردید وبر منزل عالی رسید۔''

محولابالا اقتباس میں '' قدر عالی وشانی رفیع، مشرب صافی ۔۔۔ داشت'' اور'' ازکمل ئی باکان عصر خود شد'' سے حضرت شاہ سکندر کیتھلی قدس سرہ کی جو تصویر قاری کے ذہن میں آتی ہے۔اس کا تاثر'' طرز ملامتی داشت''اور اس کے اگلے چار جملے بالکل زائل کر دیتے ہیں ان سے اگلا جملہ (اکثر شاہبازان اوج منزلت در دام فیضان وی در آمدند) پھر ایک ایسے شاہ سکندر کیتھلی کو قاری کے سامنے لاکھڑا کر دیتا ہے۔ جس نے تصوف کی گراں قدر خدمات انجام دیں اور نہ صرف اپنی تعلیمات اور اصلاحی کارناموں سے ایک انقلاب برپا کر دیا بلکہ ایسے بزرگوں کی صلاحیتوں کو جلا بخشی جنہوں نے آگے چل کر ملت اسلامیہ کی نشاۃ ثانیہ میں اہم کردار ادا کیا۔ لیکن یہ تاثر بھی دیرپا نہیں رہتا کیونکہ اگلے جملوں میں حضرت شاہ سکندر کیتھلی قدس سرہ کو نہ صرف دوبارہ فرقہ ملامتیہ سے منسوب کیا ہے بلکہ اسے ثابت کرنے کیلئے قنب نوشی کی مثال بھی پیش کر دی ہے۔

مذکورہ بالا اقتباس کے اس مختصر تجزیہ سے ہمارا مقصود یہ ہے کہ

Marfat.com

مؤلف نے حضرت شاہ سکندر کیتھلی قدس سرہ کے بارے میں جانب داری سے کام لیا اور آپ کی عظیم شخصیت کو غلط رنگ میں پیش کیا ہے۔ حالانکہ تصویر کا دوسرا رخ بالکل مختلف ہے۔ کیونکہ اول تو سلسلہ قادریہ کمالیہ سکندریہ میں کوئی بزرگ بھی سلسلہ ملامتیہ تعلق نہیں رکھتا۔ دوم خود صاحب تذکرہ کو اقرار ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت طاہر بندگی لاہوری ایسے شاہبازان طریقت حضرت شاہ سکندر کیتھلی قدس سرہ کے دام فیضان میں اسیر ہو گئے۔ صاحب تذکرہ کے اس استدلال کا مطلب یہ ہوا کہ یہ دونوں بھی سلسلہ ملامتیہ تعلق رکھتے تھے۔ کیونکہ مرید تو ہمیشہ اپنے پیر کے نقش قدم پر چلتا ہے۔ لیکن یہ امر ناممکن ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ مذکورہ بالا دونوں بزرگ شریعت نبوی ﷺ پر سختی سے کاربند تھے۔ دونوں عرفاء بھی تھے اور علماء بھی؛ دونوں نے سلوک کی منزلوں کو صوفی کی حیثیت سے بھی طے کیا تھا اور دونوں نے بدعت وضلالت کے خلاف جہاد بھی کیا تھا۔ جب دونوں بزرگوں کے زہد واتقا، عبادت، ریاضت، استغناء، ایثار نیکی وپارسائی کا یہ عالم ہو کہ روزمرہ کے معمولی سے معمولی کام میں شریعت کی پابندیوں کو مد نظر رکھا جائے تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ دونوں بزرگ ایک ملامتیہ درویش کے ہاتھ پر بیعت ہو جاتے۔ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ تو دین کے معاملات میں جب کبھی سر موانحراف دیکھتے ہیں تو ان کی رگ فاروقی حرکت میں آجاتی ہے۔ لیکن کیا یہ ہو سکتا ہے کہ ایک لمبی مونچھوں والا چٹ داڑھیا درویش گدھے پر سوار چہرہ کالا کیے بچوں کو اپنے پیچھے

Marfat.com

لگائے، سامانہ و کیتھل کے گلی کوچوں میں گھومتا پھرے اور حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ ایسے شخص کے ہاتھ پر بیعت کر لیں۔ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ تو خود ملامتیوں کے خلاف ہیں اور حضرت شیخ طاہر بندگی لاہوری قدس سرہ کو لکھتے ہیں کہ مقام ملامت مقام شیخت نقیض ہے اور ظاہر ہے کہ جب مقام شیخت میں نقص پیدا ہو جائے تو شیخ کہاں اور اس کا دعویٰ مشیخت کہاں؟ اخبار الاولیاء (تصنیف ۱۰۷۷ھ) میں حضرت شیخ طاہر بندگی لاہوری کا قول نقل کیا گیا ہے کہ۔

"اگر مجھے علماء ظاہر کے طعنوں کا خدشہ نہ ہوتا تو میں ضرور شاہ حسین لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر جاتا اور استمداد کرتا" جہاں حضرت شیخ طاہر بندگی قدس سرہ کی احتیاط شرعی اس قدر بلند ہو وہاں قصر عارفاں کی منسوب کردہ روایت کیا معنی رکھتی ہے۔

چہارم، منہاج الصوفیاء اور تذکرہ الواصلین کے مؤلفین نے حضرت شاہ گدار رحمان عباسؒ کے حوالے سے حضرت شاہ سکندر کیتھلیؒ قدس سرہ کا جو حلیہ بیان کیا ہے اس میں بصراحت لکھا کہ آپ داڑھی رکھا کرتے تھے چنانچہ یہ کیسے کہا جا سکتا ہے کہ آپ داڑھی منڈواتے تھے، ہم نے زیر نظر باب میں اولیائے کبار کے ان اقوال کا مطالعہ بھی کیا ہے جو انہوں نے حضرت شاہ سکندر کیتھلی قدس سرہ کی شخصیت بیان کرتے ہوئے اظہار خیال کے طور پر کہے ہیں۔ آپ کے معاصر بزرگ اور آپ کے چچا حضرت شاہ موسیٰ ابو المکارم نے آپ کی عادات کو اس طرح بیان کیا ہے۔

Marfat.com

صابرو شاکر است درہمہ حال ‏ راضی اندر قضاست عبداللہ
در شریعت محمدی چست اوست ‏ ذاکر کبریا است عبداللہ
طالب دوست فارغ از عقبیٰ ‏ ہمچو موسیٰ گداست عبداللہ
درجہاں آمدہ طریق شریعت ‏ درزماں باوفاست عبداللہ

پنجم، اگر حضرت شاہ سکندر کیتھلیؒ ان خصوصیات کے مالک ہوتے ہیں۔ جن کا تذکرہ مؤلف قصر عارفاں نے کیا ہے تو آپ کی معاصر سوانح عمریوں زبدۃ المقامات، حضرات القدس اور گلزار الخوارق میں آپ کے ان عادات و خصائل کا ضرور ذکر کیا جاتا۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ ان تذکروں میں آپ کے لئے بہت اچھے الفاظ استعمال کئے گئے ہیں اور آپ کو سلسلہ قادریہ کا بہت بڑا بزرگ تسلیم کیا گیا ہے نہ کہ طرز ملامتیہ کا۔ قصر عارفاں کی روایت کی تائید کسی اور تذکرے سے نہیں ہوتی۔ تمام تذکرے اس بات پر متفق ہیں کہ حضرت شاہ سکندر کیتھلی قدس سرہ اپنے معاصر اولیائے کرام میں سربرآوردہ بزرگ حامئ سنت و شریعت او رماحئ بدعت وضلالت تھے۔ ہمیں زبدۃ المقامات، گلزار الخوارق اور تواریخ بزرگان کیتھل کی اس رائے سے اتفاق کرنا پڑتا ہے کہ آپ احوال و مواجید اور خوارق وعادات کے لحاظ سے اپنے جد امجد کے مثیل تھے اور زندگی بھر تندہی اور پابندی کے ساتھ تبلیغ اسلام اور سلسلہ قادریہ کی اشاعت میں مصروف رہے۔ ان شواہد کے پیش نظر قصر عارفاں کی عبارت کی کوئی اہمیت نہیں رہتی اور تضادبیانی کا یہ مجموعہ خود بخود ختم ہو جاتا ہے۔

Marfat.com

قصر عارفاں کی یہ عبارت ہجو ملیح کی ایک لطیف مثال ہے کیونکہ ''یہاں جناب شیخ کا روئے سخن یوں بھی ہے اور یوں بھی'' ایسی ہی تالیفات اور عبارتیں ہیں جنہیں پڑھنے کے بعد ذہن میں شکوک و شبہات کے اکھوے پھوٹتے ہیں اور اکثر تذکروں کی صحت نظروں سے گر جاتی ہے چنانچہ بعض تذکرہ نویسوں نے ایسے اسلوب نگارش کے خلاف احتجاج بھی کیا ہے کہ اور خفی و جلی طور پر ایسے اندازِ بیان کی مذمت کی ہے۔ اپنی اس کوشش میں اگرچہ ایسے تذکرہ نویس بظاہر ذاتی اور نظریاتی آویزشوں میں الجھتے دکھائی دیتے ہیں۔ اور ایک سلسلہ کو دوسرے کا متحارب ٹھہرانے کی کوشش کرتے نظر آتے ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ انہوں نے یہ سب کچھ اصلاح احوال اور غور و فکر کیلئے کیا ہے۔ ورنہ صوفیائے کرام کے یہ تمام سلسلے ایسے دریاؤں کی طرح ہیں جو ایک ہی منبع سے نکلتے ہیں اور پھر ایک ہی دہانے میں جا ملتے ہیں اگرچہ سطحی نظر انہیں علیحدہ علیحدہ دیکھتی ہے مگر اصلیت یہ ہے کہ باطن میں یہ سب ایک ہی ہیں۔

Marfat.com

﴿مکاشفات وکرامات﴾

کشف کے لغوی معنی کشادگی اور برہنہ کرنے کے ہیں اور اصطلاح میں بلاواسطہ ظاہری وباطنی فیضان الٰہی نفس انسانی پر کسی امر کے منکشف ہو جانے کو کہتے ہیں۔ زبان نبوی میں اسے فراست کے ساتھ تعبیر کیا گیا ہے ارشاد ہے۔

''واتقو من فراست المومن فانہ' ینظیر بنورالرحمٰن (مومن کے کشف سے خوف زدہ رہو وہ نورالٰہی کے واسطے سے دیکھتا ہے۔) مومن سے مراد ولی ہے۔

ارشاد باری ہے

''ان ولی اللہ الذین امنوا'' (مومنین اللہ کے ولی ہیں) اولیاء حقیقتاً مکمل ایمان والوں کو کہتے ہیں۔

اور لغت کے اعتبار سے تکریم و تعظیم کو کرامت کہتے ہیں اور اصطلاحاً نفوسِ کاملہ انسانیہ سے کوئی امر اس طرح واقع ہونا کہ عوام اس کے معائنہ اور مشاہدہ سے متعجب اور متحیر ہو جائیں اور اس خرق عادت پر قادر نہ ہوں کرامت کہلاتا ہے کرامت امر وہبی ہے بعض دفعہ تو ایسا بھی ہوتا ہے کہ صاحب کرامت کو اپنی کرامت کے صادر ہونے کا علم بھی نہیں ہوتا لیکن عوام کو پتا لگ جاتا ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ نے لکھا

Marfat.com

ہے کہ ''جس طرح نفس ولایت حاصل ہونے میں ولی کو ولایت کا علم نہیں ہے جیسا کہ مشہور ہے اسی طرح اس سے اپنے خوارق کے وجود کا علم ہونا بھی شرط نہیں بلکہ بسااوقات ایسا ہوتا ہے کہ لوگ کسی ولی سے خوارق نقل کرتے ہیں اور اس کو ان خوارق کی نسبت بالکل اطلاع نہیں ہوتی اور وہ اولیاء جو صاحب علم و کشف ہیں جائز ہے کہ ان کو اپنے بعض خوارق پر اطلاع نہ دیں بلکہ ان کی مثالی صورتوں کو (کارکنان قضا وقدر) متعدد مکانوں میں ظاہر کریں اور ان صورتوں سے دور دراز جگہوں میں عجیب وغریب کام ظہور میں لائیں کہ جن کی ان صورتوں کے صاحب کو ہرگز اطلاع نہیں ہے۔'' مزید لکھتے ہیں۔

''خوارق وکرامات کا ظاہر ہونا ولایت کی شرط نہیں ہے کہ جس طرح علماء خوارق حاصل کرنے کے مکلف نہیں ہیں اس طرح اولیاء بھی خوارق کے ظہور میں مکلف نہیں ہیں''

لیکن شرط ولایت نہ ہونے کے باوجود ''خوارق کا ظہور شائع اور ظاہر ہے اور بہت کم ایسا ہوا ہے کہ وہ خلاف واقعہ ہو۔ البتہ خوارق کا کثرت سے ظاہر ہونا افضل ہونے پر دلالت نہیں کرتا وہاں قرب الٰہی جل شانہ کے درجات کے اعتبار سے فضیلت ہے۔ ممکن ہے کہ ولی اقرب سے بہت کم خوارق ظاہر ہوں اور ولی البعد سے بکثرت ظاہر ہوں۔۔۔۔ خوارق کے ظہور پر نظر رکھنا کوتاہ نظری ہے اور تقلیدی استعداد کے کم ہونے پر دلالت کرتا ہے۔۔۔۔ اور۔۔۔ ولایت فنا وبقاء سے مراد ہے اور

Marfat.com

خوارق وکشفیات خواہ کم ہوں یا زیادہ (باعتبار اغلب) اس (فناوبقاء) کے لوازم میں سے ہیں لیکن یہ نہیں کہ جس بزرگ سے خوارق زیادہ ظاہر ہوں اس کی ولایت بھی اتم واکمل ہو بلکہ بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ کسی بزرگ سے خوارق بہت کم ظاہر ہوتے ہیں اور اس کی ولایت اکمل ہوتی ہے اور خوارق کے بکثرت ظاہر ہونے کا مدار دو چیزوں پر ہے۔ عروج کے وقت بہت زیادہ بلند ہو جانا اور نزول کے وقت بہت کم نیچے اترنا بلکہ کثرت خوارق کے ظہور میں کلیہ قاعدہ قلت نزول یعنی بہت کم نزول کرنا اور خواہ وہ عروج کی جانب سے کسی بھی کیفیت سے ہو کیونکہ صاحبِ نزول عالم اسباب میں اتر آتا ہے اور اشیاء کے وجود کو اسباب سے وابستہ پاتا ہے اور مسبب الاسباب کے فعل کو اسباب کے پردے کے پیچھے دیکھتا ہے اور جس شخص نے نزول نہیں کیا یا نزول کر کے اسباب تک نہیں پہنچا اس کی نظر صرف مسبب الاسباب کے فعل پر ہے۔ کیونکہ مسبب الاساب کے فعل پر اس کی نظر ہونے کے باعث تمام اسباب اس کی نظر سے مرتفع ہو گئے ہیں پس حق تعالیٰ ان میں سے ہر ایک کے ساتھ اس کے ظن کے موافق علیحدہ علیحدہ معاملہ کرتا ہے۔ اسباب کو دیکھنے والے کا کام اسباب پر ڈال دیتا ہے اور جو اسباب کو نہیں دیکھتا اس کا کام اسباب کے وسیلے کے بغیر مہیا کر دیتا ہے حدیث قدسی انا عند ظن عبدی بی اس مطلب پر دلیل ہے۔ بہت مدت تک دل میں کھٹکتا رہا کہ کیا وجہ ہے کہ اس امت میں اکمل اولیاء بہت گزرے ہیں مگر جس قدر خوارق حضرت سید محی الدین جیلانی رحمتہ اللہ علیہ قدس

Marfat.com

سرہ سے ظاہر ہوئے ہیں اس قدر خوارق ان میں سے کسی سے ظاہر نہیں ہوئے۔ آخر کار حق تعالیٰ نے اس معمہ کا بھید ظاہر کر دیا ہے اور معلوم کرادیا کہ ان کا عروج اکثر اولیاء اللہ سے بلند تر واقع ہوا ہے اور نزول کی جانب میں مقام روح تک نیچے اترے ہیں جو عالم اسباب سے بلند تر ہے۔"

بہر حال اتنا ثابت ہوا کہ اولیاء اللہ سے کرامات ظاہر ہوتی ہیں اور تصرف اولیاء کو موالید و عناصر میں دخل حاصل ہے۔ چنانچہ طے ارض، پانی پر چلنا، ہوا میں نظر غائب ہو جانا، منہ میں آگ کا پیدا کرنا، شیر پر سوار ہونا، سانپ کا تازیانہ بنانا دیوار کو حرکت میں لے آنا اور ایسی ہی دوسری کرامتیں اولیاء اللہ سے منقول ہیں۔ ان اسرار کو وہی شخص سمجھ سکتا ہے جس پر ان اسرار کو واضح کر دیا گیا ہو۔ البتہ علویات میں تصرف اولیاء کو دخل نہیں اور علویات میں تصرف انبیاء ہی جاری و ساری رہتا ہے ایک بزرگ کا مثالی صورتوں میں کئی جگہ پر موجود ہونے اور خواجہ حبیب عجمی کا بغیر کشتی کی مدد کے دریا سے گزر کر چلے جانے کا ثبوت تو مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ سے بھی ملتا ہے۔

حضرت شاہ سکندر کیتھلی قدس سرہ صاحب کشف و کرامت بزرگ تھے۔ آپ سے بے شمار کرامات ظاہر ہوئیں۔ ایک دفعہ آپ آدھی رات کے وقت حضرت شاہ کمال کیتھلی قدس سرہ کے مزار کے احاطے کے باہر ایک اونچے ٹیلے پر مصروف عبادت تھے۔ چار چور اس طرف آ نکلے انہوں نے آپ سے شہر کی بابت دریافت کیا کہ کس طرف ہے۔ یہاں سے

Marfat.com

کتنی مسافت پر ہے آپ نے ان چاروں کو اپنے دامن میں لے لیا اور ایک ہی نظر سے انہیں صاحب تصرف اور صاحب کمال بنادیا پھر انہیں صاحب ولایت کر کے مختلف مقامات پر تعینات کر دیا۔

حضرت شیخ طاہر بندگی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت شاہ سکندر کیتھلی قدس سرہ کی خدمت میں رہتے ہوئے چلہ کشی کیا کرتا تھا ایک دفعہ میں نے مراقبے میں دیکھا کہ ایک پہاڑ پر تشریف رکھتے ہیں اور آپ کے ارد گرد زرو جواہر کے ڈھیر لگے ہوئے ہیں۔ مخلوق کا اژدہام ہو رہا ہے اور آپ دونوں ہاتھوں سے لوگوں میں زر وجواہر تقسیم فرما رہے ہیں۔ مگر زرو جواہر کے ڈھیر میں کمی کی بجائے اضافہ ہو رہا ہے۔ میں مراقبے سے فارغ ہو کر آپ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوا یہ واقعہ بیان کرنے والا تھا کہ آپ نے فرمایا۔

''طاہر۔ جو کچھ تم نے دیکھا ہے یہ اس شفقت بے پایاں کا نتیجہ ہے جو حضرت غوث اعظم محبوب سبحانی رحمتہ اللہ علیہ کی ہم پر ہے۔''

ایک روز باوا ستیل پوری رحمتہ اللہ علیہ آپ کی خدمت میں حاضر تھے انہوں نے عرض کیا کہ

''یا سیدی دربار کمالیہ سے جو فیض اور کمالات اس ناچیز کو حاصل ہیں وہ بے حدو حساب ہیں مگر اب مسند کمالی کے آپ وارث و مالک ہیں اس لئے میں آپ کی ذات والا صفات سے امیدوار ہوں کہ دربارِ سکندری سے بھی کچھ حاصل ہو۔''

Marfat.com

آپ اس وقت لحاف اوڑھے ہوئے تھے آپ نے لحاف سے ایک دھاگہ نکال کر انگلی سے لپیٹا اور پھر وہ دھاگہ باوا سیتل پوری رحمتہ اللہ علیہ کے حوالے کر دیا۔ باوا صاحب موصوف نے وہ دھاگہ لے کر اپنی ٹوپی کے اوپر کے حصے میں گرہ دے کر لگایا یہ دھاگہ بصورت ظاہر ٹوپی کے اوپر کے حصے پر دائرے کی شکل میں تھا مگر اس گول دائرے نے ہندو فقراء کے بھیک اور سلاسل میں ایک امتیازی شان حاصل کر لی اور یہ ایک مقدس نشان بن گیا۔

ایک مرتبہ آپ نے اپنے قیام لاہور کے دوران میں حضرت شیخ طاہر بندگی رحمتہ اللہ علیہ لاہوری کو حکم دیا کہ سارے شہر میں منادی کر دی جائے کہ جس کو لڑکے کی ولادت منظور ہو وہ نذر و نیاز لے کر حاضر ہو جائے۔ منادی کرا دی گئی ہزاروں حاجت مند مع نذر و نیاز حاضر ہو گئے بعد قبول نذر کے آپ فرما دیتے تھے کہ ''جاؤ لڑکا ہو گا۔'' شہر کے چند بد باطن اس اعلان پر تمسخر کر رہے تھے۔ انہوں نے ایک لڑکے کو عورت کے لباس میں نذر دے کر آپ کی خدمت میں بھیجا۔ آپ نے نذر قبول کر لی اور فرمایا ''جاؤ لڑکا ہو گا'' وہ بد باطن اس بات پر اور زیادہ بے ہودہ گوئی پر اتر آئے اور کہنے لگے کہ دیکھئے انہیں یہ بھی معلوم نہیں کہ یہ لڑکا ہے، عورت نہیں ہے۔ آخر میں ایک عفیفہ ضعیفہ لڑکے کی تمنا لئے حاضر ہوئی آپ نے فرمایا کہ ''اب تعداد پوری ہو گئی'' بڑھیا نے گریہ وزاری شروع کر دی اور عرض کی کہ ''حضور میں دربار غوثیہ سے محروم و ناکام جا رہی

Marfat.com

ہوں اور تمام اہل شہر کامیاب ہو کر جا رہے ہیں'' آپ نے اس بات سے متاثر ہو کر بڑھیا کی نذر قبول کر لی اور کچھ مدت بعد دوبارہ آنے کو کہا اس واقعہ کے بعد آپ لاہور ہی میں قیام فرما رہے۔ جن لوگوں کو لڑکوں کی بشارت دی گئی تھی ان کے وضع حمل کا وقت آگیا۔ خدا کے حکم سے ان گھروں میں لڑکے پیدا ہو رہے تھے اور اس لڑکے کو بھی جسے بدباطن لوگوں نے بھیجا تھا دردِ زہ شروع ہوا۔ درد کی شدت سے وہ چیخنے لگا۔ لوگ جمع ہو گئے۔ اور بدباطن آدمیوں کو نفرین کرنے لگے آخر اہل محلّہ نے یہ فیصلہ کیا کہ اس لڑکے کو آپ کی خدمت میں پیش کر کے اس کا قصور معاف کروایا جائے۔ چنانچہ وہ اس لڑکے کو لے کر آپ کی خدمت میں آئے اور عرض کیا کہ ''حضور یہ کور باطن ہیں انہیں معاف فرمادیا جائے'' اس عرصے میں مذکورہ بالا بڑھیا بھی آگئی۔ آپ کو اس لڑکے کی تکلیف پر رحم آگیا اور بڑھیا سے فرمایا کہ اس لڑکے کے پیچھے سے نکل جا۔ بڑھیا اس کے پیچھے سے نکل گئی۔ چنانچہ وہ حمل لڑکے سے نکل کر بڑھیا کے قرار پا گیا اور لڑکا دردزہ کی مصیبت سے بچ گیا اس واقعہ سے متاثر ہو کر اہل لاہور جوق در جوق آپ کے حلقہ ارادت میں داخل ہو گئے۔

حضرت شاہ سکندر کیتھلی قدس سرہ کے مزار شریف کے احاطے میں کھرنی کے درخت ہیں۔ جو آپ کی زندگی میں بھی موجود تھے۔ لوگ درختوں کے پتوں کو تبرک خیال کر کے توڑ کر لے جاتے اور مریضوں کو پیس پیس کر پلاتے۔ خدا کے حکم اور آپ کے فیض سے شفاء ہو جاتی

Marfat.com

۔ محمود علی مائل لکھتے ہیں کہ ۱۹۲۵ء کا ذکر ہے کہ میں کیتھل میں تعینات تھا کہ میری والدہ مکرمہ کی بیماری کا تار موصول ہوا۔ ان دنوں حضرت شاہ کمال کیتھلی قدس سرہ کا عرس شریف ہو رہا تھا۔ لوگ ان کھرنیوں کے پتے توڑ کر لے جا رہے تھے۔ مجھے بھی ایک دوست نے کہا کہ تم صبح کو گھر جا رہے ہو کھرنیوں کے پتے لے جاؤ۔ یہ اپنی والدہ ماجدہ کو پیس کر پلانا۔ یہ دیکھ لینا کہ انہیں شفاء ہو گی۔ میں نے ایسا ہی کیا اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے والدہ کو اسی روز شفاء ہو گئی۔

ایک مرتبہ حضرت شاہ سکندر کیتھلی قدس سرہ کی خدمت میں ایک شخص شہاب نامی حاضر ہوا اور عرض کیا کہ حاکم نے مجھے بلاوجہ شہر بدر ہونے کا حکم دیا ہے۔ میں عیال دار ہوں اپنے بچوں کو لے کر کہاں جاؤں۔ میرے حق میں دعا فرمائیں آپ نے قدرے توقف کے بعد فرمایا وہ اب اس دنیا میں نہیں ہے۔ بلا تکلف واپس چلے جاؤ۔ چنانچہ جب وہ اپنے شہر گیا تو معلوم ہوا کہ حاکم شہر گھوڑے سے گر کر ہلاک ہو چکا ہے۔

آپ کی خدمت میں ایک ہندو عقیدت سے آیا کرتا تھا۔ روزانہ آپ کی محفل میں شریک ہوتا ایک دفعہ کچھ عرصہ نہ آیا۔ آپ نے دریافت فرمایا تو پتہ چلا کہ وہ بیمار ہے آپ اس کی عیادت کو گئے۔ آپ کو دیکھتے ہی ہندو کی زبان پر کلمہ طیبہ جاری ہو گیا اور وہ مر گیا، آپ واپس آ گئے۔ اس کے لواحقین نے چتا تیار کر کے جلانا چاہا لیکن آگ نہ لگی۔ آخر اسے دفن کر دیا گیا۔

Marfat.com

ایک دفعہ ایک بڑھیا روتی ہوئی حضرت شاہ سکندر کیتھلی قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ ''یا سیدی۔ میرا لڑکا بارہ سال سے مفقود الخبر ہے۔ ہر چند تلاش کیا لیکن کوئی پتا نہیں چلا آپ نے اس کے حق میں دعا فرمائی اور بڑھیا سے فرمایا ''جا تیرا لڑکا گھر آگیا ہے'' وہ خوشی سے معمور بھاگی بھاگی گھر آئی تو فرزند گمشدہ کو موجود پایا۔ فرط مسرت سے لڑکے کو لے کر آپ کے پاس آئی۔ حاضرین کے استفسار پر اس نے بتایا کہ مجھے جنات نے ایک جزیرے میں قید کر رکھا تھا۔ آج یکایک ان بزرگ کو میں نے اپنے سامنے دیکھا انہوں نے فرمایا اپنی آنکھیں بند کر کے اپنا پاؤں میرے پاؤں پر رکھ میں نے ایسا ہی کیا چند لمحوں بعد جب آنکھیں کھولیں تو اپنے آپ کو گھر میں پایا۔ اس کے علاوہ مجھے کچھ پتا نہیں۔

ایک روز آپ مجلس میں رونق افروز تھے کہ بیت اللہ شریف سے چند درویش آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ گفتگو کے دوران میں کہنے لگے کہ ''حضرت آپ کو ہم نے بیت اللہ شریف میں دیکھا ہے'' آپ نے فرمایا ''تم ٹھیک کہتے ہو لیکن تم اپنا عہد بھول گئے ہو کہ اس بات کو پردہ میں رکھو گے'' درویش نادم ہوئے اور معذرت چاہی آپ نے فرمایا ۔''مردانِ خدا جس جگہ بیٹھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ بیت اللہ شریف اور عرش و کرسی کو ان کے سامنے کر دیتا ہے اور ایسی روحانی قوت بخشتا ہے کہ وہ کائنات کی ہر چیز دیکھ لیتے ہیں۔''

حضرت شاہ سکندر کیتھلی قدس سرہ نے حضرت شاہ موسیٰ

Marfat.com

ابوالمکارم رحمتہ اللہ علیہ کے بڑے صاجزادے حضرت شاہ فضیل رحمتہ اللہ علیہ سے فرمایا کہ تمہاری دوسری پشت میں ایک ولی کامل ہوگا۔ جو بلند مرتبہ اور صاحب کرامت ہوگا۔ چنانچہ حضرت شاہ فضیلؒ کے پوتے حضرت شاہ شریف ابن محمد افضل بہت بڑے بزرگ ہو گزرے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ وہ اتنے بلند مرتبہ بزرگ تھے کہ حضرت شاہ موسیٰ ابوالمکارم رحمتہ اللہ علیہ نے حضرت شاہ شریف کے وصال کے وقت ان کے صاجزادے کو خواب میں فرمایا تھا کہ جو شخص میری زیارت کو آئے وہ پہلے شاہ شریف کے مزار پر حاضری دے کر میرے مزار پر آئے۔ انہی حضرت شاہ شریف کے نکاح میں حضرت شاہ سکندر کیتھلی قدس سرہ کی پوتی تھیں۔

حضرت شیخ احمد سرہندی رحمتہ اللہ علیہ شادی کے کچھ عرصہ بعد بیمار ہو گئے اہل خانہ ان کی زندگی سے مایوس ہو گئے۔ حضرت شیخ عبدالاحد کابلی رحمتہ اللہ علیہ نے ایک قاصد کے ذریعے حضرت شاہ سکندر کیتھلی قدس سرہ سے دعا کے لئے درخواست کی۔ دوگانہ ادا کرنے کے بعد حضرت شاہ سکندر کیتھلی قدس سرہ نے فرمایا ''گھبرانے کی ضرورت نہیں۔ شیخ احمد صحت یاب ہو جائیں گے۔ ان کے وجود سے دین مبین کو فروغ حاصل ہوگا۔'' اس کے بعد حضرت شیخ احمد سرہندی صحت مند ہو گئے۔

ملا عبدالحکیم سیالکوٹی اکثر اوقات آپ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے جب پہلی مرتبہ تشریف لا رہے تھے تو ان کے دل میں خیال پیدا ہوا اگر یہ کامل بزرگ ہیں تو مجھے تازہ سیب کھلائیں گے۔ جب ملا عبدالحکیم خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے تبسم فرمایا اور حجرہ میں سے

Marfat.com

سیبوں کا بھرا ہوا ایک تھال منگوایا حالانکہ یہ سیبوں کا موسم بھی نہیں تھا۔ یہ دیکھ کر عبدالحکیم بہت پشیمان ہوئے۔

حضرت شاہ سکندر کیتھلی قدس سرہ نے اپنے ایک مرید سے فرمایا کہ دل میں ''اللہ، اللہ'' کیے بغیر کوئی کام نہ کیا کر۔ زیادہ عرصہ نہ گزرا تھا کہ وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے اس مرتبہ بھی ایسا ہی عمل کرنے کی تلقین کی۔ اس مرید نے ایسا ہی کیا چنانچہ اٹھتے بیٹھتے اس کا دل ذکر میں مشغول رہنے لگا ایک دفعہ وہ چھت سے گر کر زخمی ہو گیا۔ اس کے خون کے جو قطرے زمین پر گر گئے تھے ان سے بھی اللہ اللہ کی صدا آنے لگی اور تمام عمر یہ آواز ختم نہ ہوئی۔

حضرت شاہ سکندر کیتھلی قدس سرہ اکثر حضرت شیخ طاہر بندگی رحمتہ اللہ علیہ کے مدرسے میں تشریف لے جایا کرتے تھے ایک روز حضرت شیخ طاہر بندگی لاہوری رحمتہ اللہ علیہ کتاب مطول کا درس دے رہے تھے کہ ایک جگہ مشکل مقام پر آکر ٹھہر گئے اس کی شرح کیلئے حضرت شیخ طاہر بندگی رحمتہ اللہ علیہ گومگو کے عالم میں تھے۔ حضرت شاہ سکندر کیتھلی قدس سرہ نے اس مقام کی مشکلات کو ایک ایک کر کے اس طرح حل فرمادیا کہ حاضرین مجلس حیران رہ گئے اور سب کو یوں معلوم ہوا گویا اس کتاب میں کوئی مشکل مقام ہی نہیں تھا۔

ایک شخص کو جو فسق و فجور میں مبتلا تھا۔ مرنے کے بعد کسی نے خواب میں دیکھا کہ سبز لباس پہنے ہوئے بہشت میں گھوم رہا ہے۔ پوچھا کہ اس مقام تک کیسے پہنچا اس نے جواب دیا کہ ایک مرتبہ میں حضرت شاہ

Marfat.com

سکندر کیتھلی محبوب الٰہی رحمتہ اللہ علیہ کے آستانہ عالیہ پر حاضر ہوا لیکن اپنے گناہوں کی وجہ سے شرمسار تھا چنانچہ گناہوں سے تائب ہو گیا اور میں نے آستانہ عالیہ پر بوسہ دیا۔ مرنے کے بعد میرے لئے حکم ہوا کہ چونکہ میں نے محبوب الٰہی کے در کو بوسہ دیا ہے اس لئے مجھے دوزخ میں نہ ڈالا جائے۔

خلاصۃ المعارف سے منقول ہے:

حضرت سید آدم نبوریؒ کو روحانی کشش حضرت شیخ محمد طاہر لاہوریؒ کی خدمت میں لاہور لے گئی کیونکہ انہیں یہ روحانی فیض براہِ راست حضرت شاہ سکندر قدس سرہٗ نبیرہ شیخ آلافاق حضرت شاہ کمال کیتھلیؒ سے حاصل تھا۔ فی الجملہ حضرت سید آدم نبوریؒ اس مقام و مرتبہ کو پہنچے جہاں دوسرے نہیں پہنچ سکے تھے۔''

قاضی صدر الدین لاہوری پر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی محبت غالب تھی ہر روز آپ کی روح مبارک کو ایصالِ ثواب پہنچایا کرتے تھے۔ ایک روز حضرت غوث اعظمؒ نے خواب میں فرمایا ''صدر الدین! کیتھل میں ہمارے فرزند شاہ سکندر کے پاس جاؤ ان کی زبان ہماری زبان ہے۔''

کرامت الاؤلیاء سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ آپ سرہند تشریف لے گئے سخت گرمیوں کا موسم تھا۔ آپ اس وقت حضرت مجددؒ کے گھر پہنچے جبکہ سورج نصف النہار پر تھا۔ حضرت مجددؒ قیلولہ کے لئے زنان خانہ جا چکے تھے۔ اطلاع پاتے ہی باہر آئے اور کچھ اس انداز سے پذیرائی کو آگے بڑھے

Marfat.com

جوانہی عظیم بزرگوں کا حصہ ہے۔ خادم کو بھیج کر کنوئیں سے تازہ پانی منگوایا اور خود اپنے ہاتھوں سے مرشد کے پاؤں دھوئے۔ سپاس گذاری یہ تھی کہ آپ نے دھوپ میں قدم رنجہ فرمایا ہے۔

آپ طبعاً سلاطین و امراء سے گریز کرتے تھے صرف اخلاقاً ان سے ملتے ایک مرتبہ حاکم سامانہ نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر قرب الٰہی کے حصول کا طریقہ دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ آپ ہم فقیروں سے خدا کی پناہ طلب کرتے ہیں اور ہم اہلِ دنیا سے حق تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں۔

ایک مرتبہ آپ رام گڑھ علاقہ راجپوتانہ میں تشریف لے گئے۔ میراں شاہ غازیؒ کی سفارش پر ایک ہندو ٹھاکر آپکی خدمت میں حاضر ہوا اور اس کا لڑکا لاعلاج مرض میں مبتلا تھا۔ آپ نے فرمایا تمہارا لڑکا اچھا ہو جائے گا۔ وہ اسلام قبول کرلے۔ انہوں نے اقرار کیا۔ آپ نے اپنا لعابِ دہن پانی میں ملا کر دیا۔ لڑکا بہ فضل خدا تندرست ہو گیا۔ اس خوشی میں اس ٹھاکر کا سارا خاندان مسلمان ہو گیا۔

Marfat.com

﴿ملفوظات﴾

- سنت نبوی اجماع امم اور ان کے اخلاق حسنہ پر قائم رہو
انسان کی تمام حرکتیں محض اللہ جل شانہ کیلئے ہونی چاہئیں
جس حد تک ہو سکے خواہشات نفسانی کو دباؤ۔
- عزت، بزرگی، غنا، خالص نقش صافی، توکل صافی میں ہے کہ ابن آدم سے طمع کی ذرہ بھر امید نہ رکھی جائے ۔ مخلوق پر بوجھ نہ ہو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو دوست نہیں رکھتا اور یہ عادت بد، یقین اور اعتماد علی اللہ میں حارج ہوتی ہے مصائب کو دور کرنے والا اللہ تعالیٰ سے بہتر کوئی نہیں۔ لہذا اپنے مصائب واحوال کی شکایت عوام الناس سے نہ کرتے پھرو۔
- جھوٹ ایک ناسور ہے جو آہستہ آہستہ تمام نیکیوں پر غالب آجاتا ہے۔
- گناہ ظاہری ہوں یا باطنی ان سے بالکل قطع نظر کرلو اور اپنے جوارح کو بھی بچاؤ مبادا تمہاری نیکیاں بھی ختم ہو جائیں۔
- حسد ایک آگ ہے جو انسان کی نیکیوں کو جلا کر راکھ کر دیتی ہے۔
- عبرت استاد شفیق اور ناصح مشفق ہے۔
- قناعت دافع طمع ولالچ ہے۔
- بندگان خدا سے ہمدردی کرو کہ مرتبہ بلند ہوتا ہے
- ادب خدا کی رحمت ہے۔
- ضرورت مندوں کی ضرورت پوری کرو کہ یہ محتاجی سے نجات دلاتی ہے۔

Marfat.com

● شکر خدا کی رحمتوں کا دروازہ ہے۔

● صحبت اولیاء سے وہ فوائد مرتب ہوتے ہیں جو کتابوں کے ڈھیر سے حاصل نہیں ہوتے۔

● عرفان کا متحمل وہ دل ہو سکتا ہے جس دل میں دنیا کی حرص و ہوا نہ ہو اور جو جاہ و مرتبہ کا خواہش مند نہ ہو۔

● ایک مرتبہ حضرت شاہ کمال کیتھلی قدس سرہ کی خدمت میں حضرت شیخ احمد سرہندی' حبیب اللہ سرہندی حضرت شیخ طاہر بندگی رحمہم اللہ علیہم اور دیگر مشائخین جمع تھے آپ نے فرمایا۔

سخن مردان خدا نا مردان ... را مرد کند، مردان را فرد کند

خاک مردان خدا باش کہ در کشتی نوح

ہست خاکی کہ بآبی نخرد طوفان را

● اور پھر ایک سالک کے مصائب ایام کے بارے میں شکایت کرنے پر فرمایا کہ ابتلا ایک نعمت ہے۔ اس لئے خاصانِ خدا اس میں مبتلا کئے جاتے ہیں۔ راہ حق میں تکالیف کا سامنا بہت ہوتا ہے صبر و استقامت سے کام لینا چاہیے۔ پھر ارشاد فرمایا۔

عشق جانبازی است نہ کہ طفل بازی۔۔۔۔ پھر یہ آیت پڑھی

"ام حسبتم ان تدخلو الجنة ولمایاتکم مثل الذین خلوامن قبالکم مستحصر البا ساء والضراء وزنولوحتی یقول الرسول والذین امنوا معه متی نصر الله الاان نصر الله قریب"

● پھر فرمایا کہ ایک دفعہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ذات الٰہی سے کلام

Marfat.com

کرنے کیلئے کوہ طور پر تشریف لے جا رہے تھے۔ کہ راستے میں ایک مرد خدا کو دیکھا کہ وہ پابہ زنجیر ہے اس نے جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا اور کہا یا موسیٰ جناب الٰہی میں میرا سلام و نیاز عرض کر کے کہنا اے الٰہی گردش زمانہ سے مجھے گندم کے آٹے کی طرح پیس دے۔ تو پھر بھی میں یک سر منہ تیرے حکم سے منہ نہ پھیروں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کا پیغام پہنچایا ارشاد ہوا نعم العبد یعنی بہت اچھا بندہ ہے ہماری آزمائش میں پورا اترتا ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس اجمال کی تفصیل چاہی تو ارشاد ہوا اے موسیٰ یہ ہمارا راز ہے۔

● ایک طالب کے سوال پر کہ حق کی پہچان کے کتنے راستے ہیں آپ نے فرمایا۔

"موجودات کے ہر ذرے سے خدا کی طرف راستہ ہے"

● سلوک کی اصل بنیاد دل کی صلاحیت کو قرار دیتے ہوئے فرمایا تکبر کفر کے برابر ہے۔

علمائے ظاہر کا علم وسیع ہوتا ہے اور علمائے باطن کا عمیق

● مرتبہ اس کا بلند ہے جس کو علم و عمل دونوں کی توفیق ہوئی

● جس نے اللہ تعالیٰ کو پہچانا اسے سوال کرنے کی حاجت نہیں اور جس نے نہ پہچانا وہ حاجت مند ہی رہے گا۔

● جس نے شہرتِ کو اچھا جانا اس نے خدائے پاک کو نہ جانا۔

● فقراء کو ایذا دے کر خدا کی خوشنودی ناممکن ہے۔

● مردان خدا اللہ جل شانہ کی یاد کے سوا اور کلمہ اپنی زبان سے

Marfat.com

نہیں نکالتے۔ عادت پرست حق پرست نہیں ہوتا خود پرستی بت پرستی ہے اور نفس پرستی بھی درحقیقت بت پرستی ہے۔

- جس نے خواہشاتِ نفسانی کو ترک کیا وہ اصل حق ہو گیا
- متکبر کبھی معرفت الٰہی کی خوشبو نہیں سونگھے گا۔
- درویش وہ ہے جو دنیا اور عاقبت کی طرف رغبت نہ کرے کیونکہ یہ ایسی چیزیں نہیں کہ ان کا تعلق دل سے ہو۔
- طالب کو چاہیئے کہ دنیا کو آخرت کیلئے اور آخرت کو اللہ کیلئے چھوڑ دے اکثر اوقات یہ آیت مبارکہ والذین امنوا حباللله کی روح پرور تفسیر بیان کرتے ہوئے فرمایا کرتے تھے کہ حب اللہ عین راز حیات ہے اگر یہ محبت دل سے نکل جائے تو وہ بے جان گوشت کا لوتھڑا ہے اس سلسلہ میں مزید فرماتے ہیں کہ خلق خدا میں رہتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے محبت کرنا اور اس کی رضا کو مقدم رکھنا جہاد بزرگ ہے۔
- سالک کو کسی لمحے بھی یاد خدا سے غافل نہیں بیٹھنا چاہیے۔ جو سالک بغیر ذکر کے سانس لیتا ہے وہ اپنے حال کو ضائع کر دیتا ہے نیز ذکر کے وقت وساوس شیطانی اور خواہشات دنیاوی سے گریز کرنا چاہیئے جب یہ صفت پیدا ہو جائے تو خواہشِ نفسانی نورذکر سے خود بخود مٹ جاتی ہے اور قلب میں نور ذکر جگہ پا لیتا ہے اور اکثر فرمایا کرتے تھے کہ ذکر اللہ تمام اذکار سے بہتر افضل ہے۔
- جب کبھی اقسام قلب زیر بحث آتیں تو فرمایا کرتے کہ قلب تین قسم کے

Marfat.com

ہوتے ہیں۔ ایک تو دنیا کی طرف مائل ہوتے ہیں دوسرے عقبیٰ کی جستجو کرتے ہیں اور تیسرے صرف اللہ تعالیٰ سے رابطہ رکھتے ہیں۔

● اور جب مجلس میں کیفیت قلب کا ذکر ہوتا تو فرماتے کہ قلب آئینہ کے مانند ہے جب اس پر گناہ کے حجابات سایہ کر دیتے ہیں تو دل سیاہ ہو جاتا ہے اور جب یہ حجابات دور ہو جاتے ہیں تو نئے سرے سے اس میں صورت نظر آنے لگتی ہے۔

ایک طالب سے فرمایا:

☆ طمع اور لالچ نہ رکھنا۔ اگر کوئی دے رہا ہے تو اسے منع نہ کرنا اگر مل جائے تو اسے جمع نہ کرنا۔

☆ ذات باری کے ساتھ محبت کرو اور محبت کرنے والوں کی محبت میں محبت سے رہو۔

☆ جن قلوب میں اللہ کی محبت نہیں ان کا دل خود ایک بت خانہ ہے اور ان کی نماز بت پرستی ہے۔

☆ ہر نعمت تقسیم کرنے سے بڑھتی ہے اور بخل کرنے سے زوال پذیر ہوتی ہے۔

☆ اسباب پر مت جاؤ، اور اسباب کو چھوڑو بھی نہیں۔

☆ جو نہیں ملا۔ اس پر غم نہ کر جو کچھ ملا ہے اس پر مت اِترا۔

ایک موقع پر آپ نے فرمایا

سینۂ شیخ احمد مانند بحر اخضر است" (یعنی شیخ احمد کا سینہ بے پایاں سمندر ہے)

Marfat.com

اولاد وامجاد

حضرت شاہ سکندر کیتھلی قدس سرہ قدس سرہ نے دو جلیل القدر صاحبزادے یعنی حضرت شاہ گدا رحمان عباس اور حضرت شاہ محبّ اللہ زہدی رحمہم اللہ تعالیٰ یادگار چھوڑے۔ ان دونوں حضرات نے آپ سے کسبِ فیض حاصل کیا اور خاندانی روایات کے مطابق نہ صرف سلسلہء قادریہ کو جاری رکھا اور فروغ بخشا بلکہ تبلیغ و اشاعت اسلام میں بھی مصروف رہے حضرت شاہ محبّ اللہ الیاس زہدی رحمتہ اللہ علیہ نے طویل عمر پائی اور اپنے بڑے بھائی حضرت شاہ گدا رحمان عباس رحمتہ اللہ علیہ کے بعد عرصہ دراز تک زندہ رہے چنانچہ انہیں سے خاندان قادریہ سکندریہ کے سجادگان کا سلسلہ اب تک جاری ہے۔

مکتوبات معصومیہ دفتر اول میں دو مکتوب نمبر ۱۲۷ اور نمبر ۴۷ شاہ محب اللہ الیاس کے نام ملتے ہیں جن میں خواجہ محمد معصومؒ نے شاہ محب اللہ الیاس کی بڑی تعریف کی ہے۔

ذیل میں حضرت شاہ سکندر کیتھلی قدس سرہ کی اولاد امجاد کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔

ا۔ حضرت شاہ گدا رحمٰن عباس رحمتہ اللہ علیہ

آپ حضرت شاہ سکندر کیتھلی قدس سرہ کے بڑے صاحبزادے

Marfat.com

تھے۔ اپنے والد ماجد سے بیعت ہو کر خرقۂ خلافت حاصل کیا۔ قوت مشاہدہ، کشف مجاہدہ تزکیۂ نفس و تصفیہ باطن میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے۔ خورد سالی ہی میں مراتب کمال حاصل کر کے زہد و ورع اور تصرف باطنی میں نام پیدا کر لیا تھا۔ آپ کی ذات بابرکات سے خلق خدا کو بے شمار فائدہ پہنچا۔ پنے والد ماجد کی ہدایت پر عمل کرتے ہوئے آپ نے ساری عمر اپنی خانقاہ کو تخت سلطنت اور بوریئے کو مسند شاہی سمجھا۔ مسند ارشاد پر فائز ہونے کے بعد تمام دن حدیث اور فقہ کا درس دیتے رہے اور شب کو طالبان حق کی تعلیم میں مصروف رہتے۔۔۔۔۔۔۔۔ آپ کثیر الخوارق تھے۔ آپ کا ایک مرید حج کیلئے گیا جہاز بھور میں پھنس گیا اس نے منت مانی کہ اگر اس مصیبت سے نجات پاؤں تو ہزار روپے مرشد کی خدمت میں پیش کروں گا۔ اس کا جہاز خدا کے فضل و کرم سے بھور سے نکل گیا۔ واپسی پر اس نے پانچ سو روپے بطور نذر پیش کئے۔ آپ نے فرمایا ''تم نے تو ایک ہزار روپے کی منت مانی تھی، نصف کیوں دیتے ہو'' وہ مرید بہت شرمندہ ہوا اور اس نے بقایا پانچ سو روپے بھی پیش کر دیئے۔

آپ کا وصال ۱۰۳۱ھ میں ہوا تھا۔ ''ھادی اعظم'' سے تاریخ وصال برآمد ہوتی ہے۔ آپ کا مزار شریف آپ کے والد ماجد کے قریب ہی ہے۔ آپ کے مریدوں کی تعداد بے شمار تھی آپ کے خلفاء میں سید حامد (احمد آباد گجرات) شیخ حسام الدین (ہوت)، شیخ محمد اسحاق سندھی اور شیخ ہاشم منڈل (سامانہ) مشہور ہیں۔

Marfat.com

آپ کی اولاد امجاد میں حضرت شاہ محمد فلحالؒ ،شاہ محمد کمالؒ ' شاہ قطب منورؒ ' شاہ عبدالرزاقؒ ' شاہ نور الحسنؒ اور شاہ محمد کمال روشن جمال ،سید جعفر شاہؒ اور سید محمد عظیم قادریؒ۔ قابل ذکر ہیں۔

حضرت سید جعفر شاہ قادریؒ

آپ ریاست پٹیالہ کے متاخر بزرگوں میں سے تھے اور سلسلہ قادریہ کمالیہ کے بڑے صاحب جذبہ بزرگ تھے۔ صاحب تذکرہ غوثیہ حضرت سید غوث علی شاہ پانی پتیؒ نے آپؒ سے روحانی فیض حاصل کیا تھا۔ تذکرہ غوثیہ میں لکھا ہے کہ جب ہم پٹیالہ میں مولوی فضل امام صاحب سے پڑھتے تھے ان دنوں راجہ کے فیل خانہ میں ایک بالک مجذوب رہتے تھے۔ان کا نام سید جعفر شاہ صاحب تھا۔ ہمارا ایک ہم سبق اُن کی خدمت میں جایا کرتا تھا ایک دن ہمارے ہم سبق نے ان کی خدمت میں عرض کی کہ حضرت آج تو سلطان الاذکار کی اجازت دیجئے۔اس وقت آپ پر جذب کی کیفیت طاری تھی۔آپ نے تین بار اپنی ُران پر ہاتھ مارا اور کہا جاؤ اجازت ہے۔ تھوڑی دیر بعد اس طالب علم کے بدن میں اثر ہونے لگا۔ پہلے تو تھوڑا محسوس ہوا پھر وہ بڑھتے بڑھتے بڑھتا گیا۔ ہر بن مو سے خون ٹپکنے لگا۔ ہر ممکن علاج سے کوئی افاقہ نہ ہوا ۔ہر رگ وپے سے ایک آواز آنے لگی۔ گھنٹہ بھر کے بعد دونوں طرف کی شہ رگ کٹ گئی اور وہ جاں بحق ہوا۔ مگر خون اور آواز ولرزہ بند نہ ہوا۔

ایک مرتبہ حضرت سید علام علی شاہ دہلویؒ کے ایک خلیفہ حضرت غوث علی

Marfat.com

شاہؒ کے ہمراہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ خلیفہ صاحب نے عرض کی کہ حضرت میرا قلب جاری نہیں ہوتا۔ آپ نے کہا کہ نہیں جاری ہوتا؟ یہ کہہ کر آپ نے اپنے ہاتھ کو چکر دینا شروع کیا اور فرمانے لگے چل بے چل۔ یہ کہنا تھا کہ خلیفہ صاحب قلب کو پکڑ کر لوٹ پوٹ ہو گئے ہم نے (غوث علی شاہ) کہا شاہ صاحب کہیں ان کو بھی مار ڈالنے کا ارادہ ہے۔ فرمایا !اچھا ہوا غوث علی شاہ۔

حضرت شاہ محمد عظیم قادری

آپ اٹھارویں صدی کے بڑے صاحب فیض بزرگوں میں سے تھے۔ آپ کا شجرہ نسب حضرت شاہ سکندر کیتھلی کے خانوادہ سامانہ سے گدار حمان عباسؒ کی شاخ سے تھا۔ راجہ پٹیالہ آپ سے بے حد عقیدت رکھتا تھا۔ جب اسے کوئی مشکل پیش آتی تو وہ آپکی خدمت میں حاضر ہو جاتا۔ ریاست میں چونکہ گائے کشی بند تھی۔ آپ ہر سال گیارھویں شریف کے موقع پر حسب معمول نیاز کیلئے پلاؤ پکوایا کرتے تھے۔ کسی نے راجہ سے شکایت کی تو راجہ بغرض تجسّس و تحقیق آپ کی خانقاہ میں آیا تو آپ نے فرمایا آج تو راجہ راجہ بن کر آیا ہے۔ اس نے عرض کی حضرت میں تو درشن کے لیئے حاضر ہوا ہوں۔ آپ نے راجہ کو نیاز کی دیگیں دکھلائیں ان میں میٹھے چاول پکے ہوئے تھے۔ راجہ شرمندہ ہوا اور معافی کا خواستگار ہوا۔

ایک مرتبہ پٹیالہ کو چھاؤنی بنانے کی تجویز ہوئی۔ جب راجہ کو معلوم ہوا کہ انگریز اس کو چھاؤنی بنانے لگے ہیں تو یہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور

Marfat.com

عرض کیا کہ یہاں چھاؤنی نہیں بننی چاہیئے۔آپ نے فرمایا چھاؤنی پٹیالہ ہی کو بنا تھی۔ مگر اب ایسا نہیں ہوگا۔کچھ عرصے کے بعد انبالہ چھاؤنی بنی۔ آپ کا مزار مبارک پٹیالہ میں مرجع خلائق ہے۔

۲۔ حضرت شاہ محبّ اللہ الیاس زُہدی رحمتہ اللہ علیہ

آپ حضرت شاہ سکندر کیتھلی قدس سرہ کے چھوٹے صاحبزادے اور خلیفہ تھے۔اپنے دور کے قطب تھے آپ بچپن ہی سے صاحب کرامت اور محرم باطن تھے۔ ریاضت، عبادت اور مجاہدے میں کافی شہرت رکھتے تھے۔کشف وکرامات میں مشہور ومعروف تھے اور بے شمار مخلوق آپ کے فیض وکرم سے مراد کو پہنچی۔

آپ ایک عرصے تک ریاضت ومجاہدہ میں مشغول رہے۔آپ دن بھر درس وتدریس میں مصروف رہتے اور رات کو عبادت الہی میں محو ہوجاتے۔ علم وفضل کا یہ حال تھا کہ آپ کے پاس دور دور سے لوگ آتے اور فلسفہ وحکمت اور فقہ وتصوف کے دقیق مسائل حل کراتے۔

ایک روز ایک سادھو مرتاض آپ کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ ذرا اپنا خدا تو مجھے دکھادو۔ آپ نے اسے رات کے وقت آنے کیلئے کہا۔ سادھو وقت مقررپر پہنچ گیا آپ نے اس کے سامنے ایک رنگ دار چادر کھول کر کہا۔ اس کا رنگ بتاؤ۔ اس نے کہا اندھیرے میں رنگ کیا دکھائی دے، رنگ تو روشنی میں دکھائی دیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا ''نادان خدا کا نور

Marfat.com

دل میں غم ہو تو دنیا کی کوئی چیز کیا دکھائی دیتی ہے اس سے بڑھ کر خدا کا ظہور کیا ہو سکتا ہے تیری نظر میں اتنی طاقت کہاں کہ اس کا جلوہ دیکھ سکے ساد ھو نے کہا۔ اگر خدا کا نور ایسا ہی تیز ہے تو شب دیجور روشن ہو جائے۔ آپ نے فرمایا' وہ چاہے تو شب تار کو روشن کر دے' یہ فرمانا تھا کہ دفعتاً ایسا نور چمکا کہ دشت و جبل منور ہو گئے اور ساد ھو بے ہوش ہو کر گر پڑا جب اس کو ہوش آیا تو مسلمان ہو گیا آپ نے اس کا نام عبدالرحمان رکھا۔

ایک مرتبہ حاکم شہر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ بیٹھے رہے حاکم دیر تک کھڑا رہا کہ آپ توجہ فرمائیں گے لیکن آپ نے اس کی طرف نظر اٹھا کر نہیں دیکھا آخر اس کے ایک مصاحب نے عرض کیا کہ حضرت! حاکم وقت آپ سے ملنے کے لئے آئے ہیں اور آپ ان کی طرف نگاہ تک نہیں کرتے''

آپ نے آنکھ کھولی اور فرمایا۔

بہ چشمان دل مبین حضرت دوست

ہر چہ بیدنی بدان کہ مظہر اوست

حاکم کے دل پر اس کا اثر ہوا کہ وہ آپ کے پاؤں پر گر پڑا۔ جب آپ کے وصال کا وقت آیا تو ایک مجذوب آپ کی عیادت کیلئے آ رہے تھے۔

مگر راستے میں آپ کے وصال کی خبر سنی تو اس مجذوب نے کہا۔

''الحمد اللہ' دوست' دوست' کے پاس پہنچ گیا۔''

آپ نے یکم محرم الحرام ۱۰۸۶ھ مطابق ۱۶۷۵ء کو وصال کیا

Marfat.com

اور اپنے والد ماجد کے مزار شریف کے اندر مدفن پایا۔

آپ کے مریدین کا حلقہ اندرون وبیرون ملک پھیلا ہوا تھا آپ کے خلفاء میں یہ حضرات نامور ہوئے : سید سلیمان واسطی، شیخ تاج محمود شاہ آبادی ٗ سید موسیٰ بخاری (پالن پور) اور شیخ محمد باقر قریشی۔

حضرت شیخ طاہر بندگی لاہوری رحمتہ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ رؤس الاولیاء حضرت شاہ سکندر کیتھلی قدس سرہ کے دونوں صاجزادے جواہر کے ٹکڑے ہیں جو صغر سنی ہی میں عالی مقامات پر پہنچ گئے تھے۔

۳:۔ حضرت محمد شاہ علی زندہ ولی رحمتہ اللہ علیہ

آپ حضرت شاہ محب اللہ الیاس زبدی کے صاجزادے اور خلیفہ تھے۔ بچپن ہی سے متقی پرہیز گار واقع ہوئے تھے۔ کم عمری میں ہی حدیث، فقہ اور علوم معقول ومنقول کی تحصیل کر کے مراتب عالیہ پر فائز ہو گئے۔ انیس برس کی عمر میں ہی درس وتدریس کا سلسلہ شروع کر دیا آپ کے زمانے کے علماء وصوفیاء اور متکلمین آپ کے پاس حدیث وفقہ کے مسائل سمجھنے کیلئے آتے تھے۔ آپ کا طریقہ صبر وشکر اور تسلیم ورضائے الٰہی تھا۔ فقر وفاقہ آپ کو بہت عزیز تھا۔ انتہائی خود دار تھے اور اپنے مریدین کو بھی خودی کی تلقین فرمایا کرتے تھے آپ کا قول ہے کہ دولت فقر کے سامنے ارض وسماوات بھی کوئی حیثیت نہیں رکھتے۔

آپ ہر وقت مجاہدہ وریاضت میں مشغول رہتے تھے اور ہر وقت

Marfat.com

عالم استغراق آپ پر طاری رہتا تھا۔ اسی وجہ سے آپ مخلوق اور آبادی سے دور رہنا پسند فرماتے تھے۔ مریدین و معتقدین کے بے حد تقاضائے دیدار پر آپ حجرہ سے باہر تشریف لاتے۔ آپ کے مجاہدہ وریاضت اور استغراق کی انتہا یہ تھی کہ آپ تجرد کی زندگی بسر کرنا پسند فرماتے تھے۔ اہل عقیدت کے اصرار کے باوجود آپ شادی کرانے سے احتراز کرتے تھے ایک روز شاہ عبدالرحیم دہلوی نے موقعہ پاکر عرض کیا کہ۔

'' یا سیدی اگر آپ نے شادی نہ کی تو یہ سلسلہ فیضان کلی طور پر ختم ہو جائے گا اور ہم ایک باعظمت اور باکمال خاندان کے فیض سے محروم ہو جائیں گے۔ وہ خاندان جس کی نظیر ہندوستان تو کیا بیرونی دنیا میں بھی ملنا ناممکن ہے۔ ''

اس پر آپ شادی کرانے پر مجبور ہو گئے اور کیتھل شریف کے قرب وجوار کے ایک رئیس خاندان سادات میں آپ کی شادی ہو گئی۔ جب دلہن سسرال آئی تو یہاں فقر و فاقہ کو اصلی رنگ میں پایا۔ دلہن نے میکے جاکر اپنے والد سے فقر و فاقہ کی شکایت کی لیکن دلہن کے والد نے تسلی دی اور کہا کہ ان کی دولت فی الواقع ہم سے ہزار گنا زیادہ ہے اور ہم ان کے سامنے کوئی حیثیت نہیں رکھتے۔ جب دلہن سسرال آئی تو خانگی ضروریات کی کفالت کیلئے کچھ اشرفیاں اپنے ساتھ لے آئی اور ان اشرفیوں کو حجرے میں دفن کر دیا آپ جب باہر سے حجرے میں تشریف لائے تو فرمانے لگے کہ آج اس حجرے سے دنیا کی بو آرہی ہے اور پھر آپ نے اس جگہ پاؤں

Marfat.com

مارا جہاں اشرفیاں دفن تھیں۔ اس طرح اشرفیاں باہر نکل آئیں۔ پھر آپ نے ان اشرفیوں کو محتاجوں میں تقسیم کرادیا۔ اگلے روز نماز فجر کے بعد بیوی کو بلاکر مصلے کا ایک کونہ اٹھا کر بیوی کو دکھایا تو اس نے دیکھا کہ ایک سمندر کے کنارے ایک عالی شان محل ہے جو سازو سامان سے پوری طرح آراستہ ہے اور اس کے ایک کونے میں اشرفیوں کا ڈھیر لگا ہوا ہے۔ یہ دیکھ کر بیوی کی آنکھیں خیرہ ہوگئیں آپ نے فرمایا کہ قدرت کاملہ نے مجھے اپنے خزانہ غیب سے بہت عنایت فرمایا ہے۔ اس پر موصوفہ نے جواب دیا کہ۔

اب مجھے آپ کے سوا کسی دوسری چیز کی حاجت نہیں جب آپ کا یہ رنگ ہے تو مجھ کو بھی یہی رنگ پسند ہے۔

آپ نے سلسلہ قادریہ کو بے حد فروغ بخشا۔ بے شمار غیر مسلم آپ کے حلقۂ ارادت میں داخل ہوکر دولت اسلام سے مالامال ہوئے۔ محمود علی مائل نے ایک ہندو جوگی غریب ناتھ کا قصہ بیان کیا ہے جو تلاش حق میں سرگرداں تھا اور آپ کی خدمت میں پہنچ کر مسلمان ہوا۔ آپ نے شادی کرنے کا حکم دیا اس نے ضعیف العمری کا عذر کیا لیکن آپ کے مکرر حکم دینے پر اس نے شادی کرلی ایک روز آپ نے اس سے فرمایا کہ ایک سیر آٹا لاکر ہمارے لنگر میں شامل کردو۔ پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تجھے ایک فرزند عطا کرے گا۔ یہ پیش گوئی پوری ہوگئی۔ آئندہ سال آپ نے فرمایا تیری اولاد بڑھتی رہے گی جب تک ایک سیر آٹا سالانہ لنگر میں شامل کرتی رہے گی یہ پیش گوئی بھی پوری ہوئی اس نو مسلم کی اولاد تقسیم برصغیر کے وقت

Marfat.com

تک آستانے کے لنگر میں آٹا شامل کرتی رہی۔

آپ دل آزاری کو گناہ کبیرہ تصور کرتے تھے جب کبھی کسی حاجت مند کو دیکھتے تو بے چین ہو جاتے اور کسی سوالی کو خالی ہاتھ لوٹنے نہ دیتے تھے۔

آپ فرمایا کرتے تھے کہ کسی پر رحمت کرنے کا فعل خود اس انسان کی روز قیامت میں شفاعت کرے گا آپ سے بہت سی کرامات آپ کے وصال کے بعد بھی ظہور پذیر ہوتی رہتی ہیں جس بناء پر آپ کو زندہ ولی کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ اولیاء عظام کا کہنا ہے۔ مقامات تصوف وسلوک میں حضرت شاہ سکندر کیتھلی قدس سرہ کے بعد آپ کی ذات گرامی ہی نظر آتی ہے۔

آپ نے ۲۰ ذی الحجہ ۱۱۳۰ھ (بروز پیر ۱۴ نومبر ۱۷۱۷ء) کو وصال فرمایا "زہے عاشق، عجب معشوق الٰہی" سے تاریخ وصال نکلتی ہے۔ آپ کا مزار حضرت شاہ سکندر کیتھلی قدس سرہٗ کے مزار کے احاطے میں شمال مغرب کی طرف واقع ہے جہاں سامنے ہی کتبے پر ذیل کا شعر مرقوم ہے۔

محمد شاہ علی روشن ضمیر است
زپا افتادگاں را دستگیر است

آپ کے معتقدین اور مریدین کی اچھی خاصی تعداد بلاد ہند کے علاوہ بیرون ملک بھی پھیلی ہوئی ہے جہاں وہ لوگ دین اسلام کی اشاعت

Marfat.com

میں مشغول ہیں۔ آپ کے خلفاء کی تعداد آٹھ بیان کی جاتی ہے جن میں حضرت ملوک شاہ غازیؒ بہت مشہور ہوئے۔ ہیں ان کا مزار مبارک نوابین بہاول پور کے مشہور محل، نور محل کے قریب واقع ہے اس کے علاوہ آپ کے خلفاء یہ ہیں: شاہ عبد الرحیم دہلویؒ (والد حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی' بابا دربار پوریؒ (متوفی ۱۱۴۰ء) محمد عبداللہ جوگیؒ (غریب ناتھ) کوکب کیتھلیؒ۔ شیخ عبد السلامؒ (اڑیسہ والے) اور شیخ محمد شاکر قریشیؒ مؤلف تواریخ کیتھل و نسب نامہ۔

۴:۔ حضرت شاہ کبیر الدین عابد رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شاہ محمد علی زندہ ولی رحمتہ اللہ علیہ کے بعد آپ کے خلف الصدق حضرت شاہ کبیر الدین عابد نے مسند ارشاد کو رونق بخشی آپ نے بچپن میں ہی سلوک و تصوف کی تمام منازل طے کر لی تھیں۔ اور سن بلوغ کو پہنچنے تک جید عالم اور ولی کامل بن چکے تھے۔ آپ کی بزرگی کو علمائے ظاہر و باطن دونوں نے تسلیم کیا ہے۔ اتباع سنت کے بہت زیادہ پابند تھے۔ خود ساری عمر اسوۂ نبی کریم رؤف کریم ﷺ کی پیروی کی اور دوسروں کو اس پر عمل کرنے کی تلقین کرتے رہے۔ عشق الہی کے استغراق کو عین ایمان سمجھتے تھے کثیر المراقبہ تھے چھ چھ ماہ مراقبے کی حالت میں گزر جاتے تھے عبادت و ریاضت کی وجہ سے ٹانگیں متورم ہو جاتی تھیں۔ کھانے پینے کی طرف سے طبیعت بے نیاز تھی۔ کئی کئی ماہ بغیر کھائے پیئے گزر جاتے

Marfat.com

تھے۔ ریاضت و عبادت کی کثرت کی وجہ سے آپ عابد کے لقب سے مشہور ہیں و آپ کو طبعاً دنیا سے نفرت رہی۔ عبادت الٰہی میں ایک گھڑی کے عرصے کو ایک زندگی کا عرصہ سمجھتے تھے۔ لوگوں کے مجمع سے ہمیشہ گریز رہا کیونکہ گمنامی کی زندگی بہت پسند تھی اس لئے تمام زندگی حجرے میں ہی گزار دی جب کبھی حجرے سے باہر تشریف لاتے تو مریدین و معتقدین کو عبادت و ریاضت الٰہی کی تلقین اور اس دنیا سے نفرت کی ہدایت فرماتے۔ آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ دنیا کے اس زہریلے سانپ سے چوکہ جب یہ کاٹ کھاتا ہے توڈسے ہوئے کو دوسرا سانس لینے کی مہلت نہیں ملتی۔ آپ نے ۹ ذیقعد ۱۱۵۱ھ (بدھ ۱۸ فروری ۱۷۳۹ء) کو وصال فرمایا اور اپنے والد ماجد کے قریب ہی دفن ہوئے۔

آپ کے خلفاء میں میاں محمد محسن سامانیؒ، مولوی سراج الدین سنامی، مولوی غوث محمدؒ پٹنی اور شیخ عبدالرشید کشمیری بہت مشہور ہیں۔

۵:۔ سلطان الاعظم حضرت شاہ محمد بالا ماہ رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت شاہ کبیر الدین محمد عابد کے فرزند اور خلیفہ تھے شاہ محمد نام اور سلطان الاعظم اور بالا ماہ لقب ہیں فیض و کرامت میں یگانہ روزگار تھے اور اپنے وقت کے سربرآوردہ اولیاء میں شمار ہوئے۔ علوم ظاہری میں بھی وہ دستگاہ حاصل ہوئی کہ آپ کا شہرہ دور دور تک پھیل گیا۔

ابھی آپ چھوٹی عمر کے ہی تھے، یک ایرانی بزرگ آپ کے والد

Marfat.com

اقدس سے ملاقات کیلئے تشریف لائے وہ آپ سے بھی ملے گفتگو کے دوران میں ان بزرگ نے کچھ پیچیدہ مسائل کا تذکرہ کیا اور آپ سے ان کی تشریح طلب کی آپ نے ان مسائل کو کچھ اس طرح سمجھایا کہ وہ بزرگ دنگ رہ گئے کہ آپ اس عمر میں اس قدر عقل و شعور اور فہم و ذکاء کے مالک ہیں چنانچہ ان بزرگ نے آپ کے والد مکرم سے فرمایا کہ یہ خورد سال بچہ اعلیٰ مناصب پر فائز ہو گا۔ اس کی پرورش خاص طریقے پر کیجئے کیونکہ اس کی پرواز بالائے ماہ (یعنی چاند کی حدود سے آگے) ہو گی بعد کے واقعات نے یہ پیش گوئی حرف بہ حرف پوری کر دکھائی۔

کئی صوفیائے کرام نے آپ کو حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے مزار پر انوار پر حاضری دیتے ہوئے دیکھا حالانکہ آپ نے بغداد شریف کا سفر نہیں کیا تھا۔ چند واقعات اور ملتے ہیں آپ زمین و آسمان کے خلا کے درمیان چند مردان غیب سے ملاقی ہوئے۔ اس بناء پر آپ کا لقب "بالائے ماہ" پڑ گیا جو گردش روزگار اور حوادث زمانہ کی نذر ہو کر "بالاماہ" بن گیا۔

آپ صبر و شکر، زہد و تقویٰ اور فقر و فاقہ میں لاثانی اور بے نظیر تھے ہر دم یاد الٰہی اور عشق خداوندی میں مستغرق رہتے۔ علم و فضل کے زیور سے بھی بخوبی آراستہ تھے۔ دور دراز کے لوگ آپ سے مسائل کا حل دریافت کرنے آیا کرتے تھے۔

آپ کا وصال ۲۱ رمضان المبارک ۱۱۹۶ء (ہفتہ ۲۰ جون

Marfat.com

۱۷۵۶ء) کو ہوا۔ آپ کے خلفاء میں سید بدیع الدین سامانوی، مولوی رشید الدین اور شیخ ضیاء الدین بیکانیری رحمہم اللہ تعالی بہت نمایاں تھے۔

۶:۔شمس العارفین حضرت شاہ حسن الدین رحمۃ اللہ علیہ

آپ نے علوم ظاہری و باطنی کی تکمیل اپنے والد ماجد حضرت شاہ محمد بالا ماہ رحمتہ اللہ علیہ سے کی اور اوائل جوانی میں ہی حدیث و فقہ تفسیر و فلسفہ کی تحصیل سے فارغ ہوگئے جب آپ کی شہرت ہندوستان کے دوسرے بڑے شہروں میں پھیلی تو حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کیتھل تشریف لائے۔ آپ سے ملاقات کی اور اس خاندان کے تبرکات و لغمات کی زیارت سے لطف اندوز ہوئے اور پھر ان الفاظ میں اپنے تاثر کا اظہار کیا۔

"جو علم و عرفان اس خاندان میں ہے وہ اس وقت بلاد ہند تو کیا اور کہیں کم نظر آتا ہے واقعی خاندان سکندری الکمالی ایک چشمہ علم و فضل و دانش ہے اور دیگر تشنگان۔"

آپ کا طریقہ عبادت و ریاضت الہی، تعلیم و تلقین اور خدمت خلق تھا آپ ہر لحہ لوگوں کو نیکی کی تلقین کرتے۔ علماء و مشائخ کی مجلسیں اور محفلیں لگی رہتی تھیں۔ حدیث، فقہ، فلسفہ، عربی ادب اور اصول معقول و منقول پر انکشافات ہوتے اور ہر انکشاف کی تہ در تہ علمی و روحانی مقتضیات کو بیان کیا جاتا۔ احوال خودی و فقر پر آپ کا پورا عمل تھا۔ نذر و نیاز بکثرت آتے تھے جو قبول ہو جاتے وہ محتاجوں میں تقسیم ہو جاتے تھے آپ اکثر فرمایا

Marfat.com

کرتے تھے۔

''فقیر کو ان چیزوں کی ضرورت نہیں اسے تو خدا اور رسول ﷺ کا سہارا کافی ہے۔''

شدت و تیزی آپ کی طبیعت کا خاصہ تھی سلسلہ کمالیہ سکندریہ میں کوئی سجادہ نشین اس قدر جلالی نہیں ہوا ویسے بھی آپ علوم ظاہری و باطنی میں اپنے دور کے اولیاء عارفین پر سبقت لے گئے اس لئے آپ شمس العارفین کے لقب سے مشہور ہو گئے۔ آپ تصرف باطنی میں بہت مشہور تھے۔ اکثر حالتِ جذب میں رہا کرتے تھے اور اس حالت میں جس شخص پر نظر پڑ جاتی تھی وہ فوراً بے ہوش ہو جاتا تھا آپ کے چہرے سے ہر وقت رعب و جلال ٹپکتا تھا۔

آپ ۱۱ جمادی الاول ۱۲۰۸ ہجری (اتوار ۱۵ دسمبر ۱۷۹۳ء) کو اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔

آپ کے مریدین بلاد ہندو پاکستان کے علاوہ دیگر ممالک میں بھی پائے جاتے ہیں آپ کے خلفاء میں سید محمد حیات بخاری رام گڑھی (راجپوتانہ)، حاجی حافظ دوست محمد قندھاری اور شاہ فضل اللہ (بمبئی) رحمہم اللہ تعالیٰ زیادہ مشہور ہیں۔

۷:۔ سلطان العارفین محمد علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ

آپ نے خاندانی روایات کے مطابق ابتدائی ایام زندگی میں ہی علوم

Marfat.com

متداولہ کے علاوہ علوم دینی میں بھی پوری دستگاہ حاصل کی علوم دینی میں حدیث اور فقہ سے خصوصی دلچسپی تھی اور فلسفہ کے ساتھ اچھا شغف تھا۔ آپ نے بیشتر مسائل فلسفہ کو اپنے انداز میں سمجھ کر اس فن میں جدت طرازی سے کام لیا۔ آپ بچپن ہی میں نہایت فہیم و ذہین ہونے کے سبب مخلوق کی توجہ کا مرکز بن گئے تھے۔

آپ بلند پایہ صاحب نسبت بزرگ ہونے کے علاوہ ایک زبردست عالم دین بھی تھے۔ اگرچہ آپ ہمہ وقت کیفیات و تصورات میں مستغرق رہتے تھے۔ مگر آپ کی خدمت میں صوفیائے کرام کے علاوہ بڑے بڑے علماء بھی بغرض استفادہ حاضر ہوتے تھے۔ آپ کے جود وسخا کا یہ عالم تھا کہ کبھی کوئی سائل در سے خالی ہاتھ نہ گیا۔ آپ کو کشف کی حالت میں بعض محتاجوں کا پتہ چلا۔ اور آپ نے ان کی مدد فرمائی۔ قرآن مجید کی تلاوت سے عشق تھا۔ خشیت الٰہی اور حب رسول اللہ ﷺ نے آپ کے قلب پر وہ اثر ڈال دیا تھا کہ جب کبھی حضور رسالت مآب ﷺ کا ذکر خیر ہوتا یا آپ قرآن پاک کی تلاوت کرتے تو آنسوؤں کا سیلاب امڈ آتا۔ تلاوت کے بعد اکثر استغراق کی کیفیت طاری ہو جاتی تھی۔ جو بہت دیر تک قائم رہتی تھی۔

آپ موت کے تصور سے کانپ جایا کرتے تھے۔ اور فرمایا کرتے تھے کہ ''میرے گناہ اتنے زیادہ ہیں کہ رب قادر کو کیا منہ دکھاؤں گا۔''
آخر وہ گھڑی آپہنچی۔ اور آپ نے ۲۲ جمادی الثانی ۱۲۶۱ ہجری (ہفتہ۔

Marfat.com

۲۸ جون ۱۸۴۵ء) کو جان جان آفرین کے سپرد کر دی۔ آپ کے خلفاء میں سید احمد علی شاہ آبادی، شیخ محمد لطیف پٹنی عظیم آبادی اور میر محمد فضل علی جھجری رحمہم اللہ تعالیٰ کی شخصیات نمایاں تھیں۔

۸۔ قبلہ عالم حضرت شاہ سید علی سیدؒ

آپ کے والد ماجد نے اپنے نزع کے عالم میں اپنے دست مبارک سے آپ کی رسم دستار بندی فرمائی اور خرقہء خلافت عطا فرمایا۔ محمود علی مائل کے بیان سے مترشح ہوتا ہے کہ آپ کی دستار بندی عالم طفولیت میں ہی ادا ہوئی۔ اوائل عمر میں علوم دینوی سے استفادہ کیا اور پھر قرات، تفسیر، حدیث، فقہ اور فلسفہ اسلام کی تحصیل کی۔ ریاضت و مجاہدہ میں نام پیدا کیا۔ ایک عامل اور عالم کی حیثیت سے آپ کی شہرت دور دور جا پہنچی۔ چونکہ آپ علوم تصوف دین، معرفت کے جامع اوصاف ولایت سے متصف تھے اس لئے علماء و مشائخ ہر مقام سے آتے اور دولت روحانی سے مالا مال ہو کر لوٹتے۔ حضرت شیخ عبدالحق مفسر تفسیر حقانی نے آپ سے استفادہ کیا وہ جب بھی آستانہ حضرت شہ کمال کیتھلی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کو آتے تو آپ کے ہاں قیام فرمایا کرتے تھے۔۔۔ آپ کو دنیاوی جاہ مال کی ہوس نہیں ہوئی۔ قناعت اور استغنا آپ کے کردار کی خصوصیات ہیں ہندوستان میں انگریزوں کی عمل داری کے بعد جب بڑی جاگیریں ختم کر دی گئیں تو آپ کی جاگیر بھی ضبط کر لی گئی مگر آپ نے اس کی بحالی کے لئے پیروی نہ کی کچھ عرصے بعد انگریز حکومت کا ایک عملہ حضرت شہ کمال کیتھلی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار شریف پر آیا تو آپ سے بھی ملا۔ عملہ کے ارکان آپ کے حالات سے متاثر ہوئے انہوں نے پیش کش

Marfat.com

کی کہ جاگیر کی ضبطی کا حکم تو اس مرحلہ پر منسوخ نہیں ہو سکتا البتہ آپ کو تحصیل دار مقرر کر دیا جائے گا تا کہ آمدنی کا کوئی ذریعہ بن جائے۔ مگر آپ نے یہ پیش کش ٹھکرا دی۔

آپ بڑے صاحب کرامت تھے ایک دفعہ شہر کیتھل میں بیماری کا زور ہوا اور لوگ بہت پریشان ہوئے آپ کا ایک مرید عبداللہ بھی متعدی مرض میں مبتلا ہوا آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ میں علاج معالجہ سے تنگ آ چکا ہے آپ کی دعا کی ضرورت ہے۔ —————— آپ نے چند ٹکڑے نمک کے عنایت فرمائے اور ہدایت کی کہ جب کھانا کھائے تو اسے استعمال کرے۔ اس نے ہدایت پر عمل کیا۔ اللہ تعالیٰ نے شفا بخشی۔

قائد ملت لیاقت علی خان شہیدؒ کے دادا نواب احمد علی خان کو آپ سے شرف ارادت حاصل تھی انہیں اپنے پیر و مرشد سے اتنی زبردست عقیدت تھی کہ کبھی کیتھل کی طرف پاؤں کر کے نہیں سوئے۔ مرشد کے دربار کا پانی اس قدر عزیز تھا کہ نواب صاحب کی ایک سواری روانہ مظفر نگر یا کرنال سے کیتھل آتی تھی اور نواب احمد علی خان کے لئے پانی بھر کر لے جاتی تھی نواب صاحب کو کیتھل کے سوا کسی دوسرے مقام کا پانی پسند نہ تھا۔ مرشد کی وفات کے بعد ان کی نذر و نیاز پر فراخ دلی سے خرچ کرتے تھے۔

آپ ۶ رجب المرجب ۱۲۹۴ھ (منگل ۱۷ جولائی ۱۸۷۷ء) کو اللہ کو پیارے ہو گئے۔

آپ کے خلفاء میں شیخ عبدالحق مفسر تفسیر حقانی، میاں سید حسن

Marfat.com

واسطیؒ، مولوی نور دین بہاریؒ، حافظ عبدالعزیز اخوندیؒ اور بہادر شاہ یا بہار شاہ رحمہم اللہ تعالیٰ کے نام قابل ذکر ہیں۔

رشد و ہدایت کے ساتھ ساتھ آپ علم و ادب سے بھی گہری دلچسپی رکھتے تھے آپ نے نظم و نثر دونوں میں قلمرانی کی ہے۔ آپ کی تصانیف میں رسالہ حفظ الایمان۔ نور الایمان۔ دیوان غزلیات موسوم بہ قند نبات اور رسالہ طب نبوی یادگار ہیں۔

آپ کا دیوان جون ۱۹۹۳ء میں راقم الحروف نے ایک مبسوط مقدمے کے ساتھ ''دیوان سید کیتھلیؒ'' کے نام سے مرتب کر کے طبع کروایا ہے۔ مقدمے میں آپ کے احوال و افکار پر اپنی مقدور بھر روشنی ڈالی ہے۔ مطلوبہ دیوان فخر برادران رسول پورہ۔ طارق روڈ شیخوپورہ سے دستیاب ہے۔ ذیل میں نمونہ کے طور پر فارسی اور اردو کی دو غزلیں دی جاتی ہیں

نمونہ کلام

فصل گل آمد دلا دیوانہ می باید شدن
یک سر از خلق خدا بیگانہ می باید شدن
ساقیا نزدیک آمد موسم پیمان
باز اکنوں بر سر پیمانہ می باید شدن

Marfat.com

استخوان ہائے وجود خویش راکن حرف عشق
گر ترادرزلف خوباں شانہ می باید شدن
سیدا بہ گفتہ واعظ مکن ہر گز خیال
بے تامل جانب میخانہ می باید شدن

☆ ☆ ☆

نہ کر بادصباشدت سے زلف یار کے ٹکڑے
ہوئے جاتے ہیں اس غم سے دل افگار کے ٹکڑے
میں وہ دیوانہ صحرائے وحشت ہوں خدا جانے
کف پا سے بنا ڈالوں ہزاروں خار کے ٹکڑے
غنیمت جان اے بلبل کوئی دم صحبت گلشن
کریگی آخرش بادِ خزاں گلزار کے ٹکڑے
رہا کرتے تھے جن محلوں میں اہل تخت اور کشور
نظر آتے ہیں اب ہرسو درو دیوار کے ٹکڑے

۹۔ تاج السالکین حضرت شاہ عبدالعلی رحمتہ اللہ علیہ

آپ ابتدائی زندگی میں ہی علوم ظاہری کی تکمیل کے بعد تزکیۂ نفس اور تصفیۂ باطن میں مصروف ہوگئے ذہانت کا یہ عالم تھا کہ اساتذہ حیران رہ جاتے تھے۔ آپ کے ریاضت و مجاہدہ کی شہرت پھیلی تو گردونواح

Marfat.com

کے لوگ جوق در جوق آپ کی خدمت میں حاضر ہونے لگے آپ نے اس قدر مجاہدے کئے کہ موجودہ دور میں مثال ملنا مشکل ہے۔ ہمیشہ روزے رکھتے تھے اور کوئی لمحہ یاد الٰہی سے خالی نہ جاتا تھا۔ استغراق و عشق و محبتِ الٰہی ورثے میں ملے تھے قرآن پاک کی تلاوت اور حدیث کے مطالعے کا بہت شوق تھا۔ عشق رسول ﷺ کے نور سے قلب مبارک ہمیشہ پر نور رہتا تھا۔ تبلیغ اسلام کی دھن تھی آپ کے دست حق پرست پر بہت سے لوگوں نے اسلام قبول کیا۔ کیفیات باطنی میں بھی اپنی نظیر آپ تھے۔ آپ جلالی بزرگ تھے۔ کوئی شخص آنکھ ملا کر بات نہیں کر سکتا تھا۔ جس کی طرف آنکھ اٹھ جاتی سکوت طاری ہو جاتا تھا۔ لیکن اس شان جلالی کے ساتھ ساتھ بے انتہاء بردبار اور منکسر المزاج تھے۔ کبھی کسی شخص پر ناراض نہ ہوتے اور اگر کوئی بات خلاف مزاج ہوتی تو خاموشی اختیار کر لیتے۔ نذر و نیاز بہت کم قبول کرتے تھے اور جو قبول کر لئے جاتے وہ غرباء میں تقسیم کر دیئے جاتے آپ زہد و اتقاء میں لاثانی اور اخلاق محمدی کا بہترین نمونہ تھے۔

آپ کے آستانہ اقدس پر بڑے بڑے امراء اور والیان ریاست حاضری کا شرف حاصل کرتے تھے۔ لیکن آپ دنیوی دولت و شہرت سے متنفر تھے۔

ایک مرتبہ مہاراجہ جے پور نے ایک گاؤں خدمت اقدس میں نذر کیا جب فرمان کے ذریعے اس کی سند بارگاہ عالی میں پیش ہوئی تو آپ نے مہاراجہ کا فرمان چاک کر کے پھینک دیا اور اور فرمایا کہ " ہم دنیا کی

Marfat.com

جاگیر کے طالب نہیں۔"

آپ کی اصابت رائے کا چرچا عام تھا اور لوگ آپ کے مشورے کے مطابق عمل درآمد کرتے تھے۔ عوام کو آپ سے اتنی زبردست عقیدت تھی کہ بڑے بڑے مقدموں کے فیصلے آپ کے دربار اقدس میں طے ہو جاتے تھے۔ تصفیے کے دوران مدعی اور مدعا علیہ آپ کے سجادے پر ہاتھ رکھ دیا کرتے تھے۔ فریقین میں سے جو کوئی جھوٹ بولنے کی سوچتا اس کی زبان گنگ ہو جاتی تھی۔

ایک مرتبہ کسی ہندو کی بارات رخصتی کے بعد کیتھل سے گزر رہی تھی۔ سفر کے دوران سیون دروازہ میں پڑاؤ ہوا۔ رات کو دفعتاً شور بلند ہوا کہ دلہن پالکی میں نہیں ہے۔ اب ہر شخص عجیب الجھن میں گرفتار تھا۔ کسی کی سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ معاملہ کیا ہے۔ دلہن کا اچانک غائب ہو جانا بہت سے شکوک پیدا کر رہا تھا۔ ایک سمجھدار برہمن نے مشورہ دیا کہ حضرت سید عبدالعلی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں چلیں چنانچہ وہ سب آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سارا واقعہ بیان کیا آپ نے دریافت فرمایا جہاں تم نے پڑاؤ کیا' کیا وہاں آندھی بھی آئی ہے؟' انہوں نے اقرار کیا آپ نے فرمایا وہ جنات کی شرارت ہے۔ آپ نے ایک رقعہ جنات کے نام تحریر فرمایا اور کہا کہ اس رقعہ کو اس جگہ لے جا کر ہوا میں پھونک مار کر اڑا دینا چنانچہ انہوں نے ہدایت پر عمل کیا اس کے بعد یکایک آندھی آئی اور جب ختم ہوئی تو دلہن کو موجود پایا دلہن نے بتایا کہ ایک سفید ریش

Marfat.com

بزرگ کی مدد سے واپس آئی ہوں مجھے جنات اٹھا کر لے گئے تھے اور وہ کسی قیمت پر بھی واپس کرنے کو تیار نہ تھے۔

پاکستان کے پہلے وزیر اعظم قائد ملت لیاقت علی خان مرحوم کے خاندان کو سلسلہ عالیہ قادریہ کے اس چشمۂ فیض سے بڑی عقیدت رہی اور ہر دور میں دربار قادریہ میں حاضر ہونا ان کیلئے باعث فخر رہا قائد ملت کے دادا نواب احمد علی خان کو حضرت سید علی سید سے شرف ارادت تھا۔ اس کا تذکرہ گذشتہ صفحات میں ہو چکا ہے۔ قائد ملت لیاقت علی خان کے والد ماجد نواب رستم علی خان کو سید عبدالعلی رحمتہ اللہ علیہ سے شرف بیعت حاصل تھا۔ انہیں آستانہ قادریہ سے بے پناہ عقیدت تھی۔ جب کبھی عرس پر یا اپنے پیرو مرشد کی زیارت کیلئے کیتھل تشریف لاتے تو قصبہ سے دو تین فرلانگ دور ہی سواری سے اتر جاتے اور فربہ اندام ہونے کے باوجود پیدل چلتے۔ جب کیتھل شریف ایک ڈیڑھ فرلانگ دور رہ جاتا تو جوتیاں اتار کر برہنہ پا ہو جاتے اور پشتینی رئیس و پروردہ نازو نعم ہونے کے باوجود ناہموار راستے سے گلیوں کے صبر آزما نشیب و فراز، کانٹوں اور سنگریزوں کی زحمت بڑی خندہ پیشانی سے برداشت کرتے تھے۔ نواب رستم علی خان مرحوم نے کبھی اپنے مرشد سے آنکھ ملا کر بات نہیں کی اور کوئی کام ان کی اجازت کے بغیر نہ کرتے تھے۔ جب قائد ملت لیاقت علی خان پیدا ہوئے تو نواب رستم علی خان نے پیدائش کے چھٹے روز انہیں کیتھل لے جا کر اپنے پیرو مرشد کے قدموں پر ڈال دیا۔ آپ نے بچے کو بڑی محبت سے

Marfat.com

گود میں لے کر پیار کیا۔ سینے سے لگایا اور نواب رستم علی خان سے فرمایا کہ تمہارا بچہ حکمرانی کیلئے پیدا کیا گیا ہے تم تو محض نواب ہو انشاء اللہ تعالیٰ یہ کسی ملک کا بادشاہ بنے گا۔ لاکھوں آدمی اس کے سامنے سر جھکائیں گے اور فوجیں سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑی ہوں گی۔ آپ کی یہ بشارت حرف بحرف پوری ہوئی کروڑوں انسانوں نے محبت و عقیدت سے ان کی قیادت کے سامنے سر جھکا دیا وہ پاکستان کے پہلے وزیر اعظم مقرر ہوئے جسے موجودہ جمہوری دور میں بادشاہ کا نعم البدل ہی سمجھنا چاہیے۔

آپ کا وصال ۲۲ شعبان المعظم ۱۳۱۸ھ (۱۵ دسمبر ۱۹۰۰ء بروز ہفتہ) ہوا۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے تین صاحبزادے عطا کئے تھے۔ یعنی حضرت سید محمد شریف شاہ رحمتہ اللہ علیہ، حضرت سید محمد حنیف شاہ رحمتہ اللہ علیہ اور حضرت سید علی احمد شاہ رحمتہ اللہ علیہ۔ اول الذکر صغر سنی میں ہی اللہ تعالیٰ کو پیارے ہو گئے دوم یعنی حضرت سید محمد حنیف شاہ نے تقسیم برصغیر ہند و پاک کے بعد قبولہ شریف میں اقامت اختیار کر لی اور وہیں رحلت فرمائی اور مؤخر الذکر یعنی حضرت سید علی احمد شاہ، اپنے والد گرامی کے بعد رشد و ہدایت سے مسلمانان عالم کے دلوں کو منور فرماتے رہے۔ حضرت سید محمد حنیف رحمتہ اللہ علیہ کی اولاد میں سید محمود حسن شاہ اور بی بی بتول یادگار تھے۔ سید محمود حسن شاہ نے قبولہ شریف میں وصال فرمایا انہوں نے ساری عمر اپنے والد ماجد کی روایات کو زندہ رکھا۔ فارسی اور اردو سے آپ کو خاص شغف تھا۔ کثیر المطالعہ تھے اور اردو زبان کے بہت اچھے شاعر تھے۔

Marfat.com

حضرت سید عبد العلی رحمتہ اللہ علیہ کے خلفاء میں نو حضرات کی شخصیات نمایاں ہیں۔ یعنی آپ کے صاحبزادے حضرت سید علی احمد شاہ کیتھلی رحمتہ اللہ علیہ، محمد شاہ بدخشانی المعروف بہ خان بابا، سائیں مہر علی شاہ کیتھلی (پٹیالہ) حافظ نظام الدین، میاں طالب علی (اڑیسہ)، سید محمد حسن (رام گڑھی)، شیخ قادر بخش' سید رستم علی واسطی اور عبد الرحمان پالن پوری رحمہم اللہ تعالی۔

۱۰:۔قبلہ عالم حضرت سید علی احمد شاہ رحمتہ اللہ علیہ

کمالی مہر کے نقش و نگین اور جناب شاہ سکندر رحمتہ اللہ علیہ کے امین، قبلہ عالم حضرت میاں سید علی احمد شاہ ۱۲ شعبان المعظم ۱۳۱۵ھ (جمعرات ۸ جنوری ۱۸۹۸ء) کو اس عالم آب و گل میں ظہور پذیر ہوئے۔ آپ حضرت سید عبد العلی رحمتہ اللہ علیہ کے فرزند اور خلیفہ تھے۔ آپ تین سال کے تھے کہ آپ کے والد کا وصال ہو گیا۔ جب آپ کے والد کے وصال کا وقت قریب آیا تو انہوں نے اپنے چچا میاں غلام رسول شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ سے فرمایا کہ علی احمد شاہ کو میرے پاس لاؤ۔ جب آپ آگئے تو سینے پر لٹایا اور اپنی زبان مبارک حضرت کے منہ میں ڈال دی۔ اور فرمایا اس کا ہاتھ میرا ہاتھ ہے۔ والد ماجد کے بعد آپ کے والد کے چچا میاں غلام رسول شاہ رحمتہ اللہ علیہ نے آپ کی تربیت شروع کی۔ لیکن وہ بھی صرف ڈیڑھ سال توجہات خاص کرنے پائے تھے کہ اللہ کو پیارے ہو گئے اب آپ کی والدہ نے آپ کی تعلیم و تربیت کی طرف توجہ دی۔ اس عابدہ و زاہدہ بی

Marfat.com

لی نے آپ کی تربیت صحیح معنوں میں کی سب سے پہلے آپ نے قرآن پاک کی تعلیم حاصل کی اور پھر عربی و فارسی کے علوم متداولہ میں عبور و کمال حاصل کیا۔ زمانے کے دستور کے مطابق آپ کو سکول بھیجا گیا۔ آپ کے اساتذہ میں ملا غلام حیدر اور مولانا مرتضیٰ احمد کے نام قابل ذکر ہیں۔ آپ نے بارہ برس کی عمر میں قرآن پاک حفظ کر لیا تھا اور گھر کی تعلیم کے زیر اثر آپ تقوی، طہارت، اعلیٰ اخلاق او ر اسلامی کردار کے مالک بن گئے تھے۔ آپ نے کئی سال تک سخت ریاضت اور چلہ کشی کی۔ پہلے شاہ ولایت خواجہ عبدالرشید رحمتہ اللہ علیہ کے مزار پر رات کو اوراد و وظائف کرنے لگے۔ سوائے نماز جمعہ کے باہر ہی نہ نکلتے تھے۔

زندگی میں آپ کے کسب معاش کے مختلف مشاغل رہے مگر ہر مشغلہ میں زبان ذکر الٰہی میں مصروف اور قلب یاد الٰہی سے معمور رہا۔ ایک ریلوے آفیسر نے جو آپ کے خاندان سے بخوبی واقف تھا آپ کو محکمہ ریلوے کے دفتر میں ملازمت دلوادی۔ مگر تھوڑے ہی عرصہ بعد اس ملازمت کو ترک کر کے مقامی اسلامیہ ہائی سکول میں مدرس ہو گئے اور پھر اس مدرسے سے سبکدوش ہو کر خانہ نشینی اختیار فرمالی۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا اصل مقام تو مجاہدہ نفس اور ریاضت تھا اور محکمہ ریلوے اور اسلامیہ ہائی سکول کی ملازمت ظاہری راستے تھے جہاں سے گزر کر آپ اپنے اصلی مقام پر پہنچ گئے۔

اوائل عمر میں روزانہ گیارہ سو مرتبہ نفی اثبات جہر اور خفی کے ساتھ بارہ ہزار مرتبہ اسم ذات روزانہ کا معمول تھا۔ اکثر رات کا حصہ

Marfat.com

خواجہ صوفی بدھنی رحمتہ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر تلاوت و ذکر اذکار میں بسر ہوتا۔ خاندانی روایت کے مطابق اپنے نامور اسلاف کی وراثت مجاہدہ اور ریاضت پورے طور پر آپ میں موجود تھی۔

آپ مسلمانوں کے جداگانہ تشخص اور علیحدہ قومیت کے قائل تھے۔ چنانچہ مسلمانوں کی باہمی وحدت اور اخوت پر زور دیتے اور مسلمانوں قوت اسلام کو ضائع اور کمزور کر رہے ہیں۔ ملی آزادی و اتحاد اسلام کی تڑپ اعلائے کلمتہ الحق اور اسلام کے جھنڈے کو سر بلند دیکھنے کا جو جذبہ آپ کے دل میں تھا اس کا اندازہ اس امر سے ہو سکتا ہے کہ تقسیم ہند سے قبل آپ نے عامتہ المسلمین سے اپیل کی۔ کہ جملہ اختلافات کو پس پشت ڈال کر وطن کی آزادی کی خاطر اپنا سب کچھ قربان کرنے کو تیار ہو جائیں اس کیلئے جمیع اہل سلسلہ کو بالخصوص اور جملہ برادران ملت کو بالعموم یہی ہدایت کرتے رہے۔ چنانچہ ڈاکٹر قمر مسعود صدر مسلم لیگ (کیتھل شریف) نے آپ کا ایک بیان روزنامہ ''نوائے وقت'' لاہور کو برائے اشاعت ارسال کیا۔ جو ۶ نومبر ۱۹۴۵ء کی اشاعت میں شائع ہوا۔ یہ بیان ذیل میں درج ہے :۔

''میرے مرید مسلم لیگ کو ووٹ دیں'' کیتھل کے سجادہ نشین کا اعلان۔ ''کیتھل (ڈاک) حضرت میاں سید علی احمد گیلانی سجادہ نشین درگاہ عالیہ حضرت شاہ سکندر رؤس الاولیاء محبوب الہی بنیرہ کبیر ملک العشاق حضرت شاہ کمال کیتھلی رحمتہ اللہ علیہ قادری نے سلسلہ ء قادریہ سکندریہ

Marfat.com

کے معتقدین، محبین اور عقیدت مندان کی ہدایت کیلئے مندرجہ ذیل اعلان برائے اشاعت ارسال فرمایا ہے۔

''برادران ملت السلام علیکم۔ آپ کو معلوم ہے کہ موجودہ نازک دور میں ملت اسلامیہ کی شیرازہ بندی کس قدر اہم ہے اور تمام برادران اسلام کا اخوت اسلامی کی بناء پر اتفاق اور اتحاد کے ساتھ ایک جھنڈے کے نیچے جمع ہونا کس قدر ضروری ہے۔ آپ کو یہ بھی معلوم ہے کہ اسلامی شیرازہ کو منتشر کرنے کے لئے کتنی مخالف قوتیں کام کر رہی ہیں۔ آپ جانتے ہیں کہ قومی اور ملی حقوق کی حفاظت کے بغیر ایک منظم اور قومی جماعت کے نہیں ہو سکتی۔ مسلمانان ہند کی سب سے بڑی اور سب سے زیادہ منظم اور قومی جماعت مسلم لیگ ہے۔ جس کا نصب العین ہندوستان میں ایک آزاد مسلم حکومت قائم کرنا ہے۔ جس کا نام پاکستان ہے۔ جو اسلامی علوم وفنون' تمدن و معاشرت اور دینی و دنیاوی حقوق کی محافظ ہوگی۔ اسلامی اصولوں پر چلائی جائے گی اور مسلمانوں کے قلوب میں ایک اسلامی روح پھونک کر قوم کو زندہ اور تابندہ کرے گی پس ہشیار اور بیدار ہو جائیں اور شب وروز اپنی تحریروں سے، تقریروں سے، دعاؤں سے محبت اور اخلاق سے مسلم لیگ کو مضبوط بنائیں اور اس کی آواز پر لبیک کہیں اس کی امداد کریں اور پاکستانی حکومت قائم کرنے کا پختہ ارادہ اپنے دل میں کرلیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کی امداد فرمائے اور کامیابی نصیب فرمائے۔ آمین ثم آمین'' دستخط:

سید علی احمد شاہ'

Marfat.com

سجادہ نشین گیلانی آستانہ عالیہ، محبوب الٰہی نبیرہ حضرت کبیر ملک العاشق، حضرت شاہ سکندر روس الاولیاء، سید شاہ کمال کیتھلی بقلم خود

۱۹۴۷ء میں تقسیم برصغیر کے بعد جب ہندوستان سے مسلمانوں کا انخلاء شروع ہوا تو متعصب ہندوؤں نے مسلمانوں کی بے بسی سے فائدہ اٹھا کر قتل و غارت کا بازار گرم کر دیا۔ ایسے عالم میں قائد ملت خان لیاقت علی خان نے آپ کے پاس ملٹری کانوائے بھیجا کہ آپ اور آپ کے خاندان کو حفاظت پاکستان لے آئے لیکن آپ نے شہر کے مسلمانوں کو یکا و تنہا چھوڑ کر جانے سے انکار کر دیا اور جب تک کیتھل سے مسلمانوں کا انخلاء مکمل نہ ہو گیا آپ کیتھل میں مقیم رہے آپ کے وجود ہی کی برکت تھی کہ شہر جو چاروں طرف ہندوؤں سے گھرا ہوا تھا۔ کسی نقصان کا نشانہ نہ بنا۔ آپ کے سایۂ عاطفت میں کیتھل سے مسلمانوں کا چپہ چپہ پاکستان پہنچ گیا۔ آپ ہجرت کر کے پاکستان تشریف لائے تو ابتداء میں قبولہ شریف میں قیام فرمایا۔ پھر ملتان چلے گئے یہاں کچھ دن قیام کرنے کے بعد ڈیرہ غازی خان کو اپنا مستقل رہائشی مقام مقرر فرمایا ابھی آپ کو ڈیرہ غازی خان میں آئے ہوئے ہفتہ عشرہ ہی گزرا تھا کہ عین کروڑ کے صاحب جذبہ اور کامل بزرگ حضرت میاں غلام حسین لعل نقش بندی نے (اگرچہ انہوں نے آپ کو دیکھا نہیں تھا) ڈیرہ غازی خان میں رہنے والے اپنے ایک مرید چنید خاں بزدار کو خواب میں آپ کی اور آپ کے خادم نیاز احمد کی زیارت کروائی اور آپ کی خدمت کرنے کی تلقین کی۔ صبح کے وقت چنید خاں اپنے افرادِ

Marfat.com

کنبہ کے ہمراہ خاندانی دستور کے مطابق ایک بکرا، آٹا اور گھی لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور نذر گزاری اس کے بعد یہ پینڈ خان بزدار تا حیات آپ سے فیض حاصل کرتا رہا۔ اب بھی پینڈ خان بزدار کی اولاد بدستور اسی عقیدت سے حاضری دیتی ہے۔ ڈیرہ غازی خان میں آئے ہوئے تھوڑا ہی عرصہ ہوا تھا کہ قائد ملت لیاقت علی خان کو آپ کے بارے میں پتا چلا تو انہوں نے ایک برقیہ کے ذریعے استدعا کی کہ مستقل رہائش کیلئے کراچی تشریف لے آئیں مگر آپ نے انکار کر دیا۔ ڈیرہ غازی خان میں آپ کی فیض رسانیوں اور آپ کے جذبہ و کمال کا شہرہ بہت جلد ہر طرف پھیل گیا۔ آپ نے یہیں جمعۃ المبارک کے روز ۲۳ الرجب ۱۳۸۳ھ (۲۱ دسمبر ۱۹۶۲) کو وصال فرمایا وصال کی کیفیت بھی عجیب تھی تذکرہ کریمیہ میں ہے کہ وصال سے پیشتر کچھ مبہم اشارت کرتے رہے جن کو کوئی سمجھ نہ سکا۔ اپنے صاحبزادے میاں مقبول محی الدین گیلانی سے فرمایا کہ یہ میری سفید چادر اب بکس میں رکھ دو۔ اس کا وقت ختم ہو چکا ہے۔ انہیں دو روز پیشتر اپنے بھائی میاں خورشید محی الدین گیلانی سے ملنے کے بہانے لاہور بھیج دیا کہ مبادا حادثے کی تاب نہ لا سکیں۔ آپ اکیلے گھر میں رہ گئے۔ نماز جمعہ مسجد میں ادا فرمائی۔ واپس آکر چائے تیار کرائی اور پی پھر ہندی اردو کے اشعار پڑھنے لگے۔ پھر ڈاکٹر عبدالشکور کو بلوایا کہ پھنسی پر کچھ پلاسٹر لگا دے اپنی چارپائی قبلہ رو کروائی معالج نے پلاسٹر لگایا اور آپ لیٹ کر راہی ملک بقا ہو گئے۔ طبیعت بگڑتے ہی خان صاحب میڈیکل سپرنٹنڈنٹ کو بلانے گئے

Marfat.com

۔واپسی پر دونوں نے دیکھا کہ آپ پردہ فرما چکے ہیں۔وصال کی خبر آناً فاناً پورے علاقے میں پھیل گئی شہر والے اور دیہاتی لوگ جوق درجوق آموجود ہوئے۔دونوں صاحبزادوں کو ٹیلی فون کے ذریعے اطلاع دی گئی اور بذریعہ اخبار وصال کی خبر پاکر دور دراز سے بھی لوگ آگئے۔اژدہام کی وجہ سے نماز جنازہ متعدد بار پڑھی گئی۔ تیسرے روز غسل کے وقت پھنسی سے خون جاری تھا جس سے علماء نے اندازہ لگایا کہ درجہ قطبیت پر فائز تھے۔مزار مبارک ڈیرہ غازی خان میں مرجع خاص وعام ہے۔

حضرت جماعت علی شاہ محدث علی پوری کے خلیفہ مجاز حضرت مولانا حاجی محمد سلیمان نقش بندی جماعتی (ریٹائرڈ ہیڈ ماسٹر ڈیرہ غازی خان) فرماتے ہیں کہ میں حضرت سید علی احمد شاہ کے وصال پر مغموم تھا۔اسی عالم میں میری آنکھ لگ گئی۔ خواب میں میرے مرشد محدث علی پوری رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا۔ سلیمان اٹھو حضرت مخدوم کیتھلی رحمتہ اللہ علیہ کی تجہیز وتکفین میں شامل ہو اور ان کا مزار ان کے احاطے کے جنوب مغربی گوشے میں بنایا جائے۔ میں نے بیدار ہو کر دونوں صاحبزادگان کو یہ خواب سنایا ۔جناب داروغہ صاحب سید رشید احمد انبالوی اور دوسرے احباب کا خیال تھا کہ حضرت کو قبولہ شریف میں دفن کیا جائے اور یہ صاحبان اس مقصد کیلئے قبولہ شریف تشریف بھی لے گئے تھے۔ لیکن جب یہ احباب واپس تشریف لائے تو صاحبزادگان کے فرمانے پر اس بات پر رضامند ہو گئے کہ حضرت مخدوم کیتھلی رحمتہ اللہ علیہ کو ڈیرہ غازی خان میں ہی دفن کیا جائے

Marfat.com

حضرت مولانا حاجی محمد سلیمان فرماتے ہیں کہ محدث علی پوری نے درگاہ حضرت شاہ کمال کے اس حجرے میں جہاں حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی نے چلہ کشی کی تھی کیتھل شریف میں پہنچ کر چلہ کشی کی یہی روحانی رابطہ اور نسبت قادری حضرت مخدوم سید علی احمد کی تجہیز و تکفین اور مزار مبارک کی نشاندہی کا موجب بنی۔ حضرت مولانا محمد سلیمان مزید فرماتے ہیں کہ حضرت سید علی احمد کے مزار مبارک کے سرہانے کی وسطی جالی نشست گاہ اولیاء کا درجہ رکھتی ہے فرماتے ہیں کہ روضہ مبارک کے بر آمدہ میں سرہانے والی وسطی جالی کے قریب دائیں بائیں بالمقابل حضرت غوث الاعظم رحمتہ اللہ علیہ، حضرت خواجہ شہاب الدین سہروردی رحمتہ اللہ علیہ، ایک اور بزرگ ہستی دوسری طرف حضرت خواجہ اجمیری رحمتہ اللہ علیہ، حضرت خواجہ بہاؤالدین نقش بند اور حضرت امیر ملت محدث علی پوری رحمتہ اللہ علیہ تشریف فرماہیں بر آمدے سے باہر نیچے کبوتروں کے ڈربے کے پائین صاحب اجازت چادر پوش میرے پیر بھائی جنہوں نے حضرت مخدوم سرکار کیتھلی کی تجہیز و تکفین و تدفین منجانب محدث علی پوری رحمتہ اللہ علیہ بشارت ہونے پر میرے سامنے طنزاً کچھ کہا تھا کھڑے ہیں راقم بر آمدے سے اتر کر انہیں چادر سے پکڑ کر مجمع میں لانا چاہتا ہے۔ مگر وہ شرمندگی کے مارے پیچھے ہٹ رہے ہیں مجمع ہماری اس کش مکش کو ملاحظہ کر رہا ہے اور اسی کشمکش میں میری آنکھ کھل جاتی ہے یہ بشارت حضرت مخدوم سید علی احمد شاہ قدس سرہ کے مراتب ولایت کا اظہار ہے۔ آپ کی

Marfat.com

نماز جنازہ تین مرتبہ ہوئی پہلی مرتبہ پاک سنی تنظیم کے امیر اعلیٰ حضرت مولانا غلام جہانیاں خطیب جامع مسجد ڈیرہ غازی خان دوسری مرتبہ حضرت مولانا فضل حق نعمانی خطیب جامع نعمانیہ ڈیرہ غازی خان۔ اور تیسری مرتبہ جناب حافظ حاجی کریم بخش نے نماز جنازہ پڑھائی۔ مزار مبارک کی تعمیر کیلئے ایک کمیٹی تشکیل دی گئی جس میں صدر نواب اشتیاق علی خان آف چھوچھک داس کے علاوہ قاضی ممتاز احمد سابق وائس پریزیڈنٹ ۔ شیخ محمد خلیل چیئرمین یونین کمیٹی، شیخ محمد شریف کونسلر، چوہدری محمد اسماعیل فروٹ ایجنٹ اور شیخ محمد عمر آڑھتی تھے۔ آپ کے وصال پر ملک کے مختلف حصوں میں ہنگامی اجلاس منعقد ہوئے اور آپ کے وصال کو پوری قوم کیلئے ایک عظیم سانحہ قرار دیا گیا۔ نامور شعراء نے نوحے اور مرثیے لکھے اور وصال کی تاریخیں کہیں۔ چند تاریخیں ذیل میں دی جاتی ہیں۔

ا۔ محرم سر الہ شد و اصل انوار حق
راہبر راہ خدا مخدوم علی احمد ولی

مصرعہ اول سے سن وصال ۱۳۸۲ھ برآمد ہوتا ہے (مرزا رضا برلاس شاگرد علامہ اقبال مرحوم)

ہم دیکھ رہے تھے کہ ابھی چھوڑ کے ہم کو (۴۵)
''فردوس'' میں داخل ہوا اک مرد خدا

۳۵۰ ۱۰۷۷ ۱۳۸۲ (عامل متھراوی)

Marfat.com

۴۔ بارگاہ حق تعالیٰ میں وہی مقبول ہیں
یعنی عند ربہ مرضیاء ہے جن کا مقام
۱۳۸۲ھ (سید محمود علی گیلانی)

آپ کے وصال پر تعزیت کرنے والوں میں اولیاء، صوفیاء علماء کے علاوہ امراء نوابوں اور غیر مسلموں کی ایک کثیر تعداد تھی ذیل میں ایسے چند حضرات کے نام دیئے جاتے ہیں۔

سجادہ نشین: دیوان سید صولت حسین شاہ سجادہ نشین اجمیر شریف ،خواجہ غلام نظام الدین محمودی سلیمانی سجادہ نشین تونسہ شریف، مخدوم سید شوکت حسین گیلانی سجادہ نشین حضرت موسیٰ پاک شہید ملتان' غلام دستگیر شاہ گیلانی سجادہ نشین قبولہ شریف، پیر سید غلام محی الدین شاہ گیلانی سجادہ نشین گولڑہ شریف' سید اسماعیل شاہ حضرت کرماں والے' حضرت میاں علی محمد خان بسی والے پاک پتن شریف' دیوان بدرالاسلام سجادہ نشین ہانسی، صاحبزادہ میاں نثار احمد برکی القادری جالندھری' پیر میاں غلام احمد صابری مہم شریف' حضرت فضل عثمان جان مجدی کابلی لاہوری' صاحبزادہ میاں اعجاز احمد سجادہ نشین کلیر شریف' صوفی عبدالسلام مجددی کولوٹولہ ڈھاکہ (بنگلہ دیش) سید رحیم علی شاہ ترمذی سجادہ نشین بارہ الوری کھروڑپکا، سید عاشق حسین بخاری سجادہ نشین درگا حضرت شاہ محمد شریف نیادل شریف (سرگودھا) دیوان سید علی شاہ پیر شاہی،

علماء: سید احمد سعید کاظمی شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ بہاول پور'

Marfat.com

مولانا سید نذیر احمد شاہ الوری بہاول پور' حافظ محمد اللہ خاں رامپور' قاضی قمر الزمان کلکتہ' مفتی محبوب احمد امروہہ، محمد اسحٰق دہلی' پروفیسر چوہدری کرم شاہ مجددی قادری ملتان' پروفیسر علامہ قادری صاحب ازہری' السید عبدالکریم نوری مکہ معظمہ' مولانا فضل قدیر ظفر ندوی لاہور' جناب حیرت وارثی' جناب برق لدھیانوی'

امراء ونوابان: نواب سردار میر بلخ شیر خان مزاری ڈیرہ غازی خان' نواب سجاد علی خان آف کرنال لاہور، نواب سردار محمد خان لغاری ڈیرہ غازی خان۔ نواب زادہ ولایت علی خان ابن قائد ملت لیاقت علی خان لاہور' راؤ فضل الرحمان مشیر اعلی امیر بہاول پور۔

غیر مسلم: کرم چند ایڈووکیٹ کیتھل' لالہ دلیپ سنگھ کیتھل' ڈاکٹر رادھا کرشن شملہ' پنڈت برہم شرما' پنڈت امر سنگھ (کیتھل) فقیر چند لاہوری (بھارت)۔ باباشڈھ پوری جانشین دوازدہم حضرت باواستیل پوری کیتھل۔

حضرت سید علی احمد شاہ کے خلفاء میں آپ کے تین صاحبزادوں کے علاوہ جن حضرات کے اسمائے گرامی ممتاز حیثیت رکھتے ہیں وہ یہ ہیں: سید رشید احمد انبالوی لاہور' پیر سید ولی محمد شاہ گیلانی قبولہ شریف' شیخ یوسف بن صالح المکی' مولوی غلام احمد اجروری' مفتی محمد یوسف گجراتی' راؤ سلیمان بی اے کلانوری اوکاڑہ' مولوی ابراہیم انصاری انبالہ' بابو غلام حسین رحمتہ اللہ علیہ ایڈووکیٹ مدفون میاں میر لاہور' میاں محمد عظیم پٹنہ' مولوی عبدالرسول' مائی مقصودہ المعروف مائی نوری کراچی، بھگت رام ایشور دیال

Marfat.com

'بابو رام آلیوجہ' ڈپٹی ٹہل رام دہلی۔ مولوی عبدالرسول بھکر تحصیل خوشاب کے رہنے والے تھے۔ ۱۹۵۱ھ میں سو سال سے زیادہ عمر میں آپ سے بیعت ہوئے اور خلافت قادریہ حاصل کی۔ مولوی عبدالرسول تنویر العینین، فراقنامہ اور انوار مرتضوی ایسی کتابوں کے مؤلف ہیں۔

حضرت سید علی احمد شاہ کے مریدین کا حلقہ بہت وسیع تھا صرف پاکستان میں ہی مریدین کی تعداد ہزاروں تک پہنچتی ہے۔ مسلمانوں کے علاوہ ہندو بھی بہت بڑی تعداد میں آپ کے عقیدت مند تھے۔ ان عقیدت مندوں میں سے چند ایک کے نام یہ ہیں لالہ گپنت رائے ھانڈہ ایڈووکیٹ' پنڈت امرناتھ تواڑی ایڈووکیٹ، کرم چند ایڈووکیٹ' ڈاکٹر حکم چند مہتہ، سیٹھ بیر بھان، پرتاب چند لاٹکے۔ حضرت سید علی احمد شاہ کے تین صاحبزادے علی الترتیب سید مسعود محی الدین رحمتہ اللہ علیہ 'سید خورشید محی الدین رحمتہ اللہ علیہ اور سید مقبول محی الدین مدظلہ العالی ہیں۔ اول الذکر کی ریاضت کشی اور مجاہدہ انتہا پر تھا لیکن آپ عنفوان شباب میں اپنے والد ماجد کی حیات میں ہی بمقام کراچی وصال فرما گئے۔ مرحوم نہایت کم سخن باحیا اور سلیم الطبع تھے۔ وصال سے کئی سال پیشتر وہ ریاضت شاقہ اور تسبیح میں ہمہ وقت مصروف رہتے تھے۔

سید خورشید محی الدین محکمہ تعلیم سے وابستہ رہے۔ بردبار، ملنسار اور مخلص تھے۔ شریعت و طریقت کے پابند رہے اور سلوک کی اعلیٰ منازل طے کر چکے ہیں۔ طالبان راہ کے لئے آپ کی صحبت مابہٗ فیض تھی۔ اپنے

Marfat.com

والد ماجد کے وصال کے بعد آپ نے اشارۂ غیبی کی بناء پر سجادگی سے دست برداری اختیار کرلی اور اپنے ہاتھوں اپنے برادر خورد سید مقبول محی الدین گیلانی کی دستار بندی کی۔ ۱۵ جون ۱۹۸۵ کو شیخوپورہ میں وصال فرمایا مؤخر الذکر یعنی سید مقبول محی الدین گیلانی موجودہ سجادہ نشین ہیں۔

موصوف سلسلہ عالیہ قادریہ کی

اشاعت میں عملی حصہ لے رہے ہیں صورت و سیرت اور اخلاق و عادات کے اعتبار سے اپنی مثال آپ ہیں۔ حضرت سید علی احمد شاہ کی ان کے حال پر خاص مہربانی تھی۔ ان کے دم سے بزرگوں کی روایات زندہ ہیں خدا نے انہیں جہاں دین و دنیا کے علم سے نوازا ہے وہاں روحانیت کے ورثے میں سے بھی بہت کچھ عطا کیا ہے انہوں نے ڈیرہ غازی خان میں اپنے والد گرامی کا شایان شان مزار تعمیر کرایا ہے۔ جہاں ہر سال بڑے اہتمام سے عرس کی تقریبات منعقد ہوتی ہیں۔ مزار شریف کے نزدیک ایک عالی شان مسجد تعمیر کروائی ہے۔ مریضوں کے علاج کے لئے ایک فری ڈسپنسری بھی قائم کی ہے۔ ان تین صاحبزادوں کے علاوہ حضرت سید علی احمد شاہ کی ذریات میں ایک صاحبزادی مسعودہ بی بی بھی ہیں۔ موصوفہ کا وصال ہو چکا ہے۔

حضرت سید علی احمد شاہ رحمتہ اللہ علیہ ایک روشن ضمیر اور مرتاض بزرگ تھے آپ کو روحانی کمالات اپنے اسلاف سے ورثہ میں ملے تھے جب تک آپ کیتھل میں رہے مرجع خلائق رہے ڈیرہ غازی خان میں اقامت گزیں ہونے کے بعد یہاں بھی مخلوق کیلئے آپ فیوض

Marfat.com

وبرکات کا منبع رہے آپ کا حلقہ ارادت دور تک پھیلا ہوا تھا پاکستان کے اطراف و جوانب سے عقیدت مند آپ کی خدمت میں آتے تھے اور مرادوں سے جھولیاں بھر کر لے جاتے تھے آپ حضرت غوث الثقلین شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کے بے حد مداح تھے اور آئے سال بڑی گیارہویں بڑے اہتمام سے منایا کرتے تھے آپ کی موجودگی میں محبت بھرے انداز میں جب نعت خوانی ہوا کرتی تو عجب لطف آتا اور سب سے آخر میں ختم شریف کا اہتمام قابل دید ہوتا اس اہتمام سے آپ ہر سال ڈیرہ غازی خان میں بھی گیارہویں شریف مناتے مجاہدوں اور ریاضتوں کے باعث آپ پر استغراق و محویت کی کیفیت طاری رہتی تھی لیکن آپ ہمیشہ احکام شریعت کی پابندی فرماتے تھے اور جب اسرار و معرفت پر گفتگو فرماتے تو دقیق سے دقیق مسئلے کو دلکش اور دل نشین انداز میں بیان فرمادیتے ولایت و سعادت کا نور آپ کے چہرۂ مبارک سے ہویدا تھا اور آپ کی صورت کریمہ کا یہ اعجاز تھا کہ جو بھی ایک بار زیارت کرلیتا، وہ آپ کا گرویدہ ہو جاتا آپ اتباع شریعت کا خیال رکھتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ کی پابندی کے بغیر معرفت اور سلوک کی منازل طے نہیں جاسکتیں آپ کے ہاں ہر مذہب اور مشرب و مسلک کے لوگ حاضر رہتے تھے اور فیض پاتے تھے وسیع المشربی اور رواداری آپ کا شیوہ تھا۔ پروفیسر چوہدری کرم شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ آپ تقویٰ و پرہیز گاری میں نمونہ اور احکام شریعت کے حد درجہ پابند تھے جب آپ بزرگان

Marfat.com

عظام کے حالات اور معرفت کے اسرار ورموز پر کلام کرتے تو قلوب روشن اور ایمان تازہ ہو جائے'حقیقت یہ ہے کہ وہ عروج وشباب و عظمت و شوکتؒ جو آپ کے والد بزرگوار کے واصل حق ہو جانے سے لوگوں کی نظروں سے مسطور ہو گئی تھی، آپ کی مجالس میں نمایاں ہو گئی بزرگان کے اعراس بڑے تزک واحتشام سے ہونے لگے اور لنگر جاری ہو گئے۔

حسب دستور خاندان عالیہ عرس پر محفل سماع یا قوالی نہیں ہوتی بلکہ سیرت رسول ﷺ اور اولیاء اللہ کے فضائل پر علمائے کرام تقاریر ووعظ کرتے ہیں قرآن پاک کی تلاوت ہوتی ہے نعتیں مناجاتیں پڑھی جاتی ہیں بعد میں ختم شریف ہوتا ہے اور تبرک تقسیم کیا جاتا ہے۔ انسانی کردار کی عظمت اس میں ہے کہ جس کو جس سے زیادہ واسطہ ورابطہ ہو وہ اس کی عظمت وبزرگی کا زیادہ اقرار کرے آپ کے ہم مکتب وہم جماعت بلا تفریق مذہب وملت آپ کی طالب علمی اور آپ کے شباب کے حالات بڑے فخر سے سنایا کرتے تھے وہ آپ کو ایک برگزیدہ ہستی تصور کر کے آپ کا بے حد احترام کرتے تھے۔ پاکستان میں ہجرت کے بعد آپ کی خط وکتابت اپنے سابقہ ہم مکتب وہم جماعت بابو کرم چند ایڈووکیٹ' لالہ جگل کشور ایڈووکیٹ، پنڈت امرناتھ بار ایٹ لاء اور لالہ مہتر چند ایم اے سے برابر جاری رہی اس کے ملاحظہ سے پایا جاتا ہے کہ اہل ہنود کو آپ سے بے پناہ عقیدت تھی اور وہ آپ کو بہت عالی مرتبت بزرگ تصور کرتے تھے اور آپ کی نسبت ان کی یہ عقیدت آج بھی اسی طرح ہے۔ دربار قادری

Marfat.com

کے مؤلف کو حضرت سید علی احمد شاہ کیتھلی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رہنے کا بہت زیادہ موقع ملا چنانچہ انہوں نے آپ کو بہت قریب سے دیکھا ہے وہ لکھتے ہیں کہ موجودہ حضرت قبلہ سید علی احمد شاہ صاحب مدظلہ العالی کی نسبت یہی شہرت ہے کہ آپ پیدائشی ولی کامل اور عارف باطن ہیں اگرچہ یہ روحانی معاملہ ہے مگر حضرت قبلہ کی ریاضت مجاہدہ اخلاق بے ریا و بے لوث معاملات پاکیزہ زندگی اور دیگر شواہد آپ کے تقدس اور آپ کی روشن ضمیری کی جانب اشارہ کرتے ہیں۔ میں سال ۱۹۲۵ء سے حضرت قبلہ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہو رہا ہوں اور اس وقت ہزاروں اشخاص ایسے بھی موجود ہیں جن کے سامنے حضرت قبلہ کی پوری زندگی گزری ہے اور انہوں نے حضرت قبلہ کی فیض رسانیوں کے بادلوں کو برستے دیکھا ہے وہ برملا کہہ رہے ہیں کہ قبلہ کی روحانی توجہ اور ان کی جذب نظر میں تجلیوں کے کارنامے ہیں اور ان کا قلبی تاثر اور تصرف ہواؤں میں کام کر رہا ہے۔ کیتھل میں کوئی غیر مسلم بھی ایسا نہ تھا جو کسی نہ کسی صورت اور ضرورت کے سلسلے میں آپ کی خدمت میں حاضر نہ ہوتا ہو۔ ہر صبح و شام سینکڑوں آدمی دعاؤں کیلیے در دولت پر حاضر رہتے تھے اور ہزاروں آپ کی عظمت روحانی کے سامنے سر تسلیم خم کرتے تھے۔ آخر کوئی بات تو تھی جو مسلم اور غیر مسلم کو حضرت قبلہ کے روبرو دعا یا سلام کے لئے کشاں کشاں لاتی تھی اور سارے علاقے میں آپ کو پیر روشن ضمیر کہلوا رہی تھی۔

جناب رشید القادری نے آپ کو ایک قابل زیارت ہستی قرار دیا

Marfat.com

ہے۔ اور آپ کی شخصیت کو گلستان رسالت کا ایک شاداب اور شگفتہ پھول کہا ہے موصوف حضرت شاہ کمال کیتھلیؒ پر مضمون لکھتے ہوئے آپ کا ذکر اس طرح کرتے ہیں کہ آپ کے موجودہ سجادہ نشین حضرت میاں سید علی احمد شاہ صاحب ادام اللہ برکاتہم جو آج کل ڈیرہ غازی خان میں مقیم ہیں ایک قابل زیارت ہستی ہیں آپ کو دیکھ کر ایسا محسوس ہوتا ہے کہ گلستان رسالت کا ایک شاداب اور شگفتہ پھول کھل رہا ہے کہ جس کی زیب وزینت اور رعنائی و دلفریبی سے ہر دل باغ باغ اور جس کی مہک سے ہر روح اور دماغ معطر ہے آپ کی پیشانی مبارک پر سعادت کے کثیر آثار اور کرامت کے عجیب انوار نمایاں نظر آتے ہیں۔

حضرت سید علی احمد شاہ رحمتہ اللہ علیہ کی شخصیت نے اولیائے ہم عصر کو بہت متاثر کیا چنانچہ انہوں نے آپ کو زبردست خراج تحسین پیش کیا ہے سیداں والی ضلع سیالکوٹ کے ایک نامور بزرگ پیر بہادر شاہ قادری رحمتہ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ نسبت کامل کا ارادہ بہت مدت سے میرے دل میں گھر کیے ہوئے تھا لیکن ہر کام کیلئے وقت مقرر ہوتا ہے۔ میں کمال شوق کے ساتھ کیتھل شریف گیا اور پہلے محبوب المحبوب ملک العشاق قبلۃ الواصلین، سراج السالکین حضرت شاہ کمال الحق والشرع قادری الجیلانی قدس اللہ سرہ العزیز کے مزار پر بیٹھا تو کیا دیکھتا ہوں کہ آنجناب نے کوئی چیز میوے کی قسم سے اپنے دست مبارک سے میرے کپڑے میں ڈالی ہے۔ اس کے بعد قبلۃ الواصلین، کعبۂ عارفین، نورِ انوار حضرت شاہ سکندر

Marfat.com

قدس سرہ کے روضہ مبارک میں جا کر فاتحہ کے بعد مراقبہ میں بیٹھا تو آنحضرت نے ایک سفید رنگ کلاہ عنایت کی۔ آواز آئی کہ جس طرح یہ کلاہ تجھے عنایت ہوئی ہے اسی طرح بزرگوں سے پہنچی ہے۔ وہاں سے اٹھ کر محبوب الحبوب کے روضے میں آیا اور مراقبے میں بیٹھا تو دل میں آنحضرت کی اولاد کی زیارت کی خواہش پیدا ہوئی۔ میں نے لوگوں سے دریافت کیا کہ کیا آنجناب کی اولاد سے کوئی لائق اس وقت موجود ہے۔ انہوں نے کہا ہاں ایک مرد صاحبِ علم ظاہری وباطنی حضرت شاہ علی احمد دامت برکاتہ موجود ہیں۔ ان کی خدمت میں حاضر ہو کر قدم بوس ہوا اور شیرینی ان کے سامنے رکھی۔ آپ نے اس پر فاتحہ پڑھ کر تین چار ٹکڑے دم کر کے مجھے کھلائے۔ اس کے کھانے سے ایسی تاثیر اور ذوق حاصل ہوا کہ تقریر و تحریر میں آنہیں سکتا اور ذکر و شغل کا طریقہ جو انہوں نے اپنے بزرگوں سے حاصل کیا تھا اور ایک کلاہ مع شجرہ قادریہ عالیہ کے جس کی بابت آنحضرت کے روضہ منورہ سے اشارہ ہوا تھا عنایت فرمایا۔

پروفیسر چوہدری کرم شاہ نے بھی ایک ایسا ہی واقعہ لکھا ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت سید علی احمد شاہ رحمتہ اللہ علیہ نہ صرف ایک عالی مرتبہ بزرگ تھے بلکہ شفیق انسان بھی تھے اور سنت نبوی کے متبع بھی۔ وہ لکھتے ہیں کہ روہتک میں ایک دفعہ یہ خبر مشہور ہوگئی کہ کیتھل شریف سے ایک بزرگ میاں سید علی احمد گیلانی تشریف لا رہے ہیں۔ میں نے اپنے (پیرو مرشد) بابا صاحب کی خدمت میں ایک خط لکھ دیا کہ اس نام کے ایک

Marfat.com

بزرگ روہتک آنے والے ہیں مجھے کیا حکم ہے ہر چند کہ انہیں آپ نے دیکھا تک نہیں تھا لیکن آپ نے جواب میں لکھا اگر میاں صاحب روہتک تشریف لائیں تو تم انہیں اپنے گھر بلاؤ اور ایک پگڑی اور اس پر دو روپے رکھ کر نذرانہ پیش کرو۔ یہ جواب ملنے پر مجھے بڑی خوشی ہوئی کہ فی الواقع میاں صاحب بڑے بزرگ ہیں۔ اس قسم کا حکم مجھے میرے پیرو مرشد نے پہلے کبھی نہیں دیا تھا۔ مجھے حیرانی بھی ہوئی کہ آپ نے کبھی میاں صاحب کو دیکھا بھی نہیں اس کے باوجود آپ ان کے احوال سے واقف ہیں۔ اس جواب کا ذکر میں نے احباب سے کر دیا اور ہم سب شوق سے میاں صاحب کا انتظار کرنے لگے۔ اتفاق سے میاں صاحب روہتک تشریف نہ لا سکے اور موسم گرما کی تعطیلات میں بندہ رمداس جا پہنچا۔ میری عدم موجودگی میں روہتک والوں کے اصرار پر میاں صاحب آخر آ گئے۔ میرے چند احباب میاں صاحب کی خدمت میں پہنچے اور میرا ذکر کیا کہ کس طرح میں نے اپنے پیرو مرشد سے حکم طلب کیا۔ اور انہوں نے کیا جواب مرحمت فرمایا پھر دوستوں نے خواہش ظاہر کی کہ اگرچہ پروفیسر صاحب تو چھٹیوں میں گھر جا چکے ہیں لیکن ہم متمنی ہیں کہ آپ اسی طرح ان کے مکان پر قدم رنجہ فرمائیں تاکہ ان کے پیرو مرشد کے حکم کی تعمیل ہو جائے۔ میاں صاحب نے ازراہ کرم یہ درخواست منظور فرمالی اور دوستوں نے میری طرف سے پگڑی اور دو روپے کا نذرانہ آپ کی خدمت میں پیش کیا۔ واپسی پر مجھے یہ اطلاع ملی تو میں بہت خوش ہوا کہ غائبانہ طور پر جو سلوک میاں صاحب

Marfat.com

نے کیا ہے وہ ان کے بزرگ ہونے کی قوی دلیل ہے چنانچہ موقع پاکر میں کیتھل شریف جا حاضر ہوا۔ معلوم ہوا کہ آپ واقعی صاحب حال بزرگ ہیں۔ آپ پر جذب طاری تھا اور چہرۂ مبارک پر ولایت کے انوار برس رہے ہیں۔ کیتھل والے ہندو اور مسلمان سب آپ کا بے حد احترام کرتے تھے۔ ہر وقت آپ کے مکان پر زائرین کا انبوہ کثیر موجود رہتا تھا ایک دفعہ کرنال کے ایک نواب بھی سلام کو حاضر ہوئے اور مدت تک آپ کی بیٹھک میں عام لوگوں کی طرح فرش پر بیٹھے رہے مگر آپ پر جذب کا یہ عالم تھا کہ کسی اور طرف توجہ نہ کرتے تھے ذکر وفکر میں ہر وقت مشغول رہتے ۔ پروفیسر چوہدری کرم شاہ مزید لکھتے ہیں کہ حضرت بابا صاحب اپنے پیرو مرشد کے فرمان پر میں نے بارہا عمل کیا ہے۔ جب کبھی آپ ہمارے ہاں عرس حضرت بابا صاحب میں تشریف لاتے یا میں ڈیرہ غازی خان گیارہویں شریف میں شرکت کرتا تو پگڑی پر دو روپے رکھ کر خدمت عالیہ میں پیش کرتا۔ آپ نے ہمیشہ کرم نوازی سے میرا ہدیہ قبول فرمایا اور میری دلجوئی کی۔ ڈیرہ غازی خان میں مجھے آپ کے ہاں حاضری کا کئی بار شرف حاصل ہوا۔ آپ مجھ پر بڑے مہربان تھے جب کبھی ہمیں خلوت نصیب ہوتی تو آپ علم کے دقیق رموز اور اسرار بڑی وضاحت سے بیان فرماتے اور مدتوں مجھے سرور حاصل رہتا۔

کیتھل کے ایک شخص احمد حسن کو مولانا اشرف علی تھانوی سے بڑی عقیدت تھی اس کی خواہش تھی کہ مولانا جب کبھی کرنال کی طرف آئیں تو بیعت

Marfat.com

کروں مگر کافی عرصہ اس انتظار میں گزر گیا آخر اس نے ایک عریضہ مولانا کو تحریر کیا اور اپنی خواہش کا اظہار کیا کچھ دنوں کے بعد تھانہ بھون سے اس خط کا جواب موصول ہوا لکھا تھا۔ عزیز من۔ تمہارا اشتیاق نامہ موصول ہوا تمہارا جذبہ قابل دید ہے مگر تمہارے شہر میں ہی ایک شمع روشن ہے اس سے روشنی حاصل کرو۔ یہ حضرت سید علی احمد شاہ رحمتہ اللہ علیہ کی طرف اشارہ تھا۔ حالانکہ موصوف اور مولانا میں کبھی ملاقات نہیں ہوئی تھی چنانچہ شیخ احمد حسن آپ کی خدمت میں مولانا کا خط لے کر حاضر ہوا اور سارا ماجرا بیان کیا اور بیعت کی۔ آپ کے وصال پر حضرت کرمانوالے رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا تھا۔"آج ایک غوث واصل حق ہو گئے"۔

آپ کی تعلیمات کا خلاصہ یہ ہے کہ حقوق اللہ اور حقوق العباد میں کوتاہی نہ کی جائے اپنی خواہشات سے اسطرح لڑو جس طرح دشمن سے لڑتے ہو درود شریف کی بہت فضیلت بیان فرماتے۔ قرآن پاک کی تلاوت کے خود پابند تھے اور دوسروں کو اس کی تلقین کرتے تھے۔ فرمایا اپنا محاسبہ خود کرنا چاہیے اپنے آپ کو قصوروار اور پر تقصیر سمجھنا چاہیے۔ برے کاموں اور ناپسندیدہ اعمال سے بچتے رہنا چاہیے کہ باطنی ترقی کی یہ ایک کنجی ہے۔ آپ اتباع شریعت کا خاص خیال رکھتے۔ فرماتے کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ نے اپنی سنت کے ذریعے تمام دینی اور دنیاوی باتیں سکھا دی ہیں۔ ہم پر اس کی نعمت کا شکر لازم ہے مزاج مبارک میں سادگی بہت تھی اور کھانے پینے میں تکلف پسند نہ کرتے تھے جو سامنے آجاتا کھا لیتے

Marfat.com

اور پہننے کو جو مل جاتا پہن لیتے غریبوں کی دل جوئی کرتے۔ فرماتے کسی سائل کو کچھ دو تو احسان نہ جتا-ایک ہاتھ سے اس طرح دو کہ دوسرے کو پتا نہ چلے۔ سماع کے متعلق فرمایا کہ جس کسی کو سماع سے مقصود لذت شوق الٰہی میں اضافہ اور دنیا سے انقطاع ہو تو راگ سننے میں مضایقہ نہیں اور اگر خیالات شیطانی اس کے برعکس راگ سننے سے زیادہ ہوں تو اس کے لئے راگ سننا جائز نہیں۔ایک بار ایک شخص نے عرض کی کہ قبلہ کیا تصوف اور شریعت دو جدا جدا چیزیں ہیں ؟ آپ نے فرمایا۔ ہرگز نہیں یہ خیال غلط ہے تصوف اور سلوک مغز شریعت ہیں جو لوگ علیحدہ علیحدہ خیال کرتے ہیں وہ حقیقت سے بالکل بے بہرہ ہیں۔ اولیائے کرام سے استمداد کرنے کا ذکر ہوا تو فرمایا اولیائے کرام سے استمداد بے شک جائز ہے اور حدیث مبارک سے استعانت از عباد اللہ کا پورا ثبوت ملتا ہے اور یہ بھی آچکا ہے یا محمد ﷺ انی اتوسل بک ۔تصرفات اولیائے کرام بحالت حیات وبعد از حیات ظاہر اکثر محدثین اور فقہا کے نزدیک ثابت ہیں۔ہاں جس طرح عوام الناس تصرف کلی سمجھتے ہیں جائز نہیں مگر جس طرح کوتاہ اندیش لوگ تصرف اولیاء کا مطلق انکار کرتے ہیں وہ بھی بالکل غلط ہیں۔

اولیائے کرام صاحب تصرفات ہیں۔ مولانا روم فرماتے ہیں۔

اولیاء راہست قدرت از الہ

تیر جستہ باز گرداند ز راہ

حضرت سید علی احمد شاہ رحمتہ اللہ علیہ کے کچھ ملفوظات ہمیں دستیاب

Marfat.com

ہوئے ہیں وہ ہدیۂ قارئین کیے جاتے ہیں۔

ابتلا ایک شرف ہے اسی لئے صاحبان حق اس میں مبتلا کئے جاتے ہیں۔

نفس اللہ تعالی کا مخالف ہے اور نفس کی مخالفت خدا کی دوستی ہے۔

جو شخص کرامت دکھانا اپنا شعار بنالے وہ خدا سے دور ہو جاتا ہے۔

درویش وہ ہے جس کا دل غنی ہو اور بدن صابر۔

ایک مرد خدا کی سب سے بڑی کرامت یہی ہے کہ وہ سنت رسول ﷺ کے مطابق زندگی بسر کرے۔

زیادہ شکم سیری مانع عبادت ہے۔

اتنا کھا کہ ہضم ہو سکے۔

عمل کیلئے ذکر الٰہی کافی ہے مذکور تک خود پہنچادے گا۔

گمنام رہنا پسند کر کہ اس میں ہی ناموری کی نسبت امن ہے۔

گناہوں سے ایسے بچا جائے جیسے بچھو اور سانپ سے بچا جاتا ہے۔

فقرا کو ناخوش رکھ کر خدا کی خوشنودی حاصل کرنا ناممکن ہے۔

جن کو اللہ تعالی اپنی طرف بلائے ان کو خود بخود آداب سکھا دیتا ہے۔

خدا کا دوست وہی ہے جو مخلوق پر مہربان ہو۔ عبادت خلوت میں ہی ہوتی ہے بجز فرائض کے کہ ان کا ظاہر کرنا اشد ضروری ہے۔

ذکر کی کامیابی میں دیر لگ جانے سے مایوس نہ ہونا چاہیے بعض سالکوں پر دیر سے فیضان جاری ہوا۔

دنیا عالم اسباب ہے یہاں پر فعل سے پیشتر سبب کا ہونا قدرت کی حکمت ہے۔

Marfat.com

انسان کی ہلاکت خود پسندی ہے

دل کو دنیا اور اس کی زینت و آرائش سے باز رکھ۔ کیونکہ اس کا صاف مکدر اور اس کا وصل جدائی ہے۔

خوشی کو دائمی اور ابدی خیال نہ کرو کیونکہ جس کو ایک زمانہ خوش کرتا ہے کئی زمانے رنج دیتے ہیں۔

ہر وقت باوضو رہنا باعث برکت ہے۔ قناعت کر کیونکہ قناعت ہی میں غنا ہے۔

درود شریف بکثرت پڑھا کرو۔

فقیر جو کچھ کہے اسے حقیر نہ سمجھو۔

فقیر وہ ہے کہ اس کی خاموشی فکر کے ساتھ اور اس کی گفتگو ذکر کے ساتھ ہو

۔کلمہ لا الہ الا اللہ تمام ذکر سے افضل ہے۔

اہل اللہ مال پا کر متواضع ہوتے ہیں اور اہل دنیا مغرور۔ وہ شکر گزار ہوتے ہیں اور یہ غافل۔

امراء میں سے برے وہ ہیں جو عالموں سے دور ہوں اور عالموں میں سے وہ برے ہیں جو امراء کے قریب ہوں۔ آدمی بہت ہیں لیکن آدمیت کم ہے کہ انسان عبارت ہے فضائل حسنہ اور افعال حمیدہ سے اور اب ان دونوں چیزوں کا فقدان ہے۔آدمی ہونا بہت مشکل ہے۔

حضرت سید علی احمد شاہؒ سلوک و تصوف کے ساتھ ساتھ علم و ادب سے بھی غیر معمولی شغف رکھتے تھے ۔آپ اردو زبان میں شعر کہتے تھے اور

Marfat.com

فرمان ، تخلص کرتے تھے۔ محمود علی مائل نے آپ کے چار قصیدے "دربار قادری" میں درج کیے ہیں جو آپ نے حضرت شاہ کمال کیتھلی قدس سرہ اور حضرت شاہ سکندر قدس سرہ کی تعریف میں لکھے ہیں۔ ان قصائد سے آپ کی قادر الکلامی اور عذوبت بیان کا پتا چلتا ہے۔

آپ سیف زبان تھے۔ جو کچھ زبان مبارک سے نکلتا۔ حکم خدا سے وہی ہو جاتا لیکن آپ بہت بردبار ، حلیم الطبع اور خلیق الفطرت تھے لوگوں کے لئے ہمیشہ کلمہء خیر زبان سے نکالتے۔ کبھی کسی مخالف کو بھی سخت لفظ سے یاد نہیں کیا۔ آپ بڑے صاحب فیض و صاحب کرامت بزرگ تھے۔ آپ کی کرامتیں اوائل عمر سے ظاہر ہونے لگ گئی تھیں۔ آپ ابھی چھ سال کے تھے کہ ایک بکری نے آپ کا نقصان کر دیا۔ آپ نے فرمایا "جا تیری ٹانگ ٹوٹے گی" بکری دو چار قدم ہی چلی تھی کہ وہ زمین پر گری اور اس کی ٹانگ ٹوٹ گئی۔

جے رام مہاجن کا مکان آپ کے مکان سے ملحق تھا اس مہاجن نے اپنا مکان نئے سرے سے بنانا شروع کیا اور کھڑکیاں آپ کے مکان کی طرف رکھ لیں۔ آپ نے اپنی والدہ مکرمہ کے کہنے کے مطابق مہاجن مذکور کو ایسا کرنے سے منع کیا۔ مہاجن نے کہا تم اپنی آنکھیں بند کر لیا کرو۔ آپ نے فرمایا "تیری آنکھیں بند ہو جائیں گی" دوسرے دن جب وہ مہاجن صبح اٹھا تو اندھا ہو گیا تھا اور تمام عمر اندھا ہی رہا۔ اس وقت آپ کی عمر نو سال تھی۔ اس واقعہ سے کیتھل کے بے شمار لوگ واقف ہیں۔

Marfat.com

تھو تیلی کا لڑکا شام کے وقت آپ کے ساتھ کھیلا کرتا تھا۔ آپ نے فرمایا ''تو سارا دن میرے ساتھ کیوں نہیں کھیلتا'' اس نے جواب دیا ''دن کے وقت میں کام پر جاتا ہوں، شام کو آتا ہوں تو آپ کے پاس آجاتا ہوں ۔اگر کام پر نہ جاؤں تو دو آنے نہیں ملیں گے اور میرا باپ مجھے مارے گا'' آپ نے فرمایا'' تجھے چار آنے ملا کریں گے ،دن بھر یہیں رہا کرو'' دن ڈھلے بعد دوپہر اسے ہر روز کھیلتے کھیلتے زمین پر سے ایک چونی مل جایا کرتی۔ کئی روز بعد اس کے باپ نے پوچھا اب تو دو آنے کے بجائے چار آنے لاتا ہے یہ کیا بات ہے اس نے سارا ماجرا سنا دیا اس کے بعد وہ چار آنے ملنے بند ہو گئے یہ واقعہ اس وقت ہوا جب آپ کی عمر بارہ سال تھی۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ پر غلبہ عشق اس قدر مستولی تھا کہ آپ دنیاوی سہاروں سے بے نیاز ہو کر جمالی دوست کی کیفیات میں محو و بے خود ہو گئے تھے اور اس مقام پر پہنچ گئے تھے جہاں سوائے حسن و جمال حقیقی کے کوئی اور صورت نظر کے سامنے آہی نہیں سکتی ۔ریاضت شاقہ اور کثرت مجاہدہ کا یہ غلبہ آپ کے عنفوان شباب سے شروع ہو کر قریباً پندرہ سال تک مسلسل آپ پر رہا اور غالباً یہی وہ زمانہ ہے جس میں آپ نے جذب و معرفت کی منزلیں یکے بعد دیگرے طے کیں اور آخر کار آپ منصب ارشاد پر فائز ہو گئے ۔اس زمانے میں کیسے کیسے عجائبات مشاہدہ میں آئے اور کس کس طرح مخلوقات کی دستگیری فرمائی اور کس طرح سرعت کے ساتھ سالکین کے مقامات طے کرائے اور پریشان حالوں کو سکون و

Marfat.com

طمانیت، نظر کیمیا اثر نے بخشی، یہ واقعات اگر منضبط کئے جائیں تو مجلدات درکار ہوں۔

محمود علی مائل نے لکھا ہے کہ وہ حضرت سید علی احمد شاہ رحمتہ اللہ علیہ کے بارے میں ان تمام واقعات کو منضبط کرنا چاہتے تھے جو ان کے علم و مشاہدہ میں تھے لیکن آپ کے منع فرمانے کی وجہ سے انہیں اپنا ارادہ ترک کرنا پڑا۔ ہمیں آپ کے سجادہ نشین حضرت سید مقبول محی الدین گیلانی اور متوسلین و معتقدین نے بہت سے اقعات لکھے ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ مادر زاد ولی تھے۔ ہم ان کشف و کرامات میں سے قارئین کی ضیافت طبع کیلئے چند بیان کرتے ہیں۔

آپ رؤساء یا امراء کے گھروں پر تشریف نہیں لے جاتے تھے۔ اگر وہ کبھی زیارت کیلئے آتے تو ان کے ساتھ خندہ پیشانی سے پیش آتے اور اگر وہ نصیحت کی خواہش کا اظہار کرتے تو بڑی نرمی کے ساتھ نصیحت فرماتے۔ علماء کی تعظیم کرتے۔

۱۹۵۱ء میں جب کہ آپ راؤ سلیمان کی کوٹھی میں ملتان بار منزل میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ ایک روز سول اینڈ ملٹری گزٹ میں جو کہ راؤ صاحب روزانہ پڑھا کرتے تھے محمد ایوب خاں کی بڑی نمایاں تصویر دیکھ کر راؤ صاحب سے فرمایا راؤ صاحب اس کی آنکھوں میں بڑی چمک ہے اس میں کچھ کر گزرنے کی بڑی صلاحیت ہے۔ اللہ کرے آئندہ اس کے ہاتھوں کوئی اچھا کام سرانجام پائے۔

Marfat.com

حضرت مولانا فضل حق رحمتہ اللہ علیہ کے صاحبزادے مولانا محمد اسماعیل کا بیان ہے۔ ماہ محرم ۱۹۷۸ء کے فساد سے کوئی دس بارہ روز قبل میں نے خواب دیکھا کہ میں کسی جنگل میں کھڑا ہوں اور چاروں طرف سے مجھے کتوں نے گھیرا ہوا ہے اور وہاں سے نکلنے کا کوئی راستہ نظر نہیں آرہا اور وہ سب چیر پھاڑ کرنے کیلئے اپنے اپنے منہ کھولے ہوئے ہیں اچانک قبلہ سرکار رحمتہ اللہ علیہ میری طرف آئے اور فرمایا مولانا' یہ کنکریاں ان کی طرف پھینک دو۔ میں نے ایسا ہی کیا۔ دفعتاً وہ سب بھاگ گئے ۔ن کو آنکھ کھلی تو طبیعت پر کافی گھبراہٹ تھی۔ دس گیارہ دن بعد ڈیرہ غازی خان میں پہلی دفعہ (عاشورہ) محرم میں فساد ہوا اور فسادیوں نے جامع مسجد پر حملہ کیا اور مجھے میرے حجرے کا دروازہ توڑ کر ہلاک کرنا چاہا۔ مگر میں اس وقت حجرہ سے باہر کسی محفوظ مقام پر جا چکا تھا۔

خان محمد سرور خان ڈائریکٹر ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن بہاولپور لکھتے ہیں کہ آپ کے منہ سے نکلی ہوئی بات خالی نہ جاتی تھی۔ آپ کا فیض آپ کے وصال کے بعد بھی کئی گنا جاری ہے۔ خان موصوف نے اپنے مکتوب میں ان فیوض و برکات کا ذکر کیا ہے جو انہوں نے اور ان کے خاندان کے دیگر افراد نے آپ سے حاصل کئے۔ وہ لکھتے ہیں کہ آپ کی دعا کی برکت سے انہوں نے اپنے بڑے سے بڑے دشمن پر فتح پائی۔ ان کے بہنوئی خان صدیق احمد خان سینئر سول جج کے ہاں شادی کے بعد گیارہ سال تک کوئی اولاد نہیں ہوئی تھی۔ تمام ڈاکٹر اور اطباء جواب دے چکے تھے۔ آپ کی دعا

Marfat.com

لی برکت سے ان کے ہاں اولاد نرینہ پیدا ہوئی۔

محمد سرور خان نے اپنے چند ایسے دوستوں کا ذکر بھی کیا ہے۔ جنہوں نے ان کی طرح آپ کی دعا کی برکت سے زندگی کے مشکل مراحل طے کیے ان میں شیخ عبدالعزیز ہیڈ کلرک کی شادی ان کے ہاں' اولاد نرینہ کی پیدائش اور ان کا ایک بڑے سنگین مقدمے سے رہائی پانا اور خان صاحب مذکور کے ایک ماتحت حق نواز کا سب انسپکٹر ہو جانا قابل ذکر ہیں۔

تھانہ روجھان ضلع ڈیرہ غازی خان کے سب انسپکٹر پولیس عنایت محمد بٹ نے اپنی ایک تحریر میں ان فوائد کا ذکر کیا ہے جو انہوں نے آپ کی ذات سے حاصل کیے۔ انہوں نے لکھا ہے کہ آپ کی دعا کی برکت سے اولاد نرینہ سے شرف یاب ہوا اور ان واقعات کا تذکرہ بھی کیا ہے کہ کس طرح سب انسپکٹروں کی تربیت کیلئے ان کا نام بھیجا گیا اور کس طرح تربیت کے دوران پیش آنے والی مشکلات آپ کی دعا کی برکت سے حل ہوئیں۔

ڈاکٹر چراغ الدین صدیقی فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میری اہلیہ سخت بیمار ہو گئی۔ بہت علاج کیے لیکن کوئی افاقہ نہ ہوا میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض مدعا کیا آپ نے دعا کی مجھے تسلی دی اور چند نقش پینے کیلئے دیئے۔ میری اہلیہ اس واقعہ کے چند روز بعد روبصحت ہو گئی اسیطرح شیخ عبدالرحمان کی اولاد زندہ نہیں رہتی تھی وہ حاضر خدمت ہو کر دعا کا طالب ہوا حضرت نے دعا فرمائی۔ بحمد اللہ تعالیٰ وہ صاحب اولاد ہیں۔

کیتھل کا واقعہ ہے کہ ایک دفعہ امرناتھ سیٹھ کے مکان میں اینٹیر

Marfat.com

آنا شروع ہو گئیں۔ پہلے تو اس نے اسے کسی کی شرارت سمجھا مگر بعد میں نوبت یہاں تک پہنچی کہ کھانے پینے کی اشیاء حتیٰ کہ خوراک و پوشاک میں گندگی کی بو آنے لگی۔ تمام گھر سخت پریشان ہو گیا۔ مذکورہ سیٹھ نے اپنے چند احباب سے ذکر کیا اور ان کے مشورہ سے مختلف عاملوں سے رجوع کیا۔ مگر فائدہ کی کوئی صورت پیدا نہ ہوئی۔ بالآخر انہوں نے آپ سے رجوع کیا۔ اور آپ کی توجہ سے ان کے گھر سے جنات کا اثر دور ہوا۔

کیتھل شہر ہی کا واقعہ ہے کہ غلام حیدر نامی ایک شخص جید سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا' جو مرضِ جرب میں مبتلا تھا۔ حکیموں ڈاکٹروں کے علاج سے کوئی فائدہ نہ پہنچا۔ تو آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ حضرت شاہ کمال قادری کے کنوئیں پر جا کر غسل کرو۔ اللہ تعالیٰ شفا دے گا۔ چنانچہ اس نے حسبِ ارشاد عمل کیا اور شفایاب ہو کر ہنسی خوشی چلا گیا۔

مولوی عبدالحمید خان کے پاس ایک کتاب کا قلمی نسخہ تھا۔ جسے وہ بڑی احتیاط سے رکھتے تھے۔ آپ نے مطالعہ کیلئے مستعار طلب کیا۔ مولوی صاحب کا بیان ہے کہ جب میں مذکورہ نسخہ لے کر آ رہا تھا۔ تو مجھے خیال آیا کہ یہ بزرگوں کی نشانی ہے۔ حضرت کہیں رکھ کر بھول نہ جائیں جب میں نے یہ نسخہ خدمت میں پیش کیا تو آپ نے تبسم کناں فرمایا۔

''مولانا کتاب بڑی نایاب ہے۔ ایسا نہ ہو ہمیں یاد نہ رہے۔ خود ہی یاد سے دو چار دن بعد لے جانا''۔ آپ کے اس ارشاد پر مجھے بے حد ندامت

Marfat.com

ہوئی اور عرض کی کہ اس قدر عجلت کی کیا ضرورت ہے۔"

حافظ نظام الدین کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ آپ قبرستان میں تشریف لے گئے۔ میں ہمراہ تھا۔ میرے دل میں خیال گزرا کہ کیا ہی اچھا ہو کہ آپ میرے والد محترم کی قبر پر بھی تشریف لے جائیں۔ لیکن ہیبت جلال کے سبب میں کچھ نہ عرض کر سکا۔ آپ جب فارغ ہوئے تو میرے والد کی قبر کی طرف رخ کیا۔ نزدیک جا کر فرمایا یہی تمہارے والد کی قبر ہے۔ میں نے تصدیق کی۔ فاتحہ سے فراغت پا کر واپس تشریف لائے۔ راستے میں مجھے خیال ہوا کہ والد کی نجات کے بارے میں کچھ فرماتے.. تو اطمینان ہو جاتا۔ آپ نے قدرے تامل کے بعد فرمایا "اللہ تعالیٰ نے اسے بسبب عشق رسالت مآب ﷺ بخش دیا ہے۔ میں آپ کی روشن ضمیری دیکھ کر حیران ہوا اور یقین محکم ہو گیا کہ اصحاب القلوب ایسے ہی ہوا کرتے ہیں۔

حکیم ہوتی پوری بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میں آپ کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک صاحب آئے آپ ان سے بے حد بے تکلف تھے انہوں نے آکر ظرافت آمیز گفتگو سے آپ کو محظوظ کیا آپ دیر تک ہنستے رہے۔ مجھے یہ خیال آیا کہ آپ بزرگ ہونے کے باوجود اس قدر ہنس رہے ہیں جب وہ صاحب چلے گئے تو آپ نے مجھے فرمایا" حکیم صاحب شیخ سے بمقتضائے بشریت کوئی ایسا فعل سرزد ہو جائے جس کا صدور محض اضطراری ہو تو مرید کا اعتقاد درست رہنا چاہیے۔" حکیم صاحب کہتے ہیں کہ آپ کے

Marfat.com

کشف سے مجھے یقین ہو گیا کہ آپ ہمارے خطرات قلبی سے بخوبی واقف ہیں اور میں اپنے اس خیال سے سخت نادم ہوا۔

مقربین سے سنا گیا ہے کہ آپ کے سامنے ہمیں اکثر اظہار کیلئے زبانی عرض معروض کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی تھی جن اُمور کو خیال میں رکھ کر آپ کے پاس جاتے آپ اس کے خیال سے بڑے لطیف پیرائے میں مطمئن فرما دیتے آپ کے مرید کے دل میں وسوسہ شیطانی گزرتا تو آپ اس کو خواب میں یا کنایۃً زبانی سمجھا کر ایسے خیالات سے منع فرما دیتے۔

آپ کا معمول تھا کہ دوسرے تیسرے عشرے اپنی والدہ ماجدہ کے مزار شریف پر' جو ڈیرہ غازی خان میں ہی حضرت نورنگ شاہ قادری کے مزار مبارک کے احاطے میں واقع ہے فاتحہ خوانی کے لئے جایا کرتے تھے۔ ایک روز آپ حسب معمول مزار شریف پر حاضر ہوئے کہ ایک اجنبی بلوچ روتا پیٹتا آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ میری لڑکی اعضاء شکنی کے مرض میں مبتلا ہے اور اس کی وجہ سے سخت بے چین اور بے قرار رہتی ہے۔ اس کی شفاء کے لئے دعا فرما دیجئے۔ آپ نے فرمایا ''یہ جسمانی عارضہ ہے کسی ڈاکٹر سے مشورہ کر لو'' بلوچ نے جواب دیا حضرت! ہم ڈاکٹروں کے پاس نہیں جایا کرتے ہیں۔ بزرگان دین کی طرف رجوع کیا کرتے ہیں'' آپ نے یہ سن کر فرمایا کہ ''لڑکی کی والدہ کو کہو کہ وہ ہر روز نماز فجر اور نماز مغرب کے بعد ''یالطیف'' گیارہ گیارہ مرتبہ پڑھ کر لڑکی پر دم کیا کرے اور پڑھتے وقت درد والی جگہ پر ہاتھ پھیرتی رہا کرے۔

Marfat.com

''خدا کے فضل سے وہ لڑکی چند روز میں شفایاب ہو گئی۔''

راؤ سلیمان علی خان ریٹائرڈ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن آفیسر بیان کرتے ہیں۔ کہ ایام ملازمت میں جو افسر میری مخالفت کرتا یا مجھ پر تشدد کرتا تھا میں حضرت قبلہ کی خدمت میں عرض کر دیتا تھا یا بصورت دوری خط کے ذریعے اپنا حال بیان کر دیا کرتا تھا۔ ہمیشہ یہ ہوا کہ آپ کی دعا کی برکت سے ایسے افسر کا تبادلہ ہو جاتا اور وہ رسوا ہو کر نکلتا۔ اس قسم کے واقعات میری ملازمت میں اکثر و بیشتر دفعہ وقوع پذیر ہوئے۔ ایک مرتبہ جب میں دلی میں تھا ایک انگریز کمشنر نے مجھے بے حد تنگ کیا۔ میں نے کیتھل خط لکھا جس کے جواب میں آپ نے فرمایا ''راؤ صاحب مطمئن رہو۔ کوئی قلم کسی کی تمہارے خلاف نہیں چل سکے گی'' چنانچہ افسر مذکور کی سخت مخالفت کے باوجود مجھے کوئی نقصان نہیں پہنچا اور افسر مذکور ذاتی کام کے سلسلے میں ولایت چلا گیا الغرض جس نے میری دل آزاری کا ارادہ کیا وہ ذلیل و خوار ہوا۔

ملتان کے قیام کے دوران ایک روز خانیوال کے مضافات میں سے ایک عالم آپ کی شہرت سن کر حاضر ہوئے اور بیان کیا کہ خان غلام شبیر خان رئیس ہم کو کچھ غلہ سالانہ دیتا تھا اب اس نے بند کر دیا ہے جس کی وجہ سے نہایت تکلیف در پیش ہے آپ نے فرمایا ''ہمارا امیر حق سبحانہ تعالیٰ ہم کو دیتا ہے اور کبھی بند نہیں کرتا اور پھر یہ شعر پڑھا۔

شاہ مارا دہ دہد منت نہد
خالقِ ما رزق بے منت دہد

Marfat.com

اس پر مولوی صاحب نے فائدہ باطن کے عدم ظہور کی شکایت کی اور کہا کہ میں اوراد و وظائف پڑھتا ہوں لیکن کوئی فائدہ مرتب نہیں ہوتا۔ آپ نے فرمایا کہ کثرت ذکر اور مجاہدہ سے فائدہ ظہور میں آجاتا ہے۔ طالب مولیٰ پر لازم ہے کہ شریعت پر عمل کرے اور اولیاء اللہ کی خدمت میں ہدیہ پہنچا کر آنکھیں بند کر کے اپنے قلب کی طرف مخاطب رہے۔ خواہ مزار کے قریب ہو یا دور۔ انشاء اللہ فیض ضرور ہوگا یاد رکھیے دنیا میں دو چیزیں بہت ہی سود مند ہیں ایک صحبت فقراء دوسرے حرمت اولیاء جو لطف اور اطمینان فقراء، کی صحبت میں حاصل ہوتا ہے۔ وہ کسی امیر یا اہل ثروت کی صحبت میں نہیں ہوتا۔"

پھر مولوی صاحب نے عرض کیا کہ "مجذوبوں سے لوگوں کو ظاہری فائدہ زیادہ پہنچتا ہے اور مطلب برآری جلد ظہور میں آجاتی ہے لیکن سالکین سے ظاہری فوائد اتنے جلدی نہیں پہنچتے۔ اس کی کیا وجہ ہے ؟ ارشاد فرمایا۔

"مجذوبوں کی مثال بچوں کی سی ہے۔ بچوں کے مناسب اور غیر مناسب کام تھوڑا سا دل بہلانے پر آدمی کرا سکتا ہے۔ لیکن ہوش مند آدمی مناسب کام حسبِ توقع کرتا ہے یہی وجہ ہے کہ مجذوبوں سے باطنی فائدہ کم اور ظاہری زیادہ پہنچتا ہے۔"

غلام محمد بٹ ٹیکس انسپکٹر ڈسٹرکٹ کونسل ڈیرہ غازی خان کا بیان ہے کہ ان کا تعلق حضرت سید علی احمد شاہ گیلانی کیتھلی رحمتہ اللہ علیہ سے

Marfat.com

۱۹۴۸ء سے ہوا۔ اس وقت وہ ڈسٹرکٹ کونسل میں ملازم تھے۔ تھوڑے عرصے بعد ان کے عملے میں تخفیف کی گئی تو انہیں بھی ملازمت سے سبکدوش کر دیا گیا انہوں نے دوبارہ حالی کیلئے بہت کوشش کی۔ لیکن ہر دفعہ ناکامی ہوئی آخر آپ سے رجوع کیا اور آپ کی دعا سے ملازمت پر حال ہوئے۔

ان ہی غلام محمد بٹ کا بیان ہے کہ ۱۹۵۱ء میں پنجاب اسمبلی کی رکنیت کیلئے نوابزادہ سردار محمد خان لغاری مسلم لیگ کے ٹکٹ پر ضلع ڈیرہ غازی خان کی ایک نشست سے انتخاب لڑ رہے تھے۔ اپنے مدمقابل میاں فیض حسین سرائی اور قاضی عبید اللہ صاحب کے مقابلے میں ان کی پوزیشن کافی کمزور تھی اور وہ کافی پریشان تھے اسی عالم میں وہ اپنے ماموں سردار سگیہ خان لغاری، غلام محمد یزدانی اور پارٹی کے دوسرے ارکان کے ہمراہ حضرت سید علی احمد شاہ رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ میں حضرت میاں غلام حسین نقش بندی قادری لعل عیسن کروڑ کا مرید ہوں۔ اس طرح آپ سے بھی نسبت ہے میں مسلم لیگ کے ٹکٹ پر انتخاب میں حصہ لے رہا ہوں اللہ تعالیٰ سے میری کامیابی کی دعا فرمائیں آپ نے دعا فرمائی۔ دعا قبول ہوئی اور انتخاب میں نواب موصوف کو نہ صرف کامیابی ہوئی بلکہ وزارت بھی مل گئی۔ دعا کے بعد نواب زادہ موصوف نے آپ کو ایک کثیر رقم نذرانہ کے طور پر پیش کی تھی لیکن آپ نے لینے سے انکار کر دیا تھا۔

Marfat.com

غلام محمد بٹ ہی کا بیان ہے کہ جب پنجاب میں میاں محمد خان دولتانہ کی وزارت ٹوٹی تو نواب زادہ محمد خان لغاری بھی وزارت سے سبکدوش کر دیئے گئے اس کے بعد گورنر کے مشیروں کا تقرر ہونا تھا۔ نواب زادہ موصوف خود لاہور میں رہے۔ لیکن اپنے ماموں سردار تگیہ خان کو حالات سے آگاہ کیا اور آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر دعا کروانے کے لئے لکھا۔ چنانچہ سردار تگیہ خان اور سردار اعظم خان لغاری آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا حضرت آپ کی دعا کا نتیجہ تھا کہ الیکشن میں کامیاب ہونے کے علاوہ وزارت تک پہنچ گئے تھے اب گورنر کے مشیروں کا تقرر ہونا ہے اس کے لئے دعا فرمایئے آپ نے دعا فرمائی اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے نواب زادہ موصوف مشیر بن گئے۔

غلام محمد بٹ نے لکھا ہے کہ نواب زادہ موصوف کا تعلق حضرت سید علی احمد شاہ رحمتہ اللہ علیہ کے ساتھ آپ کی زندگی کے آخری لمحات تک رہا۔ نواب زادہ موصوف کی وزارت کے دن تھے کہ حضرت سید علی احمد شاہ رحمتہ اللہ علیہ نے پتھری کے سلسلے میں آپریشن کرایا۔ اتفاق سے نواب زادہ موصوف بھی ڈیرہ غازی خان آئے ہوئے تھے۔ جب انہیں واقعہ کا علم ہوا تو خود عیادت کیلئے ہسپتال تشریف لائے اور ہسپتال کے عملے کو آپ کے علاج پر پوری توجہ دینے کی ہدایت کی۔

غلام محمد بٹ نے لکھا ہے کہ ۱۹۵۱ء میں پنجاب اسمبلی کی رکنیت کے لئے علاقہ روجھان سے سردار معین اعظم خان مزاری نے انتخاب

Marfat.com

لڑا۔ ان کے مد مقابل غلام قادر کو شکست ہوئی۔ کچھ عرصہ کے بعد غلام قادر کو کسی نے قتل کر دیا۔ لیکن سردار میر بلخ شیر مزاری اور ان کے ایک قریبی رشتہ دار سردار جلال الدین خان مزاری کو مقدمہ میں ملوث کر لیا گیا۔ ان دونوں نے عدالت سے اپنی ضمانت کرالی۔ مقتول پارٹی نے ضمانتیں منسوخ کرانے کی بھرپور کوشش کی۔ جب مزاری صاحبان کو یقین ہو گیا کہ اب ضمانتیں یقیناً منسوخ ہو جائیں گی تو سردار نجم الدین خان مزاری اور سردار میر بلخ شیر خان مزاری کے ماموں آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے سردار غوث بخش خان مزاری نے عرض کیا کہ میں حضرت غوث الاعظم رحمتہ اللہ علیہ کا ماننے والا ہوں اور آپ ان کی اولاد ہیں دعا فرمایئے کہ ضمانتیں منسوخ نہ ہوں اور یہ مصیبت بھی ٹل جائے آپ نے دعا فرمائی چنانچہ مخالفین ہزار کوشش کے باوجود ضمانتیں منسوخ نہ کروا سکے بلکہ مقدمے میں بھی ہر دو صاحبان بری ہو گئے اس کے بعد سردار میر بلخ شیر خان مزاری بھی آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

غلام محمد بٹ نے اپنے ان واقعات کا تذکرہ بھی کیا ہے۔ جن کے تحت انہیں محکمہ فوڈ گرین سے علیحدہ ہو جانے کے بعد حضرت سید علی احمد شاہ رحمتہ اللہ علیہ کی دعا سے ڈسٹرکٹ کونسل ڈیرہ غازی خان میں ملازمت ملی۔ وہ مزید لکھتے ہیں کہ تقریباً دو سال گزرنے کے بعد انہیں مستقل ملازم کے حقوق نہ دیئے گئے۔ اس ضمن میں انہوں نے کئی تجربہ کار آڈیٹروں سے مشورہ کیا لیکن اس سب کا جواب مایوس کن تھا۔ آپ سے دعا

Marfat.com

کرائی تو تھوڑے عرصے کے بعد نہ صرف ان دو سالہ مدت ملازمت کی توثیق ہو گئی بلکہ اس دوران کے تمام بقایاجات کی ادائیگی بھی ہو گئی۔

منشی عبدالسلام احسان رقمطراز ہیں کہ میں تقسیم ملک کے بعد ڈیرہ غازی خان چلا آیا چونکہ ہندوستان میں میونسپل کمیٹی کا ملازم تھا اس لئے یہاں بھی اسی ادارہ کی ملازمت اختیار کی۔ کچھ دنوں کے بعد میونسپل کمیٹی کے سرکردہ افراد نے مجھے ملازمت سے برخاست کر دیا۔ میں نے درخواست دی کہ مجھے میونسپل کمیٹی کی ملازمت ہی دی جائے کہ اصولاً اس پر میرا حق بنتا ہے لیکن ارباب اختیار نے میری ایک نہ سنی مجھے حکام بالا سے رابطہ پیدا کرنا پڑا۔ جنہوں نے میری گذارش کو مانتے ہوئے مجھے دوبارہ ملازمت پر بحال کر دیا۔ لیکن میری تگ و دو میرے اور ارباب اختیار کے درمیان ایک وسیع خلیج پیدا کر گئی جسے پاٹنا مشکل ہو گیا۔ چنانچہ ۱۹۵۴ء میں برسراقتدار طبقے نے میرے خلاف ایک جھوٹا مقدمہ بنا کر مجھے معطل کر دیا۔ میں بہت پریشان ہوا انہی دنوں میرے ماموں حاجی رشید احمد مجھے حضرت سید علی احمد شاہ رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں لیکر حاضر ہوئے سارا واقعہ سنایا اور دعا کیلئے عرض کیا آپ نے دعائے خیر کی۔ تھوڑے دنوں بعد جب ڈپٹی کمشنر ڈیرہ غازی خان کی عدالت میں میرے مقدمے کی سماعت مکمل ہو گئی تو ۲۱ دسمبر ۱۹۵۷ء کو فیصلہ سننے کیلئے عدالت میں جانے سے پہلے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ مجھے دیکھ کر مسکرائے اور فرمانے لگے۔ جاؤ فیصلہ سن آؤ۔ میں نے عرض کیا کہ قبلہ فیصلہ تو یہاں سننے آیا

Marfat.com

ہوں۔ آپ نے فرمایا۔ جاؤ سن آؤ۔ فیصلہ تمہارے حق میں ہو گا۔ چنانچہ عدالت میں چلا گیا۔ آخری بحث کے دوران میں فریق مخالف نے قانون کی ایک لائبریری عدالت کے سامنے ڈھیر کر دی اور مخالف وکیل تین گھنٹے تک مخالفت میں دلائل دیتے رہے۔ ان کے دلائل ختم ہونے پر میرے وکیل نے صرف ایک دلیل پیش کی۔ جس کا توڑ وکیل مخالف کے پاس نہیں تھا۔ چنانچہ عدالت نے باعزت بری کرتے ہوئے مجھے ملازمت پر بحال کر دیا اور معطلی کے دنوں کی تنخواہ بھی دلوائی اس کے بعد میں آپ کی خدمت میں پہنچا تو آپ نے مسکراتے ہوئے فرمایا۔ ''اب تو خوش ہو یہ سب غوث پاک رحمتہ اللہ علیہ کا کرم ہے۔''

منشی عبد السلام احسان مزید لکھتے ہیں کہ اس فیصلے کے بعد میونسپل کمیٹی کے افسران مجھے پھر تنگ کرنے لگے یہاں تک کہ اس وقت کے سپرنٹنڈنٹ چونگی نے میرا کام تمام کرنے کی ذمہ داری قبول کی۔ اس نے میرا تبادلہ ایک ویران محصول چونگی پر کر دیا۔ ساتھ ہی چپڑاسی کی ڈیوٹی بھی ختم کر دی۔ میں تنہا رات کے وقت ڈیوٹی پر بیٹھا رہتا۔ ایک شام مجھے میرے ایک دوست نے خبر دی کہ آج رات ہوشیار رہنا تمہیں قتل کر دیا جائے گا۔ میں پریشانی کے عالم میں حضرت سید علی احمد شاہ رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور رو کر عرض کیا کہ شاید یہ میرا آخری سلام ہو۔ کیونکہ آج رات میں قتل کر دیا جاؤں گا۔ آپ نے مجھے تسلی دی اور فرمایا کہ خدا کی ذات پر بھروسہ رکھو۔ تمہارا کوئی کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ میں مطمئن ہو کر

Marfat.com

ئھر لوٹ آیا گھر پہنچا ہی تھا کہ ایک چپڑاسی نے آکر کہا کہ سیکرٹری صاحب نے یاد کیا ہے۔ میونسپل کمیٹی کے دفتر میں پہنچنے پر معلوم ہوا کہ اسی رات سپرنٹنڈنٹ کے گھر پر پولیس نے اچانک چھاپا مار کر اس کے گھر کی تلاشی لی سیکرٹری صاحب کے کمرے میں داخل ہوا تو انہوں نے مجھے کہا کہ آپ نے اچھا نہیں کیا۔ ملازمت میں چھیڑ چھاڑ چلتی رہتی ہے۔ تمہیں اس درجے تک پہنچنا چاہیئے تھا کہ سپریٹنڈنٹ کے گھر کی تلاشی ہو رہی ہے۔ اور وہ پولیس کی حراست میں ہے۔ سیکریٹری کی گفتگو سے میں قطعاً معلوم نہ کر سکا کہ اصل معاملہ کیا ہے۔ میں نے اپنا رعب رکھنے کیلئے کہا کہ ان لوگوں نے میرے قتل کا منصوبہ بنایا تھا مجھے بھی تو کوئی جوابی قدم اٹھانا چاہیئے تھا پولیس والوں سے فراغت پانے کے بعد میرے مخالف تمام افسران میرے گھر آئے اور سمجھوتے کی کوششیں کرنے لگے۔ لیکن میں نے ان کی کسی بھی تجویز کو قبول نہ کیا۔ مجھ پر دباؤ ڈالنے کیلئے اب وہ سفارش کا کوئی ذریعہ تلاش کرنے لگے۔ اس ضمن میں ایک جہاندیدہ فقیر دوست حاجی اللہ بخش نے حضرت سید علی احمد شاہ رحمتہ اللہ علیہ کا پتا بتا دیا۔ چنانچہ سب لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سارا قصہ بیان کرنے کے بعد عرض کیا کہ ہماری خواہش ہے کہ عبدالسلام احسان سے صلح ہو جائے۔ آپ نے مجھے ان لوگوں کو معاف کر دینے کیلئے کہا اور فرمایا کہ درگذر میں بڑا مزہ ہے۔ میں خاموش ہو گیا تو آپ نے افسران سے مخاطب ہو کر فرمایا'' جاؤ تمہیں معاف کیا۔ آئندہ چھڑ چھاڑ مت کرنا'' اس پر وہ لوگ چلے گئے تو میں نے

Marfat.com

عرض کیا کہ حضور یہ لوگ مجھے تنگ کریں گے آپ نے فرمایا پھر کیا ہوا ہم کہیں چلے گئے ہیں کیا؟

منشی عبدالسلام احسان نے حاجی بدو خان (مہاجر یوناہانہ ضلع گوڑ گاؤں) کی زبانی ایک روایت لکھ کر بھیجی ہے کہ ۱۹۵۵ء میں مجھے حج کا شوق پیدا ہوا۔ میں نے حضرت سید علی احمد شاہؒ کی خدمت میں اپنا ارادہ ظاہر کیا اور عرض کیا کہ دعا فرمایئے پہلی ہی مرتبہ قرعہ میں میرا نام نکل آئے ۔آپ کی دعا مستجاب ہوئی اور پہلے ہی قرعہ میں میرا نام نکل آیا۔ آپ کی دعا سے سفر میں کوئی تکلیف نہ ہوئی۔ اسی طرح حاجی صاحب موصوف کے گھر کے قریب ایک پلاٹ تھا جو متروکہ جائیداد ہونے کی وجہ سے نیلام ہونے والا تھا۔ حاجی صاحب موصوف غریب آدمی تھے۔ اس پلاٹ کو نیلامی میں خریدنے کی سکت نہ رکھتے تھے کیونکہ نیلامی میں اس کی قیمت بڑھنے کا اندیشہ تھا۔ حاجی صاحب موصوف نے آپ سے اپنی یہ مشکل بیان کی تو آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالی مہربانی کرے گا، کامیابی ہوگی۔ پریشان نہ ہوں۔ چنانچہ جب مذکورہ پلاٹ نیلام ہوا تو ہزاروں افراد نے نیلامی میں حصہ لیا لیکن حاجی صاحب موصوف نے صرف ایک بار بولی دی اور وہ پلاٹ ان کے نام معمولی رقم پر چھوٹ گیا۔

ایک مرتبہ دہلی میں اپنے ارادت مند نور محمد خان سپرنٹنڈنٹ جیل کے یہاں قیام فرما تھے۔ آپ کی خدمت میں ایک عورت روتی پیٹتی ہوئی حاضر ہوئی اور عرض کرنے لگی کہ میرا ایک ہی بیٹا ہے، مقدمہ قتل

Marfat.com

میں ناحق پھانسی کی سزا ہو گئی ہے۔ حضور دعا فرمائیں کہ وہ بری ہو جائے خان صاحب مذکور کا بیان ہے کہ آپ پر یکایک جذب کی کیفیت طاری ہوئی اور فرمایا ''جا لڑکا تیرا خدا نے بری کیا'' خدا کی قدرت دیکھئے جس روز پھانسی کی تاریخ تھی اس دن لڑکے کی والدہ اور وارث بے اختیار رو رہے تھے کہ دفعتاً لڑکا اپنی ماں کے گلے سے آکر لپٹ گیا۔ ان کی خوشی کا ٹھکانہ نہ رہا ۔لڑکے سے حقیقت حال دریافت کی گئی تو اس نے بتایا کہ میری مسل گم ہو گئی تھی۔ بہت تلاش کی لیکن نہ ملی۔ یہاں تک کہ پھانسی کا وقت گزر گیا اور مجھے بری کر دیا گیا۔ عورت مذکور آپ کے پاس آئی اور اپنے لڑکے کا قصہ سنایا آپ نے فرمایا ''تجھے حکم خدا سے تعجب آتا ہے''

ایک دفعہ گیارہویں شریف کے موقع پر باہر سے آئی ہوئی ایک عورت نے موقع پا کر گھر سے ریشمی چادر اٹھا لی۔ ہر طرف تلاش کے باوجود نہ ملی۔ آخر آپ تک بات پہنچی تو فرمانے لگے کوئی بات نہیں خود بخود آجائے گی۔ چنانچہ جب عورت مذکور گھر پہنچی تو رات کو سوتے وقت تین بار چارپائی سے نیچے گرتی رہی۔ صبح اٹھی تو بدن پر سیاہ نشان موجود تھے شوہر کے استفسار پر وجہ بتائی شوہر نے لعنت ملامت کی۔ در اقدس پر حاضر ہو کر معافی طلب کی اور چادر واپس کر دی۔

دوسری عالمگیر جنگ کا واقعہ ہے کہ آپ کا ایک مرید عطا محمد جاٹ برما کے محاذ پر لڑ رہا تھا اس نے چھٹی کی درخواست دی تو اسے ڈیفنس آف انڈیا رولز کے تحت قید کر دیا گیا جیل میں ایک ہندو بھی موجود تھا ایک روز

Marfat.com

تنگ آکر اس نے اس ہندو سے سفید کاغذ پر کچھ لکھوا کر پھونک مار کر ہوا میں اڑا دیا اور کہا۔

''میں اپنے مرشد کو اپنی قید سے متعلق رہائی کیلئے درخواست بھیج رہا ہوں۔ اگلے روز کوئی اعلیٰ فوجی افسر آیا حوالات میں فوجی قیدیوں کو دیکھ کر متعلقہ حکام سے پوچھ گچھ کی تو اسے معلوم ہوا کہ انہوں نے جنگ کے دوران مطالبہ کیا تھا اس فوجی افسر نے کہا ان کا مطالبہ حق بجانب ہے اگر یہ ڑنے سے انکار کریں تو پھر قید کرنا چاہیے تھا۔ چنانچہ وہ رہا کر دیا گیا اور یہ دو ماہ کی رخصت پر وطن آیا اور سب سے پہلے آپ کی خدمت میں سلام کیلئے حاضر ہوا تو آپ نے سب سے پہلے یہ پوچھا کہ ''عطا محمد پھر چھٹی کس طرح ملی''گویا آپ پر سب کچھ واضح اور روشن تھا۔

ایک مرتبہ آپ حضرت معین الدین اجمیری قدس سرہ کے آستانہ عالیہ کی زیارت کیلئے اجمیر شریف تشریف لے گئے وہاں کے دوران قیام میں آپ کے ایک مرید عبدالکریم کی گھوڑی گم ہو گئی ۔وہ پریشانی کے عالم میں ڈھونڈتا پھر رہا تھا ایک مجذوب کے پاس سے گزر ہوا تو اس نے کہا'' کیا تمہارے مرشد کے کہنے سے بھی تمہاری تسلی نہیں ہوئی کہ ''مل جائے گی'' جاؤ مشرق کی طرف کھیت میں چر رہی ہے۔ اپنے پیر کو میرا سلام کہنا

عبدالواحد خان صاحب کا بیان ہے کہ میں اور شہزادہ سلطان احمد صاحب ایڈووکیٹ ڈیرہ غازی خان اکثر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے۔ ہماری عرصے سے خواہش تھی کہ حضرت قبلہ ہمیں سرکار دو عالم ﷺ کی

Marfat.com

بیارت سے مشرف فرمائیں مگر ہر دفعہ آپ کے رعب و جلال کے مارے زبان سے کچھ کہنے کی جرات نہ ہوتی تھی۔ ایک رات خواب میں حضرت قبلہ تشریف لائے اور مجھے بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں پیش کر دیا۔ دفعتاً میری آنکھ کھلی۔ وقت دیکھا تو رات کے پونے دو بجے تھے۔ صبح کے وقت اٹھتے ہی نماز اور تلاوت قرآن مجید سے فارغ ہو کر شاداں و فرحاں شہزادہ صاحب موصوف کو اپنا خواب سنانے ان کے گھر جانے لگا وہ راستہ ہی میں ملے اور فرمانے لگے کہ خان صاحب میں آپ ہی کی طرف آرہا تھا۔ رات حضرت قبلہ نے مجھے حضور نبی کریم ﷺ کے دیدار سے مشرف فرمایا ہماری خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہ رہا۔ میں نے اپنی کیفیت سنائی پھر ہم دونوں نے ارادہ کیا کہ بعد نماز جمعہ چل کر حضرت قبلہ کی اس مہربانی اور شفقت کا شکریہ ادا کریں گے۔ چنانچہ بعد نماز جمعہ ہم راستے میں ہی تھے کہ حضرت قبلہ میاں صاحب کے وصال کی خبر مل گئی۔

یہی عبد الواحد خان صاحب تقسیم ملک کے بعد مالی مشکلات سے دوچار تھے۔ کیوں کہ ابھی مہاجروں کے معاملات کا فیصلہ نہیں ہو سکا تھا۔ ایک مرتبہ سید علی احمد شاہ رحمتہ اللہ علیہ ان کے یہاں تشریف لائے تو عبد الواحد کو بہت خوشی ہوئی۔ لیکن ساتھ ہی تواضع کی فکر ہوئی کیونکہ اس وقت بقول ان کے ہمارے گھر میں چائے اور دودھ کے علاوہ تواضع کیلئے کچھ نہ تھا چینی نہ ہونے کی وجہ سے میں پریشان ہوا کہ حضرت قبلہ آکر بیٹھ گئے اور مجھے مخاطب ہو کر فرمایا ”خان صاحب ہر روز میٹھی چائے پیتے ہیں آج تو ہم

Marfat.com

نمکین چائے پیئیں گے" اور اس طرح حضرت قبلہ نے بذریعہ کشف روحانی میری مشکل کو معلوم کر لیا۔

آپ کا ایک مرید شیخ ولی محمد عرف لالہ بیوپاری راجن پور میں دوپہر کے وقت سویا ہوا تھا۔ کہ اس کی جیب سے مبلغ پانچ ہزار روپے ایک پٹھان نے نکال لئے۔ اسی وقت آپ نے خواب میں فرمایا کہ جلدی اٹھ کھڑا ہو تیری رقم چور لے جارہا ہے۔ اسی وقت آنکھ کھلی اور وہ باہر گیا تو چور ان نوٹوں کو گن کر اپنی جیب میں ڈال رہا تھا۔ فوراً پکڑ کر نوٹ چھین لئے اور اس کو لعنت ملامت اور ذلیل ورسوا کر کے چھوڑ دیا۔ شیخ ولی محمد مذکور کا بیان ہے کہ ڈیرہ غازی خان میں حضور کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ لالہ 'پھر پیسے کس طرح ملے؟" میں یہ سن کر حیران رہ گیا۔

ایک شخص نے دن دہاڑے قتل کر دیا۔ شبہ میں پکڑا گیا۔ مقدمہ عدالت میں زیر سماعت تھا کہ اس کی پریشان حال والدہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور التجاء کی کہ دعا کیجئے میرا بے گناہ بیٹا بری ہو جائے۔ آپ نے ارشاد فرمایا درود شریف سوا لاکھ بار پڑھا کر اور دعا کی۔ اس نے ہدایت پر عمل کیا اور اس کا لڑکا بری ہو گیا۔

بھوپال میں نواب بھوپال کے اتالیق مولوی محمد صدیق کی لڑکی کو عرصہ دراز سے آسیب کی تکلیف تھی۔ انہوں نے ہندوستان میں تقریباً سب جگہ قسمت آزمائی کی مگر کسی جگہ سے کوئی فائدہ نہ ہوا۔ نوبت یہاں تک پہنچی کہ لڑکی برہنہ رہنے لگی۔ والدین نے تنگ آکر ایک زنجیر کے ساتھ

Marfat.com

اسے باندھنا شروع کر دیا۔ انہی دنوں مولوی صاحب مذکور کے بھائی محمد یوسف گورنمنٹ ہائی سکول کیتھل میں بطور سیکنڈ ہیڈ ماسٹر تبدیل ہو کر آئے کچھ دنوں بعد وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بھتیجی کا تمام واقعہ بیان کیا آپ نے تسلی دی اور فرمایا کہ مولوی صاحب کو لکھ دو کہ آپ کی لڑکی تندرست ہو جائے گی۔ لڑکی کے کان میں کہہ دو علی احمد شاہ نے کہا ہے کہ ــــــ ''اس لڑکی کو اس کا حکم ملتے ہی چھوڑ دے'' اس کے علاوہ پینے کیلئے تعویذ عنایت فرمائے۔ اگلے ہی دن بھوپال سے خط آیا کہ لڑکی بفضل خدا حضرت کی توجہ سے ٹھیک ہو گئی۔ ہے کوئی بہت عالم و فاضل جن اس پر مسلط تھا۔ جاتے ہوئے یہ کہہ کر گیا کہ قطب زماں کو میرا سلام عرض کریں کہ میں قطعی نہیں آؤں گا۔ ہمیشہ کیلئے رخصت ہو رہا ہوں۔ اس کے بعد مولوی محمد صدیق مع اہل کنبہ اظہار تشکر و زیارت کیلئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنی داستان غم سنائی اور کہا کہ اگر یہاں سے یہ فیض حاصل نہ ہوتا تو ہمارا سارا خاندان گمراہ ہو جاتا۔ بعد ازاں جن کا سلام پیش کیا۔ مولوی صاحب موصوف نے نواب بھوپال حمید اللہ خان سے وظیفہ کرانا چاہا مگر آپ نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ یہ ہمارے بزرگوں کے مسلک کے خلاف ہے۔ ہم نہیں لیں گے۔

ماسٹر غلام قادر بیان کرتے ہیں کہ میرے ہیڈ ماسٹر شاد محمد ملازمت سے سبکدوش ہونے پر مالی مشکلات کی وجہ سے بے حد پریشان تھے اور کوئی صورت کامیابی کی نظر نہ آتی تھی مایوسی میں ایک روز کہنے لگے

Marfat.com

میں تنگ آچکا ہوں۔ میں نے ان کی ڈھارس بندھائی اور انہیں حضرت میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہونے کا مشورہ دیا چنانچہ ہم دونوں آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مدعا بیان کیا آپ نے تسلی دی اور فرمایا فکر نہ کریں خدا مسبب الاسباب ہے کوئی ذریعہ، کوئی صورت نکل آئے گی نماز پڑھنے کی تاکید کی چنانچہ تھوڑے ہی دنوں میں حکومت کی طرف سے ملازمت کی مدتِ عمر میں اضافہ ہونے کی وجہ سے انہیں دوبارہ ملازمت مل گئی۔

مولانا احمد حسن صاحب خطیب جامع نعمانیہ ڈیرہ غازی خان بیان کرتے ہیں آپ کے وصال سے چند روز پیشتر میں کسی لڑکے کی فیس معاف کرانے کی سفارش کیلئے پروفیسر قادری صاحب کے مکان پر گیا بارش ہو رہی تھی۔ واپسی پر میرا جی چاہا کہ میں حضرت کی خدمت میں سلام و نیاز پیش کرتا جاؤں مگر بارش کی وجہ سے گھر لوٹ آیا۔ دوسرے روز آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا ''مولانا کل ہم سے ملے بغیر ہی چلے گئے۔ ہم نے اس روز انتظار بھی کیا مگر آپ نے کچھ اور ہی خیال کیا۔ میں نے معذرت کی پھر گذشتہ روز کا تمام واقعہ بیان کیا اور عرض کیا کہ ''موسم کی خرابی کے پیش نظر کہ آپ کو تکلیف ہو گی حاضر نہ ہوا'' اس پر حضرت قبلہ نے فرمایا مولانا ہم تو مہمان ہیں'' میں نے عرض کیا اگر اتوار میں ہی کوئی خصوصیت ہے تو بندہ آئندہ اتوار کو ہی حاضر ہو گا'' آپ نے فرمایا'' آپ کو خود ہی معلوم ہو جائے گا۔ چنانچہ آئندہ جمعہ کو آپ کا وصال

Marfat.com

ہو گیا اور اتوار کو آپ کی تدفین عمل میں آئی۔ جمعہ کے روز حضرت صاحب کے وصال کی خبر سن کر مجھے اس دن کی گفتگو سمجھ میں آگئی۔

حضرت سید علی احمد شاہ رحمتہ اللہ علیہ کا فیض روحانی آپ کے وصال کے بعد بھی اسی طرح جاری و ساری ہے جس طرح آپ کی زندگی میں تھا آپ کے مزار شریف سے ہر طبیعت اور ہر قماش کے لوگ فیض یاب ہوتے ہیں۔ دعائیں مانگتے ہیں اور مرادیں پاتے ہیں ان لوگوں میں نیک بھی ہوتے ہیں اور بد بھی۔ عابد شب زندہ دار بھی ہوتے ہیں تو رندانِ سرمست بھی اور دنیادار بھی ہوتے ہیں تو متدیّن بھی۔

حاجی بدھو خان مذکور بیان کرتے ہیں کہ آپ اپنی حیات میں فرمایا کرتے تھے کہ فیض روحانی کا سلسلہ سینہ بہ سینہ چلتا ہے۔ آپ کے وصال کے تین چار ماہ بعد خواب میں دیکھتا ہوں کہ آپ مزار شریف سے آٹھ دس اصحاب کے ہمراہ مکان کی جانب تشریف لا رہے ہیں۔ میں نے دوڑ کر مشرقی جانب سے مکان کا دروازہ کھولا اور صاحبزادہ میاں مقبول محی الدین کو آواز دی اتنے میں آپ اور صاحبزادہ موصوف بیٹھک میں بیٹھ گئے۔ آپ نے صاحبزادہ موصوف کو گلے لگایا۔ خوب بھینچا اور میری جانب مخاطب ہو کر فرمایا اب تو تمہاری تسلی ہو گئی ہے کہ روحانیت کا سلسلہ سینہ بہ سینہ چلتا ہے اس کے بعد اسی طرح مزار شریف کی طرف واپس تشریف لے گئے بعد ازاں میری آنکھ کھل گئی۔

عنایت محمد بٹ اے ایس آئی رودھان نے بیان کیا ہے کہ

Marfat.com

میں روجھان میں تعینات تھا کہ مجھے میرے ایس ایچ او نے چالان کے چند کاغذات چیک کرانے کی غرض سے ڈیرہ غازی خان دفتر پولیس میں عبداللطیف خان نیازی پراسیکیوٹنگ سب انسپکٹر کے پاس بھیجا' جب میں دوپہر کے وقت ضلع کچہری کے قریب پہنچا تو انسپکٹر مذکور سائیکل پر سوار اپنے گھر کو جاتے ہوئے ملے۔ میں نے انہیں روک کر کاغذات کی چیکنگ کیلئے وقت مانگا اس پر ناراض ہوگئے اور درشتی اور بدکلامی سے پیش آئے۔ مجھے اس کا صدمہ ہوا اور میں کاغذات چیک کرائے بغیر واپس آگیا اور کاغذات ایس ایچ او کے سپرد کردیئے کہ وہ خود یہ کام کرالے۔ اس واقعہ کے تیسرے روز عبداللطیف نیازی انسپکٹر مذکور اپنے مجسٹریٹ کے ہمراہ راجن پور میں مقدمات کی سماعت کے سلسلے میں آگئے۔ اتفاقاً میری شہادت بھی مجسٹریٹ موصوف کی عدالت میں تھی جب میں عدالت میں پہنچا اور انسپکٹر صاحب نے مجھے دیکھا تو وہ عدالت کی کارروائی چھوڑ کر میری طرف بڑھے مجھ سے بغل گیر ہو کر کہنے لگے کہ مجھے معاف کردو میں حیران تھا کہ ان میں یہ اچانک تبدیلی کس طرح پیدا ہوگئی یہ تو اپنی درشتی طبع اور برہمی مزاج کیلئے مشہور ہیں۔ انہوں نے بعد میں بتایا کہ جس روز وہ مجھ سے سختی سے پیش آئے اس روز دوپہر کا کھانا کھا کر وہ اپنی بیٹھک میں سو گئے۔ خواب میں کیا دیکھتے ہیں کہ ایک بزرگ شیر پر سوار ان کے کمرے میں داخل ہوئے اور فرمایا کہ عنایت محمد اپنا عزیز ہے اس کے ساتھ سخت کلامی نہ کیا کر۔ وہ ہڑبڑا کر اٹھے اور حیران ہوئے کہ عنایت محمد

Marfat.com

کون ہے کیونکہ وہ میرے اصل نام سے واقف نہ تھے آخر ایک اے ایس آئی نے انہیں میرا اپنا بتایا اسکے بعد انہوں نے پتا کیا کہ عنایت محمد کس بزرگ کا مرید ہے۔ وہ پتا کرتے کرتے آستانہ قادریہ کمالیہ سکندریہ پر پہنچے وہاں صاحبزادہ حضرت میاں مقبول محی الدین گیلانی کی خدمت میں حاضر ہوئے اپنا خواب سنایا۔ سید علی احمد شاہ رحمتہ اللہ علیہ کی زیارت کا ارادہ کیا صاحبزادہ موصوف نے جب آپ کا فوٹو دکھایا تو انسپکٹر موصوف کا کہنا ہے کہ مجھ پر رعب طاری ہو گیا کہ یہ تو وہی بزرگ تھے جو شیر پر سوار ہو کر خواب میں مجھے تنبیہ کرنے آئے تھے۔

ہمیں ڈاکٹر نذیر احمد شہید رحمتہ اللہ علیہ سابق رکن قومی اسمبلی پاکستان کے قاتل شاہ نواز خان کے بارے میں ایک روایت موصول ہوئی ہے کہ اس کے بھائی حافظ محمد نواز سدوزئی نے لکھا ہے کہ اس مقدمہ کی تاریخ فیصلہ سے پہلے میں حضرت سید علی احمد شاہ کے مزار پر حاضر ہوا۔ نفل پڑھتے ہی غنودگی طاری ہو گئی۔ اسی وقت آواز آئی اگست کا انتظار کرو میری آنکھ کھل گئی اور میں یہ واقعہ سنانے کیلئے میاں محمد سرور بودلہ کے مکان پر پہنچا۔ اگلے روز شاہ نواز بری ہو گیا لوگ اس بات پر ہنستے تھے کہ تم تو کہتے تھے کہ فیصلہ اگست میں ہو گا فیصلہ تو آج ہو گیا۔۔۔۔۔۔لیکن اگست کے مہینے میں شاہ نواز خان پولیس کے ہاتھوں مارا گیا۔ چنانچہ اب یقین ہو گیا کہ صحیح فیصلہ تو یہی تھا جس کی طرف اشارہ ہوا تھا۔

حضرت سید علی احمد شاہ رحمتہ اللہ علیہ کے مکتوبات معرفت کا خزانہ ہیں۔

Marfat.com

ہم یہاں چار مکتوبات درج کرتے ہیں۔

مکتوبات اول بنام دلبر حسن شاہ۔

محبّ الفقراد لبر حسن شاہ صاحب۔ سلام مسنون۔

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق

ثبت است بر جریدہ عالم دوام

ملفوفِ آں عزیز وقت سعید موصول ہوا۔ حقائق واحوال سے آگاہی ہوئی۔ مثنوی میں مرقوم ہے ایک دفعہ ایک صحرا نشین اونٹوں کے چرواہے سے کسی شخص نے اللہ تعالیٰ کی ہستی کے بارے میں سوال کیا کہ تو اللہ تعالیٰ کو کیسے پہچانتا ہے تو اس نے کیا عمدہ بات کہی سبحان اللہ و بحمدہ۔ کہنے لگا کہ کالے اونٹ کا گوبر اونٹ کے وجود پر دلالت کرتا ہے اور زمین پر قدموں کے نشان کسی چلنے کا پتا دیتے ہیں تو کیا یہ زمین و آسمان اپنے خالق و صانع کا پتا نہیں دیتے۔

برگ درختاں سبز در نظر ہوشیار

ہرورق دفتر یست معرفت کردگار

عزیزم۔ کسی چیز کا سمجھ میں نہ آنا یا معلوم اور محسوس نہ ہونا اس بات کی دلیل نہیں کہ وہ سرے سے موجود نہیں ہے بے شمار جنات و ملائکہ و ارواح ہمارے اردگرد دن رات گھومتے ہیں اور لاتعداد لطیف اشیاء سینکڑوں طرح کی گیس، ہزاروں قسم کے جراثیم اور بے شمار برقی لہریں اس فضا میں موجود ہیں لیکن انسان ان کے ادراک سے قاصر ہے۔ عزیز من ان کا

Marfat.com

دیکھنا ظاہری حواس اور مادی عقل کا کام نہیں۔ اس کے لئے باطنی حواس درکار ہیں جن لوگوں نے عمر بھر حیوانی زندگی بسر کی ہو انہیں روحانی زندگی سے کیا آگہی۔ باطنی حواس کے حصول کیلئے مجاہدہ اور ریاضت شرط ہے جس کیلئے رہبر کی ضرورت ہے ارشاد باری ہے۔

والذین جاهدو افینا لنهدینهم سبلنا

''یعنی جو لوگ ہمارے راستے میں کوشش اور محنت کرتے ہیں ہم انہیں اپنے راستے دکھا دیتے ہیں''

اگرچہ اللہ تعالیٰ کی ذات کتنی ہی بے مثل و بے مثال ہے اور اس کا کوئی مکان و نشان معلوم نہیں لیکن اس نے اپنے مقبول اور مقرب بندوں یعنی انبیاء علیہم السلام اور اولیائے کرام کے ذریعے اپنا پتا نشان اور اپنے ملنے کا وسیلہ اور سامان یوں بتایا ہے کہ میں انسان کے بہت قریب ہوں ۔بلکہ اس کی شہ رگ اور اس کی ذات سے بھی اس کے بہت قریب ہوں اگر کوئی شخص مجھ سے ملنا چاہے تو وہ میرے ذکر کے ذریعے مجھ سے مل سکتا ہے۔ اس لئے طالب کو چاہیے کہ وہ ذکر اسم ذات کرے تاکہ اس کا وجود پاک اور مزکی ہو کر مشاہدہ حق کے قابل ہو جائے۔ ذکر سے ذاکر کے اوصاف ذمیمہ ،اوصاف حمیدہ سے بدل جاتے ہیں حتیٰ کہ ملکوتی اوصاف سے متصف ہو کر اللہ تعالیٰ کے قرب وصال اور مشاہدے کے قابل ہو جاتا ہے۔

اسم اللہ شی طاهر لا یستقر الا بمکان طاهر

Marfat.com

اور ذکر میں حضورِ دل کو لازی اور ضرّوری جانے اپنے سانس اور دم پر نگاہ رکھے۔ کوئی دم اور سانس ذکر اللہ کے بغیر نہ نکلے۔

جو غافل حق سے اک دم بھی یہاں ہے

اسی دم وہ کافر پر نہاں ہے

ذکر حق سے ذاکر کے باطنی حواس کھل جاتے ہیں۔ ذاکر بندے اور معبود کے درمیانی حجاب مرتفع ہو کر ذاکر کا دل اللہ تعالیٰ کے اسرار و انوار کی منزل بن جاتا ہے۔ وہ شخص جو زبان سے ذکر کرے یا ظاہری اعضاء و جوارح سے اطاعت و عبادت کرے لیکن اس کا دل غیر اللہ کے خیالات سے مشغول ہو۔ اور نفسانی خیالات میں مارا مارا پھرے۔ تو وہ ذکر اور عبادت اللہ تعالیٰ کے نزدیک کچھ قدر و قیمت نہیں رکھتی۔

کیونکہ اللہ تعالیٰ کی اصل نگاہ انسانی دل ہے نہ کہ اس کی زبان اور ظاہری جسم۔

ارشاد ہے۔

''ان اللہ لا ینظر الی صورکم ولا الی اعمالکم ولکن ینظر فی قلوبکم ونیتکم''

یعنی اللہ تعالیٰ نہ تمہاری ظاہری صورتوں کو دیکھتا ہے نہ عملوں کو دیکھتا ہے بلکہ تمہارے دلوں اور نیتوں کو دیکھتا ہے۔

جیسا کہ مخدوم سید علی شاہ کیتھلی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

Marfat.com

تن در عبادت است و دلم محو سیم و زر
منظور حق چرا بشود این نماز ما

یعنی انسان کا جسم جب نماز میں ہو اور دل اپنے دنیوی کاروبار میں لگا ہو تو ایسی نماز قبولیت نہیں رکھتی۔ جو غافل حق سے اک دم بھی یہاں ہے اسی دم ہی وہ کافر پر نہاں ہے۔ فی الحقیقت نماز سے عاشقوں کا یہ مقصد ہوتا ہے کہ دل کو زمانے کے تعلقات سے فارغ کر کے خیالات میں یکسوئی پیدا کی جائے اور بارگاہ رب العزت میں بحضور قلب کھڑے ہو کر اس کی تسبیح و تحمید کی جائے۔ عبادت میں یکسوئی نہیں، توجہ الی اللہ نہیں تو اس کو عبادت نہیں کہا جاتا بلکہ وہ سراسر مکر و فریب ہے بقول عارفے ؎

تو درونِ نماز' و دل بیروں گشت ہائے کند بہ مہمانی
ایں چنیں حالتِ پریشاں ترا شرم ناید نمازے خوانی

پس ذکر میں اصل معاملہ ہے دل کا۔ ظاہری صورت اور خالی زبانی ذکر کا کچھ اعتبار نہیں۔ اکثر لوگ زبانی ذکر کیا کرتے ہیں لیکن ان کا دل ذکر سے غافل ہوتا ہے اور بعض ایسے ہیں جو مطلق زبان نہیں ہلاتے لیکن ان کا لطیفہ دل ذکر اللہ سے گویا ہوتا ہے۔

یاد رکھئے: انسان بغیر تربیت باطنی ہیچ اور ناچیز ہے لیکن تربیت باطنی اور روحانی پرورش سے بہت بڑی چیز بلکہ سب کچھ بن جاتا ہے۔

بے ثباتے بدست آورا اے بے ثبات
رکہ بر سنگ گرداں نروید ثبات

Marfat.com

اے بے ثبات! ثبات حاصل کر کیونکہ متحرک پتھر پر سبزہ نہیں اُگتا۔

والسلام

۔بندہ درگاہ رحمانی علی احمد شاہؒ

مکتوب دوم بنام حافظ سیف الرحمان؛

باسمہٖ سبحانہ

حافظ سیف الرحمان صاحب بعد سلام ودعا اینکہ۔

تزئین زندگی میں ہے مصروف کائنات
مقصودِ زندگی پہ کسی کی نظر نہیں

انسانی زندگی کا اصل مقصد عبادت اور معرفت ہے جیسا کہ ارشاد ہے:۔

وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون.

ہم نے جن اور انس نہیں پیدا کیے مگر اس لئے کہ وہ عبادت کریں۔

اور عبادت کا مقصد معرفت ہے جیسا کہ حدیث قدسی سے ظاہر ہے۔

کنت کنزا مخفیا فاردت ان اعرف فخلقت الخلق.

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ''میں ایک مخفی خزانہ تھا پس میں نے چاہا کہ میں پہچانا جاؤں تو میں نے اپنی معرفت اور پہچان کیلئے مخلوق کو پیدا کیا''۔ غرض مخلوق کی پیدائش کا اصل مقصد اللہ تعالیٰ کی معرفت اور پہچان ہے جب کوئی طالب راہ مولیٰ میں قدم رکھے تو اس پر غسل کرنا لازم ہے۔ غسل تین قسم کے ہوتے ہیں نفس کا غسل توبہ سے۔ جسم کا غسل پانی سے اور قلب کا غسل توحید سے ہوتا ہے۔ جب تک یہ تینوں غسل نہ ہوں، بندہ منزلِ

Marfat.com

مقصود پر نہیں پہنچتا۔

عزیزی۔ اگر انسان اپنی زندگی دنیا میں سکون سے بسر کرنا چاہتا ہے تو خدا اور رسولِ خدا ﷺ کے فرمودات پر عمل پیرا ہو کیونکہ چمن انسانیت کے گل سر سید نبی اکرم ﷺ کی تعلیمات پر عمل پیرا ہو کر نہا: پر مسرت اور کامیاب زندگی بسر کی جا سکتی ہے ارشاد نبوی ہے۔ عزت، دنیا میں مال سے ہے اور آخرت میں اعمال صالحہ سے۔ لہٰذا مال اور اعمال صالحہ حاصل کرنے میں غافل نہ رہ۔ اگر دونوں سے غافل رہا تو دونوں عالم میں پریشان ہو گا غفلت اور کاہلی چھوڑ دے۔

مکن غفلت، مکن غفلت، بکن توبہ، بکن توبہ
نصیحت می کنم، بشنو، اگر مردِ مسلمانی

امر یا المعروف و نہی عن المنکر کا خیال ہر وقت رکھنا ضروری ہے اسی میں انسان کی باطنی اور روحانی ترقی کا راز مضمر ہے۔ کار این است و دیگر ہمہ ہیچ۔ دعا گو: سید علی احمد شاہ قادری۔

<u>مکتوب سوم۔ بنام مدنی صاحب</u>

باسمہ سبحانہ۔ محبی و مخلصی مدنی صاحب

بسلام مسنون۔ نامہ موصول ہوا۔ یہ آپ نے کیا لکھا کہ یہاں کوئی پرسان حال نہیں اور نہ کوئی مددگار ہے تمہارے ساتھ تو اللہ تعالیٰ ہے، جس کے ساتھ وہ ذات ہو اس کو کسی اور کی کیا احتیاج ہے۔

Marfat.com

کاف کافی آمد از بہر عباد
صدق دعدہ کاف ھایا ع ص

شیخ المشائخ، سر چشمۂ عرفان، حضرت شاہ سکندر محبوب الٰہی رحمتہ اللہ علیہ کا قول ہے، جس نے اللہ کو پہچانا اس کو سوال کی حاجت نہیں اور نہ ہو گی جس نے نہ پہچانا وہ حاجت مند ہی رہے گا۔ یاد رہے جو وقت غیر اللہ یعنی دنیاوی قیل و قال میں گزرے۔ وہ وقت بندہ اور مولا کے درمیان حجاب ہے۔ پردہ کا وقت ہے۔ جب بندہ غیر اللہ (دنیوی خیال و محبت) سے رشتہ توڑ کر یاد اللہ میں گزارے وہ وقت ہوتا ہے کہ بندہ اور مولا کے درمیان پردہ نہیں رہتا۔ سالک کو کسی وقت بھی ذکر الٰہی سے غافل نہیں ہونا چاہیے۔ پاس انفاس کا ہر وقت خیال رکھو۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ جب سانس باہر نکلے یا اندر جائے دونوں حالتوں میں اللہ، اللہ کے ذکر سے خالی نہ ہو۔

مخفی نہ رہے دل جب ذکر سے خالی ہوتا ہے اس میں ہر قسم کی برائیاں خود بخود پیدا ہو جاتی ہیں مثلاً حسد، قتل، بغض، کینہ، غیبت، غصہ، ریا، تکبر، خواہش وغیرہ لیکن جب اسے ذکر الٰہی سے معمور کر دیا جاتا ہے، تمام برائیاں خود بخود رفع ہو جاتی ہیں۔ اور کوئی بھی برائی دل کی دنیا کے نزدیک نہیں پھٹکتی۔ مکارمِ اخلاق اس کی جگہ لے لیتے ہیں۔ یاد رکھو، غریبوں کا اللہ مددگار ہے پھر خصوصاً تمہارے ساتھ تمام پیران عظام ایں دم سے لے کر حضور علیہ الصلوۃ والتسلیم تک موجود ہیں۔ شجرہ دعائیہ بوقت شام پڑھ

Marfat.com

کر دعا کر دیا۔ کر و بفضل خدا فوراً منظوری ہو گی۔ انشاء اللہ خاص اوقات میں ایں جانب بھی دعا جاری رہے گی۔ ہر گز فکر نہ کریں کوئی تمہارا بال بیکانہ کر سکے گا بے فکر رہو اللہ تعالیٰ تمہارا نگہبان ہو اور خیریت ہے۔

والسلام۔

بندہ درگاہ رحمانی سید علی احمد شاہ قادری والجیلانی

مکتوب چہارم۔ بنام حافظ مظہر اللہ صاحب

باسمہ سبحانہ۔

محب اہل بیت در حفظ الہی۔

سلام مسنون۔

نمی گویم کہ از عالم جدا باش

بہ ہر جائیکہ باشی باخدا باش

نامہ موصول ہو کر کاشف حالات ہوا۔ الحمد للہ خیریت طرفین حاصل ہوئی۔ یاد رہے انسان کے جسم میں جو دل ہے اس کی کیفیت عجیب ہے۔ یہ خانہ خدا ہے۔ ایمان کا خاص محل اور اصلی مقام یہی ہے کسی عارف نے کیا خوب کہا تو دل کی اس طرح نگہبانی کر جس طرح پرندہ انڈے کی نگہبانی کرتا ہے۔ کیونکہ بیضہ دل کی نگہداشت سے ذکر میں تیزی اور ذوق و مستی زیادہ ہوتی ہے۔

حافظ محمد اسماعیل نے دریافت کیا ہے کہ ذکرِ اسمِ ذات اچھا ہے یا نفی اثبات۔ جواباً تحریر ہے۔ دونوں ضروری ولابدی ہیں۔ فرق صرف یہ ہے کہ بعض افراد میں جذبہ زیادہ ہوتا ہے اور بعض میں سلوک جن میں

Marfat.com

جذبہ زیادہ ہو، ان کو اسم ذات فائدہ کرتا ہے اور جس میں سلوک زیادہ ہو اس کیلیے نفی اثبات فائدہ مند ہے۔

از دست و زبان کہ بر آید
کز عہدہ شکرش بدر آید

آں عزیز کو بابا پھوس رحمتہ اللہ علیہ کی صحبت سے جو فیوض و برکات حاصل ہیں ان کے اثرات مستقبل میں ظہور پذیر ہوتے رہیں گے۔

استخارہ مطلوبہ ارسال ہے۔ حقیقت حال معلوم ہو جائے گی۔ طریق یہ ہے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یا سلام سلم تین سو پینسٹھ بار بعد نماز عشاء۔ سر بسوئے شمال۔ منہ قبلہ کی جانب۔ دائیں ہاتھ کو سر کے نیچے رکھ کر باوضو سو جائیں کسی سے بات چیت نہ کریں بہتر ہے کہ زمین پر سوئیں۔ اس عمل پر تین روز مداومت کریں۔ اندرون خانہ و دیگر پرسان حال کو واجب دعا سلام۔ والسلام۔ سید علی احمد شاہ

حضرت سید علی احمد شاہ رحمتہ اللہ علیہ کے مناقب و محاسن اس قدر زیادہ ہیں کہ اگر منضبط کیئے جائیں تو جیسا کہ پہلے بیان ہوا کئی مجلدات درکار ہوں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ آپ کے سوانح حیات کارناموں، ملفوظات اور مکتوبات کو کتابی صورت میں جمع کر لیا جائے تاکہ اس عظیم شخصیت کی تعلیمات اور افکار و کردار سے نہ صرف آپ کے مریدین، معتقدین اور متوسلین بلکہ عامتہ الناس بھی بخوبی استفادہ کر سکیں۔

Marfat.com

خلفائے کرام

حضرت شاہ کمال کیتھلی قدس سرہٗ نے سلسلہ عالیہ قادریہ کو صرف ہندوستان میں ہی فروغ نہیں دیا بلکہ آپ کے خلفائے کرام نے اسے تاشقند، سمرقند، بلخ اور بخارا ایسے دور دراز علاقوں میں بھی پھیلا دیا تھا۔ آپ کے بعد حضرت شاہ سکندر کیتھلی قدس سرہ نے بھی اس سلسلہ کو اسی شان و عظمت کے ساتھ جاری رکھا اور اسے فروغ بخشا۔ اس ضمن میں آپ کی شخصیت کو بڑا دخل حاصل ہے۔ آپ نے اپنے مریدین کی جس طرح تربیت کی اس کی ایک جھلک حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ اور حضرت شیخ طاہر بندگی قدس سرہ کی شخصیت میں بخوبی نمایاں ہے۔

حضرت شاہ سکندر کیتھلی قدس سرہ کے مریدین ومعتقدین کا حلقہ بڑا وسیع تھا۔ چنانچہ آپ کے خلفاء کی کثیر تعداد اندرون و بیرون ملک پھیلی ہوئی تھی۔ تواریخ آئینہ تصوف کے مؤلف نے آپ کے خلفاء کی تعداد اٹھائیس بیان کی ہے جن میں ایک خلیفہ اکبر حضرت مجدد الف ثانی اور ستائیس خلیفہ اصغر ہوئے ہیں اور دو صاحب مجاز تھے۔ ہمیں مختلف ماخذ کی مدد سے آپ کے اٹھارہ خلفاء کے اسمائے گرامی دستیاب ہوئے ہیں ان میں سے دو صاحبزادے ہیں جن کا ذکر اولاد و اخلاف کے ضمن میں گزر چکا ہے۔ باقی خلفاء میں سے جن حضرات کے سوانح حیات ہمیں دستیاب ہو سکے ہیں ان کا تذکرہ ذیل میں کیا جاتا ہے۔

Marfat.com

﴿امام ربانی حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ﴾

وارث کمالات نبویہ، دافع بدع و ضلالت، عامل سنت و عزیمت کمال متابعت امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ نے سلسلہ قادریہ میں حضرت شاہ سکندر کیتھلی قدس سرہ سے فیض اٹھایا اور خرقہ خلافت حاصل کیا۔حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کا نام نامی احمد تھا اور والد ماجد کا اسم گرامی عبد الاحد ۔آپ کا نسب پچیس واسطوں سے امیر المومنین فاروق اعظم حضرت عمر بن الخطابؓ تک پہنچتا ہے آپ کے آبائے کرام میں بڑے بڑے علمائے کاملین اور فقرائے واصلین گزرے ہیں ۔خصوصاً آپ کے والد ماجد حضرت مخدوم شیخ عبد الاحد کابلی السرہندی بہت بڑے عالم اور بڑے صاحب نسبت بزرگ تھے۔ان کے ہزاروں مرید اور صدہا شاگرد تھے حضرت شیخ عبد الاحد کابلی رحمتہ اللہ علیہ نے حضرت شاہ سکندر کیتھلی قدس سرہ کے جدِ امجد حضرت شاہ کمال کیتھلی قدس سرہ کی خدمت میں حاضر رہ کر سلوک طریقہء قادریہ طے کئے اور فوائد و برکات بالخصوص نسبت فردیت حاصل کی۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ ۹۷۱ھ میں سرہند شریف میں پیدا ہوئے ۔لفظ ''خاشع'' سے سال ولادت برآمد ہوتا ہے۔آپ کی ولادت کے بعد اکبر بادشاہ نے ایک وحشت ناک خواب دیکھا ہے کہ شمال کی طرف سے ایک تند و تیز ہوا آئی اور تخت کو بادشاہ سمیت اٹھا کر زمین پر دے مارا۔اس خواب سے بادشاہ بہت حیران و پریشان ہوا اور معبروں

Marfat.com

سے تعبیر دریافت کی انہوں نے بتایا کہ کسی بزرگ کے ظہور سے آپ کے آئین سلطنت میں تزلزل واقع ہوگا۔

ایک روز غوث اعظم حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کسی جنگل میں مراقبہ فرمارہے تھے یکایک ایک نور آسمان سے ظاہر ہوا ۔اس سے تمام عالم منور ہو گیا اور القاہوا کہ آپ سے پانچ سو سال کے بعد جب کہ عالم میں شرک وبدعت پھیل جائے گی ایک بزرگ وحید امت پیدا ہوگا وہ دنیا سے شرک والحاد کو نیست ونابود کردے گا ۔دین محمدی کو نئے سرے سے تازگی بخشے گا : اس کی صحبت کیمیائے سعادت ہوگی ۔اس کے صاحبزادے اور خلفاء بارگاہ احدیت کے صدر نشیں ہوں گے ۔اس کے بعد آپ نے اپنے خرقہ ء خاص کو اپنے کمالات سے مملو کر کے اپنے صاحبزادہ سید تاج الدین عبدالرزاق رحمتہ اللہ علیہ کے حوالے کردیا اور ارشاد فرمایا کہ جب ان بزرگ کا ظہور ہو یہ ان کے حوالے کردینا اس وقت سے صاحبزادہ موصوف کی اولاد میں وہ خرقہ یکے بعد دیگرے اسی طرح سپرد ہوتا رہا حتیٰ کہ حضرت شاہ کمال قدس سرہ کے پوتے حضرت شاہ سکندر کیتھلی قدس سرہ نے آپ کے حوالے کیا۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کی ولادت سے پہلے آپ کے والد ماجد نے ایک روز مراقبہ میں دیکھا کہ عالم میں تاریکی پھیل گئی ہے خوک ،بندر اور ریچھ لوگوں کو ہلاک کررہے ہیں ایک نور ان کے سینے سے نکلا جس سے جہان روشن ہوگیا اور برق خاطف نے نکل کر سب درندوں کو

Marfat.com

جلا کر راکھ کر دیا پھر کیا دیکھتے ہیں کہ ایک تخت پر کوئی بزرگ مسند نشین ہیں ۔ان کے چاروں طرف بہت سے نورانی آدمی اور ملائک مؤدب کھڑے ہیں ملحدوں ۔زندیقوں، ظالموں اور جابروں کو لا کر ان کے حضور میں پیش کر کے بکریوں کی طرح ذبح کر رہے ہیں منادی ندا دے رہا ہے۔

''جاء لحق وزهق الباطل ان الباطل كان ذهوقا''

''یعنی حق آیا باطل مٹ گیا بلاشبہ باطل مٹنے والا ہے۔

حضرت شیخ عبدالاحد کابلی رحمتہ اللہ علیہ نے یہ واقعہ پیرومرشد حضرت شاہ کمال کیتھلی قدس سرہ سے عرض کیا تو انہوں نے فرمایا کہ تمہارے ایک بیٹا پیدا ہوگا جو افضل اولیائے امت ہوگا اس کے نور سے شرکت وبدعت کی تاریکی دور ہوگی اور دین محمدی کو روشنی اور فروغ حاصل ہوگا۔

ایک بار حضرت شاہ کمال کیتھلی عادت قدیمہ کے مطابق آپ کے والد ماجد حضرت شیخ عبدالاحد کابلی رحمتہ اللہ علیہ کے مکان پر تشریف فرما ہوئے اس زمانے میں آپ طفل شیر خوار تھے اور مرض طحال میں' جو بچوں کے لئے ایک مہلک بیماری ہے، مبتلا تھے سانس دراز ہو گیا تھا اور بے ہوش تھے اور ایک مدت سے شیر مادر آپ کے حلق میں نہ اترا تھا۔سب گھر والے آپ کی زندگی سے مایوس تھے سب نے شاہ صاحب کی تشریف آوری کو غنیمت جانا اور آپ کو اسی حال میں شاہ صاحب کی خدمت میں لے آئے شاہ ولایت پناہ نے آپ کو اپنی گود میں لے لیا اور اپنی زبان مبارک

Marfat.com

آپ کے دہن میں ڈال دی آپ نے فوراً اس کو چوس لیا۔

حضرت شاہ کمال کیتھلیؒ نے فرمایا کہ احباب کی خاطر عاطر جمع رہے اس کے مرض کی جانب سے مطمئن رہیے کہ اس کی عمر عزیز بہت ہے اور خدائے جل وعلاء کو اس سے بہت کام لینے ہیں یہ میری طرح بزرگ ہوگا۔ یہ عالم باعمل اور عارف کامل ہے۔ بزرگوں کی ایک بڑی تعداد اس سے فیض حاصل کرے گی اور تا قیام قیامت اس کی رشد و ہدایت کا نور روشن رہے گا۔ یہ بدعت و گمراہی دور کرے گا اور سنت نبوی علی صاجہا الصلوٰۃ والسلام کو زندہ کرے گا ۔ ہم نے اسے اپنی فرزندی میں قبول کیا۔ اسی وقت آپ کو صحت عاجلہ و عافیت کاملہ حاصل ہوگئی ہر چند کہ یہ معاملہ ایام رضاعت کا تھا لیکن حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کو خوب یاد تھا۔ حضرت شاہ کمال کیتھلی قدس سرہ کا وصال ہوا تو آپ کی عمر سات آٹھ سال کی تھی ۔ آپ کو حضرت شاہ کمال کیتھلی قدس سرہ کا حلیہ خوب یاد تھا اور اس مکان کو بھی نہیں بھولے تھے جہاں آپ اپنے والد ماجد کے ہمراہ حضرت شاہ کمال کیتھلی قدس سرہ کی خدمت میں حاضر رہا کرتے تھے۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ سن تعلیم کو پہنچے تو آپ کے والد بزرگوار نے آپ کو مکتب میں داخل کیا چنانچہ وہاں آپ نے قلیل مدت میں قرآن شریف حفظ کر لیا اس کے بعد آپ نے اپنے والد ماجد سے علم ظاہر کی تحصیل شروع کی۔ پھر سیال کوٹ تشریف لے جا کر مولانا کمال کشمیری سے عضدی وغیرہ چند مشکل کتب کا مطالعہ فرمایا۔ کشمیر میں قطب وقت

Marfat.com

شیخ خوارزمیؒ کے خلیفہ شیخ یعقوب صرفیؒ سے آپ نے کتب احادیث سنا کر حدیث کی سند لی اور تفسیر واحدی و دیگر مولفات واحدی مثل بسیط و وسیط و اسباب نزول اور تفسیر بیضاوی و دیگر مصنفات بیضاوی مثل منہاج الاصول و غایۃ القصویٰ وغیرہ اور صحیح بخاری و دیگر مصنفات امام بخاری مثل ثلاثیات امام بخاری و ادب المفرد و افعال العباد و تاریخ وغیرہ و مشکوۃ تبریزی' شمائل ترمذی' جامع صغیر سیوطی' قصیدہ بردہ شیخ سعید بوصیری اور حدیث مسلسل کی روایت و اجازت عالم ربانی قاضی بہلول بدخشانی سے حاصل کی۔ غرض یہ کہ ہر علم و فن کو اس کے مشہور اور مستند اساتذہ سے حاصل کیا اور سند لی ۔المختصر سترہ برس کی عمر میں آپ علوم ظاہری کی تکمیل کے بعد سربر آوردہ علمائے روزگار اور سربر آوردہ فضلائے نامدار ہو گئے اور اپنے والد ماجد کی زندگی میں ہی کتب درسیہ کی تعلیم اور طریقہ کی تلقین فرمانے لگے۔ اسی زمانے میں آپ نے عربی زبان میں رسالہ تہلیلیہ اور فارسی زبان میں' رسالہ رد مذہب شیعہ بھی تصنیف فرمائے ۔ تھوڑا عرصہ درس و تدریس میں مشغول رہنے کے بعد آپ' آگرہ تشریف لے گئے۔ یہاں ابوالفضل اور فیضی سے ملاقات ہوئی۔ آپ نے فیضی کی بے نقط تفسیر '' سواطع الالہام'' کے لکھنے میں امداد دی۔ یہاں آپ بے حد مقبول ہو گئے۔ لیکن جلد ہی آپ کو فیضی اور ابوالفضل کے عقائد باطلہ کا علم ہو جانے کی وجہ سے ان سے نفرت ہو گئی۔ اسی دوران میں آپ کے والد ماجد محبت پدری سے مجبور ہو کر آپ سے ملاقات کرنے کیلئے آگرہ تشریف لائے اور آپ کو

Marfat.com

واپس سرہند لے گئے۔ اب آپ اپنے والد گرامی کی خدمت میں رہنے لگے اور ان سے بہت سے فوائد باطنی حاصل کئے۔ آگرہ سے واپسی پر ہی آپ کی شادی تھانیسر کے رئیس شیخ سلطان کی صاحبزادی سے کر دی گئی۔ اس طرح آپ کے پاس ظاہری مال و دولت کی بہت فراوانی ہو گئی۔

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ نے طریقہ چشتیہ میں اپنے والد بزرگوار سے بیعت کی اور اس کا سلوک تمام کیا۔ طریقہء کبرویہ مولانا یعقوب صرفی سے حاصل کیا۔ سلسلہء قادریہ میں حضرت شاہ سکندر کیتھلی قدس سرہ سے بیعت کی اور خرقہ خلافت حاصل کیا۔ خرقہ خلافت حاصل کر لینے اور والد ماجد کے وصال کے بعد حج کے ارادے سے گھر سے نکلے اور دہلی پہنچے۔ تو یہاں حضرت خواجہ باقی اللہ قدس سرہ سے ملاقات ہوئی۔ موصوف سے سلسلہ نقشبندیہ میں بیعت ہو کر خرقہ خلافت حاصل کیا۔ احمد حسین نقشبندی نے حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کی شان بیان کرتے ہوئے لکھا ہے۔

ملا شجر طریقت ہے بہم صدیق و حیدر کا
نسب فاروق اعظم کا مجدد الف ثانی کا
طریق صابری میں ہیں وہ سجادہ اب وجد کے
لکھوں کیا مرتبہ اعلیٰ مجدد الف ثانی کا
طریق قادری میں فیض پایا شہ سکندر سے
ہے جامع مشرب والا مجدد الف ثانی کا

Marfat.com

طریق نقشبندی میں فیوض خواجہ باقی ہے
بنا ہے سینہ گنجینہ مجدد الف ثانی کا

نقش بندیہ مرشد اول باقی باللہ بھائی
قادریہ ہے شہ سکندر عظمت جس توں پائی
چونہہ خانوادیاں پاسوں اس نے رستہ پایا
تاں پھیر لقب مجدد اس نے دنیا وچہ سدایا

مولوی عبدالرسول نے لکھا ہے۔ ''کیونکہ حضرت مجدد خواجہ شیخ احمد فاروقی سرہندی نقشبندی کا سلسلہء طریقت خاندانِ قادریہ میں بواسطہء حضرت شاہ سکندر' حضرت غوث الاعظم شیخ عبدالقادر قدس سرہ العزیز سے جا ملتا ہے۔ گویا آپ نے حضرت غوث الاعظم سے بالواسطہ فیض حاصل کیا ہے اور آپ ان کے عقائد کے مصدق و موید ہیں''۔

گلزار الخوارق میں ہے کہ جب حضرت شیخ احمد سرہندی قدس سرہ حصول علم سے فارغ ہوگئے۔ تو ان کے والد گرامی حضرت شیخ عبدالاحد انہیں سرہند سے کیتھل لائے۔ جب حضرت شاہ سکندر کیتھلی قدس سرہ کے قریب پہنچے۔ تو آپ اٹھ کھڑے ہوئے۔ آگے بڑھ کر بغل گیر ہوئے اور تمام اولیاء کے ہمراہ حضرت شاہ کمال کیتھلی قدس سرہ کے مزار پر لے گئے اور حضرت شیخ احمد سرہندی رحمتہ اللہ علیہ کو مرید کیا حضرت شیخ احمد سرہندیؒ عرصہ تک آپ کی صحبت میں رہے اور پایۂ تکمیل کو پہنچے۔ حضرت مجدد الف ثانی مرشد کا نہایت درجہ ادب کرتے تھے۔

Marfat.com

کسی وقت اگر شیخ نے ان کو طلب کیا تو چہرہ کا رنگ متغیر ہو جاتا اور جسم پر لرزہ طاری ہو جاتا۔'

حضرت غوث الاعظم سید عبدالقادر جیلانیؒ کا جو خرقہ حضرت شاہ سکندر کیتھلی قدس سرہ نے حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کو عطا فرمایا ۔ اس کے بارے میں زبدۃ المقامات اور حضرات القدس کے مؤلفین نے ایسا انداز بیان اختیار کیا جس سے بعض حضرات کو کچھ مغالطہ ہو گیا ہے۔ اور وہ ان بیانات کو پڑھنے کے بعد اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ۔

ا۔ یہ خرقہ حضرت غوث الاعظم سید شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے بجائے حضرت شاہ کمال کیتھلی قدس سرہ کا تھا۔

۲۔ زبدۃ المقامات اور حضرات القدس کے بعد کے تذکروں میں ہی خرقہ متبرک کو حضرت غوث الاعظم سید عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ سے منسوب کر دیا گیا۔

۳۔ اس واقعہ سے حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کا حضرت شاہ سکندر کیتھلی قدس سرہ سے براہ راست استفادہ کا اندازہ نہیں ہوتا۔ کیوں کہ صاحب زبدۃ المقامات نے یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت شاہ کمال کیتھلی قدس سرہ نے حضرت مجدد الف ثانی کو بچپن میں اپنی توجہ خاص سے نوازا تھا اور یہ خرقہء شریف عنایت فرمایا گیا۔ جو انہیں کی ایماء سے حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کو پہنچایا گیا۔

اس سے پیشتر کہ ہم کوئی وضاحت پیش کریں ۔ مناسب معلوم

Marfat.com

ہوتا ہے کہ وہ واقعہ بیان کر دیا جائے۔ جسے ہر صاحب تذکرہ نے اپنے اپنے انداز میں بیان کیا ہے اور اس میں حک و اضافہ سے کام لیا ہے۔ ہم یہاں زبدۃ المقامات سے بیان کرتے ہیں۔ لکھا ہے ''ایک روز حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ دوستوں کے ساتھ مراقب تھے کہ حضرت شاہ سکندر نبیرہ حضرت شاہ کمال کیتھلی رحمتہ اللہ علیہ تشریف لائے اور حضرت شاہ کمال کا خرقہء متبرکہ آپ کے شانوں پر ڈال دیا۔ جب آپ نے آنکھیں کھولیں اور حضرت شاہ سکندر کو دیکھا تو تواضع کے ساتھ معانقہ فرمایا۔ شاہ صاحب موصوف نے فرمایا میرے جد امجد شاہ کمال رحمتہ اللہ علیہ نے اب چند مرتبہ مجھ سے معاملہ میں ارشاد فرمایا کہ یہ جبہ میں آپ کی خدمت میں پیش کر دوں مجھ پر یہ شاق گزرتا تھا کہ میں یہ خرقہ متبرکہ اپنے خاندان سے باہر کسی دوسرے شخص کو دوں لیکن چونکہ بار بار اس کے حوالے کرنے کی تاکید کی گئی۔ اس لئے مجبوراً تعمیل حکم کی۔ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ نے اس خرقہء متبرکہ کو پہن لیا پھر اس کو پہنے ہوئے زنان خانے میں تشریف لے گئے جب کچھ دیر کے بعد باہر تشریف لائے تو آپ نے بعض محرمان اسرار سے فرمایا کہ حضرت شاہ کمال رحمتہ اللہ علیہ کے اس خرقہء متبرکہ کو پہننے کے بعد عجیب معاملہ پیش آیا کہ شیخ الجن والانس حضرت سید عبد القادر جیلانیؒ، حضرت شاہ کمال کیتھلیؒ تک اپنے تمام خلفاء حضرات کے ہمراہ تشریف لائے۔ میرے دل کو اپنے تصرف میں کیا اور اپنے انوار و اسرار اور نسبت ہائے خاصہ سے مجھے نوازا۔ میں ان

Marfat.com

انوار واحوال میں غرق ہو کر دریائے نور میں غواصی کرنے لگا۔ جب کچھ دیر اسی حالت میں گزر گئی تو اچانک مجھے خیال آیا کہ میں تو اکابر نقش بندیہ کا پروردہ ہوں۔ اب یہ صورت کیا ہو گئی ہے؟ اس خیال کے آتے ہی مشائخ نقش بندیہ بھی حضرت خواجہ عبدالخالق قدس سرہ سے ہمارے حضرت خواجہ باقی اللہ قدس سرہ تک تشریف لے آئے اب دونوں سلسلوں کے حضرات میں تکرار ہونے لگی۔ مشائخِ نقش بندیہ رحمہم اللہ نے فرمایا کہ یہ تو ہمارا پروردہ ہے اور ہماری تربیت سے اس ذوق و حال اور کمال واکمال کو پہنچا ہے۔ آپ حضرات کو اس پر کس طرح حق حاصل ہے۔ اکابر قادریہ رحمہم اللہ نے فرمایا کہ ایام طفولیت ہی سے ہماری نظر اس پر رہی ہے اور یہ ہمارے ہی خوان نعمت کی چاشنی چکھے ہوئے ہے۔ اور اب بھی اس نے ہمارا خرقہ پہنا ہے یہ مباحثہ جاری تھا کہ مشائخِ کبرویہ اور مشائخِ چشتیہ رحمہم اللہ کی جماعت بھی آپہنچی اور انہوں نے مصالحت کرا دی۔ اس کے بعد میں نے دونوں نسبتوں سے کامل ووافر حصہ اپنے باطن میں پایا۔

حضرات القدس میں لکھا ہے کہ اس روز جنگل وبیابان، اولیاء سے بھر گئے تھے۔ بالآخر شام کے وقت یہ طے ہوا کہ چونکہ تربیت نقش بندیہ سے درجہ کمال و تکمیل کو پہنچے ہیں اور اعتبار تکمیل کا ہے۔ اس لئے ان کو زیادہ تر اسی طریق میں ہدایت اور ارشاد فرمائیں۔ اور طریقہء قادریہ میں بھی ہدایت و تکمیل فرماتے رہیں۔

نہیں کہا جا سکتا کہ کس بناء پر مذکورہ بالا تذکرہ نویسوں نے اس خرقہ کو

Marfat.com

حضرت شاہ کمال قادری کیتھلی قدس سرہ سے منسوب کر دیا؟ یہ بات بالکل واضح ہے کہ جس انداز پر ماضی میں تذکرے لکھے جاتے رہے ہیں۔ اس میں بہت حد تک یک طرفہ معاملات اور معلومات نے اپنا اثر دکھایا ہے۔ اور اس طرح تذکروں میں بہت سی کمزوریاں رہ گئی ہیں۔ ایسی اکثر مثالوں کو ہم نے گذشتہ صفحات میں ایک باب کی صورت میں جمع کیا ہے۔ اس واقعہ میں سب سے پہلی بات جو کھٹکتی ہے وہ یہ ہے کہ یہ واقعہ صاحب زبدۃ المقامات نے کسی صاحب سے سن کر اپنی کتاب میں درج کیا ہے کیونکہ اگر مصنف اس واقعہ کا عینی شاہد ہوتا تو وہ صیغہ واحد متکلم کسی نہ کسی طور استعمال کرتا اور اپنی شخصیت کو واقعہ میں سمو کر عینی شاہد ہونے کا ثبوت فراہم کرتا جیسا کہ اس نے اکثر مقامات پر کیا ہے لیکن یہاں تو وہ کہتا ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ نے اس واقعہ کی کیفیت ''بہ بعضی محرمانِ اسرار گفتند'' اور ظاہر ہے کہ روایت ایک سے دوسرے تک پہنچتے پہنچتے اپنا قالب تبدیل ہی نہیں بلکہ قالب بدل لیتی ہے۔ دوسرے یہ خرقہ حضرت شاہ کمال کیتھلی قدس سرہ سے اس لئے تعلق نہیں رکھتا کہ حضرت شاہ کمال کیتھلی قدس سرہ نے حضرت شیخ عبد الاحد کابلی سرہندی قدس سرہ کو سلسلہ قادریہ میں اجازت بیعت دیتے وقت خرقہ عطا کر دیا تھا۔ جو مؤخر الذکر نے اپنی عمر کے آخری حصہ میں تبرکات کے طور پر اپنے فرزند دل بند حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کے حوالے کر دیا تھا۔ اس لئے حضرت شاہ کمال کیتھلی قدس سرہ کی طرف سے مزید خرقہ دینے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

Marfat.com

تیسرے، ہم یہ سمجھتے ہیں کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کے ظہور کے بارے میں جو بشارتیں اور پیشین گوئیاں زبدۃ المقامات اور حضرات القدس کے مصنفین تک پہنچیں ان میں غالباً حضرت غوث پاک سید عبد القادر جیلانیؒ کے مشاہدہ نور اور پھر اپنے فرزند کو ایک خرقہ دینے کا معاملہ ان حضرات تک نہیں پہنچا اور چونکہ حضرت شاہ کمال کیتھلی قدس سرہ کے تعلقات حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کے والد ماجد کے ساتھ بہت زیادہ گہرے تھے (بلکہ ایک کنبہ کے فرد کے سے کہیے) اس لئے ان مصنفین کو یہ التباس ہوا کہ یہ خرقہ حضرت غوث پاک سید عبد القادر جیلانیؒ کا نہیں بلکہ حضرت شاہ کمال کیتھلی قدس سرہ کا تھا۔ چنانچہ بعد میں جتنے بھی تذکرے لکھے گئے ان کے مؤلفین تک حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کے حق میں حضرت غوث الاعظم سید عبد القادر جیلانیؒ کی بشارت پہنچ گئی۔ چنانچہ انہوں نے بجا طور پر اس بشارت کو نہ صرف اپنے تذکروں میں جگہ دی بلکہ خرقہء متبرکہ کے بارے میں ہونے والی غلطی کا ازالہ بھی کر دیا اور اس خرقہ کو بہ صراحت حضرت شاہ کمال کیتھلی کے بجائے حضرت غوث صمدانی سید عبد القادر جیلانیؒ سے منسوب کیا ہے۔

دورِ جدید کے محققین، صوفیاء اور اولیا اس امر پر متفق ہیں کہ یہ جبہ مبارک حضرت شاہ سکندر کیتھلی قدس سرہ نے حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ قدس سرہ کو پہنچایا لیکن وہ اس امر کی وضاحت نہیں کرتے کہ کس طرح پہنچایا اور اگر کسی نے تشریح کی بھی ہے تو بہ اس سے بالکل مختلف

Marfat.com

ہے جو زبدۃ المقامات یا حضرت القدس میں ہے۔

ہمیں یہ کہنے میں مطلق تامل نہیں کہ یہ عبارت اگر الحاقی نہیں تو مغشوش ضرور ہے۔ امر واقعہ کو غلط ملط کرنے اور دو بزرگ ہستیوں کے بارے میں غلط فہمی پیدا کرنے کی کوشش کی گئی ہے اور ایسی عبارت کا سہارا لیا گیا ہے۔ ایسے مصنفین کی کمی نہیں جو اپنی اونچی دکان پر پھیکا پکوان سجانے کے باوجود اپنی دستارِ فضیلت کو قائم رکھنا چاہتے ہیں۔ ایسے حضرات بھی ہیں جن کا علم واجبی ہے لیکن انہوں نے اس پھٹے میں پاؤں اڑانے کی کوشش کی اور واقعات کو بالکل ہی نئے اور انوکھے انداز میں پیش کیا ہے اور وہ لوگ بھی ہیں جن کو حضرت شاہ کمال کیتھلی اور حضرت شاہ سکندر کیتھلی قدس اسرار ہم کے خاندانی مراسم ورشتہ کا قطعاً علم نہیں لیکن انہوں نے اس روایت کو ضرور بیان کیا ہے۔ اس وقت ہمارے پیش نظر وہ عربی مخطوطہ ہے جسے ڈاکٹر غلام مصطفیٰ صدر شعبہ اردو سندھ یونیورسٹی حیدر آباد نے دریافت کر کے اپنے تعارف کے ساتھ مجلہ الرحیم (حیدر آباد) میں شائع کرایا ہے ڈاکٹر صاحب موصوف کا خیال ہے کہ مجددیت اور قیومیت سے متعلق یہ نادر مخطوطہ بہت اہم ہے۔ ڈاکٹر صاحب موصوف کا خیال اس حد تک تو درست ہو سکتا ہے لیکن جب مخطوطہ کا مصنف مجددیت اور قیومیت کے بیان کے ساتھ واقعہ زیر بحث بیان کرتا ہے تو نہایت مضحکہ خیز انداز اختیار کرتا ہے حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ قدس سرہ کی مجددیت کے ثبوت فراہم کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ۔

Marfat.com

ایک ثبوت یہ کہ اصحاب مقامات نے بیان کیا ہے کہ قدوۃ الکاملین حضرت شاہ کمال کیتھلی قادری رحمۃ اللہ علیہ جن کے خوارق عادات اور کرامات تواتر تک پہنچ چکے ہیں ان بزرگوں کے پاس حضرت غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا جبہ مبارک تھا جو انہیں اس طرح پہنچا تھا کہ عارف ربانی حضرت شاہ سکندر حسین رحمۃ اللہ علیہ نے یہ جبہ حضرت شاہ کمال کیتھلی کے پاس بطور امانت رکھا۔ چنانچہ جب حضرت شاہ سکندر حسین رحمۃ اللہ علیہ رحلت فرما گئے اور حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا زمانہ آیا تو شاہ سکندر حسین رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت شاہ کمال کیتھلی سے خواب میں فرمایا کہ یہ جبہ حضرت شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کو دے دو کیونکہ وہ جبہ کے اہل ہیں مگر حضرت شاہ کمال کیتھلی نے وہ جبہ حضرت شیخ کو نہ دیا پھر حضرت شاہ سکندر حسین رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت شاہ کمال کیتھلی رحمۃ اللہ علیہ سے عالم سرمد میں یہی فرمایا مگر انہوں نے نہ کیا اور فرمایا کہ میں یہ برکت اپنے پاس سے کیسے علیحدہ کردوں پھر تیسری بار حضرت شاہ سکندر حسین رحمۃ اللہ علیہ نے عتاب فرمایا تو حضرت شاہ کمال کیتھلیؒ نے وہ جُبہ مبارک حضرت مجدد الف ثانی پیش فرمایا۔ چنانچہ اس جبہ مبارک کے بڑے بڑے فیوض وبرکات ظہور میں آئے۔ جنھیں مقامات اور ملفوظاتِ معارف لدنیہ میں شرح وبسط کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔"

مذکورہ بالا عبارت سے واضح ہوتا ہے کہ یہاں دیگر تذکروں کے برعکس حضرت شاہ سکندر کیتھلی قدس سرہ کا نام سرے سے ہی غلط لکھا گیا

Marfat.com

ہے۔ دوسرے، حضرت شاہ کمال کیتھلی قدس سرہ کے زمانی اور خاندانی تعلق کو بالکل ہی الٹ دیا گیا ہے۔ اسی لئے دوسری کتابوں مثلاً زبدۃ المقامات اور حضرات القدس وغیرہ کے علی الرغم یہاں حضرت شاہ سکندر کیتھلی قدس سرہ کو حضرت شاہ کمال کیتھلی قدس سرہ تادیب و تاکید نہیں کرتے بلکہ پوتا اپنے دادا کو سرزنش کر رہا ہے۔ تیسرے، جبہ مبارک کو حضرت شاہ کمال کیتھلی قدس سرہ یا حضرت شاہ سکندر کیتھلی قدس سرہ کے بجائے حضرت غوث الاعظم سید عبدالقادر جیلانیؒ سے منسوب کیا گیا ہے ۔ چوتھے، کہا گیا کہ اس جبہ مبارک کے جو فیوض وبرکات حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کو حاصل ہوئے۔ انہیں مقامات اور معارف لدنیہ میں بیان کیا گیا ہے۔ ''مقامات'' یقیناً کوئی کتاب ہو گی جو ہماری نظر سے نہیں گزری لیکن ''معارف لدنیہ'' کا ہم نے بغور مطالعہ کیا ہے۔ اس رسالے میں کسی ایسے فیض وبرکت کا ذکر نہیں ملتا جس کا تذکرہ مذکورہ بالا عبارت میں کیا گیا ہے چنانچہ یہ نتیجہ نکالنا مشکل نہیں کہ جبہ مبارک کے سلسلے میں اس قسم کی جتنی بھی روایات ہیں وہ یا تو الحاقی ہیں یا مغشوش۔

رہی یہ بات کہ اس روایت کی روشنی میں یہ انداز ہوتا ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ نے حضرت شاہ سکندر کیتھلی قدس سرہ سے براہ راست فیض حاصل نہیں کیا تو جب ہم اس روایت کو الحاقی قرار دیتے ہیں یا مغشوش کہتے ہیں تو پھر کسی بحث کی ضرورت باقی نہیں رہتی اور اگر اس پہ اصرار کیا ہی جائے تو عرض یہ ہے کہ سلسلہ کی باقاعدہ اشاعت و

Marfat.com

بیعت کرنے کی اجازت کیلئے کسی مرشد سے بیعت ہونا ضروری ہے سلوک کی تمام منازل طے کرنے کے بعد منتہی اور کامل ہو جاتا ہے اس کے سلوک کی تکمیل ہو جاتی ہے۔ تو اسے باقاعدہ خرقہ ء خلافت عطا ہوتا ہے اور اس طرح وہ خلیفہ ء مجاز بن جاتا ہے۔ اب وہ خود لوگوں کو مرید کر سکتا ہے اور خرقہ ء خلافت بھی دے سکتا ہے۔ یہ اعزازی ڈگری تو ہے نہیں کہ بطور عزت و احترام عطا کر دی جائے۔ یہاں محض حسنِ نظر یا نظر قبولیت سے گذارہ نہیں ہوتا۔ یہاں تو اویسی المشرب درویشوں کے لئے بھی کسی نہ کسی ظاہری مرشد کا مرید ہونا شرط ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ باقاعدہ قادریہ سلسلے میں مرید کرتے تھے۔ اور انہیں اس سلسلہ کا شجرہ اور کلاہ و دامن بھی عطا فرماتے تھے۔ خواہ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کا یہ فعل بطریق ندرت ہی تھا اور اگر کوئی طالب اس سلسلے کے اذکار و معمولات سیکھنا چاہتا تو اسے سکھاتے اور ان کی نسبت کی تربیت فرماتے آپ کا یہ طریقہ آپ کی اولاد میں بھی پایا جاتا اور دیگر مشائخِ نقشبندیہ میں بھی۔ ہمارے اس دعوے کی تائید کہ بغیر ارادت کے خلافت کا حصول ناممکن ہے ان شجرہ ہائے طریقت سے بھی ہوتی ہے جو سلسلہ ء قادریہ مجددیہ میں رائج ہیں۔ ہم گذشتہ صفحات میں چند ایسی کتب کے حوالہ جات درج کر آئے ہیں جن میں صاف لکھا ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ سلسلہ ء قادریہ میں حضرت شاہ سکندر کیتھلی قدس سرہ سے بیعت تھے یا مرید تھے یا ارادت رکھتے تھے وغیرہ چنانچہ یہ کہنا خالی از مغالطہ نہیں کہ

Marfat.com

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ نے حضرت شاہ سکندر کیتھلی قدس سرہ سے براہ راست استفادہ نہیں کیا۔ مذکورہ بالا واقعہ جس طرح بیان کیا گیا ہے وہ بھی محل نظر ہے اس عبارت کے یہ فقرات ''میرے دادا حضرت شاہ کمالؒ نے وصال کے وقت یہ جبہ مبارک بطور امانت میرے سپرد کیا تھا اب چند مرتبہ مجھ سے معاملہ میں ارشاد فرمایا کہ یہ جبہ میں آپ کی خدمت میں پیش کردوں مجھ پر شاق گزرتا تھا کہ میں یہ خرقہ متبرکہ اپنے خاندان سے باہر کسی شخص کو دوں۔ لیکن بار بار اس کے حوالے کرنے کی تاکید کی گئی اس لئے مجبوراً تعمیل حکم کی''۔ تو وہ جملے ہیں جو زبدۃ المقامات کے مصنف نے استعمال کئے ہیں۔ حضرات القدس میں یہ واقعہ دو جگہ لکھا ہوا ہے، ایک جگہ اجمالاً اور دوسری جگہ تفصیلاً۔ پہلے مقام پر حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کیلئے حضرت شاہ کمال کیتھلی قدس سرہ کی طرف سے میرے فرزند معنوی کے الفاظ ضرور استعمال کئے گئے ہیں لیکن حضرت شاہ سکندر کیتھلی قدس سرہ کی زبان سے ادا ہونے والے الفاظ (میں اس خرقہ کو اپنے خاندان سے باہر نکالنا نہیں چاہتا) قاری کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیتے ہیں کہ کیا تصوف اسی بات کا نام ہے کہ مرشد کا کہنا نہ مانا جائے ایک درویش دوسرے درویش سے کینہ و عناد رکھے۔ ایک دوسرے سے بغض و عناد رکھنا، دنیاوی جاہ و جلال کو عاقبت پر ترجیح دینا، خلق خدا میں نفرت کے بیج بونا، تصوف کے بالکل برعکس ہیں۔ دنیائے تصوف کا بنیادی آئین ہی یہی ہے کہ سینہ کو آئینہ کے مانند صاف و شفاف رکھا جائے۔ اس

Marfat.com

میکدہ میں چہرہ اسی لئے ارغوانی کیا جاتا ہے کہ یہاں کی تعلیم انسان کو انسان سے ہمدردی و محبت، رافت و شفقت اور خلق و نصرت کا سبق دیتی ہے۔ یہاں وصل ہے، فصل نہیں اور پھر ایک ایسا درویش ایسی حرکت کس طرح کر سکتا ہے جس نے مذہبی گھرانے میں آنکھ کھولی ہو اور جس کا تعلق حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ سے بہت گہرا تھا۔ ایک ایسے بزرگ سے جس کے روحانی صعود و عروج کی شہادت حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ بھی دیتے ہیں اور قلب منور کو سورج سے اس قدر زیادہ روشن بتاتے ہیں کہ خود حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کی نظر مبارک اس پر نہیں پڑ سکتی ہرگز یہ توقع نہیں کی جاسکتی کہ وہ تصوف کے کسی اصول کی خلاف ورزی کرے گا۔ نہیں کہا جاسکتا کہ حضرت شاہ سکندر کیتھلی قدس سرہ نے حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کی شخصیت کو سمجھنے میں غلطی کی ہوگی اور اگر اس مفروضہ کو تسلیم بھی کر لیا جائے کہ حضرت شاہ سکندر کیتھلی قدس سرہ اس عظیم نعمت کو اپنے گھر سے باہر نہیں نکالنا چاہتے تھے تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ حضرت شاہ سکندر کیتھلی قدس سرہ نے حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کو قادریہ سلسلے میں خرقۂ خلافت کیوں عطا کر دیا تھا؟ یہی نہیں بلکہ اپنی عمر کے آخر تک اپنے جد امجد حضرت شاہ کمال کیتھلی قدس سرہ کی طرح حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کے یہاں آنا جانا کیوں روا رکھا؟ اور حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ سے ان کا ایک صاحبزادہ کیوں طلب کیا جو آپ کی طرح دانا و دیوانہ ہو؟۔ پھر جب یہ صاحبزادہ حضرت شاہ سکندر کیتھلی قدس سرہ کی

Marfat.com

گود میں بیٹھ گیا تو اسے حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ نے شاہ کے لقب سے کیوں پکارنا شروع کردیا؟ یہ واقعات حضرت شاہ سکندر کیتھلی اور حضرت مجدد الف ثانی قدس اسرار ہم کے اس جذبہء الفت و محبت کو ظاہر کرتے ہیں جو ان دونوں حضرات کے دلوں میں ایک دوسرے کے لئے موجزن تھا یاد رہے کہ حضرت مجدد الف ثانی اور حضرت شاہ سکندر کیتھلی قدس اسرار ہم کی باہمی ملاقات تذکروں سے ثابت ہے۔ حضرات القدس میں ہے کہ آپ ایک مرتبہ اپنے شروع زمانہ مشیخت میں تفریح کیلئے نکلے پہلے قصبہ مسکان میں گئے اور وہاں سے قصبہ کیتھل زیارت حضرت شاہ کمال علیہ الرحمۃ کیلئے روانہ ہوئے یہاں زیارت حضرت کمال قدس سرہ سے مراد زیارت مزار حضرت شاہ کمال کیتھلی قدس سرہ ہے کیونکہ حضرت شاہ کمال کیتھلی قدس سرہ کا وصال تو اس وقت ہو چکا تھا جب آپ کی عمر سات آٹھ سال تھی۔

چنانچہ جسمانی ملاقات کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اب اگر حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ زیارت مزار حضرت شاہ کمال کیتھلی قدس سرہ کیلئے کیتھل تشریف لے جاتے ہیں تو حضرت شاہ سکندر قدس سرہ سے ملاقات کے امکان کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ اس طرح حضرت شاہ سکندر کیتھلی قدس سرہ بھی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ سے اپنی الفت و مؤدت کے سبب آپ کے یہاں تشریف لاتے رہے چنانچہ آپ مجدد الف ثانی قدس سرہ کے صاحبزادہ حضرت شاہ یحییٰ کی کمسنی کے زمانے میں

Marfat.com

ایک روز حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کے یہاں تشریف لائے اور فرمایا کہ ایک صاحبزادہ ہم کو عنایت فرمائیں کہ ہمارے مثل دانا و دیوانہ رہے۔ اتفاقاً اس وقت شیخ یحییٰ موجود تھے۔ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ نے فرمایا۔ اس کو لے لو۔ حضرت شاہ سکندر کیتھلی قدس سرہ نے اپنی نسبت ان کو القاکی اور فرمایا کہ آج سے اس مخدوم زادہ کو شاہ جیو کے نام سے پکارا کریں۔ اس دن سے ان کا لقب شاہ پڑ گیا۔

حضرت شاہ سکندر کیتھلی قدس سرہ نے شاہ یحییٰ پر تجلیات وانوار الٰہی کا اس قدر غلبہ کیا کہ وہ اسے برداشت نہ کر سکے۔ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ مجبوراً ان میں سے نصف نکال کر بڑے صاحبزادے حضرت خواجہ محمد صادق میں ڈالنے پڑے۔ ان کی برکات اور حضرت شاہ سکندر کیتھلی قدس سرہ کے فیض سے حضرت خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ باوجود مجذوب سالک ہونے کے، دولت اولاد سے بہرہ ور ہوئے۔

جب کبھی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کسی شخص کو کسی ایک سلسلے میں مرید کرتے اور جتنے عرصے اس مرید پر توجہ باطنی سے کام لیتے اتنے عرصے میں دوسرے سلسلے والوں کے احوال میں کمی آجاتی تھی۔ زبدۃ المقامات میں ہے کہ ایک روز ایک طالب صادق نے حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ سے درخواست کی کہ مجھے سلسلہ قادریہ میں مرید کر لیجئے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میری مجلس میں رہا کرو

Marfat.com

وہ شخص ایسا ہی کرتا حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ اس پر اپنی نسبت سے ان بزرگوں کے احوال سے اسے فائدہ پہنچاتے۔ جب دو تین دن اسی طرح گزر گئے تو ان اصحاب نے جو کہ نقش بندیہ سلسلے کے خوان نعمت کے ریزہ چین تھے اپنے احوال میں بستگی سی محسوس کی۔ ناچار ان میں سے ایک نے مجبور ہو کر حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ سے قبض احوال کی شکایت کی اور کہا۔ ان دو تین دنوں میں خود کو اپنی نسبت سے بیگانہ پاتا ہوں ہم سے کیا قصور سرزد ہو گیا ہے۔ ایک دوسرے شخص نے بھی یہی کچھ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ سے عرض کیا حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ نے متبسم لہجے میں فرمایا۔

''تم سے کوئی غلطی سرزد نہیں ہوئی لیکن اس کا راز وہ بستگی ہے' جس کا اقتباس تم میری معرفت اکابر نقش بندیہ رضوان اللہ عنہم سے کرتے ان دو تین دنوں میں ہم نے اپنے افادہ کا رخ نسبتِ قادریہ کے ایک طالب کی طرف کیا ہوا ہے۔ اور اس القا کے دریچے کو کھولا ہوا ہے ناچار اس مناسبت کی وجہ سے جس کا تعلق تم سے نہیں ہے تم معطل رہے ہو اور مختلل ہو گئے ہو اور جب ہم اکابر خواجگان نقش بند کی طرف رجوع کریں گے تو تمہاری یہ بستگی دور ہو جائے گی اور ایسے ہی ہوا جیسے حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ نے فرمایا تھا۔

حالات و مشائخ مجددیہ نقشبندیہ میں لکھا ہے کہ شیخ مجدد الف ثانی قدس سرہ نے فرمایا کہ طریقہ نقش بندیہ میں اضمحلال اور ربودگی بہت ہے

Marfat.com

اور طریقہ قادریہ میں لمعانِ انوار ہے۔

اور۔۔۔۔۔ خاندان قادریہ سے خرقہ خلافت و خرقہ حضرت غوث الاعظم سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے علاوہ نسبت فردیت بھی آپ کے والد ماجد حضرت شیخ عبدالاحد کابلی رحمۃ اللہ علیہ کی معرفت آپ کو حاصل ہوئی تھی چنانچہ آپ لکھتے ہیں۔

اس فقیر کو اس نسبت فردیت کا سرمایہ جس کے ساتھ آخری عروج مخصوص ہے اپنے والد ماجد سے حاصل ہوا تھا اور میرے والد ماجد کو یہ نسبت اپنے ایک عزیز سے جو جذبہ قوی کے مالک تھے اور کرامات و خوارق عادات میں مشہور تھے حاصل ہوئی تھی۔ نیز اس فقیر کو عبادت نافلہ خصوصاً نفل نمازیں ادا کرنے کی توفیق بھی والد ماجد کی مدد سے ہی حاصل ہوئی تھی اور میرے والد بزرگوار کو یہ سعادت اپنے شیخ سے حاصل ہوئی تھی جو چشتیہ سلسلے سے تعلق رکھتے تھے۔

اس جگہ ایک عزیز سے مراد حضرت شاہ کمال قادری کیتھلی قدس سرہ ہے اور اپنے شیخ سے مراد حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی قدس سرہ ہیں اور یہ حضرت کمال کیتھلی قدس سرہ وہ بزرگ ہیں جن کے بارے میں حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ نے فرمایا کہ۔

جب نظر کشفی سے غور کیا جاتا ہے مشائخ سلسلہ عالیہ قادریہ میں حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت شاہ کمال قدس سرہ کے مثل اور کوئی شخص نظر نہیں آتا۔

Marfat.com

اور اپنے پیرومرشد حضرت شاہ سکندر کیتھلی قدس سرہ کے بارے میں گوہر افشاں ہیں کہ آفتاب کی طرف بے تکلف دیکھ سکتا ہوں مگر شاہ سکندر نبیرہ شاہ کمال رحمۃ اللہ علیہ کے دل کی طرف غلبہ اشعاعِ انوار کی وجہ سے نہیں دیکھ سکتا کہ رسائی نہیں ہو سکتی۔

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کو اس مقام تک پہنچ جانے کے بعد جو اقطاب کا مقام کہلاتا ہے نبی کریم رؤف الرحیم ﷺ نے قطبیت ارشاد کی خلعت عطا کی اور اس منصب پر سرفراز فرمایا اس کے بعد عنایت خداوندی نے اس مقام سے مزید بلندی کی طرف متوجہ فرمایا چنانچہ ایک مرتبہ اصل ظلی آمیز تک رسائی حاصل ہوئی اس مقام میں بھی گذشتہ مقامات کی طرح فنا و بقا نصیب ہوئی اور پھر وہاں سے اصل کے مقامات تک ترقی عطا فرمائی گئی حتیٰ کہ آپ کو مقام اصل الاصل تک پہنچایا گیا اس آخری عروج میں جو کہ مقامات اصل کا عروج ہے۔ آپ کو حضرت غوث الاعظم سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی روحانیت کی امداد حاصل رہی اور ان کی قوت تصرف نے ان تمام مقامات سے گزار کر اصل الاصل کے مقام تک واصل فرمادیا۔

رسول کریم ﷺ نے آپ کو خطاب عطا فرمایا تھا چنانچہ آپ نے ''مبدأ و معاد'' میں لکھا ہے ''احوال و سلوک کے درمیانی حالات میں ایک مرتبہ حضرت پیغمبر علیہ و علی آلہ الصلواۃ والتسلیمات نے واقعے میں اس فقیر سے فرمایا تھا کہ تو علم کلام کے مجتہدین میں سے ہے اسی وقت سے

Marfat.com

مسائل کلامیہ کے ہر مسئلہ میں اس فقیر کی خاص رائے اور مخصوص علم ہوتا ہے۔ اکثر اختلافی مسائل میں جن میں ماتریدیہ اور اشاعرہ کے درمیان جھگڑا ہے جب وہ مسئلہ ابتدائی طور پر سامنے آتا ہے تو حقیقت اشاعرہ کی طرف سمجھ میں آتی ہے لیکن جب نورِ فراست سے باریک بینی کے ساتھ غور کیا جاتا ہے تو واضح ہو جاتا ہے کہ حقیقت ماتریدیہ ہی کی طرف ہے

علم کلام کے تمام اختلافی مسائل میں اس فقیر کی رائے علمائے ماتریدیہ کی رائے کے موافق ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ نے سرہند شریف کے قیام کے تھوڑے ہی عرصے میں ہزار ہا طالبوں کو اپنے چشمہ فیوض سے سیراب و شاداب کر دیا۔ اس زمانے میں طالبوں کی تربیت کے دوران میں آپ کو اپنے کمال میں نقص کا علم پیدا ہوا اور اس اعلیٰ کمال کو حاصل کرنے کیلئے طالبوں کو رخصت فرما دیا اور گوشہ تنہائی اختیار فرما لیا۔

بعض اہل غرض نے گوشہ نشینی کے اس معاملے کو مختلف رنگ دے کر حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا۔ چنانچہ آپ نے حضرت خواجہ باقی باللہ کو مکتوب لکھ ------- کر اپنی صفائی پیش کی۔ اپنے مقامات بلند اور فضائل ارجمند کے باوجود آپ اپنے پیر بزرگوار کے ادب کی رعایت اس درجے کرتے تھے کہ اس سے زیادہ متصور نہیں ہو سکتی۔ ۱۲ ربیع الاول ۱۰۱۱ھ کو صبح کے وقت آپ حلقہ و مراقبہ فرما رہے تھے تو حالت کشفی میں دیکھتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ اولیائے کرام کی ایک

Marfat.com

جماعت کے ساتھ تشریف فرما ہوئے اور خود اپنے دست مبارک سے ایک نہایت فاخرہ خلعت جو گویا محض نور تھی آپ کو پہنائی اور فرمایا کہ یہ تجدید الف ثانی کی خلعت ہے پھر چند ماہ بعد ۲۷ رمضان المبارک ۱۰۱۱ھ کو نماز ظہر کے بعد آپ مراقبہ میں بیٹھے ہوئے تھے کہ یکایک ایک اعلیٰ درجہ کی نوری خلعت آپ نے اپنے اوپر مشاہدہ کی۔ ساتھ ہی القا ہوا کہ یہ قومیت کی خلعت ہے جو حضور انور ﷺ کے کمال اتباع کی وجہ سے آپ کو عطا کی گئی ہے اسی سال مجتہد کا خطاب عطا ہوا تجدید کے پہلے سال یعنی ۱۰۱۱ھ میں ہی آپ کو زیارت کعبۃ اللہ شریف کا شوق بہت ہی دامن گیر ہوا اور جب بے قراری بہت زیادہ بڑھ گئی تو ایک روز بے قراری میں کشفی حالت میں کیا دیکھتے ہیں کہ جن وانس اور ملائکہ وغیرہ تمام مخلوقات نماز ادا کر رہی ہیں اور آپ کی طرف رخ کر کے سجدہ کر رہی ہیں۔ جب آپ نے توجہ کی تو معلوم ہوا کہ کعبہ معظّمہ کی مثالی صورت نے آپ پر نزول فرمایا ہوا ہے یہی وجہ ہے کہ جو شخص کعبہ معظّمہ کی طرف سجدہ کرتا ہے اس کا رخ آپ ہی کی طرف معلوم ہوتا ہے اسی اثناء میں الہام ہوا کہ تم ہمیشہ کعبہ کے مشتاق رہتے ہو ہم نے کعبہ کو تمہاری ملاقات کیلئے بھیجا ہے اس کے بعد کعبہ معظّمہ نے آپ کی خانقاہ میں حلول کیا اور خانقاہ شریف اور مسجد کی زمین کو بیت اللہ کی زمین سے پوری پوری فناو بقا حاصل ہو گئی چنانچہ بعد میں اس متبرک جگہ کو جہاں پر کعبہ معظّمہ کی مثالی صورت نے حلول کیا تھا نشاندہی کے طور پر باقی حصہ سے اونچا کر کے ممتاز کر دیا گیا تھا۔ آج کل وہ صفہ زیارت گاہ خاص

Marfat.com

وعام ہے اس کے باوجود آپ کو ظاہری طور پر فریضہ حج ادا کرنے کا بے حد شوق بے چین رکھتا تھا۔

تجدید کے دوسرے سال یعنی ۱۰۱۲ھ کے دوران سید صدر جہاں اور خان اعظم، جو اکبر بادشاہ کے مقرب وزراء میں سے تھے، آپ کے مرید ہوئے۔ ۱۰۱۳ھ میں خان خاناں اور شیخ فرید بخاری آپ سے بیعت ہوئے۔ اس زمانے میں اکبر بادشاہ اپنی بے دینی کے سبب رعایا کو اپنے سامنے سجدہ پر مجبور کرتا تھا۔ جب آپ کو معلوم ہوا۔ تو غیرت اسلامی نے جوش مارا۔ اور آپ نے اپنے مریدین میں سے خان خاناں خان اعظم، سید صدر جہاں اور فرید بخاری وغیرہ کے ذریعے بادشاہ کو نصیحت آمیز پیغامات بھیجے۔ چنانچہ ان حضرات نے بہت قیل و قال کے بعد بادشاہ کو اس بات پر راضی کر لیا کہ لوگوں کو اختیار ہے کہ خواہ وہ دین اسلام پر رہیں یا بادشاہ کے اختراعی طریقے میں شامل ہو جائیں اور کسی پر سجدہ تعظیمی کرنے کیلئے بھی جبر نہ کیا جائے گا۔ اب حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کی شہرت دور دور پھیل رہی تھی۔ چنانچہ ۱۰۱۵ھ میں بے شمار حضرات آپ کے حلقہ ارادت میں داخل ہوئے جنہیں آپ نے مختلف علاقوں میں تبلیغ اسلام کیلئے روانہ فرمایا ۱۰۱۶ھ میں آپ کا سلسلہ ء اشاعت خراسان 'بدخشان اور توران پہنچا اور خوب پھلا پھولا۔ اس سال آپ کو خوشخبری دی گئی کہ آپ کا سلسلہ قیامت تک جتنا ہو گا سب بخش دیا جائے گا۔ ۱۰۱۹ھ میں سرور کائنات ﷺ نے آپ کو اپنا ''ملکون ومزدور'' بنایا۔ ۱۰۲۲ھ میں علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی

Marfat.com

نے ہی سب سے پہلے آپ کو ''امام ربانی۔ محبوب سبحانی۔ مجدد الف ثانی'' تحریر کیا تھا۔ ۱۰۲۵ھ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے آپ پر قرآنی حروفِ مقطعات کے اسرار ظاہر فرمائے اور آپ نے صرف اپنے صاحبزادے حضرت خواجہ محمد معصوم کو کئی دن تک خلوت میں ان اسرار مقطعات قرآنی سے آگاہ فرمایا۔

ہم نے ایک علیحدہ باب کی صورت میں گذشتہ صفحات میں ان حالات کی تصویر پیش کی ہے جنہوں نے دسویں صدی ہجری میں ہندوستان کے اندر اپنا رنگ جما رکھا تھا۔ ہم نے اس باب میں زیادہ تر ملا عبدالقادر بدایونی کی منتخب التواریخ سے حوالہ جات درج کئے ہیں۔ بدایونی کی تاریخ ۱۰۰۴ھ پر ختم ہو جاتی ہے اور ابوالفضل کی موت ۱۰۱۱ھ میں واقع ہوئی لیکن اکبر ۱۰۱۴ھ میں فوت ہوا۔ بدایونی کی منتخب التواریخ اور ابوالفضل کے آئین اکبری اور اکبر نامے کے علاوہ اکبر کے ذہنی رجحانات کے تغیرات کا ذکر آخر کے دس سال میں کسی مورخ نے نہیں کیا کیونکہ اکبر کے مذہبی خیالات ہمیشہ بدلتے رہتے تھے۔ البتہ توزکِ جہانگیری کا جو ترجمہ میجر پرائس نے کیا ہے اس میں یہ فقرہ ہے ''شہنشاہ اکبر نے سب سے بڑے مولوی کے ہاتھ پر توبہ کی اور کلمہ پڑھ کر جنتی مسلمان کی طرح وہ اس دنیا سے رخصت ہوا۔'' مگر اس مضمون کا کوئی فقرہ اس توزک جہانگیری میں نہیں ہے جو سر سید احمد خان نے ۱۸۶۴ء میں شائع کی۔ تاریخ ہندوستان کی چھٹی جلد میں مولوی ذکاء اللہ لکھتے ہیں :۔

Marfat.com

''جہانگیر نے چھوٹی تزک میں اپنے باپ کے مرنے کا حال بہت دلچسپ لکھا ہے کہ روز شنبہ ۸ جمادی الاول ۱۰۱۴ھ کو میرے باپ و مرشد کا سانس تنگ ہوا اور وقت رحلت نزدیک آگیا۔ فرمایا بابا کسی آدمی کو بھیج کر میرے کل امراء ار مقربوں کو بلا لو تاکہ میں تجھ کو ان کے سپرد کر دوں اور اپنا کہا سنا ان سے معاف کراؤں۔ انہوں نے برسوں میری ہمرکابی میں جانفشانی کی ہے۔ امراء حاضر ہوئے۔ بادشاہ نے ان کی طرف منہ کر کے اپنا کہا سنا معاف کرایا اور چند فارسی اشعار پڑھے۔ میراں صدر جہاں حاضر ہوا اور دوزانو ادب سے بیٹھ کر کلمہ شہادت پڑھنا شروع کیا۔ بادشاہ نے خود بھی اپنی زبان سے بلند آواز کے ساتھ کلمہ شہادت پڑھا اور میراں صدر جہاں سے فرمایا کہ سرھانے بیٹھ کر سورہ یاسین اور دعائے عدیلہ پڑھیں۔ جب میراں صدر جہاں نے سورہ یاسین پڑھ کر دعائے عدیلہ ختم کی تو شاہ کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے اور جان جان آفرین کے سپرد کی۔'' اکبر کی وفات کے بعد تخت سلطنت نے جہانگیر کا استقبال کیا اور ۱۸۔ جمادی الآخری ۱۰۱۴ھ کو جہانگیر سریر آرائے سلطنت ہوا۔ اب رعایا خوش تھی کہ اللہ تعالی نے ملحد بادشاہ سے نجات بخشی لوگوں کو توقع تھی کہ جہانگیر اپنے عادات و خصائل کی بناء پر دین اسلام کی اشاعت میں معاون ہو گا اسی طرح حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ بھی جہانگیر کے بارے میں اچھی رائے رکھتے تھے۔ جس کا اظہار آپ نے اپنے مکتوب میں بھی کیا ہے لیکن جب آپ نے دیکھا کہ حکومت میں اہل تشیع کا غلبہ بڑھ رہا ہے تو آپ

Marfat.com

نے اس کے سدباب کی طرف توجہ دی۔ چنانچہ آپ نے شیخ بدیع الدین سہارنپوری کو خلافت عطا فرما کر شاہی لشکر میں آگرہ بھیجا اور فرمایا کہ تمہیں شاہی لشکر میں قبولیت عامہ نصیب ہو گی اگر کسی وجہ سے تم کو تکلیف بھی پہنچے تو مستقل مزاج رہنا اور ہماری اجازت کے بغیر وہاں سے حرکت نہ کرنا۔ اگر مستقل مزاج نہ رہو گے تو خود بھی تکلیف اٹھاؤ گے اور ہمیں بھی تکلیف پہنچے گی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ شیخ بدیع الدین کو لشکر میں خاطر خواہ کامیابی ہوئی ۔لشکر کے ہزاروں آدمی مرید ہوئے۔ ان احوال کی اطلاع شیعہ وزیر اعظم آصف الدولہ کو ہوئی تو وہ بہت برہم ہوا اور جہانگیر کو آپ کے خلاف بھڑکایا،

طرح طرح کے الزامات لگائے اور کہا کہ اکثر امرائے سلطانی مثلاً خان خاناں' سید صدر جہاں ، خان جہاں' خان اعظم ، مہابت خاں' تربیت خان' سکندر خان' دریا خان اور مرتضیٰ خان وغیرہ سب اس کے حلقہ بگوش ہو گئے ہیں۔ خوف ہے کہ غفلت میں کوئی اور مشکل ظہور پذیر نہ ہو جائے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ شاہی احکام کے ذریعے فوجیوں کو شیخ بدیع الدین کے پاس جانے سے منع کر دیا گیا۔ بعض فوجی تو آمد و رفت سے رک گئے مگر بعض خفیہ طور پر آتے جاتے رہے لیکن جس کے آنے کی اطلاع ہو جاتی ، مورد عتاب شاہی ٹھہرتا۔ شیخ موصوف ان حالات وواقعات کی اطلاع آپ کو برابر ارسال کرتے رہے۔ اسی دوران میں وزیر اعظم بادشاہ کے کان بھرتا رہا آخر دربار شاہی میں حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کے قتل یا جلاوطنی یا قید کے مشورے ہونے لگے اور روزانہ نئی سے نئی افواہیں پھیلائی گئیں۔ جب ان

Marfat.com

مشوروں اور افواہوں کی اطلاع شیخ بدیع الدین کو ہوئی تو وہ گھبرا کر آگرہ سے سرہند شریف حاضر ہو گئے حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ، شیخ موصوف کی آمد پر بہت ناراض ہوئے۔ چنانچہ اس ناراضگی کے پیش نظر شیخ موصوف حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کی اجازت کے بغیر پھر آگرہ شاہی لشکر میں پہنچ گئے اب تو مخالفین نے بادشاہ سے خوب لگائی بجھائی کی کہ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کے ذریعے فوج سے ساز باز کر رہے ہیں اور اب وہ کوئی خصوصی پروگرام شاہی لشکر کیلئے لے کر آئے ہیں اور بغاوت کا سخت اندیشہ ہے اس لئے جلد کارروائی کرنی چاہیے چنانچہ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کے خصوصی مریدین کو جو اعلیٰ عہدوں پر فائز تھے، دور دراز علاقوں میں تبدیل کر دیا گیا تاکہ مزید فتنہ برپا نہ ہونے پائے اس کے بعد بادشاہ نے ایک حکم نامے کے ذریعے ملاقات کا اشتیاق ظاہر کر کے حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کو تمام صاحبزادگان اور مریدین کے ہمراہ دعوت دی اور حاکم سرہند کو تاکید کی کہ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کو ضرور یہاں بھجوا دو۔ یہ حکم نامہ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ تک پہنچا تو آپ نے اپنے صاحبزادگان خواجہ محمد سعید اور خواجہ محمد معصوم کو پوشیدہ طور پر پہاڑی علاقے کی طرف بھیج دیا اور اہل و عیال کو تسلی دی کہ یہ تکلیف صرف ایک سال کیلئے ہے۔ پھر پانچ مریدوں کو ہمراہ لے کر روانہ ہو گئے بادشاہ کو آپ کی تشریف آوری کا پتا چلا تو نہایت احترام کے ساتھ شاہی مہمان کی حیثیت سے آپ کا استقبال کیا اور اپنے محل کے سامنے آپ کے اور آپ

Marfat.com

ہمراہیوں کے خیمے لگوائے آخر بادشاہ نے آپ کو ملاقات کیلئے دربار میں طلب کیا۔ آپ دربار میں گئے تو آداب شاہی بالکل ادا نہ کئے کیونکہ وہ سب خلاف شرع تھے بادشاہ آپ کی شخصیت سے اس قدر متاثر ہوا کہ اس نے آداب شاہی بجانہ لانے پر کوئی اعتراض نہ کیا اس پر وزیر اعظم نے اپنی ناکامی کو کامیابی میں بدلنے کیلئے بادشاہ سے کہا حضور یہ وہ شخص ہے جو اپنے آپ کو تمام انبیاء سے افضل بتاتا ہے اور ثبوت کیلئے آپ کے مکتوبات کے دفتر اول کا مکتوب نمبر ۱۱ بادشاہ کے سامنے پیش کیا وزیر کا استدلال یہ تھا کہ اس مکتوب میں حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ نے اپنے آپ کو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے افضل بتایا ہے اس پر آپ نے فرمایا کہ جو شخص حضرت علی کرم اللہ وجہ کو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے افضل جانے وہ دائرہ اہل سنت و جماعت سے خارج سمجھا جاتا ہے چہ جائیکہ کوئی اپنے تئیں حضرت ابو بکر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے افضل سمجھے حالانکہ اہل تصوف کے نزدیک جو شخص اپنے تئیں سگ گرگیں سے کہ خبیث ترین مخلوقات سے ہے، بہتر جانے وہ بدتر از سگ گرگیں ہے اور جس عبادت سے لوگ یہ مطلب سمجھے ہیں وہ سیر عروج کا حال ہے کہ اکثر صوفیاء کو ابتدائے حال میں بڑے بڑے مقامات کی سیر حاصل ہوتی ہے اور پھر اپنے اصلی مقام پر آجاتے ہیں مثلاً دربار شاہی میں کہ امیر، وزیر اور شہزادہ کی جگہ مقرر ہے۔ اگر سلطان کسی شخص کو مصلحتاً کسی کام سے طلب فرمائے اور اس سے سرگوشی کر کے پھر اس کو واپس بھیج دے چونکہ وہ شخص عام اراکین

Marfat.com

سلطنت کے مقام سے گزرتا ہوا آئیگا۔ تو اس لئے یہ ضروری نہیں کہ وہ شخص ان کا ہم رتبہ وہم درجہ ہو گیا۔ یہی حال اس عروج باطنی کا ہے۔ علاوہ ازیں اس مکتوب میں لکھا ہے کہ میں نے اپنے تئیں اس مقام کے عکس سے رنگین پایا اس کی مثال ایسی ہے کہ اگر کوئی چیز آفتاب کے عکس سے روشن ہو جائے تو یہ نہیں کہا جاسکتا کہ زمین آفتاب ہو گئی۔ غرضیکہ آپ کے معقول جوابات سے بادشاہ کو ایسی تسلی ہوئی کہ اس کا غصہ فرو ہو گیا۔ بادشاہ کے دل میں آپ کی قدر بڑھ گئی لیکن وزیر مزید جل گیا۔ کہنے لگا کہ حضور شیخ صاحب نے آداب سلطنت کو ملحوظ نہیں رکھا۔ اس پر بادشاہ نے حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ سے وجہ دریافت کی آپ نے جواب میں شرعی حجت پیش کی تو بادشاہ نے ناراض ہو کر کہا کہ مجھے سجدہ کرو آپ نے فرمایا ''میں نے سوائے خدا کے نہ کسی کو سجدہ کیا ہے نہ کروں گا،، بادشاہ نے کہا تم کو سجدہ کرنا پڑے گا آپ نے فرمایا تم ''مجھ سے سجدہ ہرگز نہیں کرا سکتے'' اس واقعے سے پہلے شہزادہ شاہ جہاں کہ آپ سے عقیدت رکھتا تھا علامہ افضل خاں اور خواجہ عبدالرحمٰن مفتی کو کتب فقہ کے ساتھ آپ کی خدمت میں بھیج چکا تھا کہ سجدہ تحیۃ السلاطین کیلئے آیا ہے اگر آپ سجدہ کرلیں تو بادشاہ سے آپ کو کوئی تکلیف نہیں پہنچے گی۔ میں ضامن اور ذمہ دار ہوتا ہوں۔ آپ نے فرمایا یہ حکم بطور رخصت ہے اور بطور عزیمت حکم یہ ہے کہ غیر حق کو کبھی سجدہ نہ کریں۔

بادشاہ نے بہت زور لگایا کہ آپ اسے سجدہ کرلیں اور اس کیلئے

Marfat.com

بادشاہ کے مقربین میں سے بادشاہ کے حکم سے چند قوی ہیکل امراء نے آپ کے سر مبارک کو خم کرنا چاہا اور بہت زور لگایا کہ کسی طرح ذرا خم کر دیں۔ لیکن ممکن نہ ہوا اس پر بادشاہ نے آپ کو ایک چھوٹے دروازے سے گزرنے کا حکم دیا بادشاہ کا خیال تھا کہ اس طرح آپ سر جھکا کر گزریں گے لیکن آپ نے اس دروازہ سے گزرنے کیلئے پہلے اپنا قدم نکالا۔ اور پھر سر کو پچھلی طرف جھکا کر داخل ہوئے۔ وزیر نے یہ حالت دیکھ کر بادشاہ کو مزید بھڑکایا چنانچہ بادشاہ نے آپ کو گوالیار کے قلعے میں نظر بند کرنے کا حکم دے دیا۔ جہانگیر نے خود بھی توزکِ جہانگیری میں آپ کی قیدو بند کے بارے میں لکھا ہے۔

"دریں ایام بعرض رسید کہ شیخ احمد شیادے درسہر ندرزق وسالوس فرد چیدہ، بسیاری ظاہر پرستان بے معنی راصید خود کردہ وبہر شہری ودیاری یکی از مریدان خود کہ آئین دکان آرائی ومعرفت فروتنی ومردم فریبی راازدیگران پختہ تر داند خلیفہ نام نہادہ، فرستادہ، مزخرفاتی کہ بہ مریدان ومعتقدان خود نوشتہ کتابی فراہم آوردہ مکتوباتی نام کردہ ودران جنگ مہملات بسا مقدمات لاطائل مرقوم گشتہ کہ بکفر وزندقہ منجرمی شود۔"

اس سے آگے جہانگیر نے حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کے مکتوب یازدہم اور آپ کے اپنے دربار میں طلبی کا خلاصہ درج کرنے کے بعد لکھا ہے۔

Marfat.com

''وازہر چہ پرسیدم جواب معقول نتوانست سامان نمود۔ باعدم خردو دانش بغایت مغرور و خودپسند ظاہر شد۔ صلاح حال او منحصر دریں دیدم کہ روزی چند در زندان ادب باشد تا شوریدگی مزاج و آشفتگی دماغش قدری تسکین پذیرد و شورش عوام نیز فرد نشیند لاجرم بانی رائے سنگدان حوالہ شد کہ در حلقہ گوالیار مقید دارد''۔

جب حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ گوالیار کے قلعے میں پہنچے تو حاکم قلعہ شاہی حکم کے مطابق نہایت سختی سے پیش آیا اور آپ کے ایک خلیفہ نے پاسبانوں سے کہا:۔

''کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ بادشاہ نے ہمیں یہاں قید کر رکھا ہے؟ یاد رکھو کہ ہم حکم الٰہی سے یہاں آئے ہیں۔ اگر ہم چاہیں تو اللہ کے حکم سے تمہاری آنکھوں میں خاک ڈال کر ایک دم میں باہر جا سکتے ہیں۔ اتنا کہہ کر اچھلے اور قلعہ کی دیوار پر جا بیٹھے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے جب یہ دیکھا تو جھڑک کر فرمایا۔

''کیا مجھ میں اظہار کرامت کی قدرت نہیں جو تم کر رہے ہو حقیقت تو یہ ہے کہ ہم اس جفا کو برداشت کرنے کے لئے مامور ہیں۔ جب پاسبانوں نے یہ حالت دیکھی تو بہت نادم اور پشیمان ہوئے اور خدمت میں حاضر ہو کر معافی مانگی۔ جب آپ قلعہ گوالیار میں پہنچے تو وہاں کئی ہزار غیر مسلم بھی قید میں تھے۔ آپ نے ان کو تبلیغ دین کر کے مسلمان کیا اور سینکڑوں قیدیوں کو ارادت سے سرفراز فرما کر درجات ولایت پر پہنچا

Marfat.com

دیا۔"

اسی اثنا میں بادشاہ سخت بیمار ہو گیا اور کسی طرح شفا کی صورت نہ ہوئی آخر خواب میں کسی بزرگ نے فرمایا اے ظالم تو نے مجدد اسلام اور امام وقت کو تکلیف دی ہے۔ یہ بیماری اسی کا سبب ہے۔ بادشاہ نے بیدار ہوتے ہی آپ کی رہائی کا فرمان جاری کر دیا اور ایک عرضداشت جو خطا کی معافی اور ملاقات سے مشرف ہونے کی استدعا پر مشتمل تھی اپنے ندیموں کے ہاتھ آپ کی خدمت میں بھیجی آپ نے ملاقات کے لئے چند شرطیں پیش کیں جن کو بادشاہ نے بخوشی منظور کر لیا۔ اس کے بعد آپ کو بڑی عزت واحترام سے رہا کر دیا گیا سرہند شریف میں تین روز قیام کرنے کے بعد آپ لشکر شاہی آگرہ میں تشریف لے آئے۔ ولی عہد اور شہزادہ خرم اور وزیر اعظم نے آپ کا استقبال کیا اور آپ نے شاہی محل میں حد درجہ احترام کے ساتھ قیام فرمایا۔ بادشاہ نے آپ کی پیش کردہ شرائط کو پورا کیا چنانچہ "سجدہ تعظیمی بالکل موقوف کر دیا گیا (۲) گاؤکشی میں آزادی دی گئی گائے کا گوشت بر سر بازار فروخت ہونا شروع ہوا (۳) بادشاہ اور ارکان سلطنت نے ایک ایک گائے دربار عام کے دروازے پر اپنے اپنے ہاتھ سے ذبح کی اور کباب تیار کرا کے کھائے (۴) ملک کے جس جس حصے میں مساجد شہید کی گئی تھیں دوبارہ تعمیر کی گئیں (۵) دربار عام کے قریب ایک خوشنما مسجد تعمیر ہوئی۔ تیار ہونے پر بادشاہ امراء سمیت اس مسجد میں آیا اور حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کی امامت میں نماز ادا کی (۶) ہر شہر اور

Marfat.com

قصبہ میں دینی تعلیم کیلئے مکتب اور مدرسے قائم کئے گئے (۷) شہر بشہر محتسب اور شرعی مفتی اور قاضی مقرر ہوئے (۸) کفار پر جزیہ مقرر ہوا (۹) تمام خلاف شرع قوانین بیک قلم منسوخ کئے گئے (۱۰) جملہ بدعات اور رسوم جاہلیت بالکل مٹادی گئیں۔ اس طرح مسلمانوں کے قلوب مسرت سے لبریز ہوگئے تھے اور ہزاروں کفاربرضاء و رغبت مسلمان ہوئے بادشاہ گذشتہ گستاخیوں پر بہت شرمندہ تھا۔ چنانچہ ہر روز آپ سے اپنے خاتمہ بالخیر اور مغفرت کیلئے التجا کرتا آپ فرماتے کہ :۔

"خاطر جمع رکھو ۔ میں اس وقت بہشت میں داخل ہوں گا جب تم کو اپنے ساتھ لے لوں گا"۔ جہانگیر کو سرہند میں حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کا مہمان بننے اور آپ کے باورچی خانے کا کھانا کھانے کا شرف حاصل ہوا۔ کھانا اگرچہ بالکل سادہ تھا مگر بادشاہ نے کہا "میں نے ایسا لذیذ کھانا کبھی نہیں کھایا"۔

تزک جہانگیری کے مندرجات سے اندازہ ہوتا ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کی ہریت ربیع الثانی ۱۰۲۹ھ کی کسی تاریخ کو عمل میں آئی ہوگی۔ رہائی کے بعد جہانگیر نے آپ کو خلعت اور ایک ہزار روپے کی رقم عنایت کی تھی اور اس کا اختیار بھی دیا کہ خواہ آپ اپنے وطن تشریف لے جائیں یا اس کے ساتھ ہی رہیں۔ آپ نے شاہی لشکر میں قیام قبول فرما لیا اور فرمایا میرا مقصد اسی سے پورا ہوگا یعنی اس سے بادشاہ اور فوجیوں کی اصلاح ہوگی اور اسلام کا بول بالا ہوگا۔ جہانگیر نے ہریت کے

Marfat.com

واقعات کو اپنی توزک میں اس طرح بیان کیا ہے۔ ''دریں تاریخ شیخ احمد سرہندی راکہ بجہت دکان آرائی و خود فروشی و بے صرفہ گوئی روزی چند در زندان ادب محبوس بود بحضور طلب داشتہ، خلاص ساختم خلعت وہزار روپیہ خرچی عنایت نمودہ در رفتن وبودن مختار گردانیدم اوازروئے انصاف معروض داشت کہ ایں تنبیہ و تادیب در حقیقت ہدایتی و کفایتی بود نقش مراد در ملازمت خواہد بود''۔

ایک اور موقع پر جہانگیر نے آپ کو دو ہزار روپے عنایت فرمائے چنانچہ وہ لکھتا ہے ''زاں جملہ شیخ احمد سرہندی دو ہزار روپیہ عنایت شد''۔

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ نے لشکر شاہی کے حالات' وہاں اپنی سعی تبلیغ دین اور شاہی مجلس وغیرہ کے متعلق معاملات اپنے مکتوبات میں تفصیل سے بیان کئے ہیں لشکر میں تقریباً ایک سال قیام کرنے کے بعد آپ نے بادشاہ سے فرمایا کہ مجھے سرہند میں رہنے دو لیکن بادشاہ نے آپ کی جدائی گوارانہ کی اور آپ کی خاطر کچھ عرصہ سرہند میں مقیم رہا۔ اس کے بعد بادشاہ دہلی گیا تو آپ کو بھی ساتھ لے گیا۔ آپ بنارس تک اس کے ساتھ گئے۔ پھر بادشاہ اجمیر گیا تو آپ بھی اس کے ہمراہ اجمیر تشریف لے گئے اور وہاں کافی عرصے مقیم رہے۔ ابھی آپ اجمیر شریف میں ہی تھے کہ ایک دن فرمایا آثار بتاتے ہیں کہ اب کوچ کا زمانہ قریب ہے۔ چنانچہ سرہند شریف اپنے صاحبزادہ حضرت خواجہ محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ کو مکتوبات لکھے۔ دونوں بیٹے خدمت اقدس میں پہنچے۔ آپ نے اپنے حضور میں حضرت خواجہ

Marfat.com

معصوم کو مسند ارشاد پر بٹھایا اور خانقاہ کا انتظام بھی ان کے حوالہ کیا اور تمام خلفاء اور مریدین کو ان کی بیعت کرنے کا حکم دیا۔ اس کے بعد آپ نے بادشاہ سے رخصت حاصل کی اور حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ کے روضۂ مبارک کی زیارت کے بعد سرہند شریف تشریف لے آئے۔ یہاں پہنچ کر آپ نے تمام تعلقات سے قطع تعلق کر کے خلوت اختیار کر لی۔ زبدۃ المقامات میں لکھا ہے کہ حضرت خواجہ محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ نے آپ سے دریافت فرمایا کہ آپ نے اہل و عیال سے اس قدر بے رغبتی اور خلق سے بے تعلقی کیوں اختیار فرمائی ہے تو فرمایا کہ میرے انتقال کا زمانہ بہت ہی نزدیک ہے۔ ہاں جس آدمی کو یہ معلوم ہو تو اس کو لازم ہے کہ اپنے آپ کو بزور عبادت میں مشغول کر دے۔ اور تسبیح و استغفار اور درود و تلاوت قرآن مجید اور ذکر و غیرہ سے ایک لمحہ کیلئے بھی غافل نہ ہو اور غیر حق سے بالکل علیحدگی اختیار کر لے اس لئے تم سب بھی مجھ کو خدا پر چھوڑ دو حق سبحانہٗ و تعالیٰ تم سب سے زیادہ دوست ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ میری توجہ اور اعانت تم لوگوں کیلئے رحلت کے بعد قبل رحلت کی یہ نسبت اور زیادہ ہو جائے گی اس لئے کہ تعلق بشری بعض وقتوں میں اعانت اور توجہ کو مانع ہے اور بعد انتقال کے چونکہ فراغت اور تجرد ہے، کوئی مانع نہیں۔

۱۰۳۴ ہجری کا آغاز ہوا تو ۱۲ محرم الحرام کو گوشہ نشینی سے اٹھ کر اپنے والد ماجد کے مزار شریف پر تشریف لے گئے اور دیر تک مراقبہ

Marfat.com

فرمایا اور تمام اہل قبور کے لئے دعائے مغفرت فرمائی پھر وہاں سے اپنے جد اعلیٰ حضرت امام رفیع الدین رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر تشریف لے گئے وہاں بھی مراقبہ فرمایا اور دعائے مغفرت فرمائی اس کے بعد دولت خانہ پر تشریف لے آئے۔ چھ سات ماہ کی گوشہ نشینی کے بعد یہ آخری بار زیارت قبور کا اتفاق تھا اس کے بعد ضیق النفس کا دورہ لاحق ہوا جو ہر سال ہوا کرتا تھا ایک روز آپ نے مخدوم زادہ حضرت خواجہ محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا کہ آج شب میں نے حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کو خواب میں دیکھا کہ میرے حال پر نہایت مہربانی اور عنایت فرماتے ہیں اور اپنی زبان مبارک کو میرے منہ میں ڈال کر فرماتے ہیں کہ میرے اس شعر

افلت شموس الاولین وشمسنا

ابدا علی افق العلی لاتغرب

(گذشتہ تمام بزرگوں کے آفتاب ہو چکے ہیں لیکن ہمارا آفتاب کبھی افق اعلیٰ پر غروب نہ ہوگا۔)

اور میرے اس قول "قدمی ہذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ" پر لوگ حیران ہیں اس کا حال لکھو تم کو اس ضعف سے صحت ہوگی۔

چنانچہ مرض موت میں آپ نے حضرت خواجہ محمد معصوم کو مذکورہ بالا شعر کا حل لکھنے کی تاکید فرمائی اور خود زبان مبارک سے اس کی تشریح فرمادی صاحبزادہ موصوف نے آپ کی وصیت کو آپ کی عزاداری کے دنوں میں پورا کیا اور مکتوب شریف کی تیسری جلد میں شامل کر دیا جو

Marfat.com

جلد سوم کے آخر میں مکتوب ۱۲۳ کی شکل میں شیخ نور محمد بہاری کے نام لکھا گیا ہے اور چونکہ اس ضعف میں آپ پر اللہ تعالیٰ کی ملاقات کا شوق کمال درجہ غالب تھا، اس لئے آپ پر گریہ وزاری طاری ہوئی۔حتی کہ کلمہ اللھم الرفیق الاعلیٰ کے ساتھ دمبدم (رطب) اللسان تھے اور فرماتے تھے کہ اگر کوئی طبیب کہے کہ تمہاری بیماری کا علاج نہیں ہے تو سو روپیہ بطور شکرانہ ادا کروں۔ نیز ۱۲ محرم الحرام ۱۰۳۴ھ ہجری کو ارشاد فرمایا کہ مجھے بتایا گیا کہ چالیس پچاس دن کے درمیان تمہاری قبر بن جائیگی۔ سننے والوں کو گمان ہوا شاید اسی ضعف میں آپ کا وصال ہو جائے گا لیکن بموجب بشارت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ آپ کو صحت حاصل ہو گئی اور ضعف بھی جاتا رہا طبیبوں نے صحت کی خوش خبری سنائی ۔ حتی کہ آپ نماز کیلئے مسجد میں جانے لگے۔ تمام عزیزوں کو آپ کی صحت کا یقین ہو گیا اور آپ کا وہ فرمانا کہ چالیس پچاس روز کے درمیان انتقال کر جاؤں گا۔ لوگوں کے خیال سے نکل گیا اور اس مشہود کو واقعہ اور خواب پر محمول کرنے لگے اور اس کی تاویلات و تعبیرات کر کے اپنے دلوں کو اطمینان و تسلی دینے لگے لیکن آپ برابر دن گنتے تھے اور وصال کے منتظر تھے ان دنوں میں آپ نے بکثرت صدقہ و خیرات کیا۔ آپ کے مخلصین میں سے ایک شخص نے جب آپ کو خیرات وصدقہ میں منہمک پایا تو اس کا سبب پوچھا۔ آپ نے اس کے جواب میں یہ ہندی مصرع پڑھا۔

آج ملاو اکنت سوں سکھی سب جگ دیوں وار

Marfat.com

جمعرات ۲۳ صفر المظفر ۱۰۳۴ھ کو عصر کے وقت صوفیوں کو قبائیں تقسیم فرما رہے تھے اس وقت آپ صرف فرجی (از قسم قبا) پہنے ہوئے تھے اور فرجی کے نیچے کوئی دوسری قبا عادت کے موافق نہ تھی جس کی وجہ سے سردی لگ کر بخار ہو گیا اور صاحب فراش ہو گئے۔ اس کے باوجود آپ رات کو تہجد کیلئے اٹھے اور نماز سے فارغ ہو کر فرمایا یہ ہماری آخری تہجد ہے۔ کسی دن اسی حالتِ ذوق میں آپ نے حافظ عبدالرشید سے فرمایا کہ دو روپے کے کوئلے انگیٹھی کیلئے لے آؤ پھر ارشاد فرمایا کہ ایک ہی روپے کے لے آؤ کیونکہ کوئی واعظ دل میں کہتا ہے اس قدر وقت کہاں ہے جو دو روپے کے کوئلے جل سکیں۔ خادم نے عرض کیا کہ حضرت سردی کا زمانہ ہے۔ کام آئیں گے اس پر فرمایا شیخ حبیب اس قدر وقت اور زندگی کی امید کہاں مگر ایسا ہی کرو۔ جب کوئلے آگئے تو ان میں سے ایک روپے کے کوئلے جدا کئے اور فرمایا۔ اتنے کوئلے ہمارے واسطے کافی ہیں اور باقی اندرون خانہ بھجوا دیئے۔ اپنے لئے جو کوئلے رکھے تھے وہ وصال کے وقت تک کافی ہوگئے اور کچھ نہ بچے۔ آخر تقریباً ایک ہفتہ بعد منگل کی شب کو وصال حق جل وعلا کے اشتیاق میں آپ کی زبان مبارک سے جملہ ادا ہوا اصبح یا لیل (صبح ہوا ے رات) جو خدام تیمار داری و خدمت گذاری کیلئے حاضر تھے ان سے فرمایا کہ تم نے بہت تکلیف اٹھائی اب صرف یہی رات محنت کی ہے۔ اس پر سب کو گریہ طاری ہو گیا اور آپ پر بھی ضعف کی وجہ سے بے ہوشی اور استغراق کا غلبہ ہو گیا۔ اگلے روز ۲۹ صفر المظفر ۱۰۳۴ھ

Marfat.com

(مطابق ۱۱ دسمبر ۱۶۲۴ھ) کو بوقت اشراق اللہ اللہ کہتے ہوئے عالم قدس میں پہنچ گئے۔ تین سفید کپڑوں کا کفن دیا گیا۔ لفافہ، قمیض اور تہبند۔ نماز جنازہ آپ کے فرزند حضرت خواجہ محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ نے پڑھائی اور حضرت خواجہ محمد صادق کی قبر سے مغرب کی جانب آپ کو دفن کیا گیا اور آپ کی قبر ایک بالشت بلند مثل کوہان شتر بنائی گئی۔ مولانا ہاشم کشمی نے آپ کی تاریخ وصال اس آیت سے نکالی ہے۔ الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیھم

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کا رنگ گندم گوں مائل بہ سفیدی اور پیشانی کشادہ تھی آپ کی پیشانی اور رخسار پر ایک نور درخشاں رہتا تھا۔ آپ کے ابرو کشادہ قوس کی طرح باریک دراز اور سیاہ تھے، آنکھیں کشادہ اور بڑی تھیں، ان کی سیاہی زیادہ سیاہ اور سفیدی زیادہ سفید تھی۔ بینی مبارک بلند اور باریک تھی آپ کا دہن مبارک نہ دراز تھا نہ کوتاہ۔ دندان مبارک ایک دوسرے سے متصل اور لعل کے مثل درخشاں تھے۔ آپ کی ریش مبارک خوب گھنی، دراز اور مربع تھی ریش مبارک نے رخسارۂ مبارک پر تجاوز نہ کیا تھا۔ آپ دراز قد اور نازک اندام تھے۔ آپ کے جسم مبارک پر کبھی مکھی نہ بیٹھی تھی۔ آپ کی ایڑیاں صاف اور چکنی تھی۔ آپ کے پسینہ سے کبھی بدبو نہ آتی تھی۔ جس طرح کہ عموماً موسم گرما میں پیدا ہو جاتا ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کی اولاد امجاد کے بارے میں

تذکروں میں اختلاف ہے اس اختلاف کا ذکر بھی ہم نے گذشتہ ایک باب

Marfat.com

میں کیا ہے۔ کتنی حیرت کی بات ہے کہ معاصرین بھی آپ کی اولاد سے بے خبر ہیں اور ستم ظریفی یہ ہے کہ جن حضرات نے آپ کی سوانح عمری لکھنے کا کام اپنے ذمہ لیا یا جنہیں یہ کام سپرد کیا گیا ان میں آپس میں ہی یہ اختلاف نمایاں ہے۔ زبدۃ المقامات کے مولف نے سات صاحبزادوں یعنی خواجہ محمد صادق' خواجہ محمد سعید' خواجہ محمد معصوم' خواجہ محمد اشرف' خواجہ شاہ محمد یحییٰ' خواجہ محمد فرخ اور خواجہ محمد عیسیٰ کے علاوہ تین صاحبزادیوں کا ذکر کیا ہے۔ لیکن ان کے نام نہیں دیئے البتہ بتایا ہے کہ دو آپ کی زندگی میں اللہ کو پیاری ہو گئیں اور ایک (کتاب کی تصنیف کے وقت) زندہ تھیں ۔ حضرات القدس میں خواجہ محمد اشرف کے علاوہ باقی چھ صاحبزادوں کا ذکر ملتا ہے۔ اور صرف ایک صاحبزادی ام کلثوم کا پتا چلتا ہے۔ بعد کے تذکرہ نویسوں میں بھی یہ اختلافات موجود ہیں۔ مفتی غلام سرور نے صرف چھ صاحبزادوں کا ذکر کیا ہے۔ عمدۃ المقامات کے مؤلف نے سات صاحبزادوں کا اور ایک صاحبزادی کا ذکر کیا ہے۔ لیکن صاحبزادی کا نام نہیں لکھا۔ بعض تذکرہ نویسوں نے ان چار صاحبزادوں کا تذکرہ کیا ہے۔ جنہیں اللہ تعالی نے عمر عطا فرمائی ۔ یعنی خواجہ محمد صادق، خواجہ محمد سعید' خواجہ محمد معصوم' اور خواجہ محمد یحییٰ اور بعض نے سات صاحبزادوں کے علاوہ تین صاحبزادیوں کا تذکرہ کیا ہے اوان کے نام بھی لکھے ہیں یعنی رقیہ بانو' بی بی ام کلثوم بی بی، خدیجہ بانو۔

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ نے اپنی لائق اولاد کے علاوہ

Marfat.com

فصیح وبلیغ اور پر از معلومات تصانیف کی صورت میں بھی معنوی اولاد یادگار چھوڑی۔ حضرت شاہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جو معارف حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ پر مکشوف ہوئے۔ وہ تین قسم کے ہیں۔ اول وہ جن کا ذکر آپ نے کسی سے نہیں کیا اور نہ ہی انہیں سلک تحریر میں منظم کیا ہے۔ دوسرے وہ جو آپ نے اپنی اولاد امجاد سے بیان فرمائے۔ اور تیسرے وہ جو اپنے عام عقیدت مندوں اور متوسلین کو ارشاد فرمائے اور انہیں تحریر بھی کیا ہے۔ چنانچہ مکتوب شریف کی تین جلدیں اور سات رسالے ایسے ہی مکشوفات سے مملو ہیں۔ یہ تصانیف معرفت و تجلیات کے انوار شریعت و طریقت کے اسرار، علم و عمل کا خزینہ کشف و کرامات کا گنجینہ ہیں۔ لیکن آپ کی اولاد امجاد کی طرح آپ کی تصانیف کے بارے میں تذکرہ نویس متفق نہیں۔

جدول ا گلے صفحہ پہ ملاحظہ کریں۔

Marfat.com

ہم اس اختلاف کو ذیل میں ایک جدول کے ذریعے واضح کرتے ہیں۔

نمبر شمار	نام کتاب	۱ـہ	۲ـہ	۳ـہ	۴ـہ	۵ـہ	۶ـہ	۷ـہ	۸ـہ	۹ـہ	۱۰ـہ
۱	مبداء و معاد	✓	✓	✓	✓	✓	✓	✓	✓	✓	✓
۲	معارف لدنیہ	✓	✓	✓	✓	✓	✓	✓	✓	✓	✓
۳	رسالہ جذب و سلوک	✓	✗	✓	✗	✗	✗	✗	✗	✗	✗
۴	رسالہ مکاشفات غیبیہ (مکاشفات عینیہ مجددیہ)	✓	✓	✓	✗	✓	✓	✓	✓	✓	✓
۵	رسالہ شرح رباعیات حضرت (خواجہ باقی باللہ)	✓	✓	✓	✗	✓	✓	✓	✓	✗	✓
۶	رسالہ تہلیلیہ	✓	✓	✗	✗	✓	✓	✓	✓	✓	✓
۷	رسالہ ردشیعہ (رد روافض)	✓	✓	✓	✗	✓	✓	✓	✓	✓	✓
۸	تعلیقات عوارف العارف	✓	✓	✓	✗	✓	✓	✗	✓	✓	✓
۹	دفاتر ثلثہ مکتوبات شریف	✓	✓	✓	✗	✓	✓	✓	✓	✓	✓
۱۰	رسالہ آداب المریدین	✗	✓	✗	✓	✓	✓	✗	✓	✓	✓
۱۱	رسالہ اثبات النبوۃ	✗	✓	✗	✓	✓	✓	✗	✓	✓	✓
۱۲	رسالہ اثبات الواجب	✗	✗	✗	✓	✗	✗	✗	✗	✗	✗
۱۳	رسالہ علم حدیث	✗	✗	✗	✗	✗	✗	✗	✓	✗	✗
۱۴	رسالہ حالات خواجگان نقشبند	✗	✗	✗	✗	✗	✗	✗	✓	✗	✗

ان تصانیف میں سے مکتوبات شریف (تین دفتر) اثبات النبوۃ ردشیعہ (رد روافض) رسالہ تہلیلیہ، شرح رباعیات حضرت خواجہ باقی باللہ۔ رسالہ معارف لدنیہ مبدا و معاد اور مکاشفات عینیہ متعدد بار حلیۂ طباعت سے آراستہ ہو چکے ہیں باقی تصانیف کے بارے میں آج تک کسی نے ان کے قلمی یا مطبوعہ نسخے کا ذکر نہیں کیا۔

اس جدول میں (ـہ) نسب حوالہ جات کے نمبر کو ظاہر کرتا ہے۔ (✓) کا مطلب یہ ہے کہ جس کتاب کا حوالہ دیا جا رہا ہے۔ اس کتاب میں اس تصنیف کا ذکر موجود ہے۔ اور (✗) سے معلوم ہوتا ہے کہ اس تصنیف کا تذکرہ اس کتاب حوالہ میں نہیں ملتا۔

Marfat.com

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کی ولایت اور علمیت نے جہاں آپ کی شہرت کو چار دانگ عالم میں پھیلا دیا تھا۔ وہیں آپ کے مخالفین اور حاسدین کا حلقہ بھی وسیع کر دیا تھا۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ کس طرح حاسدین نے بادشاہ سے لگائی بجھائی کر کے آپ کو پابند زندان کیا۔ اسی طرح بہت سے حاسدین و معترضین نے آپ کی تحریروں پر اعتراض کئے اور آپ کے اس زمانہ مبارک میں بعض معاندین نے آپ کے مکتوبات گرامی کی بعض عبارتوں کی جو تردید کی۔ تو اس کی وجوہات تھیں۔ ایک یہ کہ آپ کا مرید حسن خان افغان کابلی آپ کے کسی متوسل سے ناراض ہو گیا۔ مگر وہ آپ کے درپئے آزار ہو گیا۔ اور آپ کے مکتوبات شریف کے کچھ مسودات چرا کر لے بھاگا اور ان میں تحریف و ترمیم کر کے ان کی متعدد نقول بغرض افتاء عمائدین وقت کے پاس بھیج دیں۔ ان محرف عبارتوں کو جس نے دیکھا وہ آپ سے بدگمان ہو گیا۔ حتیٰ کہ بعض نے ان عبارتوں کی تردید بھی لکھی۔ لیکن رفتہ رفتہ حسن خان افغان کی جعل سازی کا پول کھل گیا۔ چنانچہ آپ کے مخالفین نے آپ سے معافی مانگی۔ آپ نے انہیں معاف کر دیا۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ نے بھی حسن خان افغان کی محرف عبارتوں کو دیکھ کر حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کی بعض تحریروں کا رد لکھا۔ لیکن جب حضرت مجدد الف ثانی نے اصل مکتوبات اپنے دستخطوں کے ساتھ شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی خدمت میں ارسال فرمائے اور حسن خان کی تحریفات سے آگاہ فرمایا تو شیخ عبدالحق محدث دہلوی کو حقیقت کا علم ہوا اور

Marfat.com

اپنے انکار سے توبہ استغفار کرلی۔ اور آپ کی خدمت میں معذرت نامہ لکھا۔ وکیل احمد سکندر پوری نے حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے رسالہ اور دیگر لوگوں کے اعتراضات کی تردید میں تین سو چھیاسٹھ صفحات پر مشتمل ایک ضخیم رسالہ "ہدیہء مجدد" تحریر فرمایا۔ اسی طرح ایک شخص محمد صالح گجراتی نے ایک رسالہ بنام "اشباہ" لکھا اور محمد عارف و عبداللہ سورتی کو بہکا کر کچھ روپیہ اکٹھا کر کے سید محمد برزنجی مدنی کے پاس مدینہ منورہ پہنچا۔ اس کو وہ رقم بطور رشوت پیش کی اور اس سے حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کی محرف عبارتوں کا رد لکھوا کر اس کا نام "ایرادات البرزنجی" رکھا۔ چونکہ یہ ایک نہایت ہی غیر معتبر اور بے حقیقت رسالہ تھا۔ اس لئے حرمین شریفین کے تمام علماء نے اس پر مہر تصدیق ثبت کرنے سے انکار کر دیا۔ بلکہ علامہ وقت شیخ نورالدین محمد بیگ نے رد برزنجی میں ایک رسالہ لکھا۔ اس رسالے کی صحت پر علمائے حرمین شریفین نے دستخط کئے۔ جب برزنجی کو اپنے مقصد میں کامیابی نہ ہوئی تو اس نے غیر معروف اور سوقیانہ لوگوں سے اپنے منشاء کے مطابق ان کے مہر و دستخط سے مسجل کرا کے وہ رسالہ محمد صالح گجراتی کے پاس بھیج دیا۔ گجراتی نے اس کے شبہات کا ترجمہ کرا کے مزید امور کا اضافہ کیا۔ اور اس کا نام "مکاشف الاسرار" رکھا۔ لیکن سوائے چند گمراہ لوگوں کے کسی نے اس کے اس رسالہ کو درخور اعتنا نہیں سمجھا۔ جس سے وہ رسالہ خود بخود ناپید ہو گیا۔ ایرادات البرزنجی اور کاشف الاسرار کا رد بھی وکیل احمد سکندر پوری نے لکھا اور علی الترتیب الکلام المنجی برد الایرادات

Marfat.com

البرزنجی" اور "انوار احمدیہ" نام رکھا۔ حضرت شیخ محمد فرخ نبیرہ حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کی بد دعا سے سید برزنجی سمندر میں ڈوب گیا تھا۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ قدس سرہ کے رسالوں میں برزنجی نے جو تحریفات کی تھیں۔ ان کا ذکر "تحفہ زواریہ" میں بھی کیا گیا ہے۔ حضرت شیخ محمد فرخ نبیرہ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ نے بھی حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ اور دوسرے معترضین کے رد میں "کشف الغطاء عن اذہان الانبیاء" تصنیف فرمائی۔

نیز حضرت مخدوم محمد معین ٹھٹھوی نے بھی تمام معترضین کے رد میں "بہجتہ الانظار فی براۃ الابرار" تحریر فرمائی۔ لیکن ابھی تک یہ غیر مطبوعہ ہیں اور ان کے قلمی نسخے مولانا محمد ہاشم جان مجددی کے پاس موجود ہیں۔ بعد کے زمانے میں عبداللہ المعروف بہ عبدی خویشگی قصوری نے حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ اور آپ کی اولاد اور خلفاء کے خلاف جابجا الزام تراشی کی ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ صاحبِ کشف و کرامت بزرگ تھے۔ یہاں آپ کے چند کشف و کرامات ہدیہء قارئین کیے جاتے ہیں۔

آپ اجمیر شریف میں تھے کہ رمضان المبارک شروع ہو گیا۔ آپ حسب عادت قرآن مجید کے ختم میں مشغول ہو گئے۔ بارش کا وہ زور ہوا کہ دن رات مسلسل ہوتی رہی۔ اس لئے آپ کو اور آپ کے درویشوں کو نماز تراویح کیلئے مسجد میں آنے جانے کی بہت تکلیف تھی۔ ایک رات تراویح

Marfat.com

کے بعد آپ مسجد سے نکلے تو آسمان کی طرف نظر اٹھا کر فرمایا اگر تین ختم قرآن شریف تک، جو ہماری دائمی عادت ہے،۔ شب میں بارش فرصت دے تو کیا اچھا ہو۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ ستائیسویں رات تک کہ تین ختم قرآن تمام ہوگئے رات کو بارش بند رہی۔ اس کے بعد اٹھائیس تاریخ سے اتنی بارش ہوئی گویا دہانہ مشک بند تھا جو اب کھول دیا گیا تھا۔

اجمیر شریف کی جس مسجد میں آپ نماز ادا فرمایا کرتے تھے اس کی جنوبی دیوار اس قدر کمزور ہو گئی تھی کہ بس گرا ہی چاہتی تھی۔ آپ کے مریدوں کو بھی اس دیوار کا خطرہ رہتا تھا۔ ایک روز آپ نے فرمایا کہ جب تک ہمارے فقراء یہاں ہیں۔ ان کی خاطر سے یہ دیوار نہیں گرے گی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ جب تک آپ کا قیام وہاں رہا۔ دیوار قائم رہی۔ جب آپ وہاں سے تشریف لے آئے۔ دیوار گر گئی۔ حالانکہ برسات کا موسم بھی نہ تھا۔

آپ کے مخلص معتقدوں میں سے ایک صاحب نے حاضر ہو کر اپنے لڑکے کی صحت کیلئے درخواست کی اور کچھ نذرانہ بھی پیش کیا۔ آپ نے اس کا نذرانہ قبول نہ کیا۔ چونکہ آپ نذرو فتوح کو رد نہیں کرتے تھے،۔ اس لئے سب کو یقین ہو گیا کہ اس کا لڑکا زندہ نہیں بچے گا۔ چنانچہ وہی ہوا کہ اسی روز شام کو لڑکے کا انتقال ہو گیا۔

ایک روز آپ اپنے والد ماجد کی قبر مبارک کی زیارت کیلئے تشریف لے گئے۔ وہاں خیال آیا کہ حدیث نبوی ہے کہ جب کوئی عالم کسی قبر پر

Marfat.com

گزر رہا ہو تو اس قبر سے چالیس روز تک کیلئے عذاب اٹھالیا جاتا ہے فوراً الہام ہوا کہ آپ کے آنے کی وجہ سے ہم نے قیامت تک اس مزار سے عذاب اٹھالیا۔

آپ نے ایک مرتبہ اپنے مرحوم صاحبزادگان کی فاتحہ کیلئے کھانا تیار کرایا۔ توجہ کثیر کے بعد معلوم ہوا کہ وہ کھانا مقبول ہوا۔ اور ایسا مکشوف ہوا کہ ملائکہ کرام کھانے کے خوان لے جارہے ہیں اور ان کی ارواح کو پہنچانے کیلئے بہشت کے ایک چمن میں جمع کر رہے ہیں۔ اس کے بعد میں نے دیکھا کہ میرے فرزند اس کھانے کے پاس گئے اور کھانا ان کے اندر چلا گیا اور پھر ان میں فوق کی استعداد پیدا ہوئی اور عروج میں مصروف ہوئے اور عروج کثیر کے بعد ایک بہشت ظاہر ہوئی۔ جو نہایت رفیع المنزلت اور پربہار تھی۔ پس وہ اس میں داخل ہو گئے۔ چونکہ آپ نے فاتحہ پڑھنے کے وقت سب مومنین و مومنات اور ملائکہ عالیہ کو بھی اس میں شریک فرمایا تھا۔ اس لئے آپ فرماتے ہیں کہ میں نے کسی مومن اور مومنہ کی قبر ایسی نہ پائی جس میں وہ کھانا نہ گیا ہو اور کوئی بہشت ایسی نہ تھی جو اس ضیافت سے خالی ہو اور یہ بھی دیکھا کہ ملائکہ میں بھی خوانہائے گوناگوں بھیجے گئے اور ان کے ثواب میں کمی نہ کی گئی ہو۔

ہم نے ان حالات و واقعات کو بڑی شرح وبسط کے ساتھ گذشتہ ایک باب میں بیان کیا ہے جو ہندوستان میں آپ کی ولادت اور تجدید دین کے وقت پائے جاتے تھے۔ کفر و شرک، ضلالت و گمراہی اور فسق و فجور کے

Marfat.com

اس دور میں حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کی شخصیت لوگوں کو دین اسلام کی طرف راغب کرنے کیلئے منصہ شہود پر آئی۔ آپ نے توحید کا جھنڈا بلند کیا اور کفر و بدعت اور فسق و فجور کو ختم کرنے کیلئے عملی جدوجہد کی۔ یہ درست ہے کہ جس وقت آپ کے آفتاب اقبال کا ظہور ہوا وہ اکبر بادشاہ کی عمر کے غروب کا وقت تھا اور اس دور کی ظلمت کو آپ نے دور کرنے میں کچھ نمایاں کردار ادا نہ کیا۔ لیکن ہمیں یہ حقیقت پیش نظر رکھنا چاہیے کہ یہ اکبری دور کے ہی فتنے اور مسائل تھے۔ جنہوں نے جہانگیر کو بھی اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا۔ دین و مذہب کی جس عمارت کو اکبر نے کھنڈر میں تبدیل کر دیا تھا۔ جہانگیر بھی اس ملبے پر اپنے والد کے خیالات کی مدد سے بلند و بالا عمارت تعمیر کرنا چاہتا تھا۔ حالات و خیالات اب بھی وہی تھے۔ فرق صرف یہ تھا کہ حکمران تبدیل ہو گئے تھے۔ اور نئے شکاری پرانے جال کے ذریعے ہی امت مسلمہ کو شکار کرنا چاہتے تھے۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ اس گمراہی اور بدعت و ضلالت کے خلاف سینہ سپر ہو گئے اور آخر جہانگیر کو مجبور کر دیا کہ وہ اکبری دور کی تمام بدعتوں کو ختم کر دے۔ اس طرح آپ نے فتنہ اکبری ختم کر کے دم لیا۔ یہ دینی خدمات بجا طور پر آپ کے مجدد ہونے کی واضح دلیل ہیں۔ علاوہ ازیں اولیائے سابقین نے آپ کی نسبت مجددیت کی بشارت دی تھی۔ ان علمائے اولیاء کرام میں شیخ احمد جام، شیخ خلیل اللہ بدخشی، شیخ سلیم چشتی، شیخ نظام نارنولی، شیخ عبداللہ سہروردی اور شاہ کمال کیتھلی قدس اسرارہم شامل ہیں۔ ہندوستان اور عرب و عجم میں علماء و صلحائے

Marfat.com

عصر نے آپ کی عظمت اور آپ کے مجدد الف ثانی ہونے کی شہادت دی ہے۔ ان میں سے چند اکابر یہ ہیں۔ مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی، شیخ عبدالحق محدث دہلوی، شیخ فضل اللہ برہانپوری، شیخ حسن غوثی، میر مومن بلخی، مولانا جمال الدین تلوی، مولانا یعقوب صرفی، مولانا حسن قبادیانی، مولانا میرک شاہ، مولانا جان محمد لاہوری، اور مولانا عبدالسلام الدیوی رحمہم اللہ تعالیٰ۔ بعد کے اکابرین شاہ ولی اللہ دہلوی، میرزا مظہر جان جاناں، قاضی ثناء اللہ پانی پتی، علامہ غلام علی آزاد بلگرامی اور نواب صدیق حسن خان رحمہم اللہ تعالیٰ ایسے حضرات ہیں جنہوں نے حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کو بھرپور خراج عقیدت پیش کیا ہے اور آپ کے تجدیدی کارناموں کی تعریف کی ہے۔ آپ نے خود بھی تحدیث نعمت کے طور پر اپنے آپ کو مجدد الف ثانی فرمایا ہے۔ یہ سب کچھ اس لئے تھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو تجدید دین کے اہم فریضے کیلئے منتخب کر لیا تھا۔ چنانچہ حالت کشفی میں آپ کو رسالت مآب ﷺ نے ایک خلعت فاخرہ جو گویا محض نور تھی، خود اپنے دست مبارک سے پہنائی تھی اور فرمایا کہ ''یہ تجدید الف ثانی کی خلعت ہے۔''

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ نے جب تجدید دین کا بیڑہ اٹھایا تو اگرچہ یہ کام بہت کٹھن تھا۔ لیکن جب معاملہ اللہ اور رسول ﷺ کا ہو تو طویل سے طویل فاصلے خود بخود سمٹ جاتے ہیں۔ اوگھٹ گھاٹیاں بڑی آسانی سے عبور ہو جاتی ہیں۔ آپ نے اپنی جدوجہد کو اس وقت صحیح رخ دیا جب اکبر کی جگہ جہانگیر تخت نشین ہوا۔ آپ نے جدوجہد کو شاہی لشکر تک وسعت

Marfat.com

دی اور شیخ بدیع الدین سہارنپوری کو آپ نے فوج میں تبلیغ دین کیلئے بھیجا۔ اپنے مریدین کی ایک بہت بڑی تعداد کو تبلیغ اسلام کیلئے تیار کیا اور انہیں اشاعت و تبلیغ اسلام کیلئے نہ صرف ہندوستان بلکہ بیرون ملک بھیجا اور اس طرح مؤثر طریقہ پر یہ کام کیا گیا۔ آپ نے مختلف ملکوں کے نامور لوگوں سے خط و کتابت کا سلسلہ شروع کیا اور ان مکتوبات کی کثرت سے اشاعت کی گئی۔ یہ خطوط بھی اتباع سنت پر زور اور دینی و مذہبی مسائل پر بحث اپنے دامن میں سمیٹے ہوئے ہیں۔ آپ نے جب یہ دیکھا کہ عوام میں آپ کی جدو جہد کامیاب ہو رہی ہے تو آپ نے اپنا رخ خواص کی طرف پھیرا اور دربار شاہی کے بڑے بڑے امراء کو حلقۂ ارادت میں داخل فرمایا۔ تاکہ وہ اپنے حلقہ اثر میں انقلاب پیدا کریں اور بادشاہ کے عمل و کردار پر اثر انداز ہوں۔ آپ کو اپنی جدو جہد پر پابند زندان بھی ہونا پڑا۔ جہانگیر نے آپ کو گوالیار کے قلعے سے رہا کیا تو تین دن سرہند میں قیام کرنے کے بعد آپ شاہی لشکر آگرہ میں تشریف لے آئے۔ ولی عہد (شہزادہ خرم) اور وزیر اعظم نے آپکا استقبال کیا اور آپ نے شاہی محل میں نہایت احترام کے ساتھ قیام فرمایا۔ بادشاہ نے آپ کی پیش کردہ شرائط کو پورا کیا۔ اور اس طرح آپ نے بدعت وضلالت کو ختم کیا۔ اس طرح آپ نے ایک تو حکومت کا رخ اسلام کی طرف پھیر دیا۔ دوسرے علمائے اسلام کو جو عرصۂ دراز سے قرآن وحدیث کے مطالعے سے غافل ہو گئے تھے۔ قرآن و حدیث کے مطالعے کی رغبت دلائی۔ تیسرے، تصوف اور متصوفین اسلام

Marfat.com

کے نظریات میں ایک انقلاب برپا کر دیا۔ ان کے نظریہ وحدت وجود پر جرح وقدح کیا اور انہیں اتباع سنت کی طرف مائل کیا۔ مزید بر آں سلوک و تصوف میں بہت سے ایسے مقامات بیان کئے جو پہلے کسی نے بیان نہیں کئے تھے اور اس طرح سلوک و تصوف کے حدود کو وسعت دی۔ آپ نے سلوک و تصوف کے اس مسلمہ نظریہ سے بھی اختلاف کیا۔ کہ ولایت اور نبوت دونوں بہ اعتبار ماہیت ایک ہی چیز ہیں۔ آپ نے بتایا کہ ولایت اور نبوت میں محض مدارج کا فرق نہیں۔ بلکہ نوعیت کا فرق ہے اسی لئے مسلمانوں کے واسطے سلوک و تصوف نہیں بلکہ دین ہی ایسی حقیقت ہے جو ناگزیر ہے یہی وہ عظیم الشان اصلاحات ہیں جن کی بناء پر آپ کو مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کے مکتوبات شریف اور دیگر رسائل جہاں عبارت آرائی اور زبان وبیان کے اعتبار سے ادبیات عالیہ میں جگہ پاتے ہیں۔ وہیں ان میں حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کے ان خیالات و نظریات کا پر تو بھی ملتا ہے۔ جس کیلئے آپ عمر بھر کوشش کرتے رہے۔ توحید و رسالت کی عظمت' ارکان اسلام کی وضاحت' نہی عن المنکر' تعاون علی البر' اتباع سنت' رد بدعت' خیر و شر کے مسائل، اجزائے ایمان کی توضیح' اہل بیت عظام کی توقیر و حرمت' خلفائے کرام کا مرتبہ' مسلمان کی حالت زار اور کفار کی بالادستی۔۔۔۔۔ غرضیکہ دین و دنیا کے تقریباً ہر پہلو پر ان تحریرات میں نفیس ترین مواد ملتا ہے۔ جو آپ کے فکر و عمل کی عکاس

Marfat.com

ہے۔ میاں جمیل احمد لکھتے ہیں کہ ۔۔۔۔۔ "حضرت مجدد کے ارشادات گرامی دراصل ایک تراشے ہوئے ہیرے کی مانند ہیں۔ جن کے ہر پہلو سے فکری اور روحانی شعاعیں نکلتی ہیں اور انسانی دل و دماغ کو اپنی لازوال چمک سے نہ صرف متاثر کرتی ہیں۔ بلکہ ایک مستقل انقلابی اور روحانی کیفیت پیدا کر کے آمادہ عمل کر دیتی ہیں آپ کے تمام مکتوبات جذب و ضبط اور علم و عرفان کا شہکار ہیں۔ ان میں جہاں دینی اسرار و حکم ملتے ہیں۔ وہاں حضرت مجدّد الف ثانیؒ کے عزم و اعتماد کا اظہار بھی ہوتا ہے۔ ان میں سرکار دو عالم ﷺ کے فضائل و مناقب بھی ہیں اور مکاشفات و واردات کی گرہ کشائی بھی کی گئی ہے۔ اکثر مقامات پر سالکان راہ حقیقت کے لئے مجاہدہ ریاضت اور اذکار و اشغال کی شرح بھی کر دی ہے۔"

ذیل میں ہم مکتوبات امام ربانی قدس سرہ سے چند اقتباسات پیش کرتے ہیں۔ جن سے آپ کی تعلیمات کا اندازہ ہوتا ہے۔

نماز کی بلندی شان

جاننا چاہیے کہ وہ لذت جو نماز ادا کرنے کے وقت حاصل ہوتی ہے ۔نفس کا اس میں کچھ فائدہ نہیں۔عین اس لذت حاصل کرنے کے وقت اس نالہ و فغان میں ہے۔ سبحان اللہ عجیب مرتبہ ہے۔ **هنيئاً لا رباب النعيم نعيمها** ہم ایسے حریص آدمیوں کو اس قسم کی باتوں کا کہنا اور سننا بھی غنیمت ہے۔

باری بہ ہیچ خاطر خود شاد مے کنم

اور نیز جان لیں کہ دنیا میں نماز کا رتبہ آخرت میں رویت کے رتبہ کی طرح ہے دنیا میں بہت قرب نماز میں ہے۔ اور آخرت میں نہایت قرب

Marfat.com

رویت کے وقت اور جان لیں کہ باقی تمام عبادات نماز کیلئے وسیلہ ہیں اور نماز اصلی مقصد ہے۔

تلاوت قرآن مجید افضل العبادت ہے

پس اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تمام اشیاء سے زیادہ قریب قرآن مجید ہے اور حق تعالیٰ کی صفات میں سب سے زیادہ ظاہر بھی یہی صفت ہے۔ جس کو ظلیت کی گرد بھی نہیں لگی۔ قرآن کریم تقدیم و تاخیر کے خس و خاشاک کو محجوبوں کی آنکھ میں ڈال کر اپنی اصالت کے ساتھ عالم ظلال میں جلوہ گر ہوا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عبادتوں میں افضل عبادت قرآن مجید کی تلاوت ہے اور اس کی شفاعت دوسرں کی شفاعت سے زیادہ مقبول ہے۔ خواہ ملک قرب کی شفاعت ہو۔ یا نبی مرسل کی اور وہ نتائج و ثمرات جو قرآن مجید کی تلاوت پر مرتب ہوتے ہیں تفصیل سے باہر ہیں۔ بسا اوقات قرآن مجید اپنے تلاوت کرنے والے کو ایسے بلند درجات تک جا پہنچا دیتا ہے کہ وہاں بال کے گذرنے کی بھی گنجائش نہیں ہو سکتی۔

زکواۃ کا ایک پیسہ صدہا صدقہ نافلہ سے بہتر ہے۔

مثلاً زکواۃ کے طور پر ایک پیسہ کا صدقہ جس طرح نفلی طور پر سونے کے بڑے بڑے پہاڑ صدقہ کرنے سے کئی درجے بہتر ہے اسی طرح اس پیسے کے صدقہ کرنے میں کسی ادب کی رعایت کرنا مثلاً اس کو کسی قریبی محتاج کو دینا بھی اس سے کئی درجے بہتر ہے۔

Marfat.com

ختم نبوت

تمام انبیاء علیہم الصلوۃ والتسلیم کے خاتم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں اور آپ کا دین گذشتہ دینوں کا ناسخ ہے اور آپ کی کتاب تمام گذشتہ کتابوں سے بہترین ہے۔ آپ کی شریعت منسوخ نہ ہوگی۔ بلکہ قیامت تک باقی رہے گی۔ حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام نزول فرما کر آپ کی شریعت پر عمل کریں گے۔ اور آپ کے امتی ہو کر رہیں گے۔

شان رسالت مآب ﷺ

رسول اللہ ﷺ ظہور میں تمام مخلوقات میں افضل واکمل اور مرتبہ میں سب سے زیادہ قریب اور سب سے زیادہ حسن وجمال وکمال کے جامع ہیں۔ ان کا قد سب سے بلند اور ان کی شان وشوکت سب سے عظیم، ان کا دین سب سے زیادہ مضبوط اوران کی قلت سب سے زیادہ راست اور درست ہے۔ حسب میں سب سے زیادہ کریم اور نسب میں سب سے زیادہ شریف اور خاندان میں سے سب سے زیادہ معزز اور بزرگ۔ اگر اللہ تعالیٰ کو ان کا پیدا کرنا منظور نہ ہوتا تو خلقت کو پیدا نہ کرتا اور نہ ہی اپنی ربوبیت کو ظاہر فرماتا وہ نبی تھے۔ جب کہ آدم ابھی پانی اور مٹی میں تھے۔ یعنی ابھی پیدا نہ ہوئے تھے۔ قیامت کے دن وہ تمام نبیوں کے امام اور خطیب اور ان کی شفاعت کرنے والے ہوں گے۔

Marfat.com

رسول اللہ ﷺ حق تعالیٰ کے نور سے پیدا ہوئے

جاننا چاہیے کہ رسول اللہ ﷺ کی پیدائش دیگر افراد کی طرح نہیں کیوں کہ حضور اکرم ﷺ باوجود عنصری پیدائش کے حق تعالیٰ کے نور سے پیدا ہوئے جیسا کہ حضور نے فرمایا خلقت من نور اللہ (میری خلقت اللہ کے نور سے پیدا ہوئی) کسی دوسرے شخص کو یہ سعادت میسر نہیں ہوئی۔

رسول کریم ﷺ نور ہیں

جیسا کہ گذر چکا اور مشہود ہوتا ہے۔ کہ علم جملی جو صفات اضافیہ میں سے ہے حضور ﷺ ایک نور ہیں۔ جو عالم اجسام میں پاک پشتوں، پاک رحموں میں منتقل ہوتے رہے ہیں۔ پھر آخر کار مختلف رحموں میں ہوتے ہوئے حکمتوں اور مصلحتوں کے پیش نظر بصورت انسان جو بہترین صورت ہے۔ دنیا میں جلوہ گر ہوئے ہیں اور محمد واحمد کے مبارک ناموں سے موسوم ہوئے ہیں۔

نبی کریم ﷺ معراج بدنی سے مشرف ہوئے

اور حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام طلب رویت کے بعد لن ترانی کا زخم کھا کر (جواب پاکر) بے ہوش ہو گئے اور اس طلب سے تائب ہوئے اور حضرت محمد رسول ﷺ جو رب العالمین کے محبوب اور تمام موجودات اولین وآخرین میں بہترین ہیں۔ باوجود اس کے کہ جسمانی معراج کی نعمت سے مشرف ہوئے۔ بلکہ عرش وکرسی سے گزر کر حدود زمان و مکان سے بھی آگے تشریف لے گئے۔

Marfat.com

افضلیت شیخین رضوان اللہ علیہم

حضرت خاتم المرسل علیہ الصلوۃ والسلام کے بعد امام برحق اور خلیفہ مطلق حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ان کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ان کے بعد حضرت عثمان ذوالنورین، بعد ازاں حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کی فضیلت ان کی خلافت کی ترتیب پر ہے۔ حضرت شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی افضلیت صحابہ و تابعین کے اجماع سے ثابت ہو چکی ہے۔ چنانچہ اس کو ائمہ بزرگوار کی ایک جماعت نے نقل کیا ہے جن میں سے ایک امام شافعی علیہ الرحمتہ ہیں۔ شیخ ابو الحسن اشعری جو اہل سنت کے رئیس ہیں فرماتے ہیں کہ شیخین کی افضلیت باقی امت پر قطعی ہے سوائے جاہل یا متعصب کے اس کا کوئی انکار نہیں کرتا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ جو کوئی مجھ کو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر فضیلت دے وہ مفتری ہے۔ میں اس کو اسی طرح کوڑا لگاؤں گا۔ جس طرح مفتری کو لگاتے ہیں۔

صحبت شیخ ذکر حق سے بہتر ہے

حضرت خواجہ احرار قدس سرہ کا فرمان ہے: "ذکر سے بہتر ہے سایہ پیر کا" یہاں بہتر کہنا نفع کے اعتبار سے ہے۔ یعنی رہبر کا سایہ مرید کیلئے اس کے ذکر کرنے سے زیادہ فائدہ مند ہے۔ کیونکہ مرید کو ابھی مذکور کے ساتھ کامل مناسبت نہیں۔

Marfat.com

اولیاء اللہ کے اختیارات

شیخ کامل جس طرح نسبت کے عطا کرنے پر کامل قدرت رکھتے ہیں اور تھوڑے عرصے میں طالب صادق کو حضور آگاہی بخش دیتے ہیں۔ اسی طرح نسبت کے سلب کرنے میں پوری طاقت رکھتے ہیں اور ایک ہی بے التفاتی سے صاحب نسبت کو مفلس کر دیتے ہیں۔ سچ ہے جو دیتے ہیں وہ لے بھی لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے اور اپنے اولیاء کرام کے غصہ سے بچائے۔

اہل اللہ دل کی بیماریوں کے طبیب ہیں

اہل اللہ دلی امراض کے طبیب ہیں۔ باطنی امراض کا دور ہونا ان بزرگوں کی توجہ سے وابستہ ہے۔ ان کا کلام دوا ہے اور ان کی نظر شفا' یہ وہ لوگ ہیں جن کا ہم نشین بدبخت نہیں ہوتا۔ اور یہی لوگ اللہ تعالیٰ کے ہم نشین ہیں۔ انہی کے طفیل باران رحمت کا نزول ہوتا ہے۔ اور انہی کے طفیل مخلوقات کے رزق میں فراخی۔ باطنی امراض سے مراد اندرونی بیماریاں ہیں اور ماسوائے ذکر حق کے دل کی گرفتاری ہے۔

بزرگوں کی دعا سے قضا بدل جاتی ہے

حضرت قبلہ گاہی فرمایا کرتے تھے کہ حضرت سید محی الدین جیلانی قدس سرہ نے اپنے بعض رسالوں میں لکھا ہے کہ قضائے مبرم میں کسی کی تبدیلی کی مجال نہیں ہے۔ مگر مجھے، اگر چاہوں تو میں اس میں تصرف کروں۔ میں اس بات پر بہت تعجب کیا کرتا تھا کہ آپ کا فرمان بعید از فہم ہے اور بہت مدت تک یہ خیال فقیر کے ذہن میں رہا۔ یہاں تک کہ حق تعالیٰ نے اس دولت سے مشرف فرمایا۔

Marfat.com

ایصال ثواب کا صحیح طریقہ

نیز آپ نے پوچھا تھا کہ کلام اللہ ختم کرنا اور نماز نفل کا پڑھنا اور تسبیح و تہلیل کرنا اور اس کا ثواب ماں باپ یا استاد یا بھائیوں کو بخشنا بہتر ہے یا نہیں۔ واضح ہو کہ بارگاہ الٰہی میں بخشنا ہی بہتر ہے کیونکہ اس میں اپنا بھی نفع ہے اور ان کا بھی اور عجب نہیں کہ یہ عمل صالح دوسروں کے طفیل ہی مقبول ہو جائے۔

مولود خوانی جائز ہے

نیز آپ نے مولود خوانی کے بارے میں لکھا ہے کہ قرآن مجید کو خوش آواز سے پڑھنے اور نعت و منقبت کے قصائد کو خوش آواز سے پڑھنے میں کیا مضائقہ ہے۔ ہاں قرآن مجید کے حروف کی تحریف اور ان کا تغیر و تبدل کا مقامات نغمہ کی رعایت اور اس طرز پر آواز کا پھیرنا اور سر نکالنا اور تالی بجانا جو شعر میں بھی ناجائز ہیں سب ممنوع ہیں۔ اگر اس طرح پڑھیں کہ کلمات قرآنی میں تحریف واقع نہ ہو اور قصیدوں کے پڑھنے سے بھی شرائط مذکورہ بالا ثابت نہ ہوں اور وہ بھی کسی غرض صحیح کیلئے تجویز کریں تو کوئی ممانعت نہیں۔

اولیائے کرام کی ارواح کی فیض رسانی

میرے مخدوم۔ روح کا ایسے افعال کا اختیار کرنا اور کر گزرنا جو اجسام کے افعال کے مناسب ہیں۔ اس جسد مکتب کے سبب ہے۔ اسی قبیلہ سے اولیائے کرام کی ارواح مقدسہ کی امداد اور اعانت ہے جو جسمانی

Marfat.com

امداد کی طرح اثر دکھاتی ہے۔ جیسے دشمنوں کو ہلاک کرنا اور دوستوں کی مدد کرنا۔ مختلف وجوہ اور مختلف طریقوں سے۔

سیدنا غوث اعظم امام ربانی کی نظر میں

مگر جس قدر خوارق حضرت سید محی الدین جیلانی قدس سرہ سے ظاہر ہوئے ہیں۔ ویسے خوارق ان میں سے کسی سے ظاہر نہیں ہوئے۔ آخر کار حق تعالیٰ نے اس معمہ کا بھید ظاہر کر دیا اور جتلا دیا کہ ان کا عروج اکثر اولیائے اللہ سے بلند تر واقع ہوا ہے اور نزول کی جانب میں مقام روح تک نیچے اترے ہیں جو عالم اسباب سے بلند تر ہے۔

سیدنا غوث اعظم کے وسیلہ کے بغیر کسی کو ولایت نہیں ملتی

حتیٰ کہ نوبت حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ تک پہنچی۔ جب آپ کی نوبت آئی تو مذکورہ منصب آپ کو تفویض کیا گیا اور مذکورہ آئمہ کرام اور آپ کے درمیان کوئی دوسرا اس مقام پر فائز مشاہدہ میں نہیں آتا اور اس راستے میں اقطاب و نجبا کو آپ کی ذات شریف سے ہی فیوض و برکات حاصل ہوتی ہیں۔ کیونکہ یہ مقام آپ کے علاوہ کسی دوسرے کو میسر نہیں ہوا۔ اس لئے آپ نے فرمایا ہے۔

اقلت شموس الاولین وشمسنا

ابداً علی افق العلی لاتغرب

(گذشتہ تمام بزرگوں کے آفتاب غروب ہو چکے ہیں لیکن ہمار آفتاب ہمیشہ اعلیٰ افق پر (چمکتا رہے گا) اور غروب نہ ہو گا۔

Marfat.com

فرقہ ناجیہ اہل سنت والجماعت ہیں

تہتر فرقوں میں سے ہر ایک فرقہ شریعت کی تابعداری کا مدعی ہے۔ آیت کریمہ ''کل حزب بما لدیھم فرحون'' (ہر گروہ اس چیز سے خوش ہے جو اس کے پاس ہے) ان کے حال کی خبر دیتی ہے۔ لیکن پیغمبر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو دلیل ان متعدد فرقوں میں سے ایک فرقہ ناجیہ کی تمیز کیلئے بیان فرمائی ہے وہ یہ ہے الذین ہم علی ما انا علیہ واصحابی (یعنی ایک فرقہ ناجیہ وہ لوگ ہیں جو اس طریق پر ہیں جس پر میرے اور میرے اصحاب ہیں)۔۔۔۔۔۔ اس میں شک نہیں کہ وہ فرقہ جس نے آنحضرت ﷺ کے اصحاب کی تابعداری کو لازم پکڑا ہے۔ اہل سنت والجماعت ہی ہیں اللہ تعالیٰ ان کوششوں کو مشکور فرمائے پس یہی لوگ فرقہ ء ناجیہ ہیں۔

ہم نے حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کے مکتوبات سے بہت کم اور بہت مختصر اقتباسات آپ کی تعلیم کے طور پر درج کئے ہیں۔ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کے مکتوبات کا ایک ایک حرف حقیقت و معرفت کا بحر ذخار ہے اور آپ کے خیالات و تعلیمات کی وضاحت کیلئے ان مکتوبات سے مزید اقتباسات دیئے جاسکتے ہیں لیکن اس مختصر کتاب میں اتنی گنجائش نہیں کہ مزید اقتباسات حوالے کے طور پر لکھے جائیں۔ آپ کی تعلیمات نے صرف اپنے دور کے صوفیاء اور عوام و خواص کو متاثر نہیں کیا بلکہ بعد میں آنے والے دور پر بھی بڑا اثر ڈالا۔ ڈاکٹر برہان احمد فاروقی نے لکھا ہے کہ ارتقائے مابعد پر شیخ مجدد کا بہت بڑا اثر پڑا ہے۔ دراصل ان کی صلائے دعوت یہ تھی۔

Marfat.com

بمصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست

اور اس کے نہایت دور رس اور گہرے اثرات مرتب ہوئے ہیں۔ علاوہ تصور توحید کے اس دعوت نے اسلامی دل ودماغ پر ایک گہرا نقش چھوڑا ہے اور سلوک وتصوف اور علم دین یعنی علم ظاہری اور علم باطنی کا رخ نئی جانب پھیر دیا ۔۔۔۔۔۔۔ پہلا نتیجہ یہ ہے کہ علم باطن یعنی تصوف وعرفان سے غیر اسلامی اثرات کو علیحدہ کیا جائے اور اس صاف شفاف سرچشمہ سے جس سے اسلام نکلا ہے اسے اخذ کیا جائے یعنی براہ راست محمد رسول اللہ ﷺ سے تشبث کیا جائے۔ دوسرا نتیجہ یہ ہوا کہ علمائے ظاہر نے حدیث کی طرف عود کیا۔ شیخ مجدد سے پہلے علم دین کے معنی فقہ کے رہ گئے تھے۔ لیکن شیخ مجدد کے اثر سے کتاب وسنت کی طرف رخ پھر گیا۔ اور حدیث کا چرچا شروع ہوا۔ چنانچہ شاہ ولی اللہ نے ہندوستان میں حدیث کا ایک سکول قائم کر دیا۔ جو سید احمد دہلوی تک پہنچتے پہنچتے ''اہل حدیث'' کہلانے لگا۔ جس میں تصوف اور علم باطن کا رنگ موجود تھا۔ بعد میں وہ محض تقلید کا منکر یعنی غیر مقلد اور خالص اہل حدیث ہو گیا۔

اس سلسلے میں سر سید احمد خان کی اصلاح وتنقید کا ذکر بھی کیا جا سکتا ہے۔ سر سید نے حدیث کی تنقید پر زور دیا اور کتاب کی طرف رجوع کیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہمارے زمانے میں ایک فرقہ اہل قرآن کا پیدا ہو گیا ہے۔ جس کے بانی مولوی عبداللہ چکڑالوی ہیں۔ سر سید کی نشو ونما خاندان مجددیہ میں ہوئی۔ ان کا تصور توحید تنزیہی ہے اور تصوف کے باب میں وہ

Marfat.com

اس حد تک پہنچ گئے ہیں کہ اسے فقط تزکیہ اخلاق کا ذریعہ سمجھتے ہیں یہ چیز شیخ مجدد کے ہاں موجود تھی۔ مگر صاف طور پر ابھی سمجھی نہیں گئی تھی۔ بعد ازاں سر محمد اقبال نے متصوفین کے عقیدۂ وحدت وجود کے خلاف احتجاج کیا اور اسلامی اخلاقیات کو نئی روح بخشی اور جدو عمل کی زندگی کی تلقین کی۔ پس توحید وہ مسئلہ ہے جس پر شیخ مجدد نے بجا طور پر شدت سے اصرار کیا اور اس پر تحقیق و تفحص کر کے تصوف کی بنیاد یعنی وحدت وجود کو منہدم کر دیا۔

اس سے پیشتر کہ ہم وحدت وجود اور وحدت شہود سے متعلق حضرت مجدد الف ثانی کے خیالات اور نظریات پر بحث کریں اور مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ان اصلاحات کا مختصر تعارف پیش کر دیا جائے۔

وحدت وجود سے مراد چند مقدمات ہیں جن کی ترتیب سے وحدت مرتبہ وجود بطورِ نتیجہ حاصل ہوتی ہے اس مقصد کے سمجھانے کیلئے چند نظیریں بھی مثل پانی، موج، حباب وغیرہ بیان کرتے ہیں۔ نیز چند اصطلاحات پر اس مقصد کی بنیاد رکھی جاتی ہے جو احدیت 'وحدت 'واحدیت ارواح' مثال' شہادت سے تعبیر کی جاتی ہیں اور چند الفاظ اپنے مطلب کے اظہار کیلئے مقرر کر لئے ہیں۔ جیسے لاتعین اول' صور علیہ 'اعتبار لا اعتبار اور تنزلات وغیرہ۔نظریہ وحدت الوجود کا مدعا یہ ہے کہ ایک وجود نے تمام مظاہر میں جلوہ کیا ہے اس عالم کون میں صرف ایک بسیط ذات موجود ہے جو نہ کلی ہے' نہ جزئی۔ اس ذات سے بے شمار مختلف اور واقعی مظاہر ظہور میں

Marfat.com

آتے ہیں اور ہر مظہر پر مختلف آثار و احکام مرتب ہوتے ہیں۔ جو ممکن کہلاتے ہیں اور اس تعیین سے قطع نظر جو ذات موجود ہے وہی واجب الوجود ہے۔ یعنی ایک مطلق ہستی مختلف شکلوں میں ظاہر ہو رہی ہے۔ جیسے دریا اپنی روانی میں مختلف لہروں کی شکل میں ظاہر ہوا کرتا ہے حقیقت میں لہر کوئی جداگانہ ہستی نہیں ہے۔ بلکہ دریا ہی کی ایک شکل ہے اس طرح اس ہستی مطلق کے مختلف مظہروں کو آسمان، زمین، حیوان، انسان وغیرہ اور جداگانہ شخصیتوں سے موسوم کرتے ہیں اور حقیقت میں یہ چیزیں جداگانہ ہستی نہیں ہیں۔ اسی ایک ذات کے مختلف مظہر ہیں۔ اس عقیدہ کے لوگ ہر ذرۂ کائنات میں جلوہ خدا کا کامل ظہور بیان کرتے ہیں۔

توحید شہودی سے مراد چند مقدمات ہیں جن سے وحدانیت بطور نتیجہ حاصل ہوتی ہے۔ اس مقصد کو ذہن نشین کرنے کیلئے چند مثالیں جیسے آئینہ، عکس، شخص وغیرہ پیش کرتے ہیں۔ اس کی بنیاد بھی چند اصطلاحات پر مقرر کی ہے۔ جیسے مرتبہ ذات، حالات ذاتیہ، صفات الاسماء، ظلال اسماء، لامکان نیز اپنی غرض بیان کرنے کیلئے چند الفاظ وضع کیے ہیں جیسے اصل ظل، اصل الاصول، قوس، مرکز دائرہ، عکوس، اسماء، حرمات، اعتبار، ممکنات وغیرہ اِن کا بیان ہے کہ ہر چیز کے مقابل میں اس کی ضد ہوا کرتی ہے مثلاً علم کے مقابل میں جہل اور نور کے مقابلے میں ظلمت لیکن ایسی ضدیں عدم محض ہوتی ہیں۔ یعنی جہالت علم کا عدم ہے اور ظلمت نور کا نہ ہونا، اسی طرح صفات کاملہ کے مقابل ان کی ضدیں یا اعدام ہوں گی اور ان اعدام نے

Marfat.com

ہر ایک صفت کے مقابل ہونے کے سبب کسی قدر امتیاز حاصل کر لیا ہو گا۔ مثلاً نہ ہونا ایک مطلق مفہوم کی ممتاز فریادیں ہیں۔ ان اعدام ممتازہ پر صفات الہیہ کا عکس پڑا ہو گا۔ جس طرح انسان کا عکس آئینہ پر پڑتا ہے چنانچہ یہ کائنات انہی صفات خداوندی کا عکس یا سایہ ہے جن میں اعدام ممتازہ بمنزلہ سادہ کے ہیں اور عکوس صفات بمنزلہ صورت کے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ یہ کائنات وجود اور عدم دونوں کی قابلیت رکھتی ہے اور اسی لئے اس سے خیر و شر دونوں طرح کی صفات ظاہر ہوتی ہیں۔ صوفیائے شہودیہ کائنات کو عین حق تعالیٰ نہیں جانتے اور ہر ایک کا دوسرے پر اطلاق نہیں سمجھتے۔ ان کا قول ہے کہ ظل شخص کو عین شخص نہیں کہہ سکتے۔ کیونکہ ان دونوں کے اندر خارج میں مغائرت پائی جاتی ہے۔ صوفیائے شہودیہ موجودات کے دو وجود مانتے ہیں۔ وجود عینیء اور وجود ظلی۔ اشیائے مشہودی کے وجودات وجود عینی ہیں۔ صوفیائے وجودیہ نے واجب الوجود اور ممکن الوجود کو کلی طبیعی سے تشبیہ دی ہے۔ جو سوائے وجود افراد خارج میں کوئی مستقل وجود نہیں رکھتی ان کا قول ہے کہ کسی زمانے میں افراد موجودات و ممکنات کا وجود باقی نہ ہونا ممکن نہیں ہے۔

نظریہ وحدت وجود کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اسے شیخ اکبر محی الدین ابن عربی نے فروغ دیا۔ اگرچہ شیخ اکبر اور حکیم اشراق شیخ شہاب الدین سہروردی سے پہلے بھی متصوفین کے جستہ جستہ کلمات ایسے ملتے ہیں جو وحدت وجود کے مترادف ہیں۔ لیکن یہ شیخ اکبر ہی تھے جنہوں نے سب

Marfat.com

سے پہلے اپنے کشف کی ایسی تاویل کی کہ وہ دوسروں کی سمجھ میں بھی آسکے اور وحدت وجود کو حقیقت منوانے پر اصرار کیا اور اپنی تاویل کے ثبوت میں آیات قرآنی اور احادیث نبوی سے استدلال کیا۔ سب سے پہلے علامہ ابن تمیہ نے ایک رسالہ ''فی الابطال وحدت الوجود'' لکھ کر شیخ اکبر کے خیالات پر تنقید کا تازیانہ لگایا۔ لیکن اس نے مشرقی ممالک کو قطعاً متاثر نہ کیا۔ اس کے مقابلے میں نظریہ وحدت الوجود کو بر بنائے کشف سب نے تسلیم کر لیا تھا۔ کہ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کا ظہور ہوا۔ انہوں نے اپنے گرد و پیش میں اسی نظریہ کی صدائے بازگشت سنی۔ ڈاکٹر برہان احمد فاروقی لکھتے ہیں کہ ایک متصوف کی حیثیت سے انہوں نے اس سے انکار کیا کیونکہ انہوں نے تحقیق کر کے یہ ثابت کر لیا ہے۔ کہ یہ نظریہ اس تحقیق کے مطابق نہیں ہے ۔ جو رسول اکرم ﷺ کے کشف سے حاصل ہوتی ہے آگے چل کر لکھا ہے کہ ''شیخ مجدد کو اس پر اصرار ہے کہ وحدت وجود یا توحید وجودی صحیح نہیں۔ وحدت وجود یا عینیت کا ادراک نہیں۔ یہ سالک کی ایک باطنی حالت یا کیفیت ہے یہ عینیت نمود محض ہے اور یہ وحدت کا شہود بھی شہودِ محض ہے۔ سالک کو صرف یہ محسوس ہوتا ہے کہ وجود ایک ہے۔ واقعہ کے اعتبار سے وجود ایک نہیں۔ شیخ مجدد اس خلاف واقعہ شہود کا مبداء بیان کرتے ہیں یعنی یہ کہ یہ شہود کیونکر پیدا ہوتا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ اس شہود کا سرچشمہ مختلف قسم کے لوگوں کے لئے مختلف ہوتا ہے۔ لیکن لوگوں میں یہ مشاہدہ ادراک سے پیدا ہوتا ہے اور بعض میں احساس سے ۔ قبل الذکر لوگوں میں اس کا

Marfat.com

مبداء یہ ہے کہ وہ مراقبہ وحدت میں بہت مبالغہ کرتے ہیں اور لا الہ الا اللہ کی تعبیر لا موجود الا اللہ سے کرتے ہیں۔ پس اس قسم کی توحید سالک کے شعور پر طاری ہو جاتی ہے جس کا سبب اس علمی پہلو کا غلبہ ہے اس کا نتیجہ وحدت وجود کا پیہم تخیل اور تصور ہے جس کے سبب مسلسل اعادہ سے اس کے نفس پر یہ نقش مرتسم ہو جاتا ہے اور سالک خیال کرنے لگتا ہے کہ میں وحدت وجود یا عینیت کا براہ راست مشاہدہ کر رہا ہوں۔ موخرالذکر لوگوں کے باب میں اس کشف کا مبداء نور محبت الہٰی ہے یہ سالک سوائے محبوب کے کچھ نہیں دیکھتا اور کسی چیز کو محبوب کا غیر نہیں پاتا۔ پس وہ یقین کرنے لگتا ہے کہ سوائے ذات باری کے کچھ موجود نہیں۔ جب وہ عالم کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو ہر ذرہ میں محبوب کا مشاہدہ کرتا ہے اور کثرت کو وحدت کا محض آئینہ کہنے لگتا ہے۔ اس میں سے بعض لوگ مراقبہ محبوب میں محو ہو جاتے ہیں۔ وہ یہ دعا کرتے ہیں کہ ہمیشہ اسی میں محو رہیں اور کبھی ان کا اپنا وجود ان کے شعور میں نہ لایا جائے۔ وہ اپنی خودی کی طرف اشارہ تک کرنا کفر سمجھتے ہیں۔ ان میں مطمع نظر فنائے محض ہوتا ہے ان کے لئے کوئی سکون نہیں کیونکہ سکون کیلئے ذہول درکار ہے اور وہ ذہول اس وقت محال ہے۔ جب کہ آتش عشق انہیں مسلسل پھونک رہی ہے۔ تاہم ذہول ضروری ہے۔ پس وہ اپنے تئیں ایسے مشاغل میں منہمک رکھتے ہیں جو ان کی استعداد کے مناسب ہوں اور ان کی توجہ ہٹائے رکھیں اور ذہول پیدا کرتے رہیں۔ پس ان میں سے بعض سماع و رقص میں مصروف رہتے ہیں۔ بعض تصانیف کتب میں شعور

Marfat.com

عشق یعنی وحدت وجود کے اسرار و غوامض بیان کرتے ہیں۔ ان کیلئے وحدت وجود یا عینیت کا کشف ہمیشہ ہمیشہ کیلئے ناپید ہو جاتا ہے۔ اور وہ اسے پھر نہیں پا سکتے۔ وہ اپنے گذشتہ معتقدات وحدت وجود سے جن کے سبب وہ گمراہ ہو گئے تھے، تائب ہو جاتے ہیں۔

اس طرح حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ نے توحید کا ایک ایسا تصور پیش کیا جو وحدت وجود سے بالکل متضاد تھا اور اس پر شدت سے اصرار کیا کہ یہ تصور توحید ہی صحیح اسلامی تصور ہے اور یہی وہ تصور ہے جو اس وحی الہی سے اخذ کیا جا سکتا ہے۔ جو رسول اللہ ﷺ پر اتری تھی۔

اس نظریہ کی تائید و حمایت میں بہت کچھ کہا گیا ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی وہ پہلے بزرگ تھے۔ جنہوں نے اس تصور پر سیر حاصل بحث کی۔ آپ نے ایک رسالہ لکھا جس کا نام ''فیصلہ وحدت وجود والشہود'' ہے۔ یہ رسالہ جو مکتوب مدنی کے نام سے مشہور ہے۔ اس میں شاہ صاحب نے ابن عربی اور شیخ مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے مسئلہ توحید میں تطبیق کی ہے اور بتایا ہے کہ ان بزرگوں کے خیالات میں کوئی فرق نہیں اور ان کی نزاعِ فی الواقع نزاع لفظی ہے۔ حضرت خواجہ میر درد اور ان کے والد خواجہ میر ناصر عندلیب نے حضرت مجدد الف ثانی کے نظریہ کی تائید کی ہے۔ مولوی غلام یحییٰ نے ''کلمتہ الحق'' میں حضرت شاہ ولی اللہ پر تنقید کی تو حضرت شاہ ولی اللہ کے صاحبزادے شاہ رفیع الدین نے ''کلمتہ الحق'' کے مقابلے میں 'دفع الباطل'' کے نام سے کتاب لکھ کر یہ بتایا کہ وحدت وجود اصولی مسئلہ ہے۔

Marfat.com

یہی حقیقت اسلام ہے۔شیخ مجدد الف ثانی قدس سرہ، ابن عربی کی تقریر کو نہیں سمجھے اوراس طرح وحدت وجود کو وحدت شہود سے مطلقاً مختلف سمجھے۔ حضرت شاہ رفیع الدین نے نتیجہ یہ نکالا کہ وحدت وجود کو اصولی مان کر وحدت شہود سے تطبیق کی جائے۔ علاوہ ازیں سید احمد بریلوی نے اپنی کتاب"صراط مستقیم" میں بربنائے کشف وشہود وحدت وجود پر تقریر کی ہے اوراس نظریہ کو درست قرار دیا ہے۔ ڈاکٹر برہان احمد فاروقی کا خیال ہے ۔کہ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کے تصور توحید کو وحدت شہود کہنا غلطی ہے،اس کا نام نہیں رکھا گیا۔ لیکن اگر کوئی نام رکھا جائے تو"تثنیہ وجود" یا "وحدت وجوب" کہنا مناسب ہوگا۔ لیکن ڈاکٹر برہان الدین احمد فاروقی نے اس ضمن میں کوئی وجہ بیان نہیں کی۔ البتہ اس سے پہلے لکھا ہے کہ :۔

"جن حضرات نے شیخ مجدد کی تنقیص یا تائید کی ۔انہوں نے وحدت ۔شہود کے ایک خاص معنی قرار دیئے۔ یعنی یہ سمجھا کہ وہ بھی وحدت وجود کی طرح ایک نظریہ ہے، ذات باری اور عالم کے مابین تعلق کا۔مگر یہ صحیح نہیں،اس کی وجہ ڈاکٹر برہان احمد فاروقی نے یہ بیان کی ہے کہ "شیخ مجدد کے نزدیک وحدتِ شہود کا مفہوم فقط یہ ہے کہ وحدت وجود کا جو شہود سالک کو اپنے ارتقائے روحانی کے دوران ایک خاص مقام پر پہنچ کر حاصل ہوتا ہے اور جسے متصوفین سمجھتے ہیں کہ وہ نفس الامر کا مشاہدہ ہے اوراس سے وحدت وجود ثابت ہوتی ہے۔وہ محض ان کا شہود ہے۔ یعنی ان کی ایک کیفیت ہے اور حقیقت اس کے خلاف ہے۔ بعبارت اُخریٰ وجود

Marfat.com

ایک نہیں ۔ بلکہ سالک کو معلوم ہوتا ہے کہ گویا وجود ایک ہی ہے۔ یعنی جب سالک بالا ارادہ اپنی نظر کو غیر خدا سے پھیر کر خدا پر قائم کرنے کی کوشش کرتا ہے تو ایک منزل پر پہنچ کر اسے یہ محسوس ہونے لگتا ہے کہ سوائے خدا کے اور کچھ نہیں، سب کچھ وہی ہے۔''

ڈاکٹر برہان احمد فاروقی کا یہ خیال صحیح نہیں ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کے تصور توحید کو وحدت شہود کہنا غلطی ہے بلکہ اسے تثنیہ وجود یا وحدت وجوب کہنا مناسب ہوگا۔ لیکن اس کا کیا علاج کہ خود مکتوبات امام ربانی میں توحید وجودی اور توحید شہودی کے الفاظ بار بار استعمال ہوئے ہیں۔ چنانچہ اسی لئے وحدت وجود اور وحدت شہود کی اصطلاحات رائج ہوگئیں اور ان نظریات پر بحث کرتے وقت ناقدین ومبصرین کے نزدیک ان کے معانی ومفہوم وہی رہے۔ جو حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ نے ان کی تشریح کے وقت متعین کئے تھے۔ نیز آج یہ اصطلاحات اس قدر عام ہوگئی ہیں کہ انہیں بیک قلم موقوف کر دینے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

یہ کہنا بھی صحیح نہیں کہ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ نے شیخ اکبر حضرت محی الدین ابن عربی رحمتہ اللہ علیہ کے علی الرغم ایک نیا نظریہ پیش کیا۔ جسے وحدت الشہود کا نام دیا جاسکتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ نے نظریہ وحدت الوجود کی تغلیط وتردید نہیں کی۔ (جس کی تشریح آگے آتی ہے)۔ اور نہ وحدت الوجود پر ہی طعن کیا۔ بلکہ

Marfat.com

آپ نے شیخ اکبر کے نظریے کی تاویل کی اور دونوں نظریات کے فرق کو نزاعِ لفظی قرار دیا ہے۔ آپ نے یہ تاویل اس لئے فرمائی کہ شیخ اکبر کی تعبیر عسیر الفہم ہے اور اس سے عوام کے گمراہی میں مبتلا ہو جانے کا خدشہ ہے۔ کیونکہ عوام ان کشفی اور علمی نکات کو اس لئے نہیں سمجھ سکتے کہ وہ منطق، فلسفہ اور علمِ کلام سے نابلد ہیں اور صاحب فہم و فراست ہونے کے باوجود ان سے استفادہ نہیں کر سکتے۔

معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کی زندگی ہی میں آپ پر اعتراض کیا جاتا تھا کہ آپ مسئلہ وحدت الوجود کے منکر ہیں۔ چنانچہ حضرات القدس میں جہاں ایک مستقل باب کے تحت آپ کے کلام پر مخالفین کے بعض شکوک و شبہات کے جوابات دیئے گئے ہیں۔ ان میں مسئلہ وحدت الوجود سے متعلق بھی ایک اعتراض اور اس کا جواب موجود ہے۔ اس سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ آپ وحدت الوجود کو مستحسن سمجھتے تھے۔ مگر بشرط عبور۔ اور یہ کہ وحدت الوجود سالکان طریق کو اثنائے راہ میں منکشف ہوتا ہے۔ مگر اس کو کمال الکمال نہیں جانتے ہیں کہ اس کے اوپر ترقی نہ ہو۔ اس ضمن میں حضرت مجدد کی تحریر اور مکتوب ۳۱ دفتر اول سے اقتباسات بھی دیئے گئے ہیں مؤلف حضرات القدس نے اس کے بعد جواب کے آخر میں لکھا ہے کہ۔

''ارباب بصیرت پر واضح ہو کہ آنجناب قدس اللہ اثبات اعلائے درجات وحدت الوجود کرتے ہیں۔ غایت مافی الباب یہ ہے کہ آپ کا

Marfat.com

اختلاف اس مشرب کے صوفیاء کے ساتھ صرف اسی قدر ہے کہ وہ لوگ اشیاء کو مظاہر اسماء الٰہی جانتے ہیں اور مظہر کو عین ظاہر۔ وہ اس وجہ سے خلق و حق عبد و رب کی غیبت کے قائل ہو گئے ہیں اور کہتے ہیں کہ ذات حق سبحانہ تعالیٰ وجود مطلق ہے اور اشیاء کے وجودات مقید ہیں اور قید صرف وہمی ہے اس لئے قائل بہ غیبت ہیں۔

"آنحضرت قدس اللہ سرہ فرماتے ہیں کہ حقائق اشیا عدمات ہیں کہ کمالات کا آئینہ اور حضرت وجود کے مظاہر ہیں۔ اتحاد عدم کا وجود کے ساتھ محال ہے اور ظہور وجود کا آئینہ عدم میں ممتنع۔ اس لئے آپ خلق اور حق کی غیبت کے قائل نہیں ہوئے ہیں۔ آپ کنہ شریعت و حقیقت تک پہنچے ہیں۔ حقیقت میں بڑا مرتبہ توحید کا ہے اور سرور انبیاء علیہ و آلہ الصلوۃ والسلام کی پیروی یہی ہے۔"

بات یہ ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ نے جب آنکھ کھولی تو اس وقت علماء و صلحاء و صوفیاء میں شیخ اکبر حضرت محی الدین ابن عربی کے نظریہ وحدت الوجود کا زور شور تھا اور ہر درویش و عالم "ہمہ اوست" کا قائل تھا۔ چنانچہ اس دور کے عظیم عرفا و صلحاء میں حضرت شاہ کمال کیتھلی ' حضرت شیخ عبدالاحد کابلی السرہندی ' حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی، حضرت جلال الدین تھانیسری قدس اسرارہم کے علاوہ حضرت شاہ سکندر کیتھلی اور حضرت باقی باللہ قدس اسرارہم اسی نظریہ کے پیروکار تھے۔ حضرت شاہ کمال کیتھلی قدس سرہ کے افکار و نظریات

Marfat.com

کا اندازہ آپ کے مکتوبات خصوصاً مکتوب ۵ اور ۶ سے لگایا جا سکتا ہے۔
حضرت شیخ عبدالاحد کابلی السرہندی نظریہ وحدت الوجود کے پیروکار تھے اور اس بارے میں دو رائیں نہیں ہو سکتیں کہ آپ کو عوارف المعارف، فصوص الحکم اور فتوحات مکیہ پر پورا پورا عبور حاصل تھا۔ حضرت شاہ کمال کیتھلی اور حضرت شیخ عبدالاحد کابلی السرہندی قدس اسرارہم کے باہمی تعلقات بھی بہت گہرے تھے۔ حضرت شاہ سکندر کیتھلی قدس سرہ نے بھی اپنے جد امجد سے فیضان حاصل کیا تھا چنانچہ وہ بھی اسی نظریے پر کاربند رہے۔ حضرت شاہ کمال کیتھلی قدس سرہ کی منظوری نظر اور والد ماجد سے باقاعدہ نظریہ وحدت الوجود کی تعلیم حاصل کرنے کے بعد حضرت شاہ سکندر کیتھلی قدس سرہ کی نظر کیمیا اثر نے بھی اپنی تاثیر دکھائی۔ چنانچہ مکتوبات امام ربانی کا مطالعہ کرنے سے بھی یہ حقیقت سامنے آتی ہے۔ کہ اپنی زندگی اور منازل تصوف کے آغاز میں آپ نے اس مشرب سے بہرہ وافر پایا تھا۔ چنانچہ لکھتے ہیں۔

''میرے مخدوم۔ یہ فقیر بچپن سے توحید وجودی والے حضرات کے مشرب پر تھا۔ اور فقیر کے والد بزرگوار قدس اللہ العزیز بھی بظاہر اس مشرب پر تھے اور باطن میں پوری پوری نگرانی حاصل ہونے کے باوجود جو مرتبہ بے کیفی کی جانب رکھتے تھے۔ ہمیشہ اسی طریق پر مشغولیت رکھتے رہے اور اس مضمون کے مصداق کہ فقیہ کا بیٹا آدھا فقیہ ہوتا ہے فقیر کو اس مشرب سے بلحاظ علم بہت زیادہ حصہ اور بڑی لذت حاصل تھی۔''

Marfat.com

ایک اور جگہ لکھتے ہیں۔

''اور اس فقیر کو اگرچہ راہ ثانی (یعنی توحید وجودی کی راہ) سے سیر وسلوک میسر ہوا ہے اور توحید وجودی کے علوم ومعارف کے ظہورات سے کافی حصہ حاصل ہوا ہے۔''

مزید لکھتے ہیں۔۔۔۔۔۔''اور یہ فقیر بھی کچھ مدت تک حضرت قدس سرہ کی درگاہ میں توحید وجود کا مشرب رکھتا تھا۔''

البتہ مکتوبات امام ربانی کے دفتر اول ودوم میں ایسے مکتوبات کی بھی کمی نہیں۔ جس میں حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ نے نظریہ وحدت الوجود پر کافی تنقید کی ہے۔ مثلاً ایک جگہ لکھتے ہیں۔

''پس بہتر وہی ہے جو علمائے اہل سنت والجماعت نے بیان کیا ہے کہ قرب واحاطہ علمی ہے اور توحید وجودی کے مشرب کے مخالف علوم ومعارف کے حاصل ہونے کے وقت یہ فقیر بہت بے قرار تھا۔ کیوں کہ اس توحید سے بڑھ کر اور کوئی اعلیٰ امر نہیں جانتا تھا اور عاجزی وزاری سے دعا کیا کرتا تھا کہ یہ معرفت زائل نہ ہو۔ یہاں تک کہ سارے حجاب سامنے سے زائل ہو گئے اور حقیقت کما حقہ' منکشف ہو گئی اور معلوم ہو گیا کہ عالم ہر چند صفائی کمالات کا آئینہ اور اسمائے ظہور ذات کی جلوہ گاہ ہے۔ لیکن مظہر مظاہر کا عین اور ظل اصل کا عین نہیں ہے۔ جیسا کہ توحید وجودی والوں کا مذہب ہے۔''

ایک دوسری جگہ رقمطراز ہیں:

Marfat.com

''غرض فنا وبقاء اور کمالاتِ ولایت صغریٰ وکبریٰ کے حصول کیلئے توحید وجودی بالکل درکار نہیں ہے۔ توحید شہودی حاصل ہونی چاہیے۔ تاکہ فنا متحقق ہو جائے اور ماسویٰ اللہ کا نسیان حاصل ہو جائے۔ ہو سکتا ہے کہ سالک ابتداء سے انتہاء تک سیر کر جائے اور توحید وجود کے علوم ومعارف میں سے کچھ بھی اس پر ظاہر نہ ہو۔ بلکہ قریب ہے۔ کہ ان علوم کا انکار کر دے۔ فقیر کے نزدیک وہ راستہ جو ان معارف کے ظہور کے بغیر سلوک کے ساتھ میسر ہو جائے وہ اس راستے میں زیادہ قریب ہے جو اس ظہور پر مشتمل ہے اور نیز اس راہ (توحید شہودی) کے سالکوں میں سے اکثر مطلوب تک پہنچتے ہیں اور اس راہ (توحید وجودی) کے چلنے والے اکثر راستہ ہی میں رہ جاتے ہیں اور دریا کے قطرہ کے ساتھ سیراب ہو جاتے ہیں اور ظل کے اصل کے ساتھ اتحاد کے وہم میں گرفتار رہتے اور اصل سے محروم ہو جاتے ہیں۔ اور یہ حقیقت اس فقیر نے تجربات سے معلوم کی ہے۔

واللہ سبحانہ الملھم للصواب

اسی طرح حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ دفتر اول کے ایک مکتوب میں جہاں شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمتہ اللہ علیہ کو مقبولین الہی میں سے بتاتے ہیں وہاں شیخ اکبر رحمتہ اللہ علیہ کے نظریات پر تنقید کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

''عجیب معاملہ ہے کہ شیخ محی الدین (اللہ تعالیٰ کے نزدیک) مقبولین میں سے نظر آتے ہیں۔ لیکن ان کے اکثر علوم جو اہل حق کی آراء

Marfat.com

کے خلاف ہیں۔ خطا اور نادرست معلوم ہوتے ہیں۔ شاید ان کو خطائے کشفی کے باعث معذور رکھا گیا ہے۔ اور خطائے اجتہادی کی طرح ملامت ان سے دور کردی گئی ہے۔ شیخ محی الدین کے حق میں فقیر کا خاص اعتقاد یہی ہے کہ ان کو مقبولین میں سے جانتا ہے اور ان کے ان علوم کو جو اہل حق کے مخالف ہیں۔ خطا اور ضرر رساں دیکھتا ہے کہ اس گروہ کے بعض لوگ ایسے ہیں کہ شیخ کو بھی طعن ملامت اور ان کے علوم مخالفہ کو بھی غلط اور نادرست سمجھتے ہیں اور اس گروہ کے بعض لوگ شیخ کی تقلید اختیار کر کے ان کے تمام علوم کو درست جانتے ہیں اور دلائل وشواہد سے ان علوم کی حقیقت کو ثابت کرتے ہیں اور اس میں کوئی شک نہیں کہ ان ہر دو فریق نے افراط و تفریط کا راستہ اختیار کیا ہے۔ اور میانہ روی سے دور رہ گئے ہیں۔ شیخ موصوف کو جو کہ مقبول اولیاء میں سے ہیں۔ خطائے کشفی کے باعث کس طرح رد کر دیا جائے اور ان کے علوم کو جو کہ صحت سے دور ہیں اور اہل حق کی رائے کے مخالف ہیں تقلید سے کس طرح قبول کیا جا سکتا ہے پس حق یہی میانہ روی ہے جس کی توفیق اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے فضل و کرم سے بخشی ہے۔"

"ہاں مسئلہ وحدت الوجود میں اس گروہ کی بڑی جماعت شیخ کے ساتھ شریک ہے اگرچہ شیخ اس مسئلے میں بھی ایک خاص طرز رکھتے ہیں۔ لیکن اصل بات میں وہ لوگ شریک ہیں۔ یہ مسئلہ بھی اگرچہ ظاہر میں اہل حق کے عقائد کے مخالف ہے۔ لیکن توجہ کے قابل اور تطبیق دینے کے

Marfat.com

لائق ہے۔ اس فقیر نے اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی عنایت سے حضرت اقدس کی رباعیات کی شرح میں اس مسئلے کو اہل حق کے عقائد کے ساتھ تطبیق دی ہے اور فریقین کے نزاع کو لفظ کی طرف پھیرا ہے اور طرفین کے شکوک و شبہات کو اس طرح حل کیا ہے کہ کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں رہی۔ جیسا کہ اس کے دیکھنے والے پر پوشیدہ نہیں ہے۔"

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کے ان مکاتیب کو جن میں آپ نے توحید وجودی کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے' پڑھ کر بعض حضرات نے خیال کر لیا کہ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ نے نظریہ وحدت الوجود سے دست بردار ہو کر ایک نیا نظریہ یعنی وحدت الشہود پیش کیا۔ چنانچہ گذشتہ صفحات میں اجمالاً اس بات کا ذکر کیا جا چکا ہے کہ کس طرح مختلف بزرگان دین نے ان نظریات کی مخالفت و موافقت میں کچھ اس انداز سے مبسوط کتابیں لکھی ہیں کہ گویا یہ نظریات اسلامی عقائد کا جزو ہیں حالانکہ یہ تو اولیاء اللہ کے اپنے اپنے نظریات ہیں اور بقول حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ یہ اعتقاد اسلام کی ضرورت میں داخل نہیں اور یہ اختلاف ایسا بھی نہیں ہے جو ایک دوسرے کی تذلیل و تکفیر کا موجب ہو۔ بلکہ یہ اختلاف فقہائے اہل سنت کے مذاہب اربعہ کی مانند ہے۔'

حقیقت یہ ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ اور شیخ اکبر محی الدین ابن عربی کے نظریات میں کوئی بین فرق نہیں ہے۔ آپ نے شیخ اکبر

Marfat.com

کے نظریات کی تردید و تغلیط نہیں کی۔ بلکہ جیسا کہ آپ نے فرمایا ہے کہ آپ نے تو ان دونوں نظریات میں نزاع لفظی کو ثابت کیا ہے۔ اسی لئے خواجہ شاہ محمد معصوم نے لکھا ہے کہ "جو لوگ حضرت امام کو منکر توحید وجودی کہتے ہیں۔ بالکل غلط ہے۔ حضرت امام مقر توحید وجودی ہیں" مکتوبات دفتر سوم کا مطالعہ کیا جائے تو اس میں ایسے مکتوبات بکثرت مل جاتے ہیں۔ جن کے مطالعے سے واضح ہوتا ہے کہ آخر عمر میں آپ اس مسئلہ (مسئلہ ء وحدت الوجود) میں شیخ اکبر سے متفق ہو گئے تھے اور محض تعبیر کا فرق باقی رہ گیا تھا اور وہ بھی اس مصلحت سے کہ اگرچہ وحدت الوجود حق ہے مگر عقول متوسط اس کے سمجھنے سمجھانے سے قاصر ہیں۔ اس لئے بقول حضرت مجددؒ بعض جاہل صوفیوں نے اپنی کوتاہ فہمی کی وجہ سے گمراہی کا دروازہ کھول دیا۔ لہذا حضرت اقدسؒ نے اس کی تعبیر اس نہج پر فرمائی کہ گمراہی کا سدباب ہو گیا۔"

سید صباح الدین عبدالرحمٰن نے لکھا ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی ایک برگزیدہ عالم تھے اور عارف باللہ بھی۔ اس لئے انہوں نے وحدت الوجود کے منکر ہونے کی بجائے اس کے فلسفہ میں بڑی وضاحت کی اور وحدت الوجود کا امالہ وحدت شہود کی بحث سے کر دیا انہوں نے خود راہ سلوک میں ان تمام منزلوں کو بھی طے کیا تھا جہاں عام صوفیوں کا طائر خیال بھی نہیں گیا تھا اس لئے اپنے مشاہدات اور مکاشفات کی بناء پر یہ بتایا کہ جس مقام پر جا کر صوفیوں کو وحدت وجود محسوس ہوتی ہے۔ وہ سلوک کی

Marfat.com

آخری منزل نہیں بلکہ درمیانی منزلوں کی واردات ہیں۔ جہاں سالک کو محسوس ہوتا ہے کہ وہ وجود ایک ہی ہے اور اس ایک ذات کے سوا کچھ موجود نہیں۔ لیکن آگے بڑھ کر معلوم ہوتا ہے کہ محض وحدت شہود ہے یعنی صرف ایسا نظر آتا ہے وحدت وجود نہیں یعنی واقع میں ایسا نہیں ہے۔ اس وحدت شہود کے بعد عبدیت کا مقام آتا ہے جہاں پہنچ کر خالق کائنات کی جداگانہ حقیقتیں روزروشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہیں۔ اسی لئے مقام عبدیت اور ایمان بالغیب دونوں حضرت مجدد الف ثانی کے یہاں ایک ہی ہیں حضرت مجدد الف ثانیؒ نے اپنے خیالات کو پورے دلائل کے ساتھ پیش کیا اور طرح طرح کی نکتہ آفرینیاں کیں۔۔۔۔۔۔ علماء ،وحدت الوجود کے ماننے والے کو کافر اور زندیق کہتے۔ اس طرح صوفیہ اور علماء میں مسئلہ وحدت الوجود میں جو اختلاف تھا۔ اس کو حضرت مجدد نے دور کرنے کی بھی کوشش کی۔۔۔۔۔۔ حضرت مجدد نے ان مباحث کو کچھ ایسے موثر انداز میں پیش کیا کہ بعض خام صوفیاء نے وحدت الوجود کے سلسلے میں جو فتنہ انگیزیاں پیدا کر رکھی تھیں وہ دب کر رہ گئیں''۔

نظریہ وحدت الوجود اور وحدت الشہود سے متعلق حضرت مجدد الف ثانیؒ قدس سرہ کے ہر سہ دفاتر کے مکتوب میں اس قدر فرق ہے کہ اسے تضاد پر بھی محمول کیا جاسکتا ہے۔ لیکن یہ تضاد اس لئے تضاد نہیں رہتا کہ مکتوبات شریف کے دفتر سوم کے مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کے عمر کے آخری دور میں لکھے گئے اور یہ دفتر حضرت مجدد الف ثانی

Marfat.com

قدس سرہ کے وصال سے صرف تین سال قبل یعنی ۱۰۳۱ھ میں مرتب کیا گیا تھا۔ اس طرح بڑے وثوق سے کہا جاسکتا ہے کہ اس دفتر کے مکتوبات میں جو اذکار و خیالات اور نظریات و عقائد بیان کئے گئے ہیں وہ نہایت ثقہ اور مبنی بر حقیقت ہیں اور یہی مکتوبات ہمارے پاس ایسی دستاویز ہیں جس سے آپ کے حتمی عقائد و نظریات کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ کیونکہ یہ امر مسلمہ ہے کہ انسانی خیالات میں عمر کے ساتھ ساتھ تبدیلی رونما ہوتی رہتی ہے اور عمر آخر کے نظریات کو ہی ابتدائے عمر کے نظریات پر ترجیح دی جاتی ہے۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ مکتوبات کے تیسرے دفتر میں مسئلہ وحدت الوجود کے بارے میں حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کے افکار و نظریات ابتدائے عمر کے نظریات کی نسبت زیادہ واضح اور مبسوط ہیں اس دفتر کے اکثر مکتوبات کے مطالعے سے اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ کہ ابتدائے عمر اور آخر عمر کے افکار و خیالات میں کتنا فرق ہوتا ہے۔ انہی مکتوبات کے مطالعے کے بعد کہا جاسکتا ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ نے مسئلہ وحدت الوجود کے سمجھنے اور سمجھانے میں جہاں سے سفر کا آغاز کیا تھا۔ وہاں ہی آکر دم لیا تھا۔ اس طرح اگرچہ آپ اپنی زندگی کے (سلطانی دور میں وحدت الشہود پر زور دیتے رہے لیکن اپنی زندگی کے ابتدائی اور آخری حصے میں وحدت الوجود کے قائل رہے اور وحدت الوجود کے مسئلے پر حضرت شیخ اکبر کے مسلک کی تائید ہی نہیں ہموائی کرتے رہے۔ چنانچہ اگر حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ نے دفتر اول کے مکتوب نمبر ۲۶۶ میں

Marfat.com

حضرت شیخ اکبر کو مقبولین الٰہی میں سے بتانے کے باوجود ان کے نظریات پر لطیف تنقید کی ہے۔ تو دفتر سوم کے مکتوب نمبر ۸۹ میں مسئلہ توحید کے سلسلے میں حضرت شیخ اکبرؒ کو حق پر بتایا ہے اور لکھا ہے :۔

''شاید یہ مسئلہ توحید متقدمین صوفیاء میں اچھی طرح صاف اور واضح نہیں ہوا تھا۔ ان میں سے جو کوئی مغلوب الحال ہو جاتا تھا۔ اس سے اس قسم کے اتحاد نما توحیدی کلمات سرزد ہو جاتے تھے اور غلبۂ سکر کے باعث وہ اس سرّ کو نہ پا سکتا تھا اور ان عبارتوں کے ظاہر کو حلول و اتحاد کی آمیزش سے پھیر نہ سکتا تھا اور جب شیخ بزرگوار محی الدین ابن عربیؒ تک نوبت پہنچی تو انہوں نے کمال معرفت سے اس دقیق مسئلہ کی تشریح فرمائی اور ابواب و فصول میں ترتیب دے کر صرف و نحو کی طرح مدون فرمایا۔ اس کے باوجود اس طائفہ کے بعض لوگوں نے شیخ موصوف کی مراد کو نہ سمجھنے کے باعث ان کو غلطی پر کہا اور ان پر طعن و ملامت کی۔ اس مسئلے کی اکثر تحقیقات میں شیخ حق پر ہیں۔ اور ان پر طعن کرنے والے لوگ حق بات سے دور ہیں شیخ کی بزرگی اور ان کے علم کی زیادتی اس مسئلے کی تحقیق سے (جو شیخ نے کی ہے) معلوم کرنی چاہیے اور ان پر رد و طعن نہیں کرنا چاہیے۔ اس مسئلہ پر جس قدر غور و بحث کی جاتی ہے۔ متاخرین کے مختلف فکروں کے ملنے سے زیادہ واضح و صاف ہوتا جاتا ہے اور حلول و اتحاد کے شبہات سے دور تر ہوتا جاتا ہے۔''

چنانچہ آگے چل کر جب حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ اس

Marfat.com

مکتوب میں یہ کہتے ہیں کہ "ہمہ اوست سے مراد ہمہ ازوست" ہے تو اس طرح بھی آپ شیخ اکبر کے خیالات کی تائید کرتے ہیں۔ تردید و تغلیظ نہیں۔ اس سلسلے میں آپ فرماتے ہیں کہ قائلین "ہمہ اوست" پر طعن کرنا یا ان کی تکفیر کرنا جائز نہیں ہے۔ چنانچہ آپ لکھتے ہیں۔

"جاننا چاہیے کہ سابقہ تحقیق سے واضح ہو گیا کہ صوفیاء جو کلام "ہمہ اوست" کے قائل ہیں عالم کو حق تعالیٰ کے ساتھ متحد نہیں جانتے۔ اور حلول و سریان ثامت نہیں کرتے بلکہ ظہور و ظلیت کے اعتبار سے حمل کرتے ہیں۔ وجود و تحقیق (ثبوت) کے اعتبار سے نہیں اگرچہ ان کی ظاہر عبارت سے اتحاد وجودی کا وہم گذرتا ہے لیکن ان کی یہ مراد ہرگز بھی نہیں ہے کیونکہ یہ کفر و الحاد ہے اور جب ایک دوسرے پر حمل کرنا ظہور کے اعتبار سے ہے نہ کہ وجود کے اعتبار سے تو 'ہمہ اوست' کے معنی ہمہ ازوست ہیں کیونکہ کسی چیز کا ظل اسی سے پیدا ہوتا ہے اور اگرچہ یہ حضرات غلبہ حال میں ہمہ اوست کہتے ہیں لیکن حقیقت میں اس عبارت سے ان کی مراد ہمہ ازوست ہے پس ان کے کلام پر اعتراض کرنے اور اس کلام کے کہنے والوں کو کافر و گمراہ کہنے کی کوئی مجال نہیں رہی۔"

اسی مکتوب میں جب حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ' یہ کہتے ہیں کہ واضح ہو کہ ظل شئی سے مراد ہے اس شے کا ظہور مرتبہ دوم یا سوم میں مثلاً زید کی صورت جو آئینہ میں منعکس ہوتی ہے۔ زید کی ظل ہے۔ اور زید ظہور ہے مرتبہ دوم میں۔ زید جہاں تک اس کی ذات کا تعلق ہے

Marfat.com

اپنے وجود کے مرتبہ اصلی میں ہے جس نے اپنے آپ کو آئینے میں ظاہر کیا ہے بغیر اس بات کے کہ اس ذات صفات میں کوئی تبدیلی یا تغیر رونما ہوا۔

''ہمہ اوست'' کے یہ معنی نہیں ہیں کہ ہر شے خدا ہے بلکہ دوسرے معنی بھی ہیں۔ جن سے حلول یا اتحاد کا شبہ لاحق نہیں ہو سکتا اور یہ ہیں کہ ہر شے یا سارا عالم نیست ہے صرف حق تعالیٰ موجود ہے۔ یہ نہیں کہ اشیائے کائنات بھی موجود ہیں اور خدا بھی موجود ہے۔ اور اشیائے کائنات خدا سے متحد ہیں۔ یا خدا اشیاء میں حلول کئے ہوئے ہیں۔ یہ بات تو کوئی احمق بھی نہیں کر سکتا تو یہ بزرگوار ایسی بات کیسے کہہ سکتے ہیں' بات یہ ہے کہ غلبہ محبت کی وجہ سے عالم ان بزرگوں کی نگاہوں سے پوشیدہ ہو جاتا ہے۔ غیر اللہ ان کے شہود میں باقی نہیں رہتا اس لئے کہہ دیتے ہیں کہ ''ہمہ اوست'' یعنی جو کچھ نظر آتا ہے یہ سب متوہم اور متخیل ہے موجود صرف وہی ہے''۔

تو وہ شیخ اکبرؒ سے اس بات میں اتفاق کرتے ہیں کہ کائنات کا وجود رسمی ہے کیونکہ وہ بھی اس کائنات کو ظہور ذات سے تعبیر فرماتے ہیں۔ اس مکتوب میں حضرت مجدد الف ثانیؒ نے نظریہ ''ہمہ اوست'' کی تردید نہیں کہ بلکہ اس کی تاویل ہے۔

تیسرے دفتر کے مکتوب ۸۹ کے علاوہ مکتوبات ۵۸' ۶۲' ۶۷' ۶۸' ۷۹' ۹۶' ۹۷' ۱۰۰' ۱۰۹' اور ۱۱۸ کا مطالعہ خالی از دلچسپی نہیں ۔مکتوبات کے خصوصاً مکتوب ۵۸ کے مطالعے سے بخوبی واضح ہو جاتا ہے کہ

Marfat.com

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ اپنی عمر کے آخری حصے میں وحدت الوجود کے قائل ہو گئے تھے۔ پروفیسر یوسف سلیم چشتی نے آپ کے نظریہ وحدت الوجود پر بحث کرتے ہوئے بہت عمدہ بات کہی ہے کہ ان مکتوبات کے ''مطالعے سے روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ آنجناب نے آخر عمر میں اپنی سابقہ رائے سے رجوع فرمالیا تھا۔ وحدت الوجود کے مخالفین حضرت مجدد کے ابتدائی مکتوبات سے استشہاد کرتے ہیں۔ حالانکہ معتمد علیہ دفتر سوم کے وہ مکتوبات ہیں جو انہوں نے اس موضوع پر اپنی وفات سے چند سال پہلے تحریر فرمائے تھے۔ اور یہ مکتوبات دفتر اول و دوم کے مکتوبات کے ناسخ ہیں۔ ورنہ تناقض اور تضاد کو رفع کرنے کی کوئی صورت نہیں ہے اس تضاد کو رفع کرنے کی یہی ایک صورت ہے۔

کہ ان آخری مکتوبات کو ابتدائی مکتوبات کا ناسخ قرار دیا جائے اور غیر نبی کے خیالات میں تبدیلی واقع ہونے سے کوئی خرابی لازم نہیں آتی حضرت مجدد الف ثانی نے دفتر سوم کے مکتوب نمبر ۱۲۲ میں خود تسلیم فرمایا ہے کہ ایک زمانے میں میرا خیال تھا۔ کہ حقیقت محمدی سے اوپر ترقی ہو سکتی ہے لیکن اب میں اس عقیدے سے رجوع کرتا ہوں اور یہ کہتا ہوں کہ ترقی نہیں ہو سکتی۔ اس طرح ابتدائی دور میں انہوں نے وحدت وجود کی تردید کی تھی اور اس عالم کے وجود خارجی کا اثبات کیا تھا۔ مگر آخر عمر میں اس خیال سے رجوع کر لیا اور جیسا کہ مکتوب نمبر ۵۸ و مابعد سے ثابت ہے۔ ان کا عقیدہ یہ ہو گیا تھا کہ عالم کا وجود خارجی نہیں بلکہ وہمی ہے۔ اس مکتوب کے

Marfat.com

مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ آخر عمر میں شیخ مجدد وحدت وجود کے مسئلے میں شیخ اکبر سے متفق ہو گئے تھے۔ اختلاف صرف اس بات میں رہ گیا تھا کہ عالم خارج میں در حقیقت موجود نہیں ہے۔ بلکہ اس کا وجود صرف مرتبہ وہم ہے (جیسے دائرہ آتشیں کا وجود) تو پھر ممکنات کی حقیقت کیا ہے؟

ا۔ ''شیخ اکبر کے نزدیک حقائق ممکنات وہ صور علیہ ہیں جن کو اصطلاح میں اعیان ثابتہ کہتے ہیں۔

۲۔ ''شیخ مجدد کے نزدیک حقائق ممکنات وہ عدمات ہیں جن میں صفات باری منعکس ہو گئی ہیں۔ دوسرے لفظوں میں شیخ اکبر کے نزدیک حقائق ممکنات ' تجلیات ' اسماء و صفات ہیں۔ اور شیخ مجددؒ کے نزدیک حقائق و ممکنات ' عکوس اسماء و صفات ہیں۔ شیخ مجدد نے بعض مقامات میں عکوس کے بجائے ظل کا لفظ استعمال کیا ہے یعنی یہ کہ عالم ظل اسماء و صفات ہے۔ تو ان سے بہت پہلے شیخ اکبر نے بھی اس عالم کو ظل قرار دیا ہے۔

خلاصہ کلام اینکہ بقول امام الہند حضرت شاہ ولی اللہ مجدد دہلوی رحمتہ اللہ علیہ دونوں بزرگوں میں صرف تعبیر کا فرق لا فرق بین العبارتین الا فرقا ضعیفا (یعنی عبارتوں میں بہت تھوڑا سا فرق ہے۔)''

حضرت مجدد الف ثانیؒ لکھتے ہیں کہ:

''اس فقیر کا کشف اور عقیدہ یہ ہے کہ ---------- حق تعالی وراء الوراء ہے وہ ہماری دید و دانش سے جدا ہے۔''

اس طرح حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ 'شیخ اکبر کے خیال سے متفق ہیں

Marfat.com

کہ ''حق تعالیٰ ورالوراء ہے.اور جو کچھ محسوس و مشہود ہوتا ہے وہ تعینات وجود حق ہیں۔بالفاظ دیگر جلوہ تو وہی ہے۔ مگر مقید' متعین و ملتبس ہو کر' شیخ اکبر نے فصوص الحکم میں اس کائنات کو ظل کائنات قرار دیا ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ، بھی شیخ اکبر کی ہموائی میں فرماتے ہیں۔

''چنانچہ اس مرتبہ کا وجود اس مرتبے کے وجود کا ظل ہے۔''

اسی طرح آگے چل کر حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ نے لکھا ہے۔

''مدتوں تک فقیر شیخ اکبر کے کشف کا معتقد رہا اور اس موطن میں احوالِ عجیبہ اور مشاہدہء غریبہ سے فیض یاب ہوا لیکن آخر کار اللہ تعالیٰ کے فضل سے مجھے معلوم ہوا کہ جو کچھ مشہود اور معلوم اور محسوس ہے یہ سب غیر حق ہے اور اس لئے اس کی نفی کرنا لازم ہے۔

یہاں بھی حضرت مجدد الف ثانی اصولاً شیخ اکبر سے متفق ہیں جنہوں نے اس کائنات کو بلحاظ تعینات غیر حق ہی قرار دیا ہے۔ البتہ دونوں میں تعبیر کا فرق ہے۔ کائنات کے موہوم ہونے میں بھی دونوں حضرات متفق ہیں۔اس کے علاوہ حضرت مجدد الف ثانیؒ نے حسب ذیل عبارات میں کائنات کو ظل اسماء وصفات کا دوسرا نام بتایا ہے۔ جب کہ شیخ اکبر فرماتے ہیں کہ کائنات تجلی واسماء وصفات کا دوسرا نام ہے۔

''واضح ہو کہ ہم جو عالم کو موہوم کہتے ہیں تو اس معنی میں نہیں کہتے کہ یہ عالم ہمارے وہم کا تراشیدہ یا بنایا ہوا ہے اور تراشیدہ وہم ہو بھی کیسے سکتا ہے جب کہ وہم خود اسی عالم سے ہے بلکہ اس معنی میں کہ

Marfat.com

اللہ تعالیٰ نے اس عالم کو مرتبہ وہم میں خلق فرمایا ہے اور یہ مرتبہ وہم نمود بے بود سے عبارت ہے یعنی نظر تو آتا ہے مگر در حقیقت موجود نہیں ہے۔ جیسے عکس زید در آئینہ۔ جس طرح کہ دائرہء آتشیں جو نقطہء جوالہ سے ہمارے وہم میں پیدا ہو جاتا ہے یہ دائرہ آتشیں محض ایک نمود بے نمود رکھتا ہے۔

''لیکن جاننا چاہیے کہ صورت اور حقیقت کے مابین یہ امتیاز اگرچہ وہم میں ہے لیکن چونکہ صورت اس مرتبہ وہم میں ایجاد خداوندی کی وجہ سے موجود ہو گئی ہے اور اس صورت نے ثبات و تقرر پیدا کر لیا ہے اس لئے یقیناً واقعی ہو گئی ہے اور بطریق ظلیت خارج میں موجود ہو گئی ہے۔ اس لئے صورت (عالم) کو حقیقت (حق تعالیٰ) کا عین نہیں کہہ سکتے اور جس نے عین کہا اس نے تمیز وہمی سے زیادہ نہیں سمجھا۔

''چونکہ یہ عالم واجب کے اسماء و صفات کے ظلال کا دوسرا نام ہے لہٰذا اس کے صورت بھی اسماء و صفات ہی ہوں گے۔ اور یہ ظلال چونکہ اعراض ہیں۔ اس لئے ان کا قیام انہی اصول پر موقوف ہے۔''

شیخ اکبر کا خیال ہے کہ عالم حقیقت لاشیئی (معدوم) ہے یہ جلوہء ذات ہے۔ جسے عوام عالم سمجھتے ہیں۔ ورنہ در حقیقت غیر حق کچھ موجود نہیں ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ بھی بالکل یہی کہتے ہیں۔

''یہ اللہ تعالیٰ کا کرشمہ ہے کہ اس نے موہوم (معدوم) کو موجود کر دیا ہے۔ اور لاشیئی (عالم) کو شئی بنا کر رکھ دیا ہے۔''

Marfat.com

''انہوں نے (شیخ اکبر نے) ہی وجود کو بالکل حق تعالیٰ کی طرف منسوب کیا ہے اور عالم کو موہوم اور متخیل قرار دیا ہے۔ انہوں نے ہی عالم کو عین حق جانا ہے اور ہمہ اوست کہا ہے لیکن اس کے باوجود حق تعالیٰ کے مرتبہ تنزیہہ کو عالم سے وراء الوراء بھی قرار دیا ہے اور اس کو دید و دانش دونوں سے منزہ اور مُبرا یقین کیا ہے''۔

''میرا عقیدہ ''ہمہ از وست'' ہے لیکن اس کا مطلب وہ نہیں ہے ۔جو علماء ظواہر سمجھتے ہیں۔ کہ کائنات کا صدور خلق سب اس سے ہے۔ بلکہ میرا مطلب اصالت اور ظلیت یعنی ممکنات کا وجود' حق تعالیٰ کے وجود کا پرتو یا ظل ہے۔ اصالت اور ظلیت کے ارتباط ہی کی بدولت صوفیاء کو فنا اور بقاء کا مرتبہ حاصل ہوا ہے۔ چوں کہ علماء ظواہر کو یہ دید میسر نہیں ہو سکی ۔ اس لئے فنا بقا اور ولایت خاصہ کے مرتبے کو نہ پہنچ سکے۔ جب حضرات صوفیاء پر یہ حقیقت منکشف ہوتی ہے۔ کہ وجود اور توابع وجود مثلاً علم وحیات' قدرت اور ارادہ ء انسانی یہ سب وجود واجب کا ظل ہے۔ تو وہ اس (امانت وجود اور توابع وجود کو) اہل امانت حق تعالیٰ کے سپرد کر دیتے ہیں اور اپنے وجود کو معدوم پاتے ہیں اور اپنے آپ کو میت جانتے ہیں وجہ یہ ہے کہ جب وجود اور توابع اپنی اصل کی طرف واپس چلے گئے تو صرف معدوم اور میت باقی رہ گیا اور فنا متحقق ہو گئی۔''

''جس طرح عالم کا وجود ظلی ہے اسی طرح اس میں جو صفات پائی جاتی ہیں مثلاً حیات، علم' ارادہ وغیرہ یہ بھی صفات واجب تعالیٰ کے ظلال ہیں۔''

Marfat.com

''واضح ہو کہ صوفیا جو عالم کو موہوم کہتے ہیں تو ان کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ یہ عالم انسانوں کے وہم کی اختراع ہے۔

۔یہ تو سوفسطائیوں کا مذہب ہے جو عقل وخرد سے عاری ہیں۔بلکہ اس معنی میں کہ حق تعالی نے اسے مرتبہ وہم میں خلق کیا ہے اور اس مرتبے میں اس نے قدرت خداوندی سے ثبوت واستقرار پیدا کر لیا ہے۔''

''سب سے پہلے یہ سمجھنا چاہیے کہ مرتبہ وہم سے میری کیا مراد ہے ؟ واضح ہو کہ رتبہ وہم سے مراد وہ مرتبہ ہے جہاں نمود بے نمود ہوتی ہے جس طرح زید کی صورت 'جو آئینے میں متوہم ایک نمود بے نمود ہے کیونکہ آئینہ میں اصلاً کوئی صورت کا عکس نہیں ہے۔اور نمود وہمی سے زیادہ وہاں کوئی ثبوت نہیں ہے۔''

اسی طرح حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ' نے جلوہ ذات کے سلسلے میں شیخ اکبر کی ہم نوائی کی اور لکھا ہے کہ۔''

''یہ عالم سب کا سب واجب الوجود (اللہ تعالی) کی صفات اور اس کے اسماء کا مظہر ہے۔اور جلوہ گاہ ہے۔''

اسی طرح شیخ اکبر کے اس نظریئے کو کہ لا موجود الا اللہ یعنی خارج میں اللہ تعالی کے سوا اور کوئی شئے موجود نہیں' کی ہموائی اس طرح کرتے ہیں کہ) خارج میں ذات اقدس واجب الوجود اور اسکی صفات ثمانیہ کے سوا اور کچھ موجود نہیں۔خارج میں غیر حق کا وجود نہیں ہے۔''

''کشف صحیح اور مشہود صادق سے واضح ہو گیا ہے کہ حق تعالی نے

Marfat.com

اپنی قدرت کاملہ سے اس عالم کو اسی مرتبہ میں پیدا کیا ہے اور اپنی قدرت کاملہ سے محض نمود کو بود عطا فرمادیا ہے۔ اس مرتبے میں اگرچہ نمود' بے بود ہے لیکن چونکہ خدا نے عالم کو اس مرتبہ میں پیدا کیا ہے۔ اس لیئے نمود بے بود کا مصداق ہو گیا ہے۔ نفس خارج میں ایک ذات احدیت کے علاوہ کوئی شئے موجود نہیں ہے۔''

''اس فقیر کی رائے میں اشیائے کائنات کا جس طرح خارج میں کوئی وجود نہیں ہے اسی طرح نمود بھی خارج میں اپنی بے رنگی ہی پر ہے۔ حق تعالیٰ کے سوا نہ غیر کا وجود ہے نہ غیر کا نمود ہے۔ اگر نمود ہے بھی تو مرتبہ وہم میں ہے اور اگر ثبوت ہے تو وہ بھی صنعت خداوندی سے مرتبہ وہم ہی میں ہے۔ مختصر یہ کہ کائنات کا ثبوت اور اس کی نمود ایک ہی مرتبے میں ہے۔ یہ نہیں ہے کہ نمود ایک جگہ ہو اور ثبوت دوسری جگہ ہو مثلاً وہ دائرہ موہومہ جو نقطہ جوالہ سے پیدا ہوتا ہے۔ جس طرح اس کا ثبوت مرتبہ وہم میں ہے کیونکہ خارج میں اس کا نام ونشان نہیں کہ نمود ہو سکے۔

''فی الجملہ اس تحقیق سے معلوم ہوا کہ غیر از حق تعالیٰ کوئی شئے خارج میں موجود نہیں ہے خواہ اعیان ہو یا آثار اعیان۔ بلکہ ان کا ثبوت بھی محض مرتبہ حس و وہم میں ہے اور اس بات پر کوئی استحالہ لازم نہیں آتا کیونکہ یہ عالم وہ موہوم نہیں ہے جس نے اختراع وہم سے ثبوت پیدا کر لیا ہو۔ اگر وہم کرنے والے کا وہم زائل ہو جائے تو وہ امر موہوم بھی زائل ہو جائے۔ بلکہ ثبوت اس عالم کا بصنع خداوندی و بکرشمہ قدرت ایزدی

Marfat.com

۔کیونکہ زمان و مکان کے لحاظ سے یہ واقعات الجھ کر رہ گئے ہیں۔ ایک صاحب نے لکھا ہے کہ آپ فارس کے رہنے والے تھے۔ جہاں سے نقل مکانی کر کے لاہور آگئے ہیں۔ اور یہیں مستقل سکونت اختیار کرلی۔ سید محمد لطیف نے لکھا ہے کہ وہ لاہور کے باشندے تھے اور فصیل کے اندر محلہ شیخ اسحٰق (یا موجودہ موتی بازار اور چونی منڈی) میں رہتے تھے۔ انہی خیالات کا اظہار نور احمد چشتی نے کیا ہے۔ علامہ عبدالحی کا کہنا ہے کہ آپ لاہور میں پیدا ہوئے اور یہیں پرورش پائی۔ قرآن پاک حفظ کیا۔ اور علمائے وقت سے مروجہ علوم حاصل کیے۔ تقریباً تمام تذکرہ نویسوں نے آپ کا وصال ۱۰۴۰ھ میں بعمر ۵۶ سال بیان کیا ہے۔ اس لئے آپ کی تاریخ پیدائش ۹۸۴ھ متعین ہوئی ہے۔ لیکن یہ بھی ظن و تخمین ہی ہے کیونکہ جس طرح آپ کی تاریخ وصال بیشتر تذکروں میں غلط درج ہو گئی ہے۔ اسی طرح عمر کا اندازہ بھی غلط ہو سکتا ہے مختلف تذکروں میں آپ کا اسم گرامی بعض جگہ شیخ محمد طاہر آیا ہے۔ اور بعض مقام پر طاہر اور بعض نے شاہ طاہر بھی لکھا ہے۔ یہاں ایک لطیفہ درج کیا جاتا ہے۔

"مکاشفات عینیہ (مجددیہ) کراچی سے طبع ہوئی ہے۔ اس میں حضرت مجدد الف ثانی" کا وہ خلافت نامہ بھی شامل ہے۔ جو انہوں نے حضرت شیخ طاہر بندگی کو عطا فرمایا تھا۔ ظاہر ہے یہ کتاب کسی مخطوطہ سے نقل کر کے طبع کرائی گئی ہے۔ اس میں ناقل نسخہ نے الشیخ محمدن الطاہر کے نون قطنی کو "بن" سمجھ کر محمد بن طاہر لکھ دیا۔ جو بعینہ طبع ہو گیا۔ (یا ممکن

Marfat.com

ہے یہ کاتب کی ستم ظریفی ہو) اور ناقل یا کاتب کا تو سہو ہوا۔ لیکن محققین کے لئے تحقیق اور کم علموں کیلئے مزید جہالت کے دروازے کھول گیا۔ بہر حال یہ مسلم ہے کہ آپ کا نام شیخ محمد طاہر تھا کیونکہ خلافت نامہ اور آپ کے مکتوبات میں جو آپ نے اپنے پیرو مرشد کو لکھے۔ یہی نام آیا ہے۔ آپ کو بندگی کا لقب حضرت شاہ کمال کیتھلیؒ نے عطا فرمایا۔ سو اب تک شیخ محمد طاہر بندگیؒ مشہور ہیں۔

حضرت شیخ محمد طاہر بندگیؒ حضرت شاہ سکندر کیتھلیؒ کی خدمت میں حضرت مجدد الف ثانیؒ کی وساطت سے پہنچے۔ تذکروں میں لکھا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت شاہ سکندر کیتھلیؒ سرہند تشریف لائے۔ اور حضرت مجدد الف ثانیؒ سے فرمایا کہ کوئی ایسا شخص جو زیورِ علم سے آراستہ ہو ہمارے پاس بھیج دو تاکہ ہم قصیدہ بردہ کے الفاظ درست کرلیں۔ حضرت مجدد الف ثانی نے حضرت شیخ محمد طاہر بندگیؒ کو جو اپنے وقت کے ممتاز و بے نظیر صاحبِ علم و فضیلت تھے حضرت شاہ سکندر کیتھلیؒ کے ساتھ روانہ فرمادیا دونوں حضرات کیتھل پہنچے۔ کئی روز گزر گئے مگر حضرت شاہ سکندر کیتھلیؒ نے اس بارے میں گفتگو نہ فرمائی حضرت شیخ محمد طاہر بندگیؒ اکتا گئے۔ ایک روز قصیدہء بردہ اپنی قلم سے تحریر کرکے آپ کی خدمت میں پیش کردیا حضرت شاہ سکندر کیتھلی قدس سرہ نے قصیدہء بردہ دست مبارک سے لے کر پہلا شعر ہی قواعد صرف و نحو کے خلاف پڑھا۔ حضرت شیخ محمد طاہر بندگیؒ نے درستی کرنا چاہی۔ لیکن آپ نے جلال میں آکر فرمایا ''اے شیخ

Marfat.com

مرتبہ وہم میں ہے اور اس مرتبے میں ثبات و تقرر و اتقان و استحکام رکھتا ہے ۔ صنع اللہ الذی اتقن کل شیئی ۔ یہ صنعت ہے اللہ کی جس نے ہر شئے کو استحکام بخشا ہے۔''

اس بات میں کوئی شک و شبہ نہیں کہ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ نے تصانیف شیخ اکبر کا مطالعہ کیا تھا۔ چنانچہ حضرت مجدد الف ثانیؒ نے نہ صرف آپ کی تعلیمات سے اثر قبول کیا بلکہ شیخ اکبر کی برکات سے استفادہ بھی کیا۔ چنانچہ لکھتے ہیں کہ ۔

''جو مشائخ شیخ اکبر کی برکات سے پہلے گذرے ہیں۔ انہوں نے اس باب میں اگر کچھ کہا ہے تو رموز و اشارات کے رنگ میں ہے۔ کسی نے تفصیل سے کام نہیں لیا ہے۔ اور جو مشائخ کہ شیخ اکبر کے بعد ہوئے ہیں۔ ان میں سے اکثر نے شیخ موصوف ہی کی تقلید کی ہے۔ انہی کی زبان اور طرز بیان اختیار کیا ہے اور انہی کی وضع کردہ اصطلاحوں میں گفتگو کی ہے پس ہم نے بھی ان بزرگوار کی برکات سے استفادہ کیا اور ان کے علوم و معارف سے اپنا حصہ لیا ہے۔ جزاہ اللہ سبحانہ عنا خیر الجزاء''

اس طرح حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ نے اکثر مقامات پر شیخ اکبر کی تصانیف سے اقتباسات اپنے خیالات و نظریات کی تائید میں پیش کئے ہیں ۔ مثلاً نقطۂ جوالہ کے دائرہ موہومہ کے بارے میں استشہاد کرتے ہوئے لکھا ہے کہ۔

''چنانچہ شیخ اکبر حضرت محی الدین ابن عربی قدس سرہ اس مقام

Marfat.com

کی تشریح فرماتے ہیں۔ اگرچہ چاہو تو کہہ سکتے ہیں یقیناً یہ عالم حق ہے اگر چاہو تو یہ کہہ سکتے ہو کہ یہ عالم خلق (غیر حق) اور اگر چاہو تو ان میں عدم تمیز کی بنا پر حیرانی کا اعتبار کر سکتے ہو۔''

حضرت شیخ اکبرؒ کی توقیر اور ان کی تصانیف سے استشہاد اس بات کا واضح ثبوت ہیں کہ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ نفس مسئلہ وحدت الوجود میں حضرت شیخ اکبرؒ کے ہمنوا ہیں۔ ورنہ ان کے کلام سے استشہاد کر کے اپنے عقیدے کو ثابت کرنے کی ضرورت نہ تھی اور بقول پروفیسر یوسف سلیم چشتی، شیخ مجددؒ اس مسئلے میں شیخ اکبر سے بالکل متفق ہیں۔ فرق صرف تعبیر کا ہے شیخ اکبر فرماتے ہیں کہ کائنات ظل اسماء وصفات ہے۔ وحدت الوجود کے اصول ومبادی میں دونوں متفق اللسان ہیں کہ۔

ا۔ خارج میں صرف حق تعالیٰ موجود ہے۔ یعنی لا موجود الا اللہ

ب۔ وجود صرف ذات حق تعالیٰ میں منحصر ہے۔

ج۔ وجود کلی طبعی نہیں ہے بلکہ جزئی حقیقی ہے۔

د۔ ماسوی اللہ (کائنات) معدوم ہے۔

ر۔ کائنات کی مثال ایسی ہے جیسے دائرہء آتشیں جو شعلہء جوالہ سے رونما ہو جاتا ہے۔ بقول حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ ''نمود بے نمود''

ز۔ کائنات مرتبہ وہم مجہول ومخلوق ہے۔

س۔ حق تعالیٰ کا وجود حقیقی ہے، خارجی ہے' اصلی ہے کائنات کا وجود

Marfat.com

ش۔ حق تعالیٰ واجب الادا ہے۔ کائنات ممکن الوجود ہے' واجب کی حقیقت' وجود ہے۔ ممکن کی حقیقت عدم ہے۔

ص۔ ممکن کیلئے وجود ثابت کرنا یا اسے موجود تسلیم کرنا دراصل ممکن کو واجب کا ہم پلہ بنا دیتا ہے۔ یعنی "یہ شرک فی الوجود" ہے۔

یہ وحدۃ الوجود کے اصول و مبادی ہیں اور حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ' ان سب سے مکمل متفق ہیں۔۔۔۔۔۔ تیسرے دفتر کے اکثر مکتوبات میں حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ نے یہ لکھا ہے کہ کائنات کا وجود محض وہمی ہے۔ اس حقیقت سے انہوں نے بارہا اپنے فرزندوں اور خلفاء کو آگاہ فرمایا ہے۔ یہی وحدت الوجود کی بنیاد ہے۔ ساری عمارت اسی بنیاد پر قائم ہے کہ :

(۱) کائنات کا وجود وہمی ہے۔

(۲) حق تعالیٰ کا وجود حقیقی ہے۔۔۔۔۔

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ نے "ہمہ اوست" تو نہیں کہا۔ مگر یہ کہہ کر کہ "کائنات کا وجود وہمی ہے" درپردہ ہمہ اوست کا اعتراف کر لیا ہے اور مکتوب نمبر ۵۸ (دفتر سوم) میں وجود وہمی کو دائرہ آتشیں سے تشبیہ دے کر شیخ اکبر کے مسلک سے متفق ہونے کا اعلان کر دیا۔

۲۔ حضرت شیخ محمد طاہر بندگی لاہوری رحمتہ اللہ علیہ

حضرت شاہ سکندر کیتھلیؒ کے ایک اور جلیل القدر خلیفہ حضرت شیخ محمد طاہر بندگی لاہوری ہیں۔ آپ سلسلہ قادریہ کے مقتدر اور بلند پایہ مشائخ میں سے تھے۔ آپ نے پہلے حضرت شاہ سکندر کیتھلیؒ کے دست حق پرست پر بیعت کی۔ اور جب آپ نے تمام منازل سلوک باحسن و خوبی طے

Marfat.com

کر لیں تو مرشد ارشد نے آپ کو طغرائے قطبیت عطا فرمایا اور لاہور کی ولایت ودیعت فرمائی۔ حضرت شاہ سکندر قادری کیتھلیؒ کے وصال کے بعد حضرت مجدد الف ثانیؒ کے حضور حاضر ہو کر طریقہ نقشبندیہ اور قادریہ اور چشتیہ کی اجازت و تلقین حاصل کی۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ آپ حضرت شاہ سکندر کیتھلی قدس سرہ کی توجہات قادریہ کا مرکز بن گئے تھے اور آپ کی عظمت کی شہرت نسبت قادریہ کی وجہ سے وجود میں آئی۔ کیونکہ اسی میں آپ کی غالب توجہ مرتکز تھی۔ مفتی غلام سرور نے بھی آپ کو "عظمای مشائخ قادریہ واکمل مریدان حضرت شاہ سکندر کیتھلی" میں شمار کیا ہے۔ اور خزنتیہ الاصفیاء میں روضتہ السلام کے حوالے سے لکھا ہے کہ دیگر سلاسل کی نسبت آپ پر سلسلہ عالیہ قادریہ کی نسبت اس قدر غالب تھی کہ اپنے معاصر قادریہ مشائخ میں سر فراز اور ممتاز تھے۔ اور بزرگان زمانہ آپ کی غاشیہ بندگی کو اپنی گردنوں پر رکھنا فخر تصور کرتے تھے۔ بعض تذکرہ نویسوں نے لکھا ہے کہ حضرت شاہ سکندر کیتھلی قدس اللہ اسرار ہم کے وصال کے بعد آپ حضرت شیخ عبدالاحد کابلیؒ کی صحبت میں رہے اور پھر حضرت مجدد الف ثانیؒ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ ان حضرات کا یہ بیان تاریخی حقائق کے خلاف ہے۔

حضرت شیخ محمد طاہر بندگیؒ کے خاندان 'وطن مالوف' جائے پیدائش اور سال پیدائش کے بارے میں تذکرے خاموش ہیں اور اگر ایک دو تذکروں نے اس ضمن میں لکھا ہے تو انہیں قابل اعتبار نہیں کہا جا سکتا

Marfat.com

محمد طاہر یہ شعر اسی طرح درست ہے جس طرح میں نے پڑھا ہے'' اس جلالت مزاج کا حضرت شیخ محمد طاہر بندگیؒ پر یہ اثر ہوا کہ وہ تین دن بے ہوش پڑے رہے اور جب آپ نے اپنا دستِ مبارک حضرت شیخ محمد طاہر بندگیؒ کے چہرے پر پھیرا تو انہیں ہوش آیا۔ ہوش میں آنے کے بعد حضرت شیخ محمد طاہر بندگیؒ پریشان سے ہو گئے اور بغیر اجازت سرہند کی راہ لی۔تین دن تک چلتے رہے لیکن اپنے آپ کو کیتھل کی حدود میں ہی پایا۔ چوتھے روز حضرت شاہ سکندر کیتھلی قدس سرہ نے آپ کو بطور الہام فرمایا۔ ''اے طاہر بددلی مکن قسمت تو وابستہ بہ فتراک ما است و عنقریب خدائے تعالیٰ دربارۂ تو عنایت سازد'' اس پر حضرت شیخ محمد طاہر بندگیؒ واپس آئے اور حاضر خدمت ہوئے۔ حضرت شاہ سکندر کیتھلی قدس سرہ نے آپ کو سلسلہ عالیہ قادریہ میں داخل فرما کر لاہور کی قطبیت کے فرمان سے نوازا اور حضرت مجدد الف ثانی کو ہدایت فرمائی کہ شیخ محمد طاہر بندگی کے حق میں خاص توجہ رکھیں۔

حضرت شیخ محمد طاہر بندگیؒ کے قلب وروح پر حضرت شاہ سکندر کیتھلی قدس سرہ کی توجہات قادریہ کا اتنا اثر غالب ہو چکا تھا کہ ایک دفعہ حضرت شاہ سکندر کیتھلی قدس سرہ لاہور تشریف لائے۔ اور حضرت شیخ محمد طاہر بندگیؒ کے مکان پر پہنچے۔ اس وقت حضرت شیخ محمد طاہر بندگیؒ بالائی منزل پر تھے۔ آپ نے حضرت شاہ سکندر کیتھلی قدس سرہ کو دیکھتے ہی بے اختیار بالائی منزل سے چھلانگ لگا کر قدم بوسی کرنے کا ارادہ کیا حضرت

Marfat.com

شاہ سکندر کیتھلی قدس سرہ کو آپ کی قلبی حالت معلوم ہوگئی۔ اس لئے فوراً فرمایا۔

''محمد طاہر۔ حوصلہ سے کام لو اور سیڑھی کے ذریعے نیچے آؤ''

آپ کے حالات باطنی بہت بلند تھے اور آپ علوم ظاہری میں یکتائے روزگار تھے۔ زبردست عالم تھے۔ صاحب احوال عالیہ و مناقب فاخرہ تھے۔ حاوی علوم و حافظ قرآن تھے۔ علوم وانواع فنون مثلاً معقول و منقول اور فروغ واصول کی تحصیل کے بعد سلوک کی منزل کی طرف گامزن ہوئے اور حضرت شاہ سکندر کیتھلی قدس سرہ کی خدمت میں پہنچے۔ راہ سلوک کی منزلیں طے کر کے یہاں تک کمال حاصل کیا کہ ولی کامل ہو گئے۔ حضرت شاہ سکندر کیتھلی قدس سرہ نے خوش ہو کر قطبیت لاہور کی پیش گاہ آپ کو عطا فرمائی۔ جب آپ کو لاہور جانے کا حکم ملا۔ تو جدائی کے خیال سے آپ بہت پریشان ہو گئے۔ اس پر حضرت شاہ سکندر کیتھلی قدس سرہ نے فرمایا''طاہر قرب روحانی کی راہ میں بُعد مکانی حائل نہیں''۔ آپ کی حضرت شاہ سکندر کیتھلی قدس اللہ سرہ سے عقیدت کا یہ حال تھا کہ آپ عام طور پر ان کی خانقاہ میں حاضر رہ کر چلہ کشی فرمایا کرتے تھے اور مرشد کے دربار کی حاضری کو مقدم سمجھتے تھے۔ مرشد کی خانقاہ میں ہزار عقیدت سے جاروب کشی کرتے اور پھر اپنے مرشد سے آپ کی عقیدت اور محبت اس قدر بڑھی کہ مرشد کو ایک پل کیلئے بھی آپ کی جدائی گوارا نہ تھی۔ لاہور تشریف لے جانے کے بعد آپ کا معمول تھا کہ ہر سال

Marfat.com

اپنے درویشوں کی ہمراہی میں پیادہ پا حضرت شاہ سکندر کیتھلیؒ قدس سرہ کی خدمت میں کیتھل شریف حاضر ہوئے حضرت شاہ سکندر کیتھلی قدس سرہ نے آپ سے فرمایا تھا کہ شیخ سرہندی کے توسل سے تمہاری رسائی میری خانقاہ تک ہوئی ہے اس لئے ان کے آداب کا لحاظ رکھیں اور ان کی صحبت میں رہا کریں۔ آپ نے اس قدر ریاضت و مجاہدہ کیا تھا کہ خشک ہو کر پوست اور استخوان رہ گئے تھے۔ آپ زمرہء مشائخینِ لاہور میں صاحبِ ریاضاتِ شاقہ' مجاہدات شدیدہ اور صاحب کشف و کرامات والہامات وجذبہ قویہ تھے۔ لاہور کے علماء و صلحاء اور عوام میں آپ کو قبولیت تامہ حاصل تھی۔

لاہور تشریف لانے کے بعد آپ محلّہ شیخ اسحاق (موجودہ چونی منڈی) اور موتی بازار میں سکونت پذیر ہوئے۔ یہاں ہزاروں لوگ آپ کے مرید ہوئے اور آپ کے علم و فن اور روحانی بلندی کا چرچا عام ہو گیا۔ اس زمانہ میں خطہ میانی کے رئیس حافظ جان محمد تھے۔ حافظ صاحب آپ کو میانی صاحب میں لے آئے۔ یہاں بھی وہی رونق اور وہی علمی و دینی شغل رہا۔ آپ کسی معاوضہ کے بغیر وعظ و تدریس کا کام کرتے تھے اور کسی سے ایک حبہ نہ لیتے تھے۔ فتوح و نیاز بکثرت آتے تھے۔ لیکن آپ کا دستور تھا کہ نقد و جنس کسی شخص سے بطور نذرانہ قبول نہ کرتے۔ آپ لاہور میں افادۂ طلباء میں مشغول ہوئے۔ مگر آپ پر خلوت و تنہائی کا غلبہ رہتا تھا۔ اس لئے حجرہ خلوت میں کسی حال میں آنے کی اجازت نہیں دیتے تھے۔ اکثر اکابر علماء آپ کی ملاقات کیلئے حاضر ہوئے۔ مگر آپ نے ان کو آنے کی اجازت

Marfat.com

نہ دی۔ خلوت گزینی کی وجہ یہ تھی کہ آپ کے مرشد حضرت شاہ سکندر کیتھلی قدس سرہ نے آپ کو یہ ہدایت فرمائی تھی کہ بادشاہوں کے دربار سے ہمیشہ پرہیز کیا جائے۔ چنانچہ اس ہدایت کی تعمیل میں آپ نے ہمیشہ بادشاہوں کے دربار سے پرہیز کیا اور سنت رسول اللہ ﷺ کی پیروی آپ کا واحد نصب العین رہا۔ ایک مرتبہ حاکم لاہور نے بہت کوشش کی کہ آپ اس کے دربار میں تشریف لے جائیں لیکن آپ نے انکار کر دیا اور تشریف نہ لے گئے۔ کتب احادیث و تفسیر اپنے ہاتھ سے لکھتے اور حواشی سے مزین کر کے فروخت کرتے اور جو آمدنی اس محنت شاقہ سے حاصل ہوتی۔ اس سے اپنی روزی چلاتے۔ رات بھر خدام کی تلقین اور عبادت الٰہی میں گزارتے۔ چنانچہ آپ کی توجہ سے ہزاروں افراد مقاماتِ بلند تک پہنچے۔ آپ بہت زیادہ متواضع اور منکسر المزاج تھے اور خاکساری اور بے مقداری کے مزاج کے اعتبار سے سالکوں میں آپ کے برابر کوئی نظر نہیں آتا۔ اکثر اوقات درویشوں سے عرض کرتے کہ "جاروب کش کو منع کر دو اور بیت الخلاؤں کی صفائی و پاکیزگی میرے لئے چھوڑ دو۔"

"زبدۃ المقامات" آپ کی زندگی میں لکھی گئی۔ "زبدۃ المقامات" کے مصنف نے لکھا ہے کہ "لاہور کے شہر میں شیخ آج تک طلباء کو علوم دینی و دنیوی سکھانے میں مصروف اور سالکین کو راہ یقین پر چلانے میں مشغول ہیں اور شریعت کی پابندی، ترک تعلقات دنیوی، منکسر المزاجی، فقر و غنا قناعت اور مسکنت میں وحید العصر ہیں۔ اہل دنیا میں سے کسی سے

Marfat.com

بھی راہ و رسم پیدا نہیں کی۔ نذر و نیاز اور فتوح قبول نہیں فرماتے اور کسبِ حلال سے رزق حاصل فرماتے ہیں۔ انہوں نے ہر چیز سے قطع تعلق کر لیا ہے اور گوشہ نشین ہو گئے ہیں۔

حضرت مجدد الف ثانی نے بھی آپ کو ''العالم' العامل' الفاضل' الکامل الشیخ محمد طاہر'' کے الفاظ سے یاد فرمایا ہے۔ آپ کے اخلاق بہت پسندیدہ تھے۔ بے تعینی اور مسکنت اور فنا و نیستی آپ پر غالب رہتے تھے۔ آپ کی گفتگو اکثر خوش مزاجی کی ہوتی تھی۔ آپ کے علم و فضل کے پیش نظر ہی حضرت مجدد الف ثانیؒ نے آپ کو اپنے صاحبزادوں حضرت خواجہ محمد سعید اور حضرت خواجہ محمد معصوم رحمہم اللہ تعالیٰ کی تعلیم کیلئے مقرر فرمایا تھا۔ آپ ان صاحبزادوں کی تعلیم و تدریس میں نہایت کوشش وسعی بلیغ فرماتے تھے۔ چنانچہ صاحبزادے فرمایا کرتے کہ۔

''حضرت شیخ کے حقوق ہمارے اوپر اس قدر ہیں کہ ہم کسی طرح بھی ان کے شکریے سے عہدہ بر آ نہیں ہو سکتے۔ اللہ ان کو جزائے خیر دے''۔

ایک روز حضرت مجدد الف ثانیؒ نے فرمایا کہ ''میں چاہتا ہوں کہ محمد یحییٰ کو شیخ طاہر کے سپرد کر دوں۔ تاکہ وہ بھی اپنے بھائیوں کی طرح ان کے یمن و برکات سے عالم با عمل ہو جائے۔ لیکن اب شیخ طاہر کا وہ دماغ کہاں رہا۔'' یعنی اب علوم ظاہری کی جگہ درویشی نے لے لی ہے۔

ابھی آپ حضرت مجدد الف ثانی کے صاحبزادوں کے استاد تھے کہ بہ حکمت حضرت حق سبحانہ تعالیٰ بلیہ عظیم رونما ہوا۔ مجملاً اس کا بیان

Marfat.com

اس طرح ہے کہ ایک روز حضرت مجدد الف ثانی حلقۂ ذکر سے اٹھ کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ میں نے اس حلقہ میں دیکھا کہ ایک دوست کی پیشانی پر لفظ ''شقی'' لکھا ہوا ہے۔ یہ سنتے ہی تمام دوستوں پر ہیبت عظیم طاری ہو گئی اور ہر شخص لرزنے لگا۔ لیکن یہ دوست شیخ محمد طاہر تھے۔ چنانچہ اس کے بعد آپ سے عجیب عجیب لغزشیں ظہور میں آئیں۔ بعد ازاں حضرت مجدد الف ثانی نے آپ کے حق میں دعا فرمائی اور حق سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے حضرت مجدد الف ثانی ؒ کی دعا قبول فرمائی۔ چنانچہ حضرت مجدد الف ثانیؒ نے لکھا ہے کہ۔

''وهو علی هذه الاحوال ظهر لی انه یبتلی بابتلاء عظیم حتی یخرج من الصراط المستقیم الی سبل متفرقه ویمیل من مذهب اهل الحق الی مذهب باطله''

اور حضرت مجدد الف ثانیؒ نے اپنے ایک مکتوب میں بھی اس واقعہ کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ لکھتے ہیں کہ ''ایک دن ایک بلیہ کے دفع کرنے کے درپے ہوا۔ جو کسی دوست کے حق میں مقرر ہو چکی تھی۔ اس وقت بڑی التجاء' عاجزی اور نیاز و خشوع کی۔ معلوم ہوا کہ لوح محفوظ میں اس امر کی قضا کسی امر سے متعلق اور کسی شرط پر مشروط نہیں ہے۔ اس بات سے بڑی مایوسی اور ناامیدی ہوئی اور سید محی الدین عبد القادر جیلانی قدس سرہ کی بات یاد آئی (یعنی قضائے مبرم میں کسی شخص کو تصرف حاصل نہیں مگر مجھے) چنانچہ دوبارہ پھر ملتجی و متصرف ہوا۔ اور بڑے عجز و نیاز سے متوجہ

Marfat.com

ہوا۔ تب محض فضل و کرم سے اس فقیر پر ظاہر کیا گیا کہ قضائے معلق دو طرح پر ہے ایک وہ کہ جس کا معلق ہونا لوح محفوظ پر ظاہر ہوا ہے اور فرشتوں کو اس پر اطلاع دے دی ہے اور دوسری وہ قضاء کہ جس کا معلق ہونا صرف خدائے تعالیٰ ہی کے پاس ہے اور لوح محفوظ میں قضائے مبرم کی صورت رکھتی ہے نہ کہ اس قضاء میں جو حقیقت میں مبرم ہے۔ کیونکہ اس میں تصرف و تبدیلی عقلی و شرعی طور پر محال ہے۔ جیسا کہ یہ بات پوشیدہ نہیں ہے اور حق یہ ہے کہ جب کسی کو اس قضا کی حقیقت پر اطلاع نہیں ہے تو پھر اس میں تصرف کیسے کر سکتے اور اس آفت و مصیبت کو جو اس دوست پر پڑی تھی، دوسری قسم میں پایا اور معلوم ہوا کہ حق تعالیٰ نے اس بلیہ کو دفع فرما دیا ہے۔"

یہ ابتلاء کیا تھی؟ اللہ اور رسول اللہ ﷺ بہتر جانتے ہیں لیکن اس سلسلے میں جو گل افشانیاں بعض تذکرہ نویسوں نے کی ہیں۔ اور اس واقعہ کی جیسی تعبیر کی ہے اس تفصیل کو پڑھ کر افسوس ہوتا ہے۔ ان تذکرہ نویسوں نے بڑے مزے لے لے کر سرہند کی ایک "کھترانی ماہ پیشانی" کے ساتھ آپ کے عشق کی داستانیں منسوب کر دی ہیں اور یہاں تک لکھا ہے کہ آپ نے اسلام ترک کر کے زنار پہننا شروع کر دی تھی اور پھر حضرت مجدد الف ثانیؒ کی دعا سے عشق مجازی کو خیرباد کہہ کر دوبارہ مسلمان ہوئے ہمیں اس حکایت کو تسلیم کرنے میں تامل ہی نہیں انکار ہے۔ ایک عام مسلمان سے بھی ایسی بلندی ایسی پستی کی توقع نہیں کی جا سکتی کجا ایک عالم

Marfat.com

فاضل اور پابند شرع بزرگ جس کی تمام تر توجہ اللہ جل شانہ ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف مرکوز ہے اور جس نے اس دنیا سے ہر قسم کا ناتا توڑ لیا ہے نہیں کیا جا سکتا کہ ایسا شخص یک ورم عشق مجازی میں مبتلا ہو جائے ۔ گا دوسرے ، ابتلا کے اس واقعہ کا سب سے پہلے ذکر زبدۃ المقامات میں آیا ہے جسے حضرت مجدد الف ثانی کی قدیم ترین سوانح عمری ہونے کا شرف حاصل ہے۔ پھر حضرت مجدد الف ثانیؒ کا ایک مکتوب بھی اس واقعہ کی طرف اشارہ کرتا ہے اگر کوئی واقعہ عشق مجازی کا ہوتا تو اس کتاب مذکور یا مکتوب مذکور میں اس کا ذکر صریحاً کیا جاتا۔ اگر کتاب مذکور میں یہ لکھا جا سکتا ہے۔ کہ حضرت مجدد الف ثانیؒ نے ایک دفعہ اپنی مجلس سے حضرت شیخ محمد طاہر بندگیؒ لاہوری اور حضرت نور محمد پٹنی کو اس بناء پر نکال دیا تھا کہ ان کے دلوں میں حضرت مجدد الف ثانی کی علمیت کے بارے میں شکوک وشبہات پیدا ہو گئے تھے ۔ تو کوئی وجہ نہیں تھی کہ اس کا مؤلف عشق مجازی کے اس واقعہ کو بھی بیان نہ کرتا۔ تیسرے ، یہ واقعہ اس لئے بھی ناقابل قبول ہے کہ حضرت شیخ محمد طاہر بندگیؒ کے اس فعل سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ جن بزرگوں نے آپ کی رُوحانی تربیت کی ان کی تعلیم میں کوئی ایسی بنیادی خامی رہی ہو گی جو ان کے مریدوں اور خلفاء میں اس قسم کے لئے راہ روی کے رجحان پیدا کر دے اور یہ بات ثابت ہے کہ وہ بزرگ کسی بھی ایسی خامی سے قطعاً مبرا ہیں۔ چوتھے، جن لوگوں کی تربیت ہی ایک خاص مقصد یعنی اشاعت اسلام، یعنی تبلیغ دین اور استیلائے باطل کے لئے ہو رہی ہو تو ان سے اس قسم کے فعل کی توقع عبث ہے۔ پانچویں، آپ شیخ طاہر بندگیؒ کے زہد وعبادت اور

Marfat.com

تقویٰ و پرہیز گاری کی وجہ سے تو شیطان بھی بھاگتا ہے۔ چنانچہ اس نے حضرت مجدد الف ثانیؒ کے سامنے اقرار کیا کہ "حضرت شیخ محمد طاہر لاہوری پر میرا اختیار نہیں چلتا"۔ ایسے عالم میں آپ کس طرح عشق مجازی کا ارتکاب کر سکتے ہیں۔ چھٹے "زبدۃ المقامات" سے "درالمعارف" تک سب کتابوں میں اس "واقعہ ابتلائے عظیم" کا تذکرہ موجود ہے۔ لیکن کسی بھی کتاب میں حضرت شیخ محمد طاہر بندگی کے بارے میں یہ نہیں لکھا کہ حضرت مجدد الف ثانیؒ نے کہا تھا کہ میں نے اپنے ایک دوست کی پیشانی پر لفظ "ھو الکافر" لکھا ہوا دیکھا ہے۔ بلکہ ان کتابوں میں لفظ "شقی" استعمال ہوا ہے اور کافر اور شقی کے الفاظ کا فرق معلوم۔ مزید ان کتابوں میں "کسی کھترانی ماہ پیشانی" کا تذکرہ قطعاً نہیں۔ تحقیقات چشتی اور خزینۃ الاصفیاء میں پہلی مرتبہ اس داستان کو طراز عنوان بنایا گیا ہے۔ یہ کتابیں مذکورہ بالا کتابوں سے بہت دیر بعد لکھی گئیں۔ اگر ان تک پہنچتے پہنچتے لفظ شقی کی شکل "ھو الکافر" میں تبدیل ہو گئی ہو تو کوئی تعجب نہیں!

حضرت شیخ محمد طاہر لاہوری کے زہد و تقویٰ اور خشیت الٰہی کا یہ عالم تھا کہ ایک روز حضرت مجدد الف ثانیؒ نے آپ کو امامت کیلئے فرمایا تو آپ کا رنگ اڑ گیا جسم کانپنے لگا اور اگرچہ حافظ قرآن اور بڑے عالم تھے۔ لیکن خشیت الٰہی کے سبب الفاظ بار بار آپ کے حلق میں اٹکتے تھے۔ ایک مرتبہ حضرت مجدد الف ثانیؒ لاہور تشریف لائے تو آپ کے حجرے کے قریب سے سوار ہو کر گزرے۔ آپ کو پتہ چلا تو آپ حجرے سے باہر تشریف

Marfat.com

لائے کہ سعادت دیدار سے مشرف ہوں۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ نے مسکرا کر آپ کے حجرے کی طرف اشارہ کیا اور یہ مصرع پڑھا۔

آنجا مگر نسیم رسد یا صبا وزد

اور آپ کو رخصت فرما دیا۔ اور آپ کے چلے جانے کے بعد کافی دیر تک آپ کی تعریف میں رطب اللسان رہے۔

ایک روز غلبہ حال میں حضرت شیخ محمد طاہر بندگیؒ لاہوری کی زبان سے نکل گیا کہ اگر خود حضرت بھی چاہیں تو میری نسبت سلب نہیں کر سکتے۔ کیونکہ میں فانی ہو چکا ہوں اور اتفاق صوفیاء ہے کہ ''الفانی لا یرد'' (فانی کو لوٹایا نہیں جاتا) کسی شخص نے یہ بات حضرت مجدد الف ثانی کی خدمت میں عرض کی۔ انہیں جلال آگیا اور آپ کے احوال سلب کر لئے۔ آپ بصد اضطراب ماہی بے آب کی طرح تڑپنے لگے اور بہت سے بزرگوں کو وسیلہ کر کے عفو تقصیر کے خواہاں ہوئے۔ چنانچہ آپ کو معاف کر دیا گیا۔

آپ کو رسالت مآب ﷺ نے خلعت خاص عنایت فرمایا تھا۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ کے نام مکتوب میں اس امر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ۔

''نیز در حلقہ ذکر و نماز تراویح حضرت رسالت چندیں ہزار صحابہ و مشائخ علیہ و علیہم السلام والتحیہ آمدہ، مدتی می نشستند و نواز شہامی نمودند۔ در عشرہ اعتکاف خلعت خاص عنایت فرمودند''

آپ پر ایک مرتبہ جناب رسول اللہ ﷺ کی محبت کا غلبہ ہوا اور کمال بے قراری ہوئی۔ آپ نے درگاہ حق سبحانہ میں گریہ و زاری کی۔

Marfat.com

اتفاقاً اسی وقت اپنے آپ کو جناب رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں پایا اور ارشاد ہوا کہ اپنی رسالت سے تم کو میں نے سرفراز کیا۔ اپنے پیرومرشد کو ایک مکتوب میں لکھتے ہیں کہ۔

''بعض دفعہ ایسی چیزیں رونما ہوتی ہیں۔ جن کے اظہار سے شرم آتی ہے مجھے غلبہ احوال کے دوران میں بتایا جاتا ہے۔ کہ جس نے تجھے دیکھا اسے آتش دوزخ سے آزاد کر دیا گیا، ایک اور دفعہ مجھے بتایا گیا کہ جس نے تجھ سے بیعت کی اسے بخش دیا گیا۔''

آپ صاحب کشف و کرامات تھے۔ آپ کے کشف و کرامات کا چرچا دور دور پھیل گیا تھا۔ ہزاروں پیاسے دل آپ کے جام سے سیراب ہوئے اور ہزاروں گمراہ آپ کی ہدایت سے راہ راست پر آئے اور اس طرح بے شمار مخلوق کو ہدایت و کرامت سے منور فرمایا۔ آپ نے ایک بار فرمایا کہ میں نے خدا سے اجازت لے لی ہے کہ جو شخص بھی میرے مزار کے ارد گرد دفن ہونے کی سعادت حاصل کرے گا، اس کے تمام گناہ بخش دیئے جائیں گے اور جنت میں داخل ہو گا۔ وہ چبوترۂ مزار جس پر آپ کی قبر ہے گرمی میں کبھی گرم نہیں ہوتا۔ خواہ کیسی ہی دھوپ کیوں نہ پڑے، یہ چبوترہ سرد ہی رہتا ہے۔

ایک بار آپ نماز پڑھنے کیلئے مسجد میں داخل ہوئے تو ایک شخص کو سوتے ہوئے پایا۔ آپ نے اسے جگایا اور فرمایا فقیروں کو کسی سے لڑنا نہیں چاہیے۔ فقیر شرمندہ ہوا اور اقرار کیا کہ وہ خواب میں کسی سے لڑ رہا تھا۔

Marfat.com

ایک مرتبہ آپ حضرت شاہ سکندر قدس سرہ کے عرس کے سلسلے میں کیتھل شریف میں حاضر ہوئے۔ آپ کے پیر بھائی اور دوسرے مشائخ بھی جمع تھے۔ کہ کلمۂ طیبہ کا ذکر آیا۔ آپ نے جذبہ میں آکر فرمایا کہ جس نے اس کلمہ کو دل و جان سے پڑھا وہ اگر لفظ ''لا'' کسی ذی روح کے کان میں کہے وہ مر جائے اور الا اللہ کہے تو پھر زندہ ہو جائے۔ یہ کہہ کر کھڑے ہو گئے۔ نزدیک ہی ایک گائے بندھی ہوئی تھی اس کے کان میں جا کر ''لا'' کہا تو وہ اسی وقت مر گئی الا اللہ کہا تو زندہ ہو گئی اور چرنے لگی۔

ایک درویش آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس کے ہاتھ میں ایک کتاب بھی تھی۔ آپ نے پوچھا یہ کونسی کتاب ہے۔ اس نے کہا یہ میرے پیر کا دیوان ہے۔ میں اسے ہمیشہ پڑھا کرتا ہوں۔ وہ درویش کچھ مدت آپ کی خدمت میں رہا۔ ایک روز اس نے عرض کی کہ ''اے شیخ مجھے کچھ عنایت کرو' آپ نے فرمایا'' مانگ کیا مانگتا ہے'' اس نے کہا میرے پیر کو سولی چڑھایا گیا تھا آپ دعا کیجئے کہ مجھے بھی سولی چڑھایا جائے تاکہ پیر کامل کی متابعت مجھے نصیب ہو۔'' آپ نے فرمایا۔ ''اے عزیز تو نے کیا مانگا اس نے عرض کیا کہ ''آپ توجہ فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ایسا ہی کرے'' تب آپ نے فرمایا کہ ''اچھا اللہ تعالیٰ تیری خواہش پوری فرمائیں گے'' اس کے بعد وہ درویش دکن کی طرف روانہ ہو گیا۔ آپ کئی مرتبہ اس درویش کو یاد فرماتے اور کہتے کہ ''وہ مسافر اہل معنی میں سے ہے'' کچھ عرصے کے بعد آپ دکن کی طرف گئے تو جس جگہ آپ تشریف لے جاتے، وہاں کے

Marfat.com

لوگوں سے دریافت فرماتے کہ آیا اس وضع و شکل کا کوئی درویش ادھر آیا ہے۔ لیکن کوئی پتہ نہ لگ سکا۔ آخر کار ایک جگہ پہنچے۔ وہاں سے معلوم ہوا کہ اس شکل کا ایک درویش آیا تھا۔ ڈاکوؤں نے ایک گاؤں کو لوٹا بعد میں وہ سب گرفتار ہو گئے انہی ڈاکوؤں میں وہ بھی شامل تھا۔ حاکم نے حکم دیا ان سب کو سولی دے دو۔ وہ درویش اٹھا۔ سولی کی طرف دوڑا اور کہا کہ پہلے مجھے سولی دو۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا وہ بڑی خوشی سے سولی چڑھا۔ اس کے بعد ڈاکوؤں نے کہا یہ ہم میں شامل نہیں تھا۔ یہ تو کوئی درویش مسجد میں بیٹھا ہوا عبادت کر رہا تھا۔ جب ہم پکڑے جانے کے خوف سے مسجد میں آکر چھپے تو پیچھے سے لوگوں نے آکر اس کو بھی پکڑ لیا۔ یہ حال سن کر حاکم نے بہت افسوس کیا اور انہیں سولی سے اتار کر بڑی عزت و تکریم سے دفن کیا۔

آپ کی تاریخ وصال میں اختلاف ہے۔ بعض تذکرہ نویسوں نے ۵ محرم الحرام ۱۰۴۰ھ ۔ لکھی ہے۔ بعض نے ۸ محرم الحرام ۱۰۴۰ھ ۔ بعض نے ۲۰ محرم الحرام ۱۰۴۰ھ ۔ بعض نے ۸ محرم الحرام ھ اور بعض نے ۸ محرم الحرام ۲۴۰ھ۔ آپ کے مزار مبارک پر جو کتبہ موجود ہے۔ اس پر بھی ۸ محرم الحرام ۱۰۴۰ھ۔ بروز پنج شنبہ کندہ ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ آپ کا وصال چھپن سال کی عمر میں پنج شنبہ کے دن ۲۰ محرم الحرام ۱۰۴۰ھ جمعرات ۲۹ اگست ۱۶۳۰ء کو بوقت چاشت ہوا۔ اس سلسلے میں ہم اسی کتاب کے گذشتہ ایک باب میں قدرے تفصیل سے بحث کر آئے ہیں۔ چنانچہ یہاں مزید بحث میں جانے کی ضرورت نہیں۔ مفتی غلام سرور

Marfat.com

نے ''غم ''اور ''ھادیٔ عظیم'' مادہ ہائے تاریخ کہے ہیں اور'' روشن آفتاب'' سے بھی سال وصال برآمد ہوتا ہے۔

آپ اپنے مدرسے کے ایک گوشے میں دفن ہوئے۔ یہ مدرسہ آپ نے خلق خدا کی رہنمائی اور تعلیم کیلئے قائم کیا تھا۔ تاحیات اسی مدرسے میں درس دیتے رہے۔ آپ کے وصال کے بعد آپ کے خلیفہ مولانا ابو محمد قادری نے اس مسند علم کو رونق بخشی۔ آہستہ آہستہ اس مدرسے کے آس پاس ایک محلّہ آباد ہو گیا۔ جو محلّہ ''میانی'' کے نام سے پکارا جاتا ہے پنجاب میں لفظ ''میاں'' پڑھے لکھے اور عالم فاضل آدمی کے لئے مخصوص ہے اور چونکہ اس محلے میں لاہور کے بڑے بڑے فاضل اور عالم لوگ رہتے تھے۔اس لئے یہ محلّہ ''میانی صاحب'' کے نام سے پکارا جانے لگا۔اس مدرسے کے ساتھ ایک زبردست کتب خانہ بھی تھا۔ جو سلطنت مغلیہ کے زوال تک قائم رہا۔ سکھوں نے اس محلّہ کو لوٹتے وقت اس بیش بہا کتب خانے کو بھی آگ لگادی۔اس طرح ہزارہا نادرونایاب کتابیں جل کر راکھ ہو گئیں۔ سکھوں کے ایام حکومت میں یہ محلّہ اور مدرسہ اجڑ گیا اور آبادی معدوم ہوگئی ۔ اس مدرسے کی عمارت ۱۸۸۴ھ تک کسی قدر موجود تھی۔ محلّہ کی ویرانی کے بعد لوگوں نے اس کو قبرستان بنالیا جو آج تک بطور قبرستان ہی چلا آتا ہے۔ غالباً اس سے بڑا قبرستان اور کہیں نہیں ملے گا۔ اس قبرستان کی تفصیلات تحقیقات چشتی میں بڑی وضاحت سے دی گئی ہیں۔ ہماری یہ مختصر کتاب ان تفصیلات کی متحمل نہیں ہوسکتی۔ اور نہ ہی یہ

Marfat.com

تفصیلات موجودہ زمانے میں کار آمد ہیں۔ البتہ تحقیقات چشتی میں بعض معلومات حضرت شیخ طاہر بندگیؒ لاہوری کے بارے میں ملتی ہیں۔ یعنی یہ کہ اس قبرستان کے وسط میں آپ کا مزار ہے۔ اس مزار کے اردگرد چار دیواری تھی جو اب گر چکی ہے۔ مزار ایک بلند پختہ چبوترے پر واقع ہے۔ اسکے مشرق کی طرف مولانا ابو محمد اور سید خیر شاہ جو کسی زمانے میں اس مدرسے کے مہتمم اور آپ کے سجادہ نشین بھی تھے کی قبریں ہیں۔ مغرب کی جانب ایک مسجد ہے آپ کا مزار میانی صاحب کے طویل و عریض شہر خموشاں کے لئے باعث برکات ہے اور آپ کے احاطہء مزار بلحہ آپ کے قرب وجوار میں دفن ہونا باعث برکت سمجھا جاتا ہے۔

آپ کا مزار سب سے پہلے حضرت ابو محمد قادریؒ نے تعمیر کرایا۔ سوا سو سال پیشتر شاہزادہ غلام محمد ایوب شاہی نے چبوترہ بنوایا اور ۱۸۹۹ء سمت بکرمی میں راجہ دھیان سنگھ کے ایک ملازم فقیر فضل دین نے چاردیواری بنوادی۔ حضرت شیخ محمد طاہر بندگیؒ نے اپنی عمر کا بیشتر حصہ حالت تجرد میں گزارا۔ مگر آخری عمر میں ادائے سنتِ نبوی ﷺ کے خیال سے نکاح کیا تھا۔ آپ کی دو بیبیاں تھیں۔ ایک ماہ خانم دختر مرزا امان اللہ اور دوسری عصمت النساء دختر سید عبداللہ۔ اولاد کسی سے نہیں ہوئی ۔دونوں بیبیوں کی قبریں آپ کی پائنتی کی طرف شرق و غرب رویہ موجود ہیں۔ آج کل آپ کے مزار شریف کا انتظام وانصرام سید بشیر حسین گیلانی کرتے ہیں۔

Marfat.com

ہم نے ابتداء میں بیان کیا ہے کہ حضرت شیخ محمد طاہر بندگیؒ لاہوری سلسلۂ قادریہ کے جلیل القدر مشائخ اور حضرت شاہ سکندرؒ کے عظیم المرتبت خلفاء میں شمار ہوتے ہیں۔ اور ''حدیقۃ الاولیاء'' میں لکھا ہے کہ سلسلہ قادریہ میں یہ بزرگ اپنے عہد کے قطبِ وقت تھے۔ کوئی سائل دین ودنیا کا جوان کے دروازے پر آیا خالی نہ گیا۔ لیکن اس کے باوجود اکثر تذکرہ نویسوں نے آپ کو سلسلۂ نقش بندیہ کے مشائخ میں بھی شمار کیا ہے کیونکہ ان کا کہنا ہے کہ آپ نے حضرت شاہ سکندر کیتھلی قدس سرہ کے علاوہ حضرت مجدد الف ثانی سے بھی اجازت حاصل کی اور دونوں طرف سے صاحبِ ارشاد ہوئے لیکن ہم نے جب اس سلسلے میں اپنے دائرہ تحقیق کو قدرے وسعت دی تو ہمیں معلوم ہوا کہ آپ پر نسبت قادریہ قوی تھی۔ آپ پر دیگر سلاسل کی نسبت سلسلہ قادریہ کا یہ اثر بہت زیادہ تھا۔ مفتی غلام ''سرور نے خزینۃ الاصفیاء'' میں ''روضۃ السلام'' کے حوالے سے لکھا ہے کہ تمام سلاسل کی نسبت قادریہ سلسلے کا اثر شیخ طاہر بندگیؒ پر اس قدر تھا کہ اپنے زمانے کے قادریہ مشائخ میں سرفراز وممتاز تھے اور بزرگان زمانہ آپ کے غاشیہء بندگی کو اپنی گردنوں پر رکھتے تھے۔ اس بیان کی تائید اس وقت بھی ہو جاتی ہے۔ جب ہم حضرت شیخ محمد طاہر بندگیؒ کے خلفاء پر ایک نظر ڈالتے ہیں تو ایسی مثال نہیں ملتی کہ ان حضرات میں سے کسی نے قادریہ سلسلے کے علاوہ آپ سے کسی دوسرے سلسلے میں خرقہء خلافت حاصل کیا ہو۔ گویا نسبتِ قادریہ قوی کے ہونے کی وجہ سے نسبت نقش

Marfat.com

ہند یہ نسبتاً کمزور ہو گئی تھی۔ اگرچہ مفتی غلام سرور نے حضرت شیخ محمد طاہر بندگیؒ کے خلفاء میں سے حضرت شیخ ابو محمد کو قادری و نقش بندی لکھا ہے۔ لیکن اس کیلئے کوئی ثبوت نہیں دیا۔ شیخ موصوف سے بعد میں طاہر یہ فاضلیہ کی جو شاخ چلی اس کے درویش اپنے شجروں میں حضرات مشائخ مجددیہ کا ذکر نہیں کرتے اور حضرت شیخ محمد طاہر بندگیؒ کی محض ایک بیعت یعنی حضرت شاہ سکندر کیتھلی قدس سرہ سے ارادت ہی کو مستحکم جانتے ہیں۔ مولوی نور احمد نے حضرت ابو محمد کی نسبت قادریہ کے علاوہ کسی دوسری نسبت کا ذکر نہیں کیا اور لکھا ہے ''ابو محمد صاحب لاہوریؒ سلسلہ عالیہ قادریہ میں خادم ان (حضرت شیخ محمد طاہر بندگیؒ) کے تھے'' ایک دوسری جگہ ''حضرت ابو محمد قادری لاہوری۔'' لکھا ہے۔ حضرت شیخ محمد طاہر بندگیؒ کے دوسرے خلیفہ حضرت شیخ ابو القاسم ہیں جنہیں مفتی غلام سرور نے صرف نقشبندی بتایا ہے۔ قرائن کے اعتبار سے مفتی غلام سرور کا یہ بیان بھی محل نظر ہے ہمیں حضرت سید مقبول محی الدین گیلانی سجادہ نشین دربار عالیہ قادریہ کمالیہ سکندریہ ڈیرہ غازی خان نے ایک ایسی شاخ کا سلسلہ طریقت بھیجا ہے جس کا تعلق حضرت شیخ ابو القاسم سے ہے۔ اس سے بھی مفتی غلام سرور کے بیان کی نفی ہوتی ہے۔ تیسرے خلیفہ حضرت شیخ آدم ہوریؒ کے بارے میں تو تمام تذکرہ نویس متفق ہیں کہ جب حضرت شیخ محمد طاہر بندگیؒ کی شہرت ان کے گوش حق نیوش میں پڑی تو وہ ترک مشیخت کر کے پاپیادہ ہور سے لاہور تشریف لائے۔ حضرت شیخ محمد طاہر بندگیؒ

Marfat.com

سے نسبت قادریہ میں فیض حاصل کیا اور منصب ارشاد پر فائز ہوئے۔ حضرت شیخ محمد طاہر بندگیؒ کے ساتھ حضرت شیخ آدم بوریؒ کی ارادت سے یہ استناج مشکل نہیں کہ صرف حضرت محمد طاہر بندگی کی شہرت ہی اس رشتہ ارادت ورشاد کا باعث نہیں بنی۔ بلکہ حضرت شیخ آدم بوری نے اپنی نسبت میں تشنگی محسوس کی اور اس کی تکمیل کیلئے (اور وہ بھی نسبت قادریہ میں) حضرت شیخ محمد طاہر بندگی کو منتخب کیا۔ حالانکہ وہ اس سے قبل حضرت شیخ خضر روغانیؒ اور حضرت مجدد الف ثانیؒ سے فیض یاب ہو چکے تھے۔ لیکن جس جذبہ نے کھینچ کر انہیں حضرت شیخ محمد طاہر بندگیؒ کے سامنے لا کھڑا کیا وہ کچھ اور ہی تھا۔ حضرت شیخ آدم بوریؒ سے قادریہ سلسلے کی جو شاخیں چلیں ان میں سے ایک اس وقت سیداں والی ضلع سیالکوٹ میں موجود ہے۔ حضرت شیخ محمد طاہر بندگیؒ کے ایک اور خلیفہ کے بارے میں پتہ چلتا ہے کہ وہ بھی قادری تھے یعنی حضرت میاں منجک قادریؒ یہی کیفیت دوسرے خلفاء کی ہے۔

حضرت شیخ محمد طاہر بندگیؒ پر قادری بزرگوں کا سایہ عاطفت ہمیشہ رہا اور وہ وقتاً فوقتاً اپنے فیوض وبرکات سے آپ کو نوازتے رہے۔ حضرت شاہ کمال کیتھلی قدس سرہ نے آپ کو ''بندگی'' کے لقب سے نوازا جو آج تک مشہور ہے۔ آپ اپنے ایک مکتوب میں لکھتے ہیں کہ ''ابھی قریب میں حضرت مخدوم سید ہجویریؒ کی نسبت واقع ہوئی تھی اور ایک مدت دراز تک قائم رہی۔ حضرت نے بہت الطاف وعنایات فرمائے اور اپنی تشریفات سے

Marfat.com

مشرف فرمایا۔ حضرت کی نسبت شریف بہت بزرگ اور غالب الارشاد ہے''

حضرت شیخ محمد طاہر بندگی پر غوث الثقلین حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی محبت واحترام کا جذبہ بہت زیادہ طاری تھا۔ جس کا اندازہ اس امر سے لگایا جاسکتا ہے کہ آپ کو الہام ہوتا تھا کہ اے طاہر کہہ دے کہ قدمی ھذہ علی رقبۃ جمیع اولیاء اللہ (یعنی میرا قدم تمام اولیاء اللہ کی گردنوں پر ہے) لیکن آپ فرطِ ادب سے ایسا نہیں کرتے تھے۔ بلکہ عرض فرماتے کہ۔ اے رب یہ درجہ معلیٰ اور رتبہ عالی تو حضرت غوث الاعظمؒ ہی کو سزاوار ہے۔ اور مجھے تو بس یہ کافی ہے کہ ان کا ایک کمترین مرید اور پیروکار ہوں۔''

حضرت غوث پاکؒ سے محبت والفت کے جذبے کو حضرت شاہ سکندر کیتھلی قدس سرہ کی صحبت نے مزید چمکایا۔ حضرت شیخ محمد طاہر بندگیؒ، حضرت شاہ سکندر کیتھلی قدس سرہ کو اکثر مکتوب لکھتے رہتے تھے جن سے آپ کے احوال ومقامات کا اندازہ بخوبی ہو جاتا ہے۔ ایک مکتوب میں رقم طراز ہیں۔

''کمترین محمد طاہر عرض کرتا ہے کہ آپ نے حضرت خواجہ سے جو ارشاد فرمایا تھا۔ وہ حضرت نے سرہند سے اپنے مکتوب میں تحریر فرمایا ہے فقیر حسبِ ارشاد اس پر عمل پیرا ہے نیز حضرت خواجہ نے تحریر فرمایا کہ ایک دفعہ میں دوستوں کے حلقے میں بیٹھا ہوا تھا یکایک تمہاری طرف توجہ

Marfat.com

ہو گئی تو کیا دیکھتا ہوں کہ نائب مناب آں ذوالکمال حضرت شاہ سکندر کیتھلی قدس سرہ نے ظلمات و کدورت کے رفع کرنے میں مدد فرمائی۔ یہاں تک کہ تمہارا قلب منور ہو گیا اور جو کچھ آفتاب میں ودیعت ہوا تھا۔ وہ بقدر استعداد اس میں منعکس پایا۔ اس نعمت عظمیٰ کا شکر کس زبان سے ادا کروں کہ حق سبحانہ و تعالیٰ نے مجھ ایسے فقیر کو آپ کے دامن سے وابستہ فرمایا۔ اس طریقہ عالیہ قادریہ میں ایک قدم رکھنا دوسرے طریقوں میں سات قدم رکھنے کے برابر ہے۔ خدائے قدوس جناب کا سایہ ہم پر ہمیشہ قائم رکھے۔ آمین! ایک دفعہ حضرت غوث الثقلین کی روحانیت اس فقیر پر ظاہر ہوئی ارشاد فرمایا'' اے طاہر کہہ دے قدمی ھذا علی رقبۃ اولیاء اللہ میں نے بطور عجز و نیاز خدمت عالیہ میں عرض کی یہ بلند رتبہ صرف آپ کو زیب دیتا ہے مجھے تو صرف آپ کے در کی غلامی کافی ہے۔ آپ نے مسرور ہو کر بہت سے فیوض بطریق باطن عطا فرمائے۔

شفقت القلب ثم وردت بہ فیہ
ھواک فلیم فالقام القطور

بوسیلۂ جناب ہمیشہ تجلیات سے بہرہ مند ہوں۔ اور ہر تجلی میں فنا و بقا حاصل ہوئی ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس تجلی سے آگے اور کوئی نہیں۔ ذکر و فکر میں جناب رسالت مآب ﷺ مع صحابہ ءکرام و مشائخینِ عظام تشریف فرما ہوئے اور اپنی بے پناہ کریمانہ شفقت سے اس بے نوا کو نوازا۔ نیز حضرت خواجہ بزرگ' حضرت شاہ کمال باکمال اور حضرت فرید الدین گنج

Marfat.com

شکر قدس اللہ اسرار ہم نے اپنی نسبتوں سے سرفراز فرمایا۔''

ہمیں حضرت شیخ محمد طاہر بندگیؒ کے نام حضرت شاہ سکندر کیتھلی قدس سرہ کا ایک مکتوب دستیاب ہوا ہے جس کا ترجمہ یہاں درج کیا جاتا ہے۔

''حمد و صلوات۔ دعائے بہبودی دارین کے بعد کامل اسرار سبحانی عارف ربانی شیخ محمد طاہر، فقیر عبداللہ سکندر ساکن کیتھلؒ کی طرف سے مطالعہ فرمائیں۔

''محبت نامہ ملا۔ مضمون سے آگاہی ہوئی۔ اللہ تعالیٰ کے کرم سے حال خیر ہے۔ واضح ہو کہ یہ فقیر ماہ رجب کی ۱۴ تاریخ کو احمد آباد سے خیریت گھر آگیا ہے۔

''اس سے پہلے اسرار الٰہی کے چند نکتے تحریر کیے تھے طالبان حق کو تعلیم دیتے رہا کریں تاکہ وہ شکوک و شبہات میں نہ پڑیں ارشاد نبوی ہے عبادت کا راز ترکِ دنیا ہے اور دنیا سے محبت سراسر خطا ہے۔ پس اے عزیز جو شخص آخرت چاہتا ہے، اسے دنیا کو چھوڑ دینا چاہیے اور جو باری تعالیٰ کے قرب کا خواہش مند ہے اسے آخرت کو بھی ترک کر دینا چاہیے پس وہ دنیا کو آخرت کیلئے اور آخرت کو اپنے پروردگار کیلئے چھوڑ دے۔ خداوند تعالیٰ کے سوا کائنات سے جو کچھ ہے اسے اپنے آپ سے دور کر کے ان میں سے کسی چیز کی طرف نہ دیکھے جب یہ عمل انتہا کو پہنچے گا تو خلق کی حقیقت اچھی طرح معلوم ہو جائے گی۔ بلکہ عالم بشریت سے نکل کر حق کی حقیقت کو پہنچ جائے گا۔

Marfat.com

شرط اول در طریق معرفت دانی کہ چیست

ترک کردن ہر دو عالم راو پشت پازدن

''حق تعالیٰ نے معراج میں رسالت مآب ﷺ کو اقسام علم تعلیم کئے اور اس کے اظہار سے منع کیا معراج سے آکر رسول اللہ ﷺ نے سنا کہ جس راز کو منع کیا تھا اسے ایک دیوانہ کہتا ہے۔ عرض کی: یا اللہ العالمین جس امر کے مخفی رکھنے کیلئے مجھے فرمایا تھا وہ اس دیوانے کو کیونکر معلوم ہوا وحی آئی یہ بھی ہمارا راز ہے!اے محمد ﷺ اگر تو راز کسی عالم میں کہے تو خوف فتنہ ہے لیکن کلام دیوانہ کا کوئی اعتبار نہیں کرتا۔ گنج حقیقت کو عارفوں کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ گنج حقیقت دراصل سر ربوبیت ہے۔

'' اے میرے عزیز۔ توحید کے بارے میں جو کچھ کہا گیا ہے۔ اس پر عمل کر۔صرف زبانی طور پر قند و نمک کہہ دینے سے منہ میٹھا یا نمکین نہیں ہوتا - جس کا باطن خواہش نفسانی سے خالی ہوا۔ وہ ایک کلمہ اگر شیخ کامل سے سنے تو اس کیلئے کافی ہے۔اب ہمہ تن خاموش ہو کر نہ کچھ پوچھ اور نہ کچھ کہہ۔ اپنے باطن کی طرف متوجہ ہو کر عین حق ہو جا۔

تو درو گم شو وصال این است وبس

تو مباش اصلا کمال این است وبس

''انشاء اللہ یوما فیوما ازدیا انوار باطنی ہو گی۔ خلق خدا کو آپ کے ذریعے فائدہء عظیم ہو گا اور سلسلہ جاری رہے گا۔ ہمہ وقت ایک خیال خاص اس

Marfat.com

طرف رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ظاہری وباطنی فیض کو روز افزوں ترقی عطا فرمائے۔

''جن اصحاب نے بیعت کیلئے درخواست کی ہے ان کو میں نے قبول کیا۔ اللہ تعالیٰ انہیں کامیاب فرمائے۔ آپ ان کی استعداد کے مطابق انہیں کچھ معمول بتادیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ عزیز کے لئے عارضۂ بواسیر کا نقش تحریر کیا جاتا ہے۔ مندرجہ عبارت ذیل گلے میں ڈلوادیں۔

بسمه الله الرحمن الرحيم. بسم الله رب السموت والارض و رب كل مخلوق فى الاول ومدبر كل مخلوق فى الاولين وهو حافظ عليين قادر على كل شئى قدير فى سلطانه بعزته الاولى وتلك انا نستعين المن هذا لعلته واغواثاه الملك اللهم انى عاجز الغياث برحمتك يا ارحم الراحمين''.

اگرچہ حضرت شیخ محمد طاہر بندگیؒ کی توجہ باطنی سے ہزاروں اصحاب بہرہ ور ہو کر مقامات عالیہ پر فائز ہوئے۔ تاہم آپ کے شاگردوں میں شیخ حسین، مولانا حامد میاں، فرخ حسین' اور خلفاء میں حضرت شیخ ابو محمد قادری لاہوری۔ حضرت شیخ لکھن مست لاہوری حضرت سید صوفی۔ حضرت سید ابوالقاسم ، حضرت شیخ آدم ہوری، حضرت شاہ نعمت اللہ سیالکوٹی، حضرت میاں منجک قادری، حضرت حافظ یعقوب اور حضرت سید فقیر اللہ قدس اللہ اسرارہم کے نام ملتے ہیں،

حضرت ابو محمد قادری رئیسؒ میانی حافظ جان محمد کے صاجزادے تھے۔

Marfat.com

اپنے والد کے وصال کے بعد حضرت ابو محمد قادری رئیسؒ میانی قرار پائے لیکن ایک شرعی مسئلے نے علماء میں ایک ایسا تفرقہ عظیم پیدا کر دیا کہ بہت سے لوگ فتنہ و فساد کے خوف سے یہاں سے چلے گئے اور میانی میں وہ رونق نہ رہی۔ اسی اثناء میں مکھڈ سے میر علی نام ایک بزرگ یہاں آئے۔ انہوں نے حضرت ابو محمد قادریؒ کے ساتھ میانی کے حصے بخرے کر لئے اور میانی کو از سر نو آباد کر لیا۔ میر علی نے مکھڈ سے اپنے پانچ بزرگوں کی قبریں کھدوادیں۔ ان کی نعشوں کے صندوق نکلوا کر یہاں منگوا لئے اور ان کو از سر نو نئی قبروں میں دفن کرادیا۔ اس زمانے میں میانی کا نام پنج ڈھیرا قرار پایا لیکن یہ نام زیادہ شہرت حاصل نہ کر سکا۔ حضرت ابو محمد قادری کا وصال ۱۰۵۰ھ میں ہوا حضرت ابو محمد قادریؒ کا مزار حضرت شیخ محمد طاہر بندگیؒ کے مزار مشرق رویہ متصل چار دیواری گوشہء جنوبی میں ایک پختہ چبوترہ پر واقع ہے۔ حضرت ابو محمد قادریؒ کے دو خلفائے نامدار ہوئے۔ حضرت شیخ محمد افضل کلانوری اور حضرت شیخ محمد اسماعیلؒ۔ اور شیخ محمد افضل کلانوریؒ کے دامن فیض سے ایک ایسی شخصیت وابستہ ہو گئی تھی جس پر فیضان قادریہ کی وجہ سے عشق الٰہی کا جذبہ غالب تھا اور جو فیضان قادریہ کی موجودگی میں کسی دوسری نسبت کی طرف اپنے قلب و روح کو متوجہ نہیں کر سکتی تھی اور جسے حضرت غوث الاعظمؓ کی غلامی پر فخر تھا۔ اس شخصیت کے آغازِ منازلِ ریاضت میں حضرت شاہ کمال کیتھلی اور حضرت شاہ سکندر کیتھلی قدس اللہ اسرارہم کی توجہات و عواطف بے کراں نے بہت امداد

Marfat.com

فرمائی تھی۔ حضرت شیخ ابو محمد اور حضرت شیخ محمد طاہر بندگیؒ نے جو فیوض وبرکات اس شخصیت تک پہنچائے وہ بھی تاریخ میں درج ہیں۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس شخصیت کو طریقت قادریہ کی سربراہی کیلئے تیار کرنے کی خاطر ان حضرات کی انتہائی آرزو تھی، جو بار آور ہوئی یہ شخصیت حضرت ابوالفرح محمد فاضل الدینؒ بٹالوی کی تھی۔ جو پنجاب کے سربرآوردہ علماؤ فضلائے کبریٰ اور فقراء میں سے تھے۔ خورد سالی میں حضرت محمد افضل کلانوریؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت ہوئے اور ظاہری وباطنی تربیت و تکمیل میں مشغول ہو گئے۔ تھوڑے ہی عرصہ میں کاملین زمانہ میں شمار ہونے لگے اور آپ کے پیرومرشد اپنے اکثر مریدوں کو آپ کے سپرد کر دیتے کہ ان کی تربیتِ باطنی کی جائے۔ اور ان کی مشکلات کا مداوا کیا جائے۔

جب طریقت قادریہ میں آپ کی شہرت چاردانگ عالم میں مسلط ہو گئی تو آپ کے پیرومرشد نے آپ سے ذکر کیا کہ قادریہ انوار میں آپ منتہی ہیں۔ اگر نقشِ ہندی نسبت آپ پسند فرمائیں تو وہ بھی آپ کو عنایت ہو سکتی ہے اس پر آپ نے عرض کیا کہ مجھے فیضان قادریہ سے اس قدر عشق ہے کہ میرے قلب وروح کی تمام وسعتوں میں فیضان قادریہ بھر گیا ہے اور اس فیضان قادریہ کی موجودگی میں کسی دوسری نسبت کی طرف میرے قلب وروح متوجہ نہیں ہو سکتے اور مجھے اقلیم قادریہ کے شہنشاہ حضرت غوث الاعظمؒ کی غلامی کافی ہے۔ آپ کے پیرومرشد نے فرمایا۔ واقعی آپ نے درست کہا ہے۔ آپ نے طریقت قادریہ کے نہضت

Marfat.com

واقتداء کیلئے زندگی کے تمام وسائل صرف فرمائے اور تمام زندگی کو اس مقصد کیلئے مختص فرمادیا۔

بٹالہ شریف میں جو لنگر آپ کے پیرومرشد کے حکم سے جاری ہوا تھا، آپ کے پیرومرشد نے اسے آپ کے نام سے منسوب کردیا۔ اور جو فتوح و نیاز آتی تھی وہ لنگر کیلئے آپ کے ہی حوالے کردی جاتیں۔ آپ نے طریقت قادریہ کی سربلندیوں کے لئے ضروری سمجھا کہ مدرسہ بھی جاری کیا جائے چنانچہ مدرسہ قادریہ فاضلیہ کے نام سے ایک عظیم الشان علمی درس گاہ قائم کی جو آج بھی قائم ہے اس درس گاہ سے ہزاروں علماء و شیوخ پیدا ہوئے۔ جنہوں نے علم کی روشنی اقصائے ملک میں پہنچائی۔ آپ کا وصال ۷ ذی الحجہ ۱۱۵۱ھ کو بٹالہ شریف میں ہوا۔ اور وہیں دربار عالیہ کی خانقاہ معلیٰ میں آپ کا مزار شریف ہے۔ آپ صاحب جذبہ و صاحب کرامت بزرگ تھے اور اخلاق اللہ سے متخلق تھے۔ آپ ماہر اسرار شریعت' واقفِ انوارِ طریقت' صاحبِ حال و قال اور صاحبِ سلسلہ مقتدائے اولیاء تھے۔ آپ بہت بڑے عالم اور فارسی' عربی' اردو اور پنجابی کے بہت اچھے شاعر بھی تھے۔ آپ نے چالیس کتابیں اور رسالے یادگار چھوڑے۔ ایک روایت کے مطابق یہ تعداد ایک سو تک ہے۔ ان میں بیان الاسرار یعنی شرح قصیدہ غوثیہ اور مواعظ الرحمٰن کے نام ملتے ہیں۔ حافظ محمود شیرانی نے بٹالہ کی ادبی تحریک میں آپ کو مرکزی حیثیت کا حامل قرار دیا ہے۔ شیخ لکھن مست کو بعض تذکرہ نویسوں نے شیخ گھلن شاہ سرمست کے نام سے بھی

Marfat.com

یاد کیا ہے۔ آپ جامِ عشق سے بے خود تھے اور مستانہ طریق پر رہا کرتے۔ اور جس کسی پر نظر ڈالتے تھے اسے صاحبِ ولایت بنا دیتے تھے۔ آپ کا مزار شریف لاہور میں موری دروازہ کے باہر میونسپل باغ میں ہے۔ یہ مزار غلام محبوب سبحانی رئیس لاہور نے تیار کرایا تھا۔ حضرت شیخ ابو القاسم کا مزار گوہر بار جدہ میں اور حضرت سید صوفی کا دہلی میں ہے۔

حضرت شیخ آدمؒ بن اسمٰعیل بن بہوہ بن یوسف بن الحسین الحسینی الکاظمی البنوری بنور میں پیدا ہوئے اور یہیں پرورش پائی۔ بنور سرہند کے قریب واقع ہے آپ صحیح النسب سید تھے۔ آپ مادر زاد ولی تھے جب سن بلوغ کو پہنچے تو فن سپہ گری سے شوق فرمانے لگے اور جب آپ کے دل میں عشق حقیقی کی چنگاری چمکی۔ تو آپ حضرت خضر روغانیؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مقامات بلند تک پہنچے۔ پھر حضرت مجدد الف ثانیؒ سے سلسلہ نقش بندیہ میں وابستہ ہو گئے، طریق نقش بندیہ، چشتیہ سہروردیہ و شطاریہ اور مداریہ میں اجازت و تلقین حاصل کی اور خلیفۃ الزمان اور قطب الاقطاب کے خطابات سے نوازے گئے۔ لیکن جب آپ نے حضرت شیخ محمد طاہر بندگیؒ کی شہرت سنی تو بنور سے پاپیادہ چل کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ سلسلہ قادریہ میں بیعت ہوئے اور خرقہ ء خلافت حاصل کیا اور قطب ارشاد کے منصب پر فائز ہوئے۔ آپ امی تھے لیکن علوم دین سے واقف تھے۔ آپ کے مناقب و مقامات اتنے زیادہ اور اتنے بلند ہیں کہ احاطہ ء تحریر و تقریر میں نہیں سما سکتے۔ آپ کی محفل

Marfat.com

میں ریا اور سماع کو دخل نہ تھا۔ اتباعِ سنت ،رفعِ بدعت اور استقامتِ شریعت وطریقت آپ کا شیوہ تھا۔ چار لاکھ مرید آپ سے بیعت ہوئے اور ایک ہزار خلفاء آپ کے تھے۔ حضرت شیخ آدم بنوریؒ ۱۰۵۲ھ میں اپنے مریدوں کے ہمراہ لاہور میں تشریف لائے۔ ان میں افغانوں، سیدوں اور مشائخ عظام کی کثیر تعداد شامل تھی۔ آپ کے بعض حاسدوں نے شاہ جہاں کے پاس چغلی کھائی کہ شیخ تو لشکر جرار کے ساتھ بادشاہ پر حملہ کر کے دارالسلطنت پر قبضہ کرلینا چاہتے ہیں۔ اس پر بادشاہ نے اپنے وزیر نواب سعد اللہ خان کو حقیقت کا پتہ کرنے کیلئے بھیجا لیکن اسے فقر سے کوئی تعلق نہ تھا اس لئے اس نے بادشاہ کے سامنے حاسدوں کی باتوں کی تصدیق کر دی۔ چنانچہ بادشاہ نے شیخ کو اپنے گھر چلے جانے کا حکم دیا۔ آپ وطن تشریف لے آئے۔ بعد میں حج بیت اللہ شریف کیلئے حرمین شریفین تشریف لے گئے۔ آپ کی اہلیہ محترمہ آپ کے ہمراہ تھیں۔ حج بیت اللہ شریف سے فارغ ہو کر مدینہ منورہ میں رسول اللہ ﷺ کے روضۂ مبارک پر حاضری دی۔ زیارت روضۂ مبارک کے بعد واپسی کا ارادہ کیا۔ اور اجازت مانگی تو مرقد اطہر سے رسول اللہ ﷺ کے دونوں دست مبارک ظاہر ہوئے۔ آپ نے بہزار شوق بڑھ کر مصافحہ کیا اور بوسہ دیا۔ یہ معاملہ آپؒ کے رفقاء نے بھی مشاہدہ کیا۔ جب آپ نے مدینہ منورہ سے واپسی کا ارادہ کیا تو رسالت مآب ﷺ کی طرف سے بشارت ہوئی کہ یا ولدی انت فی جواری۔ چنانچہ آپ نے اس مژدہ کے بعد ہندوستان کا خیال ہی ترک کر دیا۔ بطور

Marfat.com

مکاشفہ آپ کو یہ بھی بتایا گیا۔ کہ جو شخص شیخ آدم سے مصافحہ کرے گا وہ گویا رسول اللہ ﷺ سے مصافحہ کرے گا۔ اس بشارت کی شہرت اس قدر ہوئی کہ آپ سے مصافحہ کرنے کیلئے عوام الناس کی بھیڑ لگ گئی اور آپ کو مصافحہ کیلئے خاص انتظام کرانا پڑا۔ جیسا کہ بیان ہوا بشارت کے بعد حضرت شیخ آدم بنوری نے ہندوستان آنے کا ارادہ ترک کر دیا تھا۔ اس لئے آپ نے مدینہ شریف میں ہی سکونت اختیار کر لی تھی۔ چنانچہ ۱۳ شوال ۱۰۵۳ھ (جمعۃ المبارک ۲۵ دسمبر ۱۶۴۳ء) کو وہیں وصال فرمایا۔ اور جنت البقیع میں حضرت عثمانؓ کے روضۂ اقدس کے نزدیک دفن ہوئے۔ آپ کے چار صاحبزادے سید غلام محمد) شیخ محمد اولیاء، شیخ محمد عیسیٰ اور سید محمد محسن اور دو صاحبزادیاں تھیں چھوٹے صاحبزادے سید محمد محسن ۱۰۵۲ھ میں گوالیار میں متولد ہوئے، جب آپ حج بیت اللہ شریف کیلئے تشریف لے جا رہے تھے۔ آپ کے خلفاء میں شیخ حامد لاہوریؒ، شیخ نور محمد پشاوریؒ، شیخ ابو الفتحؒ، شیخ سعدی بلخاریؒ، شیخ محمد شریفؒ، شیخ محمد سلطانپوریؒ، میر سید علیم اللہؒ اور حبیب اللہؒ اور حاجی اسد اللہ وزیر آبادی زیادہ مشہور ہیں۔ حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ کے کافی مکتوبات خواجہ حسنؒ کے نام ہیں۔ خواجہ حسن کا یہ دعوی تھا کہ وہ حضرت شیخ آدم بنوری سے اجازت یافتہ ہیں۔

حضرت شیخ آدم بنوریؒ سے سلسلہ قادریہ اور سلسلہ قادریہ مجددیہ کی شاخیں بصد آب و تاب جاری ہیں اول الذکر تو خالصتاً حضرت شیخ محمد طاہر بندگیؒ کی طرف سے اور موخر الذکر حضرت مجدد الف ثانیؒ کی

Marfat.com

طرف سے بواسطہ حضرت شاہ سکندر کیتھلیؒ ہے۔ اول الذکر کی ایک شاخ سید انوالی (ضلع سیالکوٹ) میں جلوہ افروز ہے۔ مؤخر الذکر کے فیضان کے سوتے آج کل پنجاب میں سالار والہ (ضلع فیصل آباد) سے پھوٹ رہے ہیں۔ جہاں قطب دوراں حضرت صوفی برکت علی لدھیانوی نہ صرف تبلیغ واشاعت دین اور تربیت وتزکیہء نفس و تصفیۂ باطن میں مصروف ہیں بلکہ خلق خدا کی فوز و فلاح کیلئے بھی کوشاں ہیں۔ آپ کی ان کوششوں اور اصلاحی کارناموں نے ماضی کے بزرگان دین کی روایات کو ایک مرتبہ پھر زندہ کردیا ہے۔

حضرت شیخ آدم بنوری نے ''نکات الاسرار'' اور دو جلدوں میں ''خلاصۃ المعارف'' کی صورت میں قلمی آثار چھوڑے۔ ان کے علاوہ ''درود الہامیہ'' بھی آپ کی تصنیف بیان کی جاتی ہے۔ آپ نے سورہ فاتحہ کی تفسیر بھی لکھی ہے۔ جسے آپ کے کسی مرید نے ''نتائج الحرمین'' کے نام سے مرتب کیا۔ نتائج الحرمین میں ہی آپ کے مکتوبات شامل ہیں جو آپ نے اپنے مریدین اور پیر بھائیوں کو لکھے۔

حضرت شاہ نعمت اللہ سیالکوٹیؒ نے بھی حضرت شیخ محمد طاہر بندگیؒ سے فیض حاصل کیا۔ آپ نے اپنے پیر و مرشد کیلئے کاغذِ کتابت لانے کیلئے نمایاں خدمات انجام دیں۔ اس کاغذ کتابت پر حضرت شیخ محمد طاہر بندگیؒ کی معاد و معاش کا انحصار تھا۔ حضرت شاہ نعمت اللہ سیالکوٹیؒ نماز فجر کے بعد لاہور سے سیالکوٹ جاتے اور نماز مغرب کے وقت واپس آجاتے۔

Marfat.com

سیالکوٹ میں ایک جلالی بزرگ رہتے تھے۔ جو درویش کامل ان کی مسجد میں جاتا وہ ہلاک ہو جاتا۔ ایک روز حضرت شاہ نعمت اللہؒ کا گذر اس مقام سے ہوا چونکہ آپ میں پاس انفاس اس قدر تھا کہ سارا دن میں صرف چار مرتبہ سانس لیتے تھے اس لئے اگرچہ اس بزرگ نے آپ کو گزند پہنچانے کی کوشش کی۔ لیکن اس کوشش میں وہ خود ہی ہلاک ہو گیا۔ لاہور اور سیالکوٹ کے راستے میں ایک مزار تھا۔ جسے پیر غیب کا مزار کہتے تھے۔ ایک روز چلتے چلتے آپ نے وہاں قیام کیا اور کہا۔

''السلام علیکم۔ یا پیر غیب'' قبر کے اندر سے آواز آئی۔ ''وعلیکم السلام یا سلطان الاولیاء'' اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ مجھے پیاس لگ رہی ہے۔ اس پر ایک بزرگ مرقد میں سے ایک گھڑا ہاتھ میں لئے حاضر ہوئے۔ حضرت شاہ نعمت اللہؒ اکثر حضرت شیخ محمد طاہر بندگیؒ کی معیت میں زیارت قبور کے لئے جاتے اور اہل قبور کے عذاب و ثواب کا حال آپ کی نگاہوں پر آشکار ہو جاتا۔ آپ کی قبر آپ کے پیرومرشد کی زیارت گاہ کے پائنتی کی طرف ہے۔

حضرت حافظ یعقوبؒ عالم و عامل و قاری بے نظیر اور امور شرعیہ میں راسخ القدم تھے۔ اور توکل میں کامل اور عالی ہمت تھے۔ اور حضور جمعیت بھی رکھتے تھے۔ جب منازل عروج سے گزر گئے۔ تو حضرت شیخ محمد طاہر بندگیؒ نے ہدایت وارشاد کرنے کی اجازت دے دی۔

حضرت شیخ محمد طاہر بندگیؒ کے دوسرے خلفاء میں سید فقیر اللہؒ اور

Marfat.com

میاں منجک قادریؒ کے بارے میں ہمیں کوئی معلومات نہیں مل سکیں۔ ان کے صرف نام ہی دستیاب ہوئے ہیں۔ اور ایک خلیفہ تو ایسے ہیں جن کے نام کا پتہ نہیں چل سکا۔ صرف اتنا معلوم ہو سکا ہے کہ وہ پسرور کے رہنے والے تھے۔ حضرت شیخ محمد طاہر بندگیؒ سے تعلیم تلقین و طریقہ حاصل کی چنانچہ ان کے لطائف اربعہ ظاہر ہوئے اور عروج کیا انہوں نے وطن جانے کا ارادہ کیا مگر عروج لطائف کی وجہ سے نہ جا سکے۔ حضرت شیخ محمد طاہر بندگیؒ نے توجہ کی اور انہیں نزول میں لائے۔ یہ بزرگ چونکہ حافظ قاری اور صاحب تقویٰ تھے اور حضور جمعیت بھی رکھتے تھے۔ اس لئے انہیں اجازت ارشاد دے دی۔

۳ حضرت شیخ عبد الرحمٰن لاہوریؒ

حضرت شیخ محمد طاہر بندگیؒ کے شہر کے ایک اور باشندے ملا عبد الرحمٰن ہیں جو حضرت شیخ محمد طاہر بندگیؒ کی طرح عالم بے بدل اور فاضلِ اجل تھے۔ علوم حدیث اور فقہ کا درس دیتے تھے اپنے ہاتھ سے قرآن پاک اور فقہ و حدیث کی کتابیں لکھ کر کسب معاش کرتے تھے۔ اولیاء اللہ کی خدمت کرنے کا جذبہ شروع ہی سے موجود تھا لیکن پابند شرع ہونے کی وجہ سے خلاف شرع کام کرنے والوں کے مخالف ہو جاتے اور جب تک اس شخص کو راہ راست پر نہ لے آتے چین سے نہ بیٹھتے تھے۔ آپ بھی حضرت شاہ سکندر کیتھلی قدس سرہ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے۔

راقم الحروف نے آپ کے بارے میں مزید معلومات حاصل کرنے کی کوشش کی لیکن اس میں کامیابی نہیں ہوئی۔ معلوم ہوتا ہے

Marfat.com

کہ آپ نے لاہور سے باہر وصال فرمایا ورنہ یہ ناممکن تھا۔ کہ زندہ دلان لاہور اور اہل تصوف آپ کو گوشۂ گمنامی میں رہنے دیتے۔ میاں محمد دین کلیم نے لاہور کی ایک بستی کا ذکر کیا ہے جو آپ کے نام پر کوٹلی پیر عبدالرحمٰن قادری کہلاتی ہے۔

۴۔ حضرت شاہ محمود عالم لاہوریؒ

آپ لاہور کے بڑے صاحبِ کمال اور صاحبِ تصوف بزرگ ہوئے ہیں۔ زہد و عبادت اور عشق و محبت الٰہی میں بے مثل تھے۔ نسبت ارادت حضرت شاہ سکندر کیتھلی قدس اللہ سرہ سے رکھتے تھے۔ تاریخ وصال ۱۰۵۰ھ ہے۔

۵۔ حضرت ملا حسین جامی لاہوریؒ

آپ اپنے عہد کے نہ صرف متبحر عالم بلکہ ایک روشن ضمیر اور صاحب دل بزرگ تھے ساری عمر درس و تدریس میں گزار دی۔ آپ وسیع المشرب اور صافی القلب تھے۔ آپ کا لنگر خانہ وسیع تھا۔ سلسلہ قادریہ میں حضرت شاہ سکندر کیتھلی قدس اللہ سرہ سے فیوض و برکات حاصل کئے ۱۰۶۲ھ میں وصال فرمایا۔ مزار شریف قبرستان میانی صاحب لاہور میں حضرت شیخ محمد طاہر بندگیؒ کے جوار میں واقع ہے۔

۶۔ حضرت شیخ محمد اسلام بہاریؒ

آپ کا شمار حضرت شاہ سکندر کیتھلی قدس اللہ سرہ، کے جلیل القدر خلفاء میں ہوتا ہے اپنے پیر و مرشد کی خدمت میں سلوک باطنی کی

Marfat.com

تکمیل کی شیخ علم و حلم اور تقویٰ سے بدرجہ کمال آراستہ تھے شریعت کے پابند تھے علوم ظاہری وباطنی میں اپنی مثال آپ تھے اپنے وقت کے علماء میں بلند رتبہ کے مالک تھے آپ کو رسالت مآب ﷺ اور اہل بیت سے بے حد محبت تھی کئی بار حج بیت اللہ سے مشرف ہوئے۔ آپ صاحب خوارق تھے بے شمار مخلوق خدا کو آپ کی ذات سے فائدہ پہنچا۔ آپ تمام عمر بہار کے علاقے میں اشاعت اسلام میں مصروف رہے اور آپ کی کوششوں سے غیر مسلموں کی کثیر تعداد زیورِ اسلام سے آراستہ ہوئی۔ آپ نے ۱۰۴۲ھ میں وصال فرمایا اور بہار میں ہی دفن ہوئے۔ جہاں آج بھی مزار مقدس زیارت گاہ خاص وعام ہے۔

۷۔ حضرت شیخ نور محمد پٹنیؒ

حضرت شیخ نور محمد پٹنی بھی حضرت شاہ سکندر کیتھلی قدس اللہ سرہ، کے خلفاء میں سے ہیں۔ تذکروں سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ کو ابتدائے عمر سے ہی عنایت ازلی نے طلب کا درد عطا فرمایا تھا۔ چنانچہ علوم ظاہری کی تکمیل کے بعد آپ اولیاء اور فقراء کی صحبت میں بیٹھنے لگے۔ آپ نے حضرت شاہ سکندر کیتھلی قدس اللہ سرہ، کے علاوہ حضرت مجدد الف ثانیؒ سے بھی فیض اٹھایا تھا۔ آپ خلوت پسند تھے اور اکثر آبادی سے باہر رہتے تھے۔ بعد میں آپ نے شہر پٹنہ کے ایک طرف دریائے گنگا کے کنارے ایک جھونپڑا بنایا وہیں ایک چھوٹی سی مسجد تیار کی اور اہل وعیال کے ساتھ اسی جھونپڑے میں توکل وقناعت سے رہنے لگے۔ اکثر وقت اسی مسجد میں

Marfat.com

گزرتا تھا۔ نماز کے علاوہ ارشاد و ہدایت اور افادہء علوم دینیہ کا مرکز بھی اس مسجد کو بنا رکھا تھا۔ بدرالدین سرہندی نے اس زمانے کی کیفیت کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اس شہر کے لوگ کثرت سے آپ کے ساتھ عقیدت رکھتے ہیں آپ کا طریق اور روش فنا و نیستی اور بے وجودی اور بے نفسی سے متصف ہے۔ آپ کمال استغنا اور بے نیازی کے ساتھ بسر فرماتے ہیں۔ آپ کے نزدیک دنیا اور اہل دنیا خوار اور بے وقعت ہیں۔ اور فقر و فاقہ کے برداشت کرنے میں اس زمانے کے جواں مردوں میں سے ہیں۔ مولانا ہاشم کشمی اور مولانا بدرالدین سرہندی قدس اللہ اسرارہم نے لکھا ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ، کے ایک مخلص نے انہیں بتایا کہ میں نے حضرت کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے،، کہ شیخ نور محمد رجال الغیب سے ہیں۔ لیکن مجھے یاد نہیں رہا کہ نقبا میں سے فرمایا یا نجباء میں سے۔

مولانا بدرالدین سرہندی نے لکھا ہے کہ آپ حضرت خواجہ محمد صادق کے وصال کے بعد سرہند آئے تو اس زمانے میں عجب وارستگی، بے نفسی، فنا و نیستی اور بے وجودی آپ کی پیشانی سے برستی تھی۔ اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا آپ نے الف وباء بھی نہیں پڑھی ہے اور راہ خدا میں قدم نہیں رکھا ہے۔ اس کے علاوہ مولانا بدرالدین سرہندی نے یہ بھی لکھا ہے کہ میں کتاب ''سیر احمدی''، کی تالیف کے زمانے میں کبھی کبھی آپ کی صحبت میں بیٹھتا تھا۔ آپ مجھ کو طاعت و عبادات کی رغبت دلاتے اور فرماتے کہ ذکر مقامات و تحریر واردات کسی کام نہیں آتے۔ سب فضول

Marfat.com

و بے کار کام ہیں۔ دو رکعت نماز تحریر مقامات سے بہتر ہے۔

ابتدائی زمانے میں آپ کو اور شیخ طاہر لاہوریؒ کو کتاب ''عوارف'' کے سننے کا شوق ہوا جس کو دوسرے لوگ دہلی میں حضرت مجدد الف ثانیؒ کی خدمت میں پڑھا کرتے تھے۔ ایک دفعہ ان دونوں کو یہ خیال آیا کہ سبق کے دوران میں حضرت مجدد الف ثانیؒ حقائق و معارف کا کچھ افادہ نہیں فرماتے۔ اس کتاب کے پڑھنے سے ہم کو کیا فائدہ ہے۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ ان دونوں صاحبوں کے خیال سے واقف ہو گئے اور فرمایا کہ ان دونوں کو ہماری مجلس سے نکال دیں۔ اور قلعہ فیروز آباد سے باہر کر دیں۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ دونوں صاحب تمام دن جنگل میں رہتے اور شب بھر پھرتے دروازہ قلعہ پر پھرتے رہتے۔ کچھ عرصے کے بعد خواجہ حسام الدین احمد اور دوسرے بزرگوں نے سفارش فرمائی۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ نے جواب دیا کہ ان دونوں کو ان کے حال پر چھوڑ دو۔ ان کے نفوس سرکش واقع ہوئے ہیں۔ انہوں نے عرض کیا کہ مسجد فیروزی کے تہ خانے مدتوں سے نجاست و غلاظت سے پر ہیں اگر حکم ہو تو ان دونوں سے نجاست اور غلاظت اٹھوائی جائے تا کہ ان کے نفوس راہ راست پر رہیں۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ نے اجازت دے دی۔ پس ان دونوں بزرگوں نے اپنے ہاتھوں سے اس جگہ کو پاک و صاف کیا۔ اس کے بعد حضرت مجدد الف ثانیؒ نے ان کے حال پر نوازش اور شفقت فرمائی۔ ایک روز حضرت شیخ نور محمد پٹنیؒ اعلیٰ مقام کے حصول کیلئے حضرت شیخ شرف

Marfat.com

الدین بو علی قلندرؒ کے مزار پر مراقبہ کر رہے تھے۔ مراقبہ کے اختتام پر شیخ شرف الدین بو علی قلندرؒ نے فرمایا کہ "جس مقام کو حاصل کرنے کیلئے تم یہاں آئے ہو وہ مجاہدہ اور ریاضت کے بغیر کس طرح حاصل ہو سکتا ہے"۔ اس جواب پر شیخ نور محمد پٹنیؒ دل برداشتہ ہو گئے۔ ان کی مایوسی دیکھ کر حضرت شیخ شرف الدین بو علی قلندرؒ نے حضرت شاہ سکندر کیتھلی قدس اللہ سرہ، کی طرف اشارہ فرمایا۔ اور کیتھل جانے کا حکم دیا۔ چنانچہ شیخ نور محمد پٹنی آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر چند ہی دنوں میں مقامات عالیہ پر فائز ہو گئے۔ ایک روز شیخ نور محمد پٹنی نے چلہ کشی کا ماجرا بیان کیا۔ تو حضرت شاہ سکندر کیتھلی قدس اللہ سرہ، نے فرمایا کہ حضرت شیخ بو علی قلندرؒ نے بلاشبہ درست فرمایا تھا کہ انسان ریاضت و مجاہدہ کے بغیر کچھ حاصل نہیں کر سکتا لیکن یہاں تو رحمت خداوندی کا بحر بے پایاں جاری ہے۔

۷۔ حضرت میراں شاہ غازیؒ

حضرت میراں شاہ غازی کے وطن، جائے پیدائش اور سال پیدائش کے بارے میں تذکرے خاموش ہیں۔ صرف اس قدر پتہ چلتا ہے کہ آپ شاہی فوج میں عہدہء جلیلہ پر فائز تھے۔ آپ کی زندگی علم و حلم، فضل و تقوی اور خلق و انکسار سے عبارت تھی۔ آپ کو جذبہ بہت حاصل تھا اور آپ کی توجہ سے لوگ بے اختیار ہو جاتے تھے۔ بے انتہا مخلوق خدا نے آپ سے فیض حاصل کیا اور آپ سے بے شمار کرامات صادر ہوئیں۔ سنت نبوی کی پیروی اور مہمان کی تواضع کے لئے مشہور تھے۔ رنگ و نسل اور

Marfat.com

مذہب کا کوئی امتیاز روانہ رکھتے تھے۔ حافظ قرآن تھے اور پرہیزگاری میں ضرب المثل تھے۔ حضرت میراں شاہ غازی نے حلقہ ارادت میں داخل ہونے کے بعد سرکاری ملازمت چھوڑ دی اور کنج خلوت اختیار کر کے منازل سلوک و تصوف طے کرنے میں مشغول ہو گئے۔ آخر خرقہء خلافت سے متصف ہوئے۔ آپ تاحیات خدمت اسلام سرانجام دیتے رہے۔ اور ہزاروں ہندوؤں کو جام اسلام سے سرفراز فرمایا۔ آپ کی سعی و ہمت سے راجپوتانے میں اسلام کی خوب اشاعت ہوئی۔ آپ جب تک فوج میں رہے۔ اپنی شہادت کی دعائیں مانگتے رہے لیکن ہر میدان جنگ سے زندہ و سلامت لوٹے۔ آپ نے ۱۰۴۰ھ میں رام گڑھ راجپوتانہ میں وصال فرمایا اور یہیں مدفون ہوئے جہاں آج بھی لوگ بصد عقیدت آپ کا عرس مناتے ہیں۔

بعض حضرات کا خیال ہے کہ حضرت میراں شاہ غازی راجپوتانے کے بجائے میرپور (آزاد کشمیر) کے موجودہ شہر سے چھ میل کے فاصلے پر دریائے جہلم کے کنارے مدفون ہیں اور یہ کہ پنجابی زبان کے مشہور منظوم قصے ''سیف الملوک'' کے مصنف میاں محمد بخش انہیں کے آستانے کے مجاور تھے۔ اپنے بیان کی تائید کیلئے دلیل یہ دیتے ہیں کہ یہ بزرگ بھی حضرت شاہ سکندر کیتھلی قدس اللہ سرہ، کے ہم عصر تھے ان حضرات کا یہ خیال بالکل غلط ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ مذکورہ بالا بزرگ اور حضرت میراں شاہ غازی دو مختلف شخصیتیں ہیں۔ دونوں کے سلسلہ طریقت گو قادریہ سہی

Marfat.com

لیکن دونوں کے نام اور دونوں کے مرشد مختلف ہیں۔ میرپور والے بزرگ میاں محمد بخش کے سلسلہ ء طریقت کے ہی ایک بزرگ ہیں۔

میاں محمد بخش جن بزرگ کے مزار شریف کے مجاور تھے۔ اور جو میرپور (آزاد کشمیر) کے قریب آسودہ خواب ہیں، ان کا نام میراں شاہ غازی نہیں پیرا شاہ غازی ہے۔ جب میاں محمد بخش ''سیف الملوک'' میں حضرت پیرا شاہ غازی کی تعریف شروع کرتے ہیں تو عنوان یوں قائم کرتے ہیں۔ ''در مدح جناب ہادی پیر پیرا شاہ غازی قدس اللہ العزیز، اور پھر تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

بادشاہاں دا پیر کہادے پیراں شاہ کرجاتا
پیرا شاہ قلندرؒ غازی نت سوا لکھ داتا

میاں محمد بخش کے شجرہ طریقت منظوم میں بھی حضرت موصوف کا اسم گرامی، پیر پیرا شاہ غازی شیر غرانی، آیا ہے۔

طفیل پیر پیرا شاہ غازی شیر غرانی
بزیر آن لوائے پاک من بردار یااللہ

اور میاں مخدوم محمد بخش کے شجرہ طریقت منثور میں یہ نام آیا ہے۔'' اسد العساکر والمغازی شیر خدا حضرت غازی قلندرؒ دمڑی والاؒ۔''

''سیف الملوک ''میں میراں کا لفظ حضرت شاہ محمد مقیمؒ کے لئے استعمال ہوا ہے یہ بھی سائیں محمد بخش کے سلسلہ ء طریقت کے ہی ایک بزرگ ہیں۔

Marfat.com

حضرت میراں شاہ مقیماں تیرا شان زیادہ
سوہنا سخی جدھے گھر جایا علی امیر شہزادہ

میاں محمد بخش نے ہی حضرت پیرا شاہ غازی کا مزار شریف ۱۲۹۶ء میں تعمیر کرایا تھا۔ ان حضرت پیرا شاہ غازی سے سلسلہ عالیہ قادریہ کا ایک نیا سلسلہ قادریہ قلندریہ جاری ہوا۔ ان کے مریدین زیادہ تر پوٹھوہار کے علاقے میں پائے جاتے ہیں۔

اس بحث سے یہ ثابت ہو جاتا ہے کہ راجپوتانے میں آسودہ خواب بزرگ حضرت میراں شاہ غازی اور میرپور آزاد کشمیر کے قریب آرام کرنے والے بزرگ حضرت پیرا شاہ غازی دو مختلف بزرگ ہیں۔ دونوں کا سلسلۂ طریقت اگرچہ ایک ہی ہے۔ لیکن پیر و مرشد اور اسمائے گرامی الگ الگ ہیں اس ضمن میں اب ہمیں مزید کسی غلط فہمی کا شکار نہیں ہونا چاہیے۔

۹۔ حبیب اللہ سرہندیؒ

آپ ۹۷۵ھ۔۱۵۶۸ء میں سرہند کے ایک مذہبی گھرانے میں پیدا ہوئے چونکہ پرورش مذہبی ماحول میں ہوئی تھی۔ اس لئے شروع ہی سے طبیعت پر مذہب کا اثر گہرا اور نمایاں تھا۔ حضرت شاہ سکندر کیتھلی قدس اللہ سرہ، کی صحبت نے اس خصوصیت کو مزید جلا بخشی۔ یہاں سلوک و معرفت کی منزلیں طے کیں۔ اور جلد ہی مراتب عالیہ پر پہنچ کر خرقہ خلافت سے متصف ہوئے۔ نادرۂ روزگار، فاضل اور صاحب طرز ادیب تھے۔ تصوف کے ساتھ طبیعت تذکرہ نویسی کی طرف بھی مائل تھی۔

Marfat.com

چنانچہ آپ کی ایک معنوی یادگار ''گلزار الخوارق'' دو جلدوں میں موجود ہے۔

''گلزار الخوارق'' حضرت شاہ کمال کیتھلی اور حضرت شاہ سکندر کیتھلی قدس اللہ اسرارہم کے سوانح حیات پر مشتمل ہے مصنف نے اس کتاب کی وجہ تالیف بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ جب سے وہ متوسلین حضرت شاہ سکندر کیتھلی قدس اللہ سرہ میں شامل ہوئے، یہ خیال ان کے دل میں جاگزیں ہوا کہ ایسے عظیم المرتبت بزرگ کے حالات کو سلک تحریر میں پروکر محفوظ کر لیا جائے۔ چنانچہ انہوں نے ان واقعات کو لکھنا شروع کر دیا۔ کتاب کا انداز بیان دلچسپ ہے۔ شروع میں حمد باری تعالےٰ کے بعد نثر میں رسالت مآب ﷺ کی نعت اور سوانح حیات کے بارے میں چند صفحات ہیں۔ اس کے بعد حضرت شاہ کمال کیتھلی اور حضرت شاہ سکندر کیتھلی قدس اللہ سرہ، ہم کے سوانح حیات شروع ہو جاتے ہیں۔ نفس مضمون اور انداز بیان کے لحاظ سے یہ کتاب اپنی دیگر معاصر کتب سے کسی طرح بھی مختلف نہیں۔ جیسا کہ نام سے ظاہر ہے یہ کتاب کرامتوں کا ایک گلبن ہے چنانچہ اس کتاب میں حضرات کیتھل قدس اللہ اسرارہم کی بے شمار کرامتوں کا بیان ہے۔ اس سے اگرچہ صاحبان تذکرہ کی عظمت کا اندازہ تو ہو سکتا ہے لیکن سوانح حیات پر اتنی واضح روشنی نہیں پڑتی۔ بہر حال حضرت شاہ کمال کیتھلی اور حضرت شاہ سکندر کیتھلی قدس اللہ اسرارہم کے سوانح حیات کے بارے میں یہ ایک اہم اور پر از معلومات دستاویز ہے۔

Marfat.com

اس کتاب کے مولف نے ایک منظوم مرثیہ بھی لکھا ہے جو انہوں نے اپنے بیٹے کی وفات پر لکھا تھا۔ یہ مرثیہ مؤلف کے ذہن کی مکمل عکاسی کرتا ہے۔ اور ایک ایسے انسان کی مبسوط داستان ہے جس کا سینہ اپنے بیٹے کی جدائی میں داغ داغ ہے اور دل و جگر غم فراق سے پاش پاش۔

آپ نے ۱۰۳۷ھ (۲۸ ـ ۱۶۲۷ء) میں وصال فرمایا۔ اور کیتھل شریف میں ہی اپنے پیرومرشد کے مزار مبارک کے احاطے میں دفن ہوئے۔

۱۰۔ حضرت سید جعفر شاہ قادریؒ

آپ ریاست پٹیالہ کے متاخر بزرگوں میں سے تھے اور سلسلہ قادریہ کمالیہ کے بڑے صاحب جذبہ بزرگ تھے۔ صاحب تذکرہ غوثیہ حضرت سید غوث علی شاہ پانی پتیؒ نے آپؒ سے روحانی فیض حاصل کیا تھا۔ تذکرہ غوثیہ میں لکھا ہے کہ جب ہم پٹیالہ میں مولوی فضل امام صاحب سے پڑھتے تھے ان دنوں راجہ کے فیل خانہ میں ایک سالک مجذوب رہتے تھے۔ ان کا نام سید جعفر شاہ صاحب تھا۔ ہمارے ہم سبق نے ان کی خدمت میں عرض کی کہ حضرت آج تو سلطان الاذکار کی اجازت دیجئے۔ اس وقت آپ پر جذب کی کیفیت طاری تھی۔ آپ نے تین باری اپنی ران پر ہاتھ مارا اور کہا جاؤ اجازت ہے۔ تھوڑی دیر بعد اس طالب علم کے بدن میں اثر ہونے لگا ۔ پہلے تو تھوڑا محسوس ہوا پھر وہ بڑھتے بڑھتے بڑھتا گیا۔ ہر بن مو سے خون ٹپکنے لگا۔ ہر ممکن علاج سے کوئی افاقہ نہ ہوا ۔ ہر رگ و پے سے ایک آواز آنے لگی۔ گھنٹہ بھر کے بعد دونوں طرف کی شہ رگ کٹ گئی اور وہ جاں بحق

Marfat.com

ہوا۔ مگر خون اور آواز و لرزہ بند نہ ہوا۔

ایک مرتبہ حضرت سید غلام علی شاہ دہلویؒ کے ایک خلیفہ حضرت غوث علی شاہؒ کے ہمراہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ خلیفہ صاحب نے عرض کی کہ حضرت میرا قلب جاری نہیں ہوتا۔ آپ نے کہا کہ نہیں جاری ہوتا؟ یہ کہہ کر آپ نے اپنے ہاتھ کو چکر دینا شروع کیا اور فرمانے لگے چل بے چل۔ یہ کہنا تھا کہ خلیفہ صاحب قلب کو پکڑ کر لوٹ پوٹ ہو گئے ہم نے (غوث علی شاہ) کہا شاہ صاحب کہیں ان کو بھی مار ڈالنے کا اردہ ہے۔ فرمایا اچھا ہوا غوث علی شاہ۔!

۱۱۔ حضرت شاہ محمد عظیم قادری

آپ اٹھارویں صدی کے بڑے صاحب فیض بزرگوں میں سے تھے۔ آپ کا شجرہ نسب حضرت شاہ سکندر کیتھلیؒ کے خانوادہ سامانہ سے گدار حمان عباسؒ کی شاخ سے تھا۔ راجہ پٹیالہ آپ سے بے حد عقیدت رکھتا تھا۔ جب اسے کوئی مشکل پیش آتی تو وہ آپکی خدمت میں حاضر ہو جاتا۔ ریاست میں چونکہ گائے کشی بند تھی۔ آپ ہر سال گیارھویں شریف کے موقع پر حسب معمول نیاز کیلئے پلاؤ پکوایا کرتے تھے۔ کسی نے راجہ سے شکایت کی تو راجہ بغرض تجسس و تحقیق آپ کی خانقاہ میں آیا تو آپ نے فرمایا آج تو راجہ راجہ بن کر آیا ہے۔ اس نے عرض کی حضرت میں تو خادم بن کر آیا ہوں حضرت شاہ محمد عظیمؒ نے دیگ کا منہ کھول کر دکھایا تو راجہ نے دیکھا کہ تو ان میں میٹھے چاول پکے ہوئے تھے۔ راجہ شرمندہ ہوا اور معافی کا خواستگار ہوا۔ ایک مرتبہ پٹیالہ کو چھاؤنی بنانے کی تجویز ہوئی۔ جب راجہ کو معلوم ہوا اس کو چھاؤنی بنانے لگے ہیں تو یہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ

Marfat.com

یہاں چھاؤنی نہیں بنی چاہیئے۔ آپ نے فرمایا چھاؤنی پٹیالہ ہی کو بنناتھی۔ مگر اب ایسا نہیں ہوگا۔ کچھ عرصے کے بعد انبالہ چھاؤنی بنی۔ آپ کا مزار مبارک پٹیالہ میں مرجع خلائق ہے۔

۱۲۔ باوا بال پوری

حضرات کیتھل قدس اللہ اسرار ہم کا فیض ہر کہ ومہ کو بلا امتیاز مذہب و ملت مستفید کرتا رہا۔ ہزاروں ہندوؤں نے ان حضرات قدس اللہ اسرار ہم کے دست حق پرست پر اسلام قبول کیا اور اس نعمت لازوال سے مشرف ہوئے حضرت شاہ کمال کیتھلی قدس سرہ، کے خلفاء میں حضرت باوا اسیتل داس کا نام ملتا ہے۔ انھی حضرت باوا اسیتل داس کے جانشینوں میں ایک حضرت باوا بال پوری تھے۔ آپ نے حضرت شاہ سکندر کیتھلی قدس اللہ سرہ، کی خدمت میں حاضر ہو کر دولت ارادت سے دامن مراد کو بھرا۔ اور آخر خرقہ خلافت حاصل کیا آپ عبادت نہایت کثرت اور ذوق وشوق سے کرتے تھے۔ آپ نے حضرت شاہ سکندر کیتھلی قدس اللہ سرہ، سے سلوک باطن حاصل کیا۔ بڑے متقی وپرہیز گار اور علوم ظاہری وباطنی کے جامع اور صاحب ریاضت ومجاہدہ تھے۔ ۱۰۳۰ھ (۲۱۔ ۱۶۲۰ء) میں وصال فرمایا۔

مذکورہ بالا حضرات کے علاوہ حضرت شاہ سکندر کیتھلی قدس سرہ کے خلفاء میں شیخ ادریس سامانوی، حضرت شہ جیئو، حضرت شاہ محمود قادری (بھاگل پوری) حضرت سید عبداللہ، حضرت شاہ محمود جمال اور حضرت رستم علی شاہ کے نام بھی ملتے ہیں۔ لیکن ان کے حالات وکیفیات تلاش بسیار کے باوجود دستیاب نہیں ہوئے۔

دل کے کانوں سے سنو قلندری بات
جب درویشاں سے خوش رہتا ہے

Marfat.com

کتابیات

۱۔ آب کوثر۔ ڈاکٹر شیخ محمد اکرام۔ فیروز سنز لمیٹڈ۔ لاہور۔۔۔۔ ۱۹۶۶ء۔

۲۔ آداب الحرب والشجاعت۔ فخر مدبر۔

۳۔ اثبات النبوۃ (عربی معہ اردو ترجمہ) حضرت مجدد الف ثانیؒ (ادارہء مجددیہ کراچی) ۱۳۸۳ء۔

۴۔ آفتاب ولایت۔ نبی بخش۔ برقی پریس۔ بدایوں بار اول۔۔۔ ۱۹۴۱ء

۵۔ اخبار الاخیار۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی۔ مطبع مجتبائی دہلی ۱۳۳۲ھ

۶۔ اخبار الاولیاء (قلمی)۔

۷۔ ارشادات مجدد۔ جمیل احمد شرقپوری۔ مکتبہ شیر ربانی ومکتبہ نورِ اسلام شرقپور شریف۔ ۱۹۶۵ء

۸۔ الغزالی۔ علامہ شبلی۔

۹۔ الکلام المنجی بردایرادات البرزنجی۔ وکیل احمد سکندرپوری۔ مطبع مجتبائی دہلی۔ ۱۳۰۹ھ

۱۰۔ الکمال۔ سید خورشید حسین بخاری۔ مکتبہ میری لائبریری۔ لاہور۔ ۱۹۶۷ء

۱۱۔ اللہ والوں کی زندگی۔ حبیب اللہ خان دہلوی۔ مطبع مجتبائی دہلی۔ ربیع الاول۔ ۱۳۳۲ھ

۱۲۔ القول الجمیل۔ شاہ ولی اللہ دہلوی۔ مدینہ پبلشنگ کمپنی بندر روڈ کراچی۔ ۱۹۷۳ء

Marfat.com

۱۳۔ انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ اور ادفتیہ۔ شاہ ولی اللہ دہلوی (بار سوم) کتب خانہ علویہ لائل پور۔ س۔ ن

۱۴۔ انوار احمدیہ۔ وکیل احمد سکندر پوری۔ مطبع مجتبائی۔ دہلی۔ ۱۳۰۹ھ

۱۵۔ انوارِ اصفیاء۔ ادارہ تصنیف۔ تالیف و شیخ غلام علی اینڈ سنز کشمیری بازار لاہور۔ ۱۹۶۷ء

۱۶۔ انوار الاولیاء۔ سید رئیس احمد جعفری۔۔۔۔۔ ایضاء۔۔۔

۱۷۔ انفاس العارفین۔ شاہ ولی اللہ دہلویؒ۔ طبع دہلی ۱۸۹۹ء

۱۸۔ انوار العارفین۔ حافظ محمد حسین مراد آبادی۔ نول کشور لکھنو۔ مارچ ۱۸۷۶ء

۱۹۔ انوار مجددی۔ پروفیسر یوسف سلیم چشتی۔ عشرت پبلشنگ ہاؤس ہسپتال روڈ لاہور ۱۹۶۱ء

۲۰۔ انوارِ مرتضوی۔ مولوی عبدالرسول ساکن بھکر۔ طبع بلدیہ طیبہ خوشاب ضلع سرگودھا ۱۹۰۹ء

۲۱۔ اولیائے لاہور۔ محمد لطیف۔ سنگ میل پبلیکیشنز۔ لاہور ۱۹۶۲ء

۲۲۔ احوال صوفیا (قلمی)

۲۳۔ باغ اولیائے ہند (پنجابی منظوم) مولوی محمد الدین فاضل شاہ پوری مولوی محمد اعظم محمد معظم۔ تاجران کتب لاہور۔ ۱۹۲۸ء (۱۳۴۶ء)

۲۴۔ پنجاب میں اردو۔ حافظ محمود شیرانی مکتبہ اردو۔ لاہور۔

۲۵۔ تاج المآثر۔ حسن نظامی۔

Marfat.com

۲۶۔ تاریخ ادب اردو۔رام بابو سکسینہ ۔ ترجمہ مرزا محمد حسن عسکری ۔نول کشور لکھنو۔

۲۷۔ تاریخ الکامل ابن اثیر جلد ۹۔ مصر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۱۲۹۰ھ

۲۸۔ تاریخ الکامل (اردو ترجمہ) حیدر آباد۔۔۔۔۔۔۔۔۔۱۹۲۷ء

۲۹۔ تاریخ تصوف اسلام (اردو ترجمہ فلسفہ اسلام مترجم رئیس احمد جعفری، شیخ غلام علی اینڈ سنز کشمیری بازار لاہور۔

۳۰۔ تاریخ فخر الدین مبارک شاہ فخر مدرسہ مدبرہ تصحیح سر ڈینی سن راس لندن ۱۹۲۷ء

۳۱۔ تاریخ فرشتہ۔ محمد قاسم ہندو شاہ فرشتہ۔ نول کشور۔ کانپور۔۔۔۔ ۱۲۸۱ھ

۳۲۔ تاریخ مشائخ چشت۔ خلیق احمد نظامی دہلی۔۔۔۔۔۔۔۱۹۵۳ء

۳۳۔ تاریخ فیروز شاہی ۔ ضیاء الدین برنی۔ ایشیاٹک سوسائٹی کلکتہ ۔۔۔۔۔۱۸۶۰ء

۳۴۔ تاریخ فیروز شاہی ۔ شمس الدین سراج۔ ایشیاٹک سوسائٹی کلکتہ ۔ ۔۔۔۔۔۱۸۹۱ء

۳۵۔ تاریخ ہندوستان جلد پنجم مولوی ذکاء اللہ طبع سوم۔ علی گڑھ۔۔۔۔۔۱۹۱۸ء

۳۶۔ تاریخ ہندوستان۔ جلد ہشتم۔۔۔۔۔ ایضاء۔۔۔۔

۳۷۔ تاریخی مقالات۔ محمد اسلم۔ ندوۃ المصنفین لاہور۔۔۔۔۔۱۹۷۰ء

Marfat.com

۳۸۔ تحریر لوح مزار حضرت شیخ محمد طاہر بندگی لاہوری (رحمتہ اللہ علیہ)۔

۳۹۔ تحفتہ الابرار۔

۴۰۔ تحفتہ الکرام۔ علی شیر قانع تتوی۔

۴۱۔ تحفۂ زواریہ مرتبہ ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں۔ اعلیٰ کتب خانہ کراچی۔

۴۲۔ تحقیقاتِ چشتی۔ نوراحمد چشتی۔ پنجابی ادبی اکیڈمی۔ لاہور۔۔۔۔۔۔۱۹۶۴ء

۴۳۔ تذکرہ غوثیہ سید غوث علی شاہ۔ پانی پتی۔ مرتبہ مولوی شاہ گل حسن قادری غلام علی اینڈ سنز اینڈ کشمیری بازار ۔لاہور۔

۴۴۔ تذکرہ شرائفِ غوثیہ۔ غلام غوث قادری بٹالوی

۴۵۔ تذکرہ اولیائے کرام۔ عزیز الدین قادری موچی دروازہ کوچہ چشتیاں لاہور۔

۴۶۔ تذکرہ اولیائے ہند۔ مرزا محمد اختر دہلوی کتب خانہ میور پریس دہلی۔ ۱۹۲۹ء

۴۷۔ تذکرہ اولیائے ہندوپاکستان (جدید) مفتی ولی حسن ٹونکی۔ محمد سعید اینڈ سنز۔ کراچی۔

۴۸۔ تذکرۃ امام ربانی مجدد الف ثانیؒ۔ منظور نعمانی۔ مکتبہ الفرقان لکھنو اکتوبر ۱۹۶۰ء

۴۹۔ تذکرۃ العابدین

۵۰۔ تذکرہ علمائے ہند۔ رحمان علی۔ نول کشور لکھنو نومبر ۱۹۱۴ء

۵۱۔ تذکرہ کریمیہ۔ چوہدری کرم شاہ ادارہ کریمیہ جامعہ تعلیم وتربیت

Marfat.com

اندرون بوہڑ گیٹ ملتان۔ بار اول ۱۹۶۶ء

۵۲۔ تذکرۃ الملتان۔ نا معلوم الاسم۔

۵۳۔ تذکرۃ الواصلین۔ بدیع الزمان۔ مفید عام پریس آگرہ۔ طبع اول ۱۳۳۵ھ

۵۴۔ تذکرہ صوفیائے بنگال۔ اعجاز الحق قدوسی۔ مرکزی اردو بورڈ۔ لاہور

۵۵۔ تذکرہ صوفیائے سرحد۔۔۔۔۔ ایضاء۔۔۔۔۔ بار اول ۱۹۶۶ء

۵۶۔ تقصار جیود الاحرار فی تذکار جنود الابرار۔ محمد صدیق حسن خان بہادر نواب۔ بھوپال مطبع شاہ جہانی بھوپال۔ ۱۲۹۸ء

۵۷۔ تہلیلیہ (عربی مع اردو ترجمہ) حضرت مجدد الف ثانیؒ ادارہ مجددیہ کراچی۔ ۱۳۸۰ھ

۵۸۔ تقویم دار الاحسان۔ برکت علی لودھیانوی۔ دار الاحسان۔ سالاروالہ شریف ضلع لائل پور ۱۳۹۱ھ

۵۹۔ تواریخ آئینۂ تصوف۔ محمد حسن صابری۔ مکتبہ صابریہ قصور اکتوبر ۱۹۷۱ء

۶۰۔ تواریخ بزرگان کیتھل (قلمی)۔ محمد باقر قریشی۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۱۰۰ھ

۶۱۔ تواریخ کیتھل (قلمی) شیخ محمد شاکر خلف حنیف محمد باقر قریشی ۱۱۳۹ھ

۶۲۔ توزک جہانگیر۔ جہانگیر بادشاہ (پرائیویٹ پریس) علی گڑھ ۱۲۸۱ھ

۶۳۔ تنویر الذہن مسمی بہ انتصار الحق۔ مولوی عبد الرسول ساکن بھکر، ضلع شاہ پور مطبوعہ منوہر الیکٹرک پریس سرگودھا۔ ۱۹۰۹ء

Marfat.com

۶۴۔جواہر مجددیہ۔ خواجہ احمد حسین خاں۔ اللہ والے کی قومی دکان لاہوری۔ ۱۹۱۳ء

۶۵۔ جواہر معصومیہ۔ خواجہ احمد حسین خاں امروہوی۔ اللہ والے کی قومی دکان۔

۶۶۔ حالات مشائخ نقش بندیہ مجددیہ۔ محمد حسن نقش بندی۔ مطبع احسن المطابع۔ مراد آباد۔ ۱۳۲۳ء

۶۷۔ حدائق الحنفیہ۔ فقیر محمد جہلمی، نول کشور لکھنو۔ ستمبر ۱۹۰۶ء (رجب ۱۳۲۴ھ)

۶۸۔ حدیقۃ الاسرار یعنی اخبار الابرار۔ امام بخش بن پیر بخش

۶۹۔ حدیقۃ الاولیاء۔ مفتی غلام سرور۔ نول کشور کانپور۔۔۔۔۔ ۱۹۰۶ء

۷۰۔ حضرات القدس، بدرالدین سرہندی، جلد دوم محکمہ اوقاف پنجاب لاہور۔ ۱۹۷۱ء

۷۱۔ حضرت مجدد الف ثانی۔ سید زوار حسین شاہ۔ ادارہ مجددیہ۔ کراچی ۱۹۷۲ء۔

۷۲۔ حضرت مجدد الف ثانی (ایک تحقیقی جائزہ) ڈاکٹر غلام مصطفی خاں۔ صدر شعبہ اردو یونیورسٹی حیدر آباد۔ ۱۹۶۵ء۔

۷۳۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ۔ نظام الدین توکلی مجددی۔ مکتبہ قیومیہ۔ لاہور

۷۴۔ حضرت مجدد کا نظریہ توحید۔ ڈاکٹر برہان احمد فاروقی۔ مقبول اکیڈمی۔ لاہور

Marfat.com

۷۵۔ حیات سعیدیہ۔ سید زوار حسین شاہ۔ ادارہ مجددیہ کراچی

۷۶۔ حیات مجدد۔ محمد فرمان ایم اے مجلس ترقی ادب۔۔۔۔۔۔لاہور

۷۷۔ خاتمۃ الطبع مکتوبات امام ربانی مطبوعہ نول کشور کانپور ۱۳۱۳ھ

(مارچ ۱۸۹۶ء بار ششم) خاتمۃ الطبع از محمد حامد علی خاں حامد۔

۷۸۔ خزینۃ الاصفیاء جلد اول مفتی غلام سرور۔ نول کشور کانپور۔

۱۳۳۲ھ

۷۹۔ خزینۃ الاصفیاء جلد دوم۔۔۔۔۔۔۔ایضاء۔۔۔۔۔۔

۸۰۔ خزائن الفتوح۔ امیر خسرو۔ مرتبہ سید معین الحق۔ علی گڑھ پرنٹنگ

ورکس۔ ۱۹۲۷ء

۸۱۔ خزینۂ معرفت۔ محمد ابراہیم قصوری۔ مکتبہ نور اسلام۔ شرقپور

شریف۔

۸۲۔ خلاصۃ المعارف (قلمی) حضرت سید آدم بنوریؒ

۸۳۔ بستان صوفیاء۔ صوفی حسام الدین۔ مفید عام پریس اگرہ (ربیع

الاول ۱۳۶۰ھ دبار دوم)

۸۴۔ دربار قادری۔ محمود علی مائل۔ غوثیہ کتب خانہ۔ لاہور

۸۵۔ دربار قادریہ فاضلیہ کا قرطاس التعارف۔ سید بدر محی الدین قادری

سجادہ نشین دربار قادریہ فاضلیہ (بٹالہ شریف) لاہور فروری ۱۹۷۰ء

۸۶۔ درالمعارف (ملفوظات حضرت شاہ غلام علی دہلوی) مرتبہ شاہ

روف احمد۔ مکتبہ اسدیہ گجرات۔ ضلع مظفر گڑھ۔

۸۷۔ درود الہامیہ (قلمی) حضرت سید آدم بنوری مخزونہ اسلامیہ کالج

Marfat.com

لائبریری پشاور۔
۸۸۔ دین الٰہی اور اس کا پس منظر۔ پروفیسر محمد اسلم۔ ندوۃ المصنفین لاہور۔
۱۹۷۰ء
۸۹۔ دیوان ضیاء حسین خیر شاہی قادری۔ حسین شاہ۔ طابع نیاز حسین موضع چنڈالی (گوجرانوالہ)
۹۰۔ روایت بزبان سید بدرالدین ترمذی بعمر نوے سال۔
۹۱۔ روایت محررہ ومرسلہ عبدالسلام احسان۔ سیکرٹری یونین بلدیہ۔ ڈیرہ غازی خان۔
۹۲۔ روایت محررہ ومرسلہ عنایت محمد بٹ اے ایس۔ آئی روجھان ضلع ڈیرہ غازی خان
۹۳۔ روایت محررہ ومرسلہ غلام محمد بٹ ٹیکس انسپکٹر ڈسٹرکٹ کونسل ڈیرہ غازی خان۔
۹۴۔ روایت محررہ ومرسلہ محمد سرور خان ڈائریکٹر انکم ٹیکس بہاول پور۔
۹۵۔ روایت محررہ ومرسلہ حضرت سید مقبول محی الدین گیلانی سجادہ نشین دربار قادریہ کمالیہ سکندریہ ڈیرہ غازی خان۔
۹۶۔ روزنامہ امروز، ملتان۔ مورخہ ۲۹ دسمبر ۱۹۷۲ء
۹۷۔ روزنامہ کوہستان، ملتان۔ مورخہ ۲۳ دسمبر ۱۹۶۲ء
۹۸۔ روزنامہ نوائے وقت، لاہور۔ ۶ نومبر ۱۹۴۵ء
۹۹۔ روضۃ القیومیہ۔ خواجہ کمال الدین احسان۔ اللہ والے کی قومی دکان لاہور۔ ۱۳۳۵ھ

Marfat.com

۱۰۰۔ رموز نہانی۔ پیر سید غلام جیلانی۔ اللہ والے کی قومی دکان۔ لاہور۔

۱۰۱۔ ریاض الاولیاء (قلمی) شیخ محمد بقاء برٹش میوزیم OR 1745

۱۰۲۔ زبدۃ المقامات۔ محمد ہاشم کشمی۔ نول کشور کانپور۔ جنوری ۔۔۔۔۱۸۹۰ء

۱۰۳۔ سبحۃ المرجان۔ علامہ غلام علی آزاد بلگرامی۔ مطبوعہ ملک الکتاب بمبئی ۔۔۔۔۔ ۱۳۰۳ھ

۱۰۴۔ سبع اسرار۔ خواجہ شاہ محمد معصوم۔ فضل الدین ملک چنن دین ملک تاج الدین کشمیری بازار لاہور۔

۱۰۵۔ سلاسل اربعین۔ محمد عبدالرحمٰن شاہ چشتی قدوسی محمدی۔ ناشر سید مبارک علی پٹواری۔ جھجر۔

۱۰۶۔ سلاطین دہلی کے مذہبی رجحانات۔ خلیق نظامی۔ ندوۃ المصنفین اردو بازار جامع مسجد دہلی۔ اپریل ۱۹۵۸ء

۱۰۷۔ سوانح عمری حضرت مجدد الف ثانی۔ محمد احسان اللہ عباسی گورکھپوری۔ رام پور ۱۹۲۶ء

۱۰۸۔ سیر الاقطاب شیخ الہ دیہ نول کشور کانپور ۔۔۔۔۔۔ ۱۹۱۳ء

۱۰۹۔ سیرت امام ربانی۔ محمد داؤد بن مولانا نور احمد امرتسری۔ دارالاشاعت امرتسر ۱۳۴۳ھ

۱۱۰۔ سیر العارفین۔ محمد جمالی۔ مطبع رضوی دہلی ۔۔۔۔۔ ۱۳۱۱ھ

۱۱۱۔ سیر المتاخرین۔ جلد اول۔ سید طباطبائی۔

۱۱۲۔ سیف الملوک۔ میاں محمد۔ مطبوعہ ملک نور اینڈ سنز تاجران کتب جہلم

Marfat.com

۱۱۳۔ شجرہ شریف سلسلہ ء عالیہ قادریہ کمالیہ سکندریہ۔ شائع کردہ عبدالحمید خادم آستانہ کیتھل شریف۔ ساکن کراچی نمبر ۶۔

۱۱۴۔ شجرہ طریقت شیخ محمد اسماعیل خلیفہ ابو محمد قادری، مرسلہ حضرت میاں سید مقبول محی الدین گیلانی۔

۱۱۵۔ شرح رباعیات خواجہ باقی اللہ۔ مرتبہ ثناء الحق صدیقی۔ ادارہ مجددیہ کراچی۔ جنوری ۱۹۶۷ء

۱۱۶۔ شعر العجم۔ شبلی نعمانی جلد سوم مطبع معارف اعظم گڈھ طبع پنجم ۱۹۵۶ء

۱۱۷۔ شمالی ہندوستان میں تصوف کی نشوونما۔ انوار الحسن۔ افضل کتب خانہ پٹنہ۔ ۱۹۴۳ء

۱۱۸۔ صوفیائے نقش بند۔ سید امین الدین احمد۔ مقبول اکیڈمی۔ لاہور ۱۹۷۳ء

۱۱۹۔ صوفیائے وجودی۔ مجیب الحسن۔ کتاب خانہ جدید۔ دہلی طبع اول محرم الحرام ۱۳۶۶ھ

۱۲۰۔ طبقات اکبری نظام الدین احمد بخشی جلد اول۔ ایشیاٹک سوسائٹی کلکتہ ۱۹۱۱ء

۱۲۱۔ طبقات ناصری ابو عمر منہاج الدین عثمانی جوزجانی۔ ایشیاٹک سوسائٹی کلکتہ ۱۹۱۱ء

۱۲۲۔ عبداللہ خویشگی قصوری۔ محمد اقبال مجددی۔ شمس الدین تاجران کتب لاہور۔

Marfat.com

۱۲۳۔ عرب وہند کے تعلقات۔ سید سلیمان ندوی۔ ہندوستانی اکیڈیمی ۔الہ آباد

۱۲۴۔ عرس اور میلے۔ امان اللہ ارمان سرحدی۔ کتاب منزل لاہور ۱۹۵۹ء

۱۲۵۔ علمائے ہند کا شاندار ماضی ۔ جلد اول مولانا سید محمد میاں دیوبندی جمعیۃ العلماء ہند دہلی ۱۳۶۵ھ

۱۲۶۔ علمائے ہند کا شاندار ماضی۔ جلد چہارم ------ ایضاء ------

۱۲۷۔ علم الکتاب۔ میر درد۔ مطبع الانصاری دہلی باہتمام مولوی محمد عبدالحمید۔ ۱۳۰۸ھ

۱۲۸۔ عمدۃ السلوک۔ سید زوار حسین شاہ ادارہء مجددیہ کراچی

۱۲۹۔ فتاوی جہانداری۔ ضیاء الدین برنی روٹو گراف قلمی نسخہ انڈیا آفس لائبریری۔ لندن

۱۳۰۔ عمدۃ المقامات، حاجی فضل اللہ، مولانا محمد ہاشم مجددی۔ ۱۳۵۵ھ

۱۳۱۔ فراقنامہ۔ مولوی عبدالرسول ساکن بھکر۔ طبع بلدہ طیبہ خوشاب ضلع سرگودھا۔ ۱۹۰۹ء

۱۳۲۔ فلسفہ اسلام۔ ڈاکٹر محمد مصطفیٰ حلمی۔ الجمعیۃ الفلسفۃ المصریہ۔

۱۳۳۔ فوائد الفواد۔ ملفوظات شیخ نظام الدین اولیاء۔ مرتبہ خواجہ حسن سجزی۔ مطبوعہ لاہور ۱۹۶۶ء

۱۳۴۔ فوائد الفواد ------ ایضا ------ نول کشور لکھنؤ ۱۳۰۲ء

Marfat.com

۱۳۵۔ قاموس المشاہیر۔ نظامی بدایونی۔ جلد اول۔ نظامی پریس۔ بدایون ۱۹۲۴ء

۱۳۶۔ قصر عارفان۔ مولوی احمد علی شائع شدہ دراورنٹیل کالج میگزین لاہور مئی ۱۹۶۵ء

۱۳۷۔ قصص الاولیاء۔ اظہار الحسن۔ ناشر مولوی محمد اعظم۔ محمد معظم تاجران کتب لاہور ۱۹۳۳ء

۱۳۸۔ کتاب العمل بالسنتہ المعروف بہ ترتیب شریف۔ برکت علی لدھیانوی۔ سالاروالہ ضلع لائل پور۔

۱۳۹۔ کوائف شیعہ (فارسی معہ اردو) حضرت مجدد الف ثانی (رام پور)۔ ۱۳۸۴ھ

۱۴۰۔ گلزار ابرار۔ محمد غوثی مندوی۔ اردو ترجمہ مولوی فضل احمد آگرہ۔ ۱۳۲۶ھ

۱۴۱۔ گلزار الخوارق (قلمی) حبیب اللہ سرہندی۔

۱۴۲۔ گنجینہ سروری المعروف بہ گنج تاریخ۔ مفتی غلام سرور نول کشور لکھنؤ۔ مارچ ۱۸۷۷ء (۱۲۹۴ھ)

۱۴۳۔ لباب الالباب محمد عوفی مرتبہ براؤن و مرزا محمد عبدالوہاب قزوینی۔ لندن ۱۹۰۶ء۔

۱۴۴۔ لاہور میں اولیائے نقش بند کی سرگرمیاں۔ محمد دین کلیم۔ لاہور ۱۹۶۵ء

۱۴۵۔ لب جو۔ اسلامیہ کالج سانگلہ ہل کا علمی وادبی مجلہ۔ دسمبر ۱۹۶۹۔

Marfat.com

مضمون بعوان حضرت مجدد کا نظریہ، وحدت الشہود۔ از پروفیسر خورشید حسین بخاری۔

۱۴۶۔ مآثر لاہور محمد الدین فوق مشمولہ نقوش لاہور۔ لاہور نمبر۔

۱۴۷۔ ماہنامہ آئینہ لاہور۔ اکتوبر ۱۹۶۴ء مضمون بعوان حضرت شاہ کمال کیتھلی از خورشید حسین بخاری۔

۱۴۸۔ ماہنامہ آئینہ لاہور ستمبر ۱۹۲۹ء مضمون بعوان حضرت شاہ سکندر کیتھلی از اقرار علی فاضلی۔

۱۴۹۔ ماہنامہ آئینہ لاہور جنوری ۱۹۷۰ء مضمون بعوان شیخ الآفاق حضرت شاہ کمال کیتھلی قدس سرہ از ایس اقرار علی شاہ۔

۱۵۰۔ ماہنامہ الرحیم حیدر آباد ستمبر ۱۹۶۷ء مضمون بعوان سلسلہ مجددیہ کا ایک نادر مخطوطہ۔ از ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں۔

۱۵۱۔ ماہنامہ الرحیم حیدر آباد۔ اکتوبر ۱۹۶۷ء۔۔۔۔۔ ایضاً۔۔۔۔۔

۱۵۲۔ ماہنامہ بصیر کراچی۔ مارچ ۱۹۷۳ء مضمون بعوان سید عبد العلی قادری از ظفر حمید دہلوی۔

۱۵۳۔ ماہنامہ بصیر کراچی ۱۹۷۳ء مضمون بعوان حضرت شاہ سکندر کیتھلی از اقرار علی فاضلی۔

۱۵۴۔ ماہنامہ بصیر کراچی جنوری فروری ۱۹۷۴ء مضمون بعوان حضرت مولانا شاہ بشیر احمد میاں بریلوی از ظفر حمید دہلوی۔

۱۵۵۔ ماہنامہ دار الفرقان لاہور جنوری ۱۹۵۵ء مضمون بعوان حسن

Marfat.com

سجزی از پروفیسر محمد شجاع الدین

۱۵۶۔ماہنامہ عرفات لاہور۔ مئی جون ۱۹۷۲ء مضمون بعنوان مدینۃ الاولیاء اور حضرت مجدد الف ثانیؒ۔ از میاں محمد دین کلیم لاہور۔

۱۵۷۔ماہنامہ گنج بخش لاہور مئی ۱۹۵۶ء مضمون بعنوان کبیر ملک العشاق حضرت شاہ کمال قادری کیتھلی۔از رشید القادری۔

۱۵۸۔ مبداء و معاد (فارسی مع اردو ترجمہ) حضرت مجدد الف ثانیؒ ۔ادارہء مجددیہ کراچی۔

۱۵۹۔ مثنوی رمز العشق۔مرتبہ گوہر نوشاہی مطبوعہ مجلس ترقیء ادب لاہور۔

۱۶۰۔ مجمع الاسرار (اردو ترجمہ) پیر سید بہادر شاہ قادری نقش ہدیٰ۔ اللہ والے کی قومی دکان۔ لاہور۔

۱۶۱۔ مجدد اعظم۔ محمد حلیم شعاع ادب لاہور ۱۹۶۸ء۔

۱۶۲۔ مجمع الاولیاء (قلمی) علی اکبر حسینی۔

۱۶۳۔ مجموعہ حالات و مقامات امام ربانی مجدد الف ثانیؒ ۔ محمد عبد الاحد۔ مطبع مجتبائی دہلی شعبان۔ ۱۳۲۹ء

۱۶۴۔ مجموعہ فتاویٰ عزیزی مجتبائی۔ حضرت شاہ عبد العزیز دہلوی ۔ مطبع مجتبائی دہلی شوال ۱۳۱۱ء

۱۶۵۔مدارج الاولیاء (قلمی) میر قمر الدین سیانوی ۱۲۷۵ء

۱۶۶۔مدارج النبوۃ شیخ عبد الحق محدث دہلوی۔

Marfat.com

مہر: ...جمیل احمد...

۱۶۷۔ مخزن الواصلین۔ محمد فاضل مطبع منشی احمد علی و منشی جعفر علی دہلی ۱۲۴۹ھ

۱۶۸۔ مختصر سوانح حیات حافظ غلام قادر شاہ عبدالرحمٰن مطبوعہ مرزا فضل الحق بیگ شیخوپورہ۔

۱۶۹۔ مسالک السالکین۔ مولوی عبدالستار سہرامی۔ مطبع مفید عام آگرہ

۱۷۰۔ مسلک مجدد جمیل احمد شرقپوری۔ مکتبہ شیر ربانی و مکتبہ نور اسلام شرقپور شریف۔

۱۷۱۔ معارف لدنیہ حضرت مجدد الف ثانیؒ (ادارہ مجددیہ کراچی) ۱۳۸۸ھ

۱۷۲۔ معارف و طریقت۔ اسد الرحمٰن قدسی۔ گوشہ ادب چوک انارکلی لاہور طبع دوم ۱۹۵۲ء

۱۷۳۔ معجم المولفین جلد اول عمر رضا کحالہ دمشق۔۔۔۔۔۔۔۔۔۱۹۵۷ء

۱۷۴۔ مفتاح التواریخ۔ منشی دانش ور طامسن ولیم بیل، نول کشور کانپور رجب ۱۲۸۴ھ

۱۷۵۔ مفتاح الغیب۔ شیخ عطاء محمد نظامی، شیخ حبیب اللہ مظہر نظامی۔ جیٹھی کے ضلع سیالکوٹ۔ اکتوبر ۱۹۳۳ء

۱۷۶۔ مقامات امام ربانی مجدد الف ثانی محمد حسن نقش ہدی۔ اللہ والے کی قومی دکان لاہور

۱۷۷۔ مقامات اصفیاء۔ عبدالصمد مفید عام پریس آگرہ طبع دوم ۱۳۴۴ھ

Marfat.com

۱۷۸۔ مکاشفات عینیہ۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ۔ ادارہ مجددیہ کراچی ۱۳۸۴ھ

۱۷۹۔ مکاشفات عینیہ۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ (قلمی) مخزونہ پنجاب یونیورسٹی لائبریری لاہور

۱۸۰۔ مکتوب سید غلام کبریا شاہ بنام سید خورشید حسین بخاری

۱۸۱۔ مکتوب سید غلام کبریا شاہ بنام سید خورشید حسین بخاری

۱۸۲۔ مکتوب سید محمد اسماعیل ہاشمی بنام سید خورشید حسین بخاری محررہ ۲ اپریل ۱۹۷۳ء

۱۸۳۔ مکتوب حضرت سید مقبولِ محی الدین گیلانی سجادہ نشین۔ دربار قادریہ کمالیہ سکندریہ ڈیرہ غازی خان بنام سید خورشید حسین بخاری۔

۱۸۴۔ مکتوبات امام ربانی حضرت مجدد الف ثانیؒ رحمتہ اللہ علیہ دفتر اول ودوم وسوم نور کمپنی لاہور

۱۸۵۔ مکتوبات امام ربانی حضرت مجدد الف ثانیؒ رحمتہ اللہ علیہ دفتر اول دوم سوم، نول کشور کانپور بار ششم ۱۳۱۳ھ (۱۸۹۶ء)۔

۱۸۶۔ مکتوبات سعیدیہ۔ حضرت شیخ محمد سعید بن حضرت مجدد الف ثانیؒ مرتبہ حکیم عبدالمجید سیفی مجددی نقش بندی۔ ناشر مکتبہ سیفی بیڈن روڈ لاہور۔

۱۸۷۔ مکتوبات حضرت سید علی احمد شاہ گیلانی کیتھلیؒ (غیر مطبوعہ)

۱۸۸۔ مکتوبات سیفیہ۔ مرتبہ مولانا محمد اعظم مطبوعہ ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں صدر شعبہ اردو سندھ یونیورسٹی حیدر آباد۔

Marfat.com

۱۸۹۔ مکتوبات حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ مرتبہ شاہ رؤف احمد مطبوعہ حکیم عبدالمجید سیفی لاہور۔
۱۹۰۔ مکتوبات حضرت شاہ کمال کیتھلیؒ
۱۹۱۔ مکتوبات قطب ربانی امام علی شاہ مکان شریفی، محمد فضل مقیم ۱۹۴۰ء
۱۹۲۔ مناقب الحضرات (قلمی) محمد مراد۔
۱۹۳۔ منتخب التواریخ عبدالقادر بدایونی جلد اول ایشیاٹک سوسائٹی بنگال ۱۸۶۹ء
۱۹۴۔ ۱۹۳۔ منتخب التواریخ عبدالقادر بدایونی جلد دوم ایشیاٹک سوسائٹی بنگال ۱۸۶۹ء
۱۹۵۔ منشیات ماہرو عین الدین ماہرو۔ مرتبہ پروفیسر شیخ عبدالرشید علی گڑھ
۱۹۶۔ منہاج الصوفیاء۔ نورالدین۔ انوار المطابع دہلی ۱۳۲۲ھ
۱۹۷۔ نتائج الحرمین (قلمی) حضرت نسید آدم بنوریؒ مخزونہ اسلامیہ کالج لائبریری پشاور
۱۹۸۔ نزہۃ الخواطر جلد (چہارم) عبدالحیٔ بن فخر الدین الحسنی مطبوعہ دائرۃ المعارف عثمانیہ حیدرآباد دکن ۱۹۵۵ء
۱۹۹۔ نزہۃ الخواطر جلد پنجم۔۔۔۔۔۔ ایضاً ۔۔۔۔۔
۲۰۰۔ نقوش لاہور نمبر (مجلہ)
۲۰۱۔ نہ سپہر (مثنوی) امیر خسرو بہ تصحیح ڈاکٹر وحید مرزا کلکتہ ۱۹۴۸ء

Marfat.com

۲۰۲۔ وسیلۃ القبول الی اللہ والرسول۔ مکتوبات حجۃ اللہ محمد نقش بندی مطبوعہ ۱۹۶۳ء

۲۰۳۔ وصال احمدی (فارسی معہ اردو ترجمہ) بدرالدین سرہندی۔ شائع کردہ ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں ۱۳۸۸ء۔

۲۰۴۔ ہدیہء مجدد۔ وکیل احمد سکندرپوری مطبع مجتبائی دہلی ۱۳۱۱ھ

۲۰۵۔ ہفت روزہ الہام، بہاولپور، ۷ نومبر ۱۹۷۳ء مضمون بعنوان مخدوم سید علی احمد شاہ قادری الجیلانی از مسعود حسن شہاب دہلوی۔

۲۰۶۔ ہفت روزہ تحریک، ملتان ۲۰ دسمبر ۱۹۶۷ء مضمون بعنوان غوث الآفاق حضرت شاہ کمال قادری کیتھلی از محمد صدیق مرزا کیتھلی ایڈووکیٹ۔

۲۰۷۔ ہندوستان کے سلاطین۔ علماء اور مشائخ کے تعلقات پر ایک نظر سید صباح الدین عبدالرحمٰن ایم اے معارف پریس اعظم گڈھ ۱۹۶۴ء

208- AN ADVANCED HISTORY OF INDIAR.C.MAJUMDAR HC. RAY CHAUDHARY, KALIKIKAR DATTA.P.BY: MACMILLAN, NEW YORK, 1965

209- A NEW LIGHT ON AKBAR,S RELIGIOUS POLICY, BY: PROF: MUHAMMAD ASLAM

210- GAZETTEER OF KARNAL DISTRICT, 1883, A.D.GOVERNMENT OF THE PANJAB PUBLICATION.

211- ---------------DO---------------1884,A.D.

212---------------DO---------------1892, A.D.

Marfat.com

213————DO————1918,A.D.

214- LAHORE : ITS HISTROY, ARCHITECHURAL REMAINS AND ANTIQUITIES BY SYED MUHAMMAD LATIF.

215- SETTELMENT SCHEMES OF KARNAL DISTRICT BY A.M. STOW 1938.

216- THE SPIRIT OF ISLAM: BY AMIR ALI LONDON 1935.

217- THE MUSLIM COMMUNITY OF THE INDO - PAKISTAN SUB-CONTINENT: BY DR. ISHTIAQUE HUSSAIN QUERSHI,PUBLISHED BY: MOUTON AND CO: S-GRAVEN HAGE.

Marfat.com

Marfat.com

تعارف

نام : پروفیسر خورشید حسین بخاری

پیدائش : 5اپریل 1943ء مقام تراوڑی (مشرقی پنجاب)

تعلیم : فاضل فارسی ایم اے (اردو) ایم اے (فارسی) ایم او ایل ایل بی

پیشہ : پرنسپل گورنمنٹ اسلامیہ ڈگری کالج سانگلاہل (شیخوپورہ)

تالیفات :

(1) الکمال سوانح حضرت شاہ کمال قادری کیتھلی

(2) ریاض التاریخ (تاریخ اسلام زمانہ جاہلیت سے زمانہ حال تک مسلم ممالک کی تاریخ کے بارے میں اردو کتاب)

(3) دیوان سید کیتھلی (مرتبہ)

(4) مطالعہ ادبیات ایران

(5) ترجمہ مکتوبات امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی

(6) شعرائے کلاسیک فارسی

(7) ترجمہ گلستان سعدی

(8) تاج فصاحت وبلاغت

(9) ترجمہ کیمیائے سعادت

(10) بہترین اردو گرائمر اینڈ کمپوزیشن

(11) دہلی کا آخری یادگار مشاعرہ (مرتبہ)

(12) تذکرہ شاہ سکندر کیتھلی

(13) شاہان مغلیہ کے مذہبی رجحانات

(14) پاکستان میں تصوف (زیر ترتیب) مسودہ مکمل

مذکورہ بالا کتب کے علاوہ 1962ء سے اب تک ادبی اور تاریخی موضوعات پر بے شمار مضامین ومقالات اخبارات ورسائل میں شائع ہو چکے ہیں۔

Marfat.com

تعارف

نام : پروفیسر خورشید حسین بخاری

پیدائش : 5اپریل 1943ء مقام تراوڑی (مشرقی پنجاب)

تعلیم : فاضل فارسی ایم اے (اردو) ایم اے (فارسی) ایم او ایل ایل بی

پیشہ : پرنسپل گورنمنٹ اسلامیہ ڈگری کالج سانگلاہل (شیخوپورہ)

تالیفات :

(1) الکمال سوانح حضرت شاہ کمال قادری کیتھلی

(2) ریاض التاریخ (تاریخ اسلام زمانہ جاہلیت سے زمانہ حال تک مسلم ممالک کی تاریخ کے بارے میں اردو کتاب)

(3) دیوان سید کیتھلی (مرتبہ)

(4) مطالعہ ادبیات ایران

(5) ترجمہ مکتوبات امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی

(6) شعرائے کلاسیک فارسی

(7) ترجمہ گلستان سعدی

(8) تاج فصاحت وبلاغت

(9) ترجمہ کیمیائے سعادت

(10) بہترین اردو گرائمر اینڈ کمپوزیشن

(11) دہلی کالج کا آخری یادگار مشاعرہ (مرتبہ)

(12) تذکرہ شاہ سکندر کیتھلی

(13) شاہان مغلیہ کے مذہبی رجحانات

(14) پاکستان میں تصوف (زیر ترتیب) مسودہ مکمل

مذکورہ بالا کتب کے علاوہ 1962ء سے اب تک ادبی اور تاریخی موضوعات پر بے شمار مضامین ومقالات اخبارات ورسائل میں شائع ہوچکے ہیں۔

Marfat.com